رویت ہلال

فقہ اسلامی کی روشنی میں

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

Marfat.com

Marfat.com

جدید فقہی تحقیقات

رؤیت ہلال

اور

اختلاف مطالع کا مسئلہ

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ساتویں سیمینار منعقدہ مورخہ ۳۰
۱۹۹۴ تا ۲ جنوری ۱۹۹۵ دار العلوم ماٹلی والا گجرات میں
پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

۹۵-۶-۹۱

نام کتاب : رویت ہلال اور اختلاف مطالع کا مسئلہ
صفحات : ۴۷۶
قیمت : ۱۵۵/روپے
سن طباعت : جون ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز
۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵
ای میل: ifapublications@gmail.com
فون: 011 - 26983728, 26981327

مجلس ادارت

۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدر الحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مولانا عبید اللہ اسعدی

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

فہرست

ابتدائیہ	[illegible]	—
سوالنامہ		۱۰

باب اول: تفصیلی مقالات

رویت ہلال یا وجود قمر کا مسئلہ قرآن وسنت کی روشنی میں	مولانا محمد یعقوب قاسمی	[illegible]
ایک مقام کی رویت کا اعتبار دوسرے مقام کے لئے	[illegible]	۴۵
رویت ہلال اور اس سے وابستہ احکام	[illegible] قاسمی	۵۳
رویت ہلال سے متعلق پیدا ہونے والے مسائل اور حل	[illegible] ندوی	۶۵
رویت ہلال میں علم ہیئت کی حیثیت	مفتی [illegible]	۸۵
رویت ہلال میں اختلاف مطالع کا اعتبار	[illegible]	۱۰۸
رویت ہلال سے متعلق مسائل	[illegible]	[illegible]
رویت ہلال میں جدید آلات ووسائل سے مدد	[illegible]	[illegible]
شریعت میں اختلاف مطالع کا اعتبار	مفتی [illegible]	[illegible]
رویت ہلال سے متعلق مسائل کا شرعی حل	[illegible]	[illegible]
رویت ہلال اور ثبوت احکام [illegible]		[illegible]
رویت ہلال کے ثبوت میں خبر مستفیض کی اہمیت	مفتی [illegible]	۲۱۰
اسلامی مہینہ رویت سے یا حساب سے	[illegible]	۲۲۲

Marfat.com

رؤیت ہلال کے احکام	مولانا محی الدین قاسمی بڑودہ	٢٤٥
رؤیت ہلال کا مسئلہ اور اختلاف مطالع کے حدود	مولانا شعیب اللہ مفتاحی بنگلور	٢٦٠
رؤیت ہلال اور مطالع کی تحدید	مفتی نسیم الدین قاسمی	٢٨٠
رؤیت ہلال اور اعلان کے اصول وضوابط	مولانا مصطفی عبدالقدوس ندوی	٢٩٤
رؤیت ہلال کے شرعی اصول وضوابط	مولانا ابوبکر قاسمی	٣٣٤
رؤیت ہلال موجودہ تناظر میں	مولانا عزیز اختر قاسمی	٣٤٩
رؤیت ہلال ایک تفصیلی رپورٹ	مفتی سعید الرحمن قاسمی	٣٨٤
رؤیت ہلال کمیٹی	مولانا قاضی حسین احمد آسی	٤١٠

باب دوم: مختصر تحریریں

رؤیت ہلال اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان	مفتی عزیز الرحمن	٤٢٣
مسائل رؤیت ہلال	مولانا انیس الرحمن قاسمی	٤٣٠
رؤیت ہلال، اعلان وآداب	مولانا داؤد احمد	٤٣٦
جواب متعلقہ سوال رؤیت ہلال	مولانا محفوظ الرحمن	٤٤١
رؤیت ہلال کے اعلان کا شرعی ضابطہ	مولانا عبدالوہاب صاحب	٤٤٤
رؤیت ہلال سے متعلق سوالات کے جوابات	مولانا نعیم الدین	٤٤٦
رمضان کب شروع ہو، امکانی یا یقینی رؤیت پر	جناب عمر افضل	٤٥٤
رؤیت ہلال کا مسئلہ	جناب ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی	٤٦٣
مناقشہ		٤٦٧

Marfat.com

پیش لفظ

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق سورج اور چاند وقت کی پیمائش کا ذریعہ ہیں، اس لئے ان ہی سے عبادتوں کو متعلق رکھا گیا ہے، مثلاً فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں سورج سے متعلق ہیں اور رمضان المبارک کا آغاز نیز قربانی اور نماز عیدین چاند کے دیکھنے سے متعلق ہیں: "الشمس والقمر بحسبان" (سورہ رحمن: ۵) اور حج کی نسبت سے فرمایا گیا: "قل ھی مواقیت للناس فی الحج" (سورہ بقرہ: ۱۸۹)، البتہ چاند کے مہینے مسلسل مساوی دنوں پر مشتمل نہیں ہوتے، کبھی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا، اس لئے چاند کی میقات پر مبنی احکام کی بنیاد چاند دیکھنے پر رکھی گئی ہے؛ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ ختم بھی کرو۔

یہ ایک اصولی اور بنیادی حکم ہے، آگے اس کی تشریح و توضیح میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے، اور یہ اختلاف دو جہتوں سے ہے، اول: یہ کہ چاند کی رؤیت کے معاملہ میں پوری دنیا میں کہیں بھی ایک جگہ چاند کا نظر آجانا ہے اور اس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں پر اس سے متعلق احکام جاری ہوں گے، یا ہر علاقہ میں وہاں کی رؤیت معتبر ہوگی؟ اس سلسلہ میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں، ایک نقطۂ نظر کے مطابق مطالع کا اختلاف معتبر نہیں ہے اور ایک جگہ کی رؤیت پوری دنیا کے لئے ہے، اور دوسرے نقطۂ نظر کے حاملین کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے؛ لہٰذا ہر علاقہ کی رؤیت صرف اس علاقہ کے لئے ہی معتبر ہوگی، ان دونوں [illegible] فقہاء کی ایک بڑی تعداد ہے۔

Marfat.com

دوسری قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ رؤیت سے رؤیتِ بصری - یعنی آنکھوں سے چاند کا دیکھنا مراد ہے یا رؤیت معنوی —— یعنی دیکھے بغیر کسی اور ذریعہ سے رؤیتِ ہلال کی اطلاع بھی کافی ہے؟ جو لوگ رؤیتِ ہلال میں فلکیاتی تحقیق کو معتبر مانتے ہیں، وہ اس دوسرے نقطۂ نظر کے قائل ہیں اور اس سلسلہ میں اہلِ علم نے دو تین شخصیتوں کا ذکر کیا ہے اور اسے قولِ شاذ شمار کیا ہے، اکثر اور جمہور فقہاء ہر دور میں پہلی رائے کے قائل رہے ہیں۔

مسلمان حکومتوں میں حکومت کا اعلان اور اس کی تحقیق کو فقہاء نے کافی سمجھا ہے، اس لئے عام طور پر ایسے ممالک میں رؤیتِ ہلال کے مسئلہ کو لے کر کوئی بڑی نزاع پیدا نہیں ہوتی ہے اور ایسی صورت حال نہیں بنتی ہے کہ ایک ہی شہر؛ بلکہ ایک ہی محلہ اور بعض اوقات ایک ہی خاندان میں دو اور تین دنوں عید کرنے کی نوبت آجائے؛ لیکن جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں یہ اختلاف بہت ہی ناشائستہ کیفیت اختیار کر لیتا ہے اور دوسری قوموں کے سامنے مسلمانوں کی ملت اور اسلام کے بارے میں غلط فہمی کا باعث بنتا ہے، چاہے ہندوستان ہو یا برطانیہ اور کناڈا، ہر جگہ مسلمان اس صورت حال سے دوچار ہیں۔

شریعت کے تمام احکام مکمل، قانونِ فطرت سے ہم آہنگ اور حکمت و مصلحت کے مطابق ہیں، لیکن مسلکی کشاکش، جماعتی اور تنظیمی عصبیتیں، روابط کا فقدان اور نظم و نسق کی کمی نزاع اور اختلاف کا سبب بنتی ہیں، اگر ملک کے مختلف علاقوں میں مقامی اور دار السلطنت میں مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹیاں ہوں، یہ کمیٹیاں تمام مسلک و مشرب اور جماعتوں کی نمائندگی کرتی ہوں اور وہ باہمی اتفاق سے فیصلہ کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس نزاع سے بچا نہ جاسکے اور مسلمان اپنے آپ کو جگ ہنسائی سے بچا نہ سکیں، مگر افسوس کہ آپسی رنجشیں اور کدورتیں اس درجہ بڑھ گئی ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف گروہ دریا کے دو کنارے بن گئے ہیں، جو ایک دوسرے سے کبھی مل نہیں سکتے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کی صلاحیت سے بھی

محروم ہیں۔

گجرات کے مسلمان چونکہ مختلف مغربی ممالک میں بڑی تعداد میں آباد ہیں اور ایک بڑی مدت تک انہوں نے اپنے دینی تشخص کو بھی باقی رکھا ہے اس لئے وہ اس صورت حال سے زیادہ دوچار رہتے ہیں۔ اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے سیمینار منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۲ جنوری ۱۹۹۵ء دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ (گجرات) میں جن موضوعات پر بحث کی گئی ان میں رویت ہلال کا مسئلہ بھی تھا۔ یہ مقالات اتفاق سے اب تک طبع نہیں ہو پائے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کسی قدر تاخیر سے سہی لیکن اب یہ اہم مجموعہ طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے۔ جس کو اکیڈمی کے شعبۂ علمی کے رفقاء مولانا نذیر احمد قاسمی اور مولانا محمد امین قاسمی نے مرتب کیا ہے۔ یہ مجموعہ چار ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب تمہیدی امور پر ہے، دوسرے باب میں تفصیلی مقالات ہیں، تیسرے باب میں موضوع سے متعلق مختصر تحریریں ہیں اور چوتھا باب سیمینار میں ہونے والے مناقشات و مباحثات پر مشتمل ہے۔ قارئین محسوس کریں گے کہ ان تحریروں میں مختلف نقطۂ نظر کو علمی متانت اور دلائل و شواہد کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

امید ہے کہ اس موضوع کے علمی پہلو پر غور کرنے کے لئے یہ مجموعہ رہنما اور ممد و معاون ثابت ہوگا۔ البتہ اصل مسئلہ تنظیم و تنسیق کا ہے کہ امت کے مختلف دھڑوں میں اتحاد کے ساتھ رویت ہلال کے بارے میں فیصلہ کرنے کا مزاج نہیں بنتا، اس کے لئے دینی تنظیموں اور [illegible] اختلاف کی راہ سے [illegible] ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی اور باہمی یکجہتی کی فضا پیدا ہو سکے۔ واللہ ولی التوفیق وھو المستعان۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(سکریٹری)

سوالنامہ

اسلام نے متعدد عبادات اور شرعی احکام کو قمری ماہ و سال سے وابستہ کیا ہے، اور قمری ماہ کے آغاز کا مدار ہلال کی بصری رویت پر رکھا ہے خصوصاً روزہ جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کا آغاز و اختتام، اسی طرح دونوں اسلامی تہواروں عید الفطر اور عید الاضحیٰ (جن کی حیثیت اصلاً عبادت کی ہے) کی ادائیگی بھی قمری ماہ و تاریخ سے وابستہ ہے، اس لئے رویت ہلال سے متعلق قدیم و جدید سوالات کا شرعی حل ایک اسلامی فریضہ ہے، جو بابصیرت اور دقیق النظر علماء اور اصحاب افتاء پر عائد ہوتا ہے، رویت ہلال کے بارے میں کچھ اہم اور بنیادی مسائل پر علماء کی طرف سے متفقہ رائے نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے، جس سے روزہ جیسی اہم عبادت اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کی پُر مسرت تقریبات متاثر ہوتی ہیں، ذرائع ابلاغ کی نئی ایجادات اور بعض علاقوں میں نظام قضاء کے فقدان کی وجہ سے بھی بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں، لہٰذا اس سلسلہ میں چند بنیادی سوالات اصحاب علم و تحقیق اور علماء و فقہاء کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں کہ آپ حضرات ان سوالات پر واضح اور مدلل جواب تحریر فرمائیں گے۔

۱- (الف) رویت ہلال کے سلسلے میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

(ب) اگر مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے تو اس کے حدود کیا ہیں؟

(ج) ہندوستان بشمول پاکستان و بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے یا مختلف؟ بالخصوص جبکہ ان علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف ہے۔

Marfat.com

(د) اگر مطلع ایک ہے تو کیا کسی حصہ میں ۲۹ تاریخ کو رویت ہلال کا ثبوت اور اس کا اعلان بھی کر دیا جائے تو ملک کے دوسرے خطے کے مسلمانوں پر کیا یہ لازم ہے کہ وہ اس اعلان کے مطابق عمل کریں یا اپنے مقامی قاضی اور جہاں نظام قضا نہ ہو وہاں کی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کریں؟ اور کیا دوسرے اس خطے کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی اس اعلان کی پابند ہے؟

(ہ) ایک خطہ میں اگر رویت ہو جائے تو دوسرے خطہ تک اس کی خبر بذریعہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے ملتی ہے تو اس خبر پر کیا عمل کرنا صحیح ہوگا؟ کیا ان سے اعتبار کے کچھ شرائط ہیں؟ اور کیا ان کے مابین احکام میں کچھ فرق ہے؟

۲- ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اکثر موسم کا فرق رہتا ہے، اور فضا میں ابر، دھواں، غبار یہ مختلف طرح کی کثافت کے اعتبار سے بھی ان کے مابین فرق ہے، اس لئے قمری مہینے کی ۲۹ تاریخ کو جب مطلع یکساں صاف یا گرد آلود نہیں رہتا ہے تو:

(الف) کیا رویت کے لئے فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے؟ تاکہ یہ معلوم ہو کہ آج افق پر چاند کی رویت کا امکان ہے یا نہیں؟

(ب) بعض قدیم اور جدید علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی رویت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطہ سے رویت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو کیا اسے قبول کیا جائے گا، یا یہ سمجھا جائے کہ ان کو غلطی ہوئی ہے شہادت رد کر دی جائے گی؟

(ج) چاند کی رویت کے لئے کیا جدید مشینوں سے مدد لی جاسکتی ہے؟ جن سے علم ہو سکے کہ آج مطلع صاف ہے یا گرد آلود، کثافت زدہ ہے، اور چاند کی رویت ممکن ہے یا نہیں؟

(د) اگر ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بنا پر قاضی نے آغاز رمضان

کا اعلان کر دیا ہو، اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہو چکی ہو، ۳۰ رمضان کی شام کو موسم بالکل صاف ہو، اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود بھی عید کا چاند دکھائی نہ پڑا ہو تو کیا اگلے دن عید الفطر کا دن قرار دے کر عید منائی جائے گی؟ یا یہ سمجھا جائے گا کہ جس فرد واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا، یا اس نے غلط بیانی سے کام لیا، لہٰذا اگلے دن کو رمضان کی ۳۰ تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا؟

۳- (الف) رمضان و عیدین کے ثبوت کے لئے جبکہ مطلع صاف ہو تو کتنے افراد کی چاند دیکھنے کی شہادت کافی ہوگی؟ چاند دیکھنے والوں کے لئے عدل کا وہ معیار ضروری ہے جو فقہاء نے عام طور پر لکھے ہیں؟ یا موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا، اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے؟ اور کیا مستور الحال کی شہادت معتبر ہوگی؟

(ب) چاند دیکھنے والوں کے لئے کیا قاضی کے پاس جا کر یا جہاں نظام قضاء نہ ہو وہاں کے مقامی علماء یا رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کے پاس شہادت دینا ضروری ہے؟ چاند دیکھنے والوں کا بیان اصولی طور پر شہادت ہے یا خبر؟ اگر شہادت ہے تو کیا اس کے لئے شہادت اور مجلس قضا اور شہادت کی دیگر شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

(ج) چاند دیکھنے والوں کے لئے کیا فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے؟ اور اگر چاند دیکھنے کے بعد چند گھنٹوں کی تاخیر یا ایک دن اور اس سے زائد کی تاخیر کے بعد شہادت دے تو کیا ان کی شہادت قبول کی جائے گی یا رد کر دی جائے گی؟ خصوصاً جبکہ رمضان و عید الفطر کے موقع پر تاخیر سے اعلان کی صورت میں مسلمانوں کے مابین شدید اختلاف و انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

۴- (الف) صوبہ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو کیا اس کے حلقہ قضا

کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل ضروری ہوگا یا نہیں؟

(ب) قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں اعلان ہو تو اس کا اعلان اعلانِ سلطان کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

(ج) ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رویت کا اعلان کیا تو کیا یہ صرف اسی صوبہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا یا پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے؟ نیز دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے حق میں وہ محض اطلاع ہے یا ان کے حق میں بھی اعلانِ سلطان کا درجہ رکھتا ہے؟

(د) ریڈیو سے رویت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ خود قاضی یا کوئی ذمہ دار شخص اعلان کرے، اگر تجربہ سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے نشر کیا جا رہا ہے تو کیا اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

۵- (الف) بعض ملکوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے اور [illegible] چاند کی رویت ۲۹ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے جیسے برطانیہ کہ سال کے پچھتر فیصد [illegible] چاند ۲۹ تاریخ کو نظر نہیں آتا تو کیا ایسی جگہوں میں ہمیشہ ۳۰ دن کا مہینہ شمار کرکے رمضان وعیدین کا فیصلہ کیا جائے؟

(ب) اگر ہر مہینہ ۳۰ دن کا شمار کیا جاتا ہے تو سال کے دنوں میں [illegible] کے حساب سے چند دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے اور چار سال میں ایک مہینے کا فرق ہو جاتا ہے تو کیا ایسی جگہوں میں چاند کی رویت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کیا جائے؟ یا شرعی معاملات میں رویت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے؟

Marfat.com

ملک کے چند شہروں یا صوبوں کے رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کی طرف سے رویت کی ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن ان کی طرف سے رویت کا جو اعلان کرتے ہیں، دوسرے علاقوں کے ذمہ داران کس حد تک ان اعلانات پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ کیا ان اعلانات کی بنیاد پر وہ رویت کا ثبوت مان کر اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں؟ اور اس کے لئے کیا کم از کم تین جگہوں کا اعلان درکار ہوگا؟

☆☆☆

پہلا باب

تفصیلی مقالات

Marfat.com

رؤیت ہلال یا وجود قمر کا مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا یعقوب اسماعیل منشی قاسمی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مغربی دنیا یورپ وامریکہ میں بسنے والے مسلمانوں میں اسلامی ماہ بالخصوص رمضان وعیدین کے تعین کے بارے میں یہ رجحان بڑھتا جارہا ہے کہ اسلامی ماہ کے آغاز کے لئے رویت بصری یعنی آنکھ سے چاند دیکھنا ضروری نہیں، بلکہ غروب آفتاب کے بعد چاند کا افق پر موجود ہونا کافی ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں رمضان وعیدین کے تعین اور اسلامی ماہ کے ثبوت کے بارے میں جو بنیادیں ہیں اور آج تک امت مسلمہ کا اس بارے میں جو قول وفعل رہا ہے اس کو واضح کیا جائے تا کہ مسئلہ سمجھ میں آسکے۔

شریعت مطہرہ میں اسلامی ماہ کے صحیح تعین کا مسئلہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے صحیح تعین پر رمضان وعیدین کے علاوہ دوسرے بہت سے دینی امور کا مدار ہے۔ اس کے دین فطرت ہونے کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے اسلامی ماہ کے تعین میں اصول فطرت اور دین سماحت پر مبنی قمری طریقہ حساب پسند فرمایا ہے۔ اسلامی تقویم کی خصوصیت یہ ہے کہ سال بیسہ (یعنی لیپ) کے بغیر ۱۲ قمری مہینوں کا ہوتا ہے، یکم محرم سے سال شروع ہوتا ہے اور رویت ہلال کی شام سے مہینہ شروع ہوتا ہے۔ مذہبی امور کی انجام دہی کا دارومدار قمری تاریخوں پر ہے۔ معاشرے

برطانیہ۔

میں آغاز کے لئے رویت ہلال کے علاوہ کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

اسلامی سال شمسی سال (جو کہ موسموں کے ساتھ چلتا ہے) سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسموں میں آتے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہجری تقویم کے تقریباً ۳۳ سال میں سارے اسلامی مہینے تمام موسموں میں دورہ پورا کر لیتے ہیں۔ اگر موسموں کے ساتھ مطابقت کے لئے شمسی سال اختیار کیا جاتا یا قمری حساب ہی میں اور تقویموں کی طرح "لوند" کے مہینے شامل کر کے بعض سالوں کو عام سالوں سے لمبا کر کے اس رجعت ایام کا ازالہ کر دیا جاتا تو نتیجہ ظاہر ہے ہوتا کہ ماہ صیام خواہ موسم گرما میں واقع ہوتا یا موسم سرما میں نصف کرۂ ارض کے مسلمانوں کے لئے وبال ہو جاتا۔ مثلاً دسمبر شمالی دنیا کے لئے موسم سرما کے سبب چھوٹے دنوں اور لمبی راتوں کا مہینہ ہے۔ اگر رمضان کا مہینہ ہر سال دسمبر میں آتا تو نصف شمالی دنیا کے لئے رحمت اور کرۂ ارض کے جنوبی حصے والوں کے لئے زحمت بن جاتا۔ اور یہ کیفیت دوامی ہوتی اس میں تبدیلی نہ ہوتی۔ اس لئے اسلامی مساوات و ہمہ گیری کے تقاضے کے مطابق اسلامی سال کے حساب کا مدار لوند وغیرہ انسانوں کے وضع کردہ قواعد سے پاک خالص قمری حساب پر رکھا گیا تا کہ مذہبی اور اسلامی شعائر یعنی روزہ، حج وغیرہ ادلتے بدلتے موسموں میں آتے رہیں۔

(لوند: وہ مہینہ جو ہر تیسرے حساب سے بڑھایا جاتا ہے تا کہ موسم اور قمری مہینوں میں مطابقت ہو جائے جیسا کہ یہود اور ہندو کرتے ہیں)۔

اسلامی سال اور ماہ پر مبنی احکامات

مہینوں کی تعداد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے" (توبہ: ۳۶)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں اسلامی سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، اس میں کمی و بیشی

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ اس لئے اسلامی سال میں "لوند" کے مہینہ کی قطعی گنجائش نہیں۔ قرآن کریم میں بعض احکامات کو صراحتاً مہینوں سے مربوط کیا گیا ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات سے ظاہر ہے:

الف- رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا (بقرہ: ۱۸۵)۔

ب- حج کے مہینے متعین و معروف ہیں (بقرہ: ۱۹۷)۔

ج- جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی ان کے لئے مہلت ہے چار مہینے کی (بقرہ: ۲۲۶)۔

د- اور جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی عورتیں تو چاہئے کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن (بقرہ: ۲۳۴)۔

ھ- پھر جس کو میسر نہ ہو (غلام) تو روزے رکھے دو مہینوں کے متواتر (مجادلہ: ۴)۔

اسلامی ماہ کا شرعی ثبوت

اسلامی ماہ کی ابتداء و انتہاء کے بارے میں قرآن کریم میں کوئی آیت کریمہ موجود نہیں۔ البتہ ماہ رمضان کے بارے میں وارد ہوا ہے:

ترجمہ: تم میں سے جو چاند دیکھے وہ روزہ رکھے (بقرہ: ۱۸۵)۔

مفسر قرآن علامہ ابوبکر جصاص رازی نے اسی کو اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: مسلمانوں کا اس آیت کے معنی پر اتفاق ہے کہ رمضان کے روزے کے وجوب کے لئے چاند کی شرعی رؤیت کا اعتبار ہے۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ چاند کی شرعی رؤیت ہی "شہود شہر" ہے جس کا ذکر آیت کریمہ میں ہے۔

علامہ ابن رشد اپنی معروف تصنیف المجتہد (۱-۲۹۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: "شہود شہر" سے مراد چاند کی رؤیت کا علم اور یہاں علم سے مراد یقین ہے بغیر شک

Marfat.com

دور نہیں ہوتا، نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا ہے نہ چھوڑو شعبان کے یقینی ماہ کو سوائے رمضان کے یقین کے، اور رمضان کا یقین رؤیت سے ہوسکتا ہے یا تیس دن پورے کرنے سے، یقیناً اس کے علاوہ اور طریقہ نہیں جو شک وشبہ سے بالاتر ہو۔

"شہد" کا دوسرا معنی علم کے ہیں، ترجمہ یوں ہوگا: جسے ماہ رمضان کا علم ہو وہ روزہ رکھے۔ علم سے مراد رؤیت کا علم یا کسی اور ذریعہ سے بغیر رؤیت بصری کے ماہ کے شروع ہونے کا علم ہے۔

"شہد" کے تیسرے معنی ہیں: پانا۔ حاضر ہونا، موجود ہونا، اور "شہر" کا معنی مہینہ۔ ترجمہ یوں ہوگا: پس تم میں سے جو اس ماہ میں حاضر ہو وہ پورے ماہ کے روزے رکھے۔

"شہد" کے آخری معنی میں اکثر مفسرین کے اپنے قول ہیں۔ بوجہ اختصار متقدمین میں سے دو کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔

علامہ زمخشری کشاف (۱/ ۳۳۶) میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جو شخص رمضان کے مہینہ میں مقیم ہو مسافر نہ ہو اسکو چاہئے کہ روزے رکھے افطار نہ کرے"۔

اور لفظ "شہر" ظرف کی بنا پر منصوب ہے، ایسے ہی "فلیصمه" میں ضمیر ھاء "شھدت الجمعة" کی طرح مفعول بہ نہیں، کیونکہ مسافر اور مقیم دونوں ہی مہینہ میں حاضر ہیں۔

حافظ ابن کثیر اپنی معروف تفسیر (۱/ ۲۲۲) میں فرماتے ہیں:

"یہ حتمی لزوم ہے، یعنی جو رمضان میں اپنے وطن میں مقیم اور تندرست ہو اس پر لازم ہے کہ روزے رکھے، اس سے پہلے کی آیت میں وطن میں مقیم تندرست کو رمضان میں فدیہ دے کر افطار کی رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

دور حاضر کے مفسرین و مترجمین میں سے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن، علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع وغیرہ نے بھی "شہد" کا ترجمہ "پانا، حاضر ہونا، موجود ہونا" سے کیا ہے۔

اسلامی ماہ کے ثبوت کے بارے میں احادیث

اسلامی ماہ بالخصوص رمضان و عیدین کی ابتداء و انتہاء کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے مندرجہ ذیل روایات منقول ہیں:

۱- چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ، اور اگر چاند مستور ہو یعنی چھپ جائے تو تیس دن پورے کرو (بخاری، مسلم، نسائی)۔

۲- چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو نہ افطار کرو، اور چاند مستور ہو تو تقدیر کرو (بخاری شریف)۔

۳- بے شک اللہ تعالیٰ نے چاند کو وقت کی علامت بنایا ہے، جب اسے دیکھو روزہ رکھو اور جب دیکھو تو عید کرو، اور اگر تم سے چاند پوشیدہ رہے تو تقدیر کرو، یعنی تیس دن پورے کرو (مستدرک حاکم، [illegible] بیہقی)۔

۴- رمضان کا چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور جب تک عید کا چاند نہ دیکھو روزے رکھتے رہو، اور اگر دیکھنے میں بادل حائل ہو تو تیس دن مکمل کرو ([illegible])۔

کتب احادیث میں ثبوت رمضان و عیدین کی روایات میں چاند مستور ہونے کی صورت میں دو قسم کے جملے منقول ہیں: "فاقدروا لہ" اور "فاکملوا العدۃ"۔ ان روایات میں مذکورہ الفاظ کی روشنی میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور ائمہ کا یہی قول ہے کہ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں مہینے کے تیس دن پورے کیے جائیں، [illegible]

اور اسلاف نے احادیث کے یہی معنی سمجھے ہیں اور اسی کے مطابق آج تک امت کا عمل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہ نے اس پر امت کا اجماع نقل کیا ہے اور ائمہ اربعہ کا متفق یہ مسلک یہی ہے۔

لفظ "فاقدروا له" کے معنی بھی دوسری روایات کی روشنی میں یہی ہے کہ "پورا کرو"۔ بخاری کے حاشیے پر اعدوئی میں لکھا ہے کہ تقدیر اتمام کے معنی میں بولا جاتا ہے، قرآن کریم میں بھی "لکل شیئ قدرا" "تماما" کے معنی میں آیا ہے، یہ مجمل ہیں اور اتمام و اکمال والے الفاظ مفسر ہیں۔

امام احمد اور بعض کا خیال ہے کہ "فاقدروا له" کا معنی ہے کہ مہینے میں تنگی کرو اور بادل کو بادلوں کے اوپر سمجھو اور احتیاطا روزہ رکھو، مگر حنبلی فقیہ علامہ ابن قدامہ نے "فاقدروا له" کی تفسیر اکمال عدۃ سے کی ہے۔

جمہور نے "فاقدروا له" کی تفسیر تقدیر سے کی ہے نہ کہ تضیق سے، اور ابن عمر کا عمل احتیاطی ہے جس پر اعتماد روایت اکمال عدۃ (تیس دن) کے خلاف ہے (المغنی ۳/۹۰)۔

حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" میں اکمال عدۃ کو جمہور کا مسلک بتایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"حدیث کے الفاظ "فاقدروا له" کے بارے میں جمہور کی مراد یہ ہے کہ ماہ ابتداء سے گن کر تیس دن پورے کرلو، اس تاویل کی ترجیح دوسری ان روایات سے بھی ہوتی ہے جس میں صراحۃ "اکمال عدۃ ثلاثین" فرمایا گیا ہے، اور بہتر یہی ہے کہ حدیث کی تفسیر حدیث سے کی جائے (فتح الباری ۴ ص ۱۲۵)۔

افق پر وجود قمر پر اسلامی ماہ کا ثبوت

تابعین میں سے مطرف بن عبداللہ شخیر، قاضی ابوطیب، ابن سریج، ابن قتیبہ، ابن دقیق العید اور تقی الدین سبکی کی رائے یہ ہے کہ اسلامی ماہ کی ۲۹ رتاریخ کو ابر و باد یا کسی بھی خارجی

Marfat.com

عارض کی وجہ سے چاند کی رؤیت نہ ہو سکے، اور حساب فلکی قطعی طور پر بتاتا ہے کہ اگر کوئی عارض نہ ہوتا تو یقیناً چاند کی رؤیت ہوتی، اس لئے ہم کو اعتبار کرنا ہوگا، یا اتنا ہی حساب رؤیت کی پڑے۔

قطع نظر اس سے کہ اسلامی ماہ کے ثبوت کے بارے میں جمہور اسلاف میں سے کوئی بھی رؤیت بصری کے بجائے حساب فلکی کا قائل نہیں اور جو قائل ہیں ان کی مراد بھی قران شمس و قمر کے بعد ہلال کا افق پر موجود ہونا نہیں ہے، قران شمس و قمر کے بعد ہلال کا آفتاب کی شعاعوں سے اتنا دور ہونا ہے کہ اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو اس کی رؤیت ممکن بلکہ یقینی ہوتی، وہ بھی حساب فلکی کے امکان رؤیت کے قائل ہیں۔

افق پر موجودگی کے نظریہ کی تردید کرتے ہوئے علامہ تقی الدین سبکی تحریر فرماتے ہیں:

"میرے خیال میں مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ چاند کا آفتاب سے اس طرح جدا ہونا کہ آفتاب سے قرب کی وجہ سے اس کی رؤیت غیر ممکن ہو جیسا کہ بتاتے ہیں غروب آفتاب کے وقت یا اس سے پہلے، یہ جدائی ابتدائے شریعت سے کسی حکم کا سبب نہیں [illegible]"

علامہ تقی الدین ابن دقیق العید شرح عمدۃ الاحکام میں تحریر فرماتے ہیں:

"میں یہ کہتا ہوں کہ ثبوت روزہ کے بارے میں اس حساب فلکی کا شرعاً اعتبار نہیں جو قران شمس و قمر کے فوراً بعد ہو، جیسا کہ منجمین حساب لگاتے ہیں کہ رؤیت سے ایک یا دو دن مقدم کرتے ہیں، کیونکہ یہ دین میں ایک ایسے سبب کا احداث ہے جس کا اعتبار شریعت نے نہیں کیا" (شرح عمدۃ الاحکام [illegible])۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

"راجح یہ ہے کہ ہلال غروب آفتاب کے بعد افق پر اتنی دیر باقی رہے کہ اس کے مطابق اس کی رؤیت ممکن ہو سکے۔

Marfat.com

دور حاضر کے دوسرے محقق ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی بھی یہی رائے ہے (الفقہ الاسلامی ۲/ ۶۰۰)۔

نماز کے لئے وجود وقت سبب ہے

وجود قمر پر اسلامی ماہ کے ثبوت کے بارے میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اسلام کے رکن نماز کے اوقات میں اصل مدار آفتاب کی گردش کی ظاہری علامات طلوع، غروب، زوال، مثل، مثلین، صبح صادق، غروب شفق ہیں، مگر آج علماء، فقہاء اور عامۃ المسلمین میں سے کوئی بھی اوقات نماز کے لئے آسمان کی طرف نگاہ کرکے ان علامات کو نہیں دیکھتا، بلکہ حساب فلکی کے مطابق بنا ہوا اوقات نماز کا نقشہ اور تقویم دیکھ کر بلا تکلف نماز ادا کرتا ہے اور افطاری بھی اسی کے مطابق کرتے ہیں، اس پر قیاس کرتے ہوئے اسلامی ماہ کے ثبوت میں آبزرویٹری کے حساب کو کیوں نہیں مانا جاتا اور اس کے مطابق اسلامی ماہ اور رمضان وعیدین متعین کیوں نہیں کئے جاتے، اس سلسلے میں علامہ قرافی تحریر فرماتے ہیں کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز کے لئے وجود وقت کو سبب قرار دیا ہے، اور وجود وقت کا علم جس طریقہ سے بھی ہو جائے نماز کا حکم لازم ہو جائے گا، اور اوقات نماز میں وسعت ہے (فروق: ۱۰۲)۔

دوسری بات یہ ہے کہ آفتاب کی گردش سال، ماہ اور تاریخ کے اعتبار سے متعین اور غیر متبدل ہے، مثلاً ۲۰؍ جنوری ۱۹۹۴ء کو برطانیہ اور کرہ ارض کے جس افق پر جتنے بجے طلوع، غروب، زوال، صبح صادق، سحری اور افطاری وغیرہ کا جو وقت تھا گذشتہ سالوں میں اس تاریخ پر یہی وقت تھا، اور آئندہ سالوں میں مذکورہ تاریخ پر یہی وقت ہوگا، اس میں کسی قسم کا فرق نہ ہوگا، یہ تجربہ سے ثابت شدہ بات ہے، اس لئے اوقات نماز میں ایک مرتبہ تجربہ کرکے جو بھی حساب متعین کیا جائے گا وہ ہمیشہ کے لئے معمول بہ ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دور میں

جدید علم فلک ترقی کی انتہا پر ہے جس نے آفتاب و ماہتاب کی رفتار کو منٹ و سکنڈ کے حساب سے منضبط کیا ہے جس کی ادنیٰ مثال انسان کا چاند پر قدم جمانا اور چاند و سورج گہن کے بارے میں قبل از وقت پیش گوئی ہے جو مقام و وقت کے مطابق برسوں کے تجربات میں قطعاً صحیح ثابت ہوئی ہے۔

ان سب کے باوجود یہ بات قابل غور ہے کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اسلامی ماہ اور رمضان و عیدین کے تعین کے ثبوت کے لئے چاند کی بصری رویت کو بنیاد قرار دیا ہے نہ کہ وجود قمر کو، کیونکہ چاند تو افق پر ۲۴ گھنٹے موجود ہے اس کے معدوم ہونے کا سوال ہی نہیں اور رویت خالص عملی اور حسی امر ہے حسابی یا نظریاتی نہیں، کیونکہ حساب و آلات امکان رویت کو بتا سکتے ہیں، فلکی حساب سے مقام متعین پر حتمی اور یقینی رویت بتانے کے باوجود غروب آفتاب کے وقت افق پر مطلع ابر وغیرہ کی وجہ سے ہلال کی رویت نہ ہو سکے۔ ہلال کی رویت نہ ہو سکے تو اس سے حساب کو کوئی فرق نہیں پڑتا، مگر چاند کی رویت نہ ہونے کی وجہ سے شرعاً اسلامی ماہ، رمضان اور عیدین کے تعین کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

تہہ خانے میں محبوس شخص پر قیاس

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تہہ خانے میں بند ہو اس کو شعبان کے تیس دن پورے ہونے پر یا اپنے اجتہاد سے یہ معلوم ہو جائے کہ آج رمضان ہے تو اس پر روزہ فرض ہے اگرچہ اس نے نہ تو خود چاند دیکھا ہے اور نہ ہی دیکھنے والے نے اس کو اطلاع دی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ثبوت صوم کے لئے رویت شرط نہیں بلکہ علم ہونا کافی ہے۔ ان دو وجوہات کی بنا پر یہ قیاس صحیح نہیں ہے:

Marfat.com

اور صحت قیاس کی شرائط میں سے ہے کہ مقیس علیہ منصوص ہو۔

۲- تہہ خانے میں محبوس شخص کے لئے معذور ہونے کی وجہ سے اجتہاد جائز ہے، تہہ خانے سے نکلنے کے بعد جب غلطی کا علم ہوگا تو قضا واجب ہوگی۔ اس پر صحیح وتندرست کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، یہ قیاس ایسا ہی ہے کہ معذور ومریض کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے کسی تندرست کو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت دے دی جائے۔

شرعی وفلکی ماہ کی ابتداء وانتہاء

۱- فلکی ماہ کی ابتداء اجتماع شمس وقمر کے فوراً بعد افق پر موجود غیر مرئی ہلال سے ہوگی جبکہ شرعی ماہ کی ابتداء اجتماع شمس وقمر کے بعد ہلال کی بصری رؤیت سے ہوگی، نہ ہونے کی صورت میں تیس دن پورے کرنے سے ہوگی۔

۲- اجتماع شمس وقمر ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت ہوتا ہے، جبکہ شرعی ماہ کی ابتداء ہمیشہ غروب آفتاب سے ہوگی۔

۳- فلکی ماہ کی مقدار ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ہے، جب کہ شرعی ماہ کی مقدار پورے ۲۹ یا ۳۰ دن ہوگی۔

۴- فلکی ماہ شرعی ماہ سے ہمیشہ ایک یا دو دن پہلے شروع ہوگا، اسی طرح ختم بھی پہلے ہوگا۔ اس کے برعکس شرعی ماہ ہمیشہ فلکی ماہ سے ایک یا دو دن مؤخر شروع ہوگا اور مؤخر ختم ہوگا۔

افق پر وجود قمر کے فارمولا کی قباحتیں

پہلی قباحت: اس فارمولا کی بنیاد فلکی ماہ ہے جو محاق (یعنی نئے چاند) سے شروع ہو کر محاق پر ختم ہوتا ہے۔ اور محاق ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت ہوتا ہے، اس لئے فلکی ماہ کی مقدار ہمیشہ

Marfat.com

شمسی ۲۹-۳۰ دن سے بجائے ۲۹ دن اور دن کا کچھ حصہ ہوں۔ اس قباحت کو دور کرنے کے لئے محاق پر تعین کے بجائے اس کو حقیقی غروب آفتاب تک لے جایا گیا، اور مزید یہ شرط بھی اضافی پڑی کہ غروب آفتاب کے وقت چاند افق پر موجود ہو، چاہے ایک منٹ کے لئے۔ یہ نئی شرط کس شرعی دلیل کے تحت وضع کی گئی ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلامی ماہ مکمل ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوگا، اور چودہ صدی سے اس پر امت کا اجماع ہے۔

دوسری قباحت: ہمارے سامنے افق پر وجود قمر کی بنیاد پر جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق شعبان ۱۴۱۴ھ کی مرتب کردہ سالانہ تقویم ہے جس میں یکم ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ کی حسابی کیفیت حسب ذیل ہے: محاق ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء وقت ۰۷-۱۷ غروب آفتاب ۳۹-۱۹ غروب ماہتاب ۰۰-۱۹۔ افق پر غروب آفتاب کے بعد چاند ایک منٹ رہے گا۔ اصول کے مطابق یکم ذی الحجہ ۱۱ مئی کو ہونی چاہئے مگر ایسا کرنے سے ذیقعدہ ۲۸ دن کا ہو جاتا اور ذی الحجہ ۳۱ دن کا ہو جاتا تھا، جبکہ قمری ماہ صرف ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اپنے بنائے ہوئے اصول کے خلاف ذی الحجہ کی ابتداء ۱۲ مئی سے کرنی پڑی۔ یہ قباحت آئندہ بھی ہر سال ہوتی رہے گی جو اس فارمولے کے غیر شرعی ہونے کے علاوہ ناقص اور غیر معقول ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

اتحاد و اتفاق

دین اسلام کی بنیادیں قیامت تک کے لئے اٹل ہیں۔ اس میں تبدیلی کا حق اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی نبی یا ولی کو بھی نہیں کہ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کے اوقات سے بدل کر ان کا قائم مقام کرے۔ اسی طرح قبلہ کعبہ کو بدل کر دوسرا قبلہ متعین کرے، یا ماہ رمضان کے مہینے سے بدل کر روزے کا مہینہ بنائے، یا حج اس کے وقت اور اس کے مقام کو وقت و مقام سے بدل دے۔ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے یہ حرکت کی تو قرآن کریم

Marfat.com

نے اسے نسئی سے تعبیر کرتے ہوئے زیادتی اور کفر بتایا۔

اسی طرح شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے: "صوموا لرؤيته و أفطروا لرؤيته" فرما کر اسلامی ماہ کی ابتداء وانتہاء اور رمضان وعیدین کے تعین کا مدار چاند کی بصری رؤیت کو بنایا ہے۔ قران شمس وقمر کے بعد افق پر چاند کا غیر مرئی وجود نہ تو اسلامی ماہ کے ثبوت کا سبب ہے، نہ ہی شریعت کے کسی حکم کا اس پر مدار ہے، نہ ہی شریعت میں اس کی کوئی حقیقت ہے۔

دین میں نہ تو ہر اتفاق محمود ہے نہ ہی ہر اختلاف مذموم، دین میں وہ اتفاق واتحاد محمود ومطلوب ہے جو دین کو مفید ہو اور ہر وہ نااتفاقی واختلاف مذموم ہے جو دین کو مضر ہو، اگر اتفاق دین کو مضر ہو اور اختلاف دین کو مفید ہو اس وقت وہ اختلاف مطلوب دین ہوگا، یعنی ہر حال اور ہر صورت میں اتحاد واتفاق نہ دین ہے نہ دین میں محمود ومطلوب، بلکہ ایسا اتحاد واتفاق جو حق وباطل کی تمیز ختم کردے، جائز وناجائز کا فرق مٹادے، حلال وحرام کے فرق کو اٹھادے، شعبان میں رمضان اور رمضان میں شوال کرائے ایسے اتحاد کی دین وشریعت میں قطعاً گنجائش نہیں، افق پر وجود قمر کی بنیاد یا باہر سے کسی غیر محقق دعوائے رؤیت کے فیصلہ پر رمضان وعیدین کا تعین شعبان میں رمضان اور رمضان میں عید الفطر منانا ہے اور دو یا تین روزے ضائع کرنا ہے، افق پر وجود قمر پر اسلامی ماہ کا نظریہ بعض اسلامی ممالک کے غیر محقق وغلط دعوائے رؤیت فیصلوں ہی سے پیدا ہوا ہے۔

اگر تحقیق شدہ رؤیت بصری پر اسلامی ماہ اور رمضان اور عیدین کا تعین کیا جائے تو کرہ ارض کے بہت بڑے خطہ پر صحیح وقت پر یکساں ایام میں رمضان وعیدین ہو سکتے ہیں، جس کا گذشتہ سالوں میں رمضان وعیدین کے موقع پر بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب۔

Marfat.com

ایک مقام کی رؤیت کا اعتبار دوسرے مقامات کے لئے

مولانا شمس پیرزادہ*

اس کی مثال فقہاء کا یہ قول ہے کہ: ''لکل بلد رؤیتہ'' ہر بلد کے لئے وہاں کے لوگوں کی رؤیت ہے۔ یہ قول قرآن و سنت کی کسی نص پر مبنی نہیں ہے، بلکہ رؤیت کے شرعی حکم کے انطباق Applicaton کی صورت تھی جو فقہاء نے نکالی تھی اور یہ اس لحاظ سے صحیح تھی کہ ایک مقام کی رؤیت کی اطلاع دور دراز کے مقامات تک بروقت نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ایسی صورت میں دوسرے مقامات کی رؤیت کو لازم قرار دینے سے عملی لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کے تھے، لیکن موجودہ زمانہ میں تو کوئی فاصلہ نہیں رہا، خبر رسانی کے ایسے ذرائع ہو گئے ہیں کہ منٹوں میں ایک ملک کی خبر دوسرے ملک میں پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے ہر مقام کے لئے وہاں کے لوگوں کی رؤیت والا فارمولا آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکا ہے۔ ویسے بھی ایک مقام کی رؤیت اسی مقام کے لئے معتبر ہونے کے اصول پر علماء و فقہاء کا اتفاق نہیں ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں علماء کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن میں ایک قول یہ ہے کہ جب ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو تمام شہروں کے لئے اس کا حکم لازم ہو جاتا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مشہور قول یہی ہے (فتح الباری ج ۴ ص ۱۹۷)۔

اور جو لوگ رؤیت ہلال کے لئے قصر کے بقدر مسافت یا علاقہ کی تحدید کرتے ہیں ان

---

* سابق صدر ادارہ دعوۃ القرآن ممبئی۔

Marfat.com

کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"یہ دونوں قول ضعیف ہیں، کیونکہ مسافت قصر کا ہلال سے کوئی تعلق نہیں ہے، رہے ممالک تو ان کی کیا حد ہے؟ یہ دونوں باتیں دو وجوہ سے غلط ہیں، ایک یہ کہ رؤیت مشرق و مغرب کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے اگر مشرق میں رؤیت ہوئی تو مغرب میں لازماً ہونی چاہئے، لیکن اس کے برعکس صورت نہیں ہو سکتی، کیونکہ مشرق کی بہ نسبت مغرب میں غروب آفتاب تاخیر سے ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ حج کے ہلال کے بارے میں مسلمان باہر سے آنے والے حجاج کی رؤیت کو قبول کرتے رہے ہیں، اگرچہ قصر کی مسافت سے زیادہ دوری پر ہلال دکھائی دیا ہو، دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ہم مسافت قصر کا یا ممالک کا اعتبار کریں تو جو شخص مسافت یا ملک کی سرحد پر ہوگا اس کے لئے تو روزہ رکھنا روزہ چھوڑ دینا (عید منانا) اور قربانی کرنا لازم ہوگا اور دوسرا شخص جس کے اور پہلے شخص کے درمیان بس تیر کے نشانہ کے بقدر فاصلہ ہوگا وہ ان میں سے کوئی چیز بھی نہ کر سکے گا اور یہ ایک ایسی بات ہے جو مسلمانوں کے دین سے نہیں ہے (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۵/ ۱۰۴-۱۰۵)۔

اور شوکانی لکھتے ہیں:

"جس بات پر اعتبار کیا جانا چاہئے وہ وہی ہے جو مالکیہ نے اختیار کی ہے اور قرطبی نے اپنے شیوخ سے نقل کی ہے کہ جب ایک بلد کے لوگ ہلال دیکھ لیں تو تمام اہل بلاد پر اس کا حکم لازم ہو جاتا ہے (تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ۳/ ۳۸۹)۔

اختلافات کو ختم کرنے کی صورت

قرآن میں اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی مسئلہ نزاعی صورت اختیار کر جائے تو وہ اس کو ختم کرنے کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں:

"فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول" (سورہ نساء: ۵۹)۔

Marfat.com

(اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع (اختلاف) ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ)۔

اس لئے اس نزاعی مسئلہ کا حل یہ ہے کہ فقہی اقوال پر اصرار کرنے کے بجائے کتاب و سنت کے احکام و اجتہادی بصیرت کے ساتھ حالات حاضرہ پر منطبق کرنے کی کوشش کی جائے، یہ کوشش اجتماعی شکل میں ہونی چاہئے، اس سلسلہ میں مختلف مسالک کے فقہاء کی آراء سے استفادہ ضروری ہے لیکن کسی فقہی رائے کو پتھر کی لکیر نہ سمجھا جائے اور نہ کسی مسلک کا پابند بنایا جائے، کیونکہ حق کسی مسلک کے اندر محصور نہیں ہے۔

پوری دنیا میں ایک ہی دن عید منانے کی تجویز

یہ تصور کہ ایک رات تمام دنیا کی مشترک ہے، علم جدید کی روشنی میں غلط ہے، دن اور رات مختلف رہتے اور مشرق و مغرب میں کئی گھنٹے کا فرق ہے، رؤیت ہلال کے سلسلہ میں تجدید پسندی کا جو منانا چاہتا ہے وہ بھی غلط ہے۔ پوری دنیا میں ایک ہی دن عید منائی جانی چاہئے اور یہ چیز اس وقت ممکن نہیں ہوتی کہ ایک حصہ میں جب نماز عید ادا کی جا رہی ہو تو دوسرے حصہ میں سورج غروب ہو رہا ہو، ہاں یہ ممکن ہے کہ مشرقی ممالک اور مغربی ممالک میں عید ایک ہی دن منائی جائے۔

کیا جنتری کے نیو مون کا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

ایک رجحان یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ علم فلکیات Astronomy کے ذریعہ Accurate حساب سے پیش نظر رؤیت سے پہلے چاند کے نئے چکر کے آغاز کا اعتبار کیا جائے جسے اصطلاح میں نیو مون New Moon کہتے ہیں، یہ بھی قابل غور تجویز ہے لیکن اس صورت میں مزید مسائل پیدا ہوں گے، فلکیاتی نیو مون کے اوقات مختلف ہوتے ہیں کسی مہینہ میں تو وہ دن میں آجاتا ہے

اور کسی مہینہ میں آدھی شب کو کبھی دوپہر میں تو کبھی فجر سے پہلے۔ فرض کیجئے کہ نیومون کا وقوع آسمان پر شب کے دو بجے ہوا تو تاریخ کا آغاز کس وقت سے ہوگا؟ دو بجے سے پہلے ۲۹ تاریخ قرار دینا ہوگی اور دو بجے کے بعد آئندہ ماہ کی یکم، گویا عید کی نماز بھی دس بجے کے بعد ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ دس بجے سے پہلے تو یکم شوال ہوئی ہی نہیں تھی، اس کے برخلاف اسلام میں نئی تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے بعد ہوتا ہے۔ ہلال بالعموم مغرب کے بعد یا مغرب سے کچھ پہلے دکھائی دیتا ہے، اس لئے تاریخ کے آغاز میں کوئی اشکال پیش نہیں آتا مگر جنتری کے نیومون کو معیار قرار دینے کی صورت میں یہ نظام بالکل بدل جائے گا۔ اس لئے اس کے جواز کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ پھر نیومون کو معیار قرار دیکر دنیا بھر میں عید ایک ہی دن منانے کی تجویز بھی قابل عمل نہیں ہے، کیونکہ دنیا کے ایک حصہ میں اگر دن ہوگا تو دوسرے حصہ میں رات اور اصولی بات یہ کہ شریعت نے عبادات کے اوقات کی تعیین کا ذریعہ آسمان پر ظاہر ہونے والے آثار کو بنایا ہے جس کا انسان بہ آسانی مشاہدہ کر لیتا ہے، رؤیت ہلال بھی ان ہی آثار میں سے ہے، جبکہ نیومون نہ آثار میں سے ہے اور نہ مشاہدہ میں آنے والی چیز کہا جا سکتا ہے کہ پھر نماز کے اوقات کی تعیین کے لئے جنتری کیوں استعمال کی جاتی ہے تو یہ اسلئے کہ آثار میں اور ان حسابات میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ جب تک ہلال دکھائی نہ دے آسمان پر ظاہر ہونے والے وہ کون سے آثار ہیں جو شرعاً معیار قرار پائیں گے اور جس سے جنتری کے اوقات کی مطابقت تلاش کی جائے گی؟ رابطہ کی مجلس ''المجمع الفقہی الاسلامی'' نے بھی اپنی قرارداد میں اثبات ہلال کے لئے رؤیت ہی کو معتبر قرار دیا ہے اور فلکی حساب کو غیر معتبر (ملاحظہ ہو قرارات مجلس المجمع الفقہی الاسلامی / ۶۶)۔

رؤیت کا اعتبار

افراط وتفریط کی ان صورتوں کے درمیان اعتدال کی راہ یہ ہے کہ مہینہ کے آغاز کے لئے جنتری کے نئے چاند New Moon کا نہیں بلکہ ہلال کا جو آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور دکھائی

Marfat.com

رویت کا اعتبار کیا جائے؛ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"یسئلونک عن الاهلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج"

(لوگ آپ سے ہلال کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات اور حج کے اوقات کا ذریعہ ہے)۔

ہلال عربی میں چاند کی ابتدائی شکل کو کہتے ہیں جو آسمان پر دکھائی دیتا ہے، چاند جو نظر نہیں آتا اور جو شکل نظر آتی ہے اس کو انگریزی میں New Moon کہتے ہیں، قرآن نے تاریخ کی تعیین کا ذریعہ اسی چیز کو قرار دیا ہے جو دکھائی دینے والا آسمانی چاند ہے۔

اور حدیث میں صراحت ہے کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کیا جائے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غمی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین" (بخاری، کتاب الصوم)۔

(ہلال دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال دیکھ کر روزہ موقوف کرو، اگر ہلال تم سے پوشیدہ رہے تو شعبان کے تیس دن کی گنتی پوری کرو)۔

دوسری روایت میں ہے:

"عن النبی ﷺ انہ ذکر رمضان، فقال: لا تصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ، فان اغمی علیکم فاقدروا لہ" (بخاری، کتاب الصوم)

(نبی ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا روزہ نہ رکھو جب تک کہ ہلال نہ دیکھ لو، اور روزہ موقوف نہ کرو جب تک کہ اس کو نہ دیکھ لو، اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو حساب لگاؤ (یعنی تیس دن شمار کرو)۔

Marfat.com

یہ اور اس قسم کی دوسری حدیثیں اس باب میں صریح ہیں کہ شریعت میں مہینہ کے لئے اعتبار رویت ہلال کا ہے اگر انتیس تاریخ کو ہلال نظر نہ آئے تو مہینہ تیس دن کا شمار کرلیا جائے۔

حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ چاند کے افق پر موجود ہونے کا شرعاً اعتبار نہیں ہے، بلکہ اعتبار اس کی رؤیت یعنی دکھائی دینے کا ہے اور ابن رشد لکھتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے۔

"علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عربی مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور تیس دن کا بھی، نیز اس بات پر کہ ماہ رمضان کی تحدید کے لئے اعتبار رؤیت کا ہے" (بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۷۴)۔

مطلع کے مسئلہ میں حقیقت پسندی

رؤیت کے اس حکم کی جو حدیث میں دیا گیا ہے مخاطب ملت اسلامیہ ہے اور اس میں مقام کی کوئی قید بیان نہیں ہوئی ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ایک مقام کی رؤیت کو اسی مقام کے لئے محدود مانا جائے، بلکہ یہ حکم دوسرے مقامات کے لئے بھی ہوگا، الا یہ کہ وہ مقام اتنی دوری پر ہو کہ ان دو مقامات کے درمیان تاریخ کا فرق ہمیشہ واقع ہوتا ہو، کیونکہ اس صورت میں دونوں کے درمیان چاند کا زاویہ مختلف ہوگا یا یہ کہ ایک مقام کی رؤیت کی اطلاع دوسرے مقام تک پہنچ نہ سکے۔ ان استثنائی صورتوں کی معقولیت بالکل واضح ہے۔

اگرچہ علماء اور فقہاء کی آرا اختلاف مطالع کے سلسلہ میں مختلف رہی ہیں جس کی تفصیل "العذب الزلال فی مباحث رؤیۃ الہلال" میں دیکھی جاسکتی ہے (عربی میں یہ رؤیت ہلال کے مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب ہے اور جسے "قطر" کے "الشئون الدینیہ" نے شائع کیا ہے، لیکن اس مسئلہ میں توسع اختیار کرنے کے لئے کافی گنجائش موجود ہے، چنانچہ "فقہ السنہ" کے مؤلف لکھتے ہیں:

Marfat.com

"جمہور کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، لہذا جب ایک شہر کے لوگوں نے ہلال دیکھ لیا تو تمام شہروں پر روزہ واجب ہوگیا، اس ارشاد رسول کی بنا پر: ہلال دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال دیکھ کر روزہ موقوف کرو"

آپ کا یہ خطاب پوری امت کے لئے عام ہے، جس شخص نے بھی جس جگہ چاند دیکھا وہ سب کے لئے رؤیت ہوگی (فقہ السنۃ سید سابق ۱/ ۴۳۲)، اور مجلس تحقیقات شرعیہ (ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے اپنے اجلاس میں بلاد قریبہ کے لئے رؤیت کو معتبر قرار دیا ہے:

"محققین فقہاء احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں ہے، بلاد بعیدہ سے مراد یہ کہ ان میں باہم اس قدر دوری ہے کہ عادۃً ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے لازم کی جائے تو مہینہ کی جگہ ۲۸ دن کا رہ جائے گا اور کی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے"۔

جو لوگ اس کے قائل نہیں ہیں وہ کریب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جو "صحیح مسلم" میں مذکور ہے اور جس میں بیان ہوا کہ شام میں جمعہ کو چاند دیکھا گیا اور امیر معاویہ اور اہل شام نے پنجشنبہ کے دن روزہ رکھا، لیکن مدینہ میں اس روز چاند نہیں دیکھا گیا تھا، اس لئے وہاں اتوار سے رمضان شروع ہوا، کریب رمضان ہی میں مدینہ پہنچے اور انہوں نے شام میں جمعہ کو چاند ہونے کی اطلاع حضرت عبد اللہ بن عباس کو دی، لیکن انہوں نے اس اطلاع پر عمل کی ضرورت نہیں کی، بلکہ اپنا عمل جاری رکھا، یہ بات اس وقت کے حالات کے لحاظ سے حق تھی، کیونکہ شام کے چاند کی اطلاع مدینہ بروقت نہیں پہنچ سکتی تھی، یہ فاصلہ طے کرنے میں کئی دن لگ جاتے، ایسی

Marfat.com

[illegible] صورت میں رمضان کا آغاز یا عید ایسے ہی مقام کی قریب ہوا رہے چاند کا اعتبار کرنے کی [illegible] نہیں لیکن اس طریقہ [illegible] میں کسی اختیار کرنے پر اصرار کرنا جبکہ یہ کوئی نصی [illegible] سے حالات سے آنکھیں بند کر لینے کے مترادف ہے۔

سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی حالات میں بہت بڑے انقلاب کا باعث ہوئی ہے، [illegible] سے حالات کے پیش نظر [illegible] اور اس کے لئے اجتہاد ضروری ہے۔

ہندوستان کا مطلع ایک ہی ہے

ہندوستان میں عام طور پر مطلع یکساں ہوتی ہیں، البتہ رمضان اور شوال کے چاند کے سلسلہ میں ملک کے ایک حصہ اور دوسرے حصہ کے درمیان اختلاف ہوتا رہتا ہے، لیکن چونکہ عام طور سے یکسانیت پائی جاتی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ پورے ملک کے لئے ایک مطلع کا اعتبار نہ کیا جائے اور "مجلس تحقیقات شرعیہ" (لکھنؤ) نے واضح طور سے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ملک کے کسی گوشہ میں بھی چاند دیکھا جائے وہ پورے ملک کے لئے معتبر ہوگا۔

"ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں، مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہی ہے علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو اس بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا"

یہ رائے حدیث "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ موقوف کرو" کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس حکم میں مقام اور فاصلہ کی کوئی قید نہیں ہے۔

ہم اس بات سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتے کہ سعودی عربیہ کے کسی ایک گوشہ میں اگر

Marfat.com

رؤیت ثابت ہوتی ہے تو اس پورے ملک [illegible]
سے مطابق ہوتا ہے۔ اور چونکہ [illegible]
مختلف ہوتا ہے، جبکہ ان کے درمیان فاصلہ [illegible]
چونکہ خلیجی ممالک اعتبار کرتے ہیں اور اس سے مطابق [illegible] رمضان کا آغاز و اختتام ہوتا ہے
اس سے کم از کم یہ اندازہ تو ہو ہی جاتا ہے کہ [illegible]
ہوتی ہے وہ ان مسلم ممالک میں نہیں پائی جاتی [illegible]
ثابت ہو جاتی ہو تو اس رؤیت کو پورے ملک [illegible]
[illegible]

رؤیت کا مسئلہ خبر سے تعلق رکھتا ہے یا شہادت سے؟

[illegible]

[illegible]

(ایک مرد یا ایک عورت کی روایت) کے قابل قبول ہونے نہ ہونے کا مسئلہ بھی پیدا ہوجاتا اور جب حدیث کا مسئلہ شہادت کا مسئلہ نہیں ہے تو پھر چاند کے مسئلہ شہادت کا مسئلہ کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ غرضیکہ رؤیت کے مسئلہ کو عدالتی طرز کی شہادت سے جوڑنے اور اس کے تمام قواعد کا اس پر اطلاق کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رؤیت کے مسئلہ میں خبر مستفیض (مشہور) کو قبول کیا جاتا ہے، جبکہ خبر مشہور کی بنا پر عدالت مجرم کو سزا نہیں دے سکتی تاوقتیکہ عینی شاہد عدالت میں حاضر ہوکر گواہی نہ دیں اور یہ بھی واقعہ ہے کہ کتنے ہی دینی معاملات میں خبر کو قبول کیا جاتا ہے اگر وہ کسی معتبر ذریعہ سے ملی ہو یا قرائن سے اس کی تائید ہوتی ہو، مثلاً قبلہ کی سمت معلوم کرنے کے لئے ایک مسلمان کے بیان کو کافی سمجھا جاتا ہے اور اس کی بتلائی ہوئی سمت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی جاتی ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں ہر شخص کی بات کا اعتبار کیا جائے خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو، ایسی بات کیسے کہی جاسکتی ہے جب کہ قرآن کا صریح حکم ہے:

"إن جاءكم فاسق بنباء فتبينوا" (سورہ حجرات) (اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کرلو)۔

اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جو شخص یہ خبر دے رہا ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے وہ اس دینی معاملہ میں قابل اعتماد ہے یا نہیں، نیز یہ کہ قرائن اس کے بیان کے خلاف تو نہیں ہیں، موجودہ زمانہ میں، جبکہ جھوٹ عام ہوگیا ہے کسی کے بیان کو قبول کرنے کے معاملہ میں احتیاط ضروری ہے لیکن اس احتیاط کو اتنا شدید بنادینا کہ سراسر تکلف معلوم ہو اور جس کی وجہ سے چاند کا مسئلہ الجھ کر رہ جائے صحیح نہیں۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

"اور اس زمانہ میں جب کہ فسق کی بہت سی صورتیں مثلاً ڈاڑھی منڈانا وغیرہ ایسی عام ہوگئی کہ ان کی وجہ سے مطلقاً شہادت کو رد کردیا جائے تو بہت سے معاملات کا ثبوت کسی طرح بھم

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] مانع نہیں ہے جبکہ آواز پہچانی ہوئی ہو یا ادھر سے ٹیلیفون کر کے اس کی [illegible] تنے ہی معاملات ٹیلیفون کے ذریعے طے پاتے ہیں اور دینی معاملات [illegible] اطلاع و جبکہ اس کے غلط ہونے کا کوئی قرینہ نہ ہو تسلیم کر لیا جاتا ہے، مثلاً ایک [illegible] جب اپنے شوہر کے انتقال کی خبر ٹیلیفون کے ذریعہ ملتی ہے تو وہ عدت گذارنے لگتی ہے [illegible] باپ بچے کی ولادت کی اطلاع جو اسے ٹیلیفون کے ذریعہ مل گئی ہو قبول کرتا ہے اور [illegible] اپنے سے ہوتا ہے، مگر چاند کی فقہ مرتب کرنے والے ایسے متشدد واقع ہوئے ہیں کہ [illegible] وہ قابل قبول نہیں سمجھتے، حالانکہ اس طرف سے ٹیلیفون کر کے اس کی تصدیق [illegible] ہو سکتی ہے ان حضرات کا یہ کہنا کہ ٹیلیفون پر شہادت قبول نہیں کی جا سکتی ایک [illegible] بات ہے، اول تو جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ رؤیت ہلال کا مسئلہ شہادت کے [illegible] کے دائرہ میں آتا ہے، دوسرے یہ کہ جس مقام پر کسی رؤیت ہلال کمیٹی نے [illegible] رؤیت کا اعلان کر دیا ہو اس کی خبر دوسروں تک پہنچانے کیلئے شہادت کے اہتمام [illegible] ہے، بلکہ اعلان اظہار اور ابلاغ کے ذرائع کو استعمال کیا جا سکتا ہے اگر ایک چاند [illegible] مقامی لوگوں تک پہنچانے کے لئے ٹیلیفون اور دیگر ذرائع استعمال کئے جاتے [illegible] کیا جاتا ہے تو دوسرے مقامات کے لوگوں کو ٹیلیفون کے ذریعہ اس فیصلہ کی [illegible] کے اس خبر کو قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؛ جب ایک جگہ رؤیت ثابت [illegible] کے لئے کسی بھی اعتماد ذریعہ کا ہونا کافی ہے۔

ٹیلیفون کی اطلاع کا اعتبار کرنے کے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

[illegible] ایک شہر کے کوئی عالم دین دوسرے شہر کے عالم دین کو رؤیت ہلال کے [illegible] فون سے دیں اور دونوں حضرات ایک دوسرے کی آواز کو پہچانتے ہوں اور [illegible] نہ ہو تو ٹیلیفون کی اس اطلاع کا بھی اعتبار کیا جائے گا اور جس عالم دین کو [illegible] گئی ہے ان کے لئے درست [illegible] وہ رؤیت ہلال کے ثبوت کا اعلان

[illegible]

مثلاً اگر ہندوستان کے چند بڑے شہروں کی رویت ہلال کمیٹیاں ایک دوسرے سے ربط رکھ کر فیصلہ کرتی ہیں تو مسئلہ کے حل کی یہ صورت نکل سکتی ہے کہ ایک شہر کی کمیٹی رویت ثابت ہو جانے پر دوسرے بڑے شہروں کی ہلال کمیٹیوں کو اس کی اطلاع ٹیلیفون کے ذریعہ دے اور اس اطلاع کو یہ کمیٹیاں قابل قبول قرار دیں اگر اطمینان کے لئے ضروری ہو تو اس طرف سے ٹیلیفون کر کے تصدیق کرالیں اس طرح رمضان اور شوال کے چاند کے بارے میں اختلافات کی صورت کم ہو جانے کی خوش آئند توقع ہے فی الحال تو یہ کمیٹیاں افسوس ہے کہ اس سے زیادہ اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتیں کہ جس شخص نے چاند دیکھا ہو وہ خود ان کی مجلس میں حاضر ہو کر شہادت دے تو وہ اس شہادت کی بنیاد پر فیصلہ کریں رہا کسی دوسرے شہر کی ہلال کمیٹی سے ربط پیدا کرنے کی صورت [illegible] معلوم کرنا یا اپنے مقام کی رویت کی اطلاع اسے دینا تو وہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں اسی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ہلال کمیٹیاں بے اثر ہو کر رہ گئی ہیں۔

[illegible] ٹیلیویژن کے ذریعہ اعلان

ہلال کمیٹیوں کی طرف سے رویت کا اعلان ریڈیو اور ٹیلیویژن پر بھی کیا جانا چاہئے اور اسے قبول کرنے میں شرعاً کوئی چیز مانع نہیں ہے، الا یہ کہ قرائن اس کے خلاف ہوں ایسی صورت میں اس کی تصدیق ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ کرالینا چاہئے ریڈیو اور ٹیلیویژن کی [illegible] صحت [illegible] اعتماد کیا جاتا ہے مثال کے طور پر جب کسی عالم دین کے انتقال کی خبر [illegible] ہے تو اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے [illegible] چاند کی [illegible] ہے [illegible] سب سے زیادہ شدید قاعدہ [illegible] ہے [illegible]

[illegible] مؤلف الشان محمد بن عبدالوہاب الندی فرماتے ہیں:

[illegible] بوسائل التبلیغ، کالتلیفون والتلغراف والرادیو

وغیرھا، یعمل بھا فی نقل ثبوت رؤیۃ الھلال. ولکن بشرط عدم البعد جدا"
(العذب الزلال ر ۳-۱)۔

(اس سے واضح ہوا کہ ذرائع ابلاغ، مثلاً ٹیلیفون ٹیلیگراف، ریڈیو وغیرہ کو رؤیت ہلال کے ثبوت کی خبر کو منتقل کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ دوری نہ ہو)۔

ریڈیو کی خبر کے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

"رؤیت ہلال کے بارے میں ریڈیو کی خبر ٹیلی فون سے ملنے والی اطلاع نہ ہر صورت میں قابل قبول ہے، اور نہ ہر صورت میں قابل رد اور نا قابل اعتبار ہے، بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ جس ریڈیو اسٹیشن کے متعلق تحقیق سے یہ معلوم ہے کہ وہ رؤیت ہلال سے متعلق خبر دوسری خبروں کی طرح اپنے عام ذرائع معلومات کی بنا پر نشر نہیں کرتا، بلکہ کسی معتبر دینی مرکز یا علماء کی کسی جماعت سے یا کسی قابل اعتماد رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کی دی ہوئی اطلاع پر اسی کے حوالہ سے نشر کرتا ہے، جیسا کہ پاکستان کے ریڈیو اسٹیشن اور اسی طرح دہلی کے آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن اور پٹنہ ریڈیو اسٹیشن کے بارے میں معلوم ہوا ہے تو اس کی یہ خبر قابل قبول ہوگی اور اس کی حیثیت فیصلہ کے صرف اعلان کی ہوگی، جیسا کہ مختلف زمانوں میں رؤیت ہلال کے ثبوت کے بعد مختلف طریقوں سے اس کا اعلان کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جاتا ہے اور ان اعلانوں کو عمل کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے" (ماہنامہ الفرقان شمارہ اپریل ۱۹۸۷ء)۔

"مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ" نے اپنے بیان میں واضح کیا ہے:

"ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ تفصیل ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو یا کم از کم ان ذمہ دار کے حوالے سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت

Marfat.com

(بحمد اللہ تعالیٰ) نے یہ ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا اعلان کردیا ہے اس طرح کی صراحت کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار صوم درست ہے۔"

ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگرچہ متدین مسلمان نہ ہو، بلکہ غیر مسلم ملازم ہو اور وہ محض ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بحمد اللہ) کے فیصلہ کا اعلان کرے تو کمیٹی کی یہ خبر قابل تسلیم ہوگی اور صوم و افطار صوم کا حکم درست ہوگا جس طرح توپ کی آواز اور نقارہ وغیرہ سے اعلان پر فقہاء صوم و افطار صوم کو جائز قرار دیتے ہیں۔"

ہلال کمیٹیوں کے طریقہ کار میں تبدیلی کی ضرورت

جہاں تک ممبئی کی جامع مسجد ہلال کمیٹی کا تعلق ہے وہ اپنے فیصلہ کا اعلان تو ریڈیو سے کراتی ہے تاکہ لوگ اس کی خبر پر یقین کریں مگر عجیب بات یہ ہے کہ وہ دوسرے شہروں کی ہلال کمیٹیوں کے فیصلوں کی خبر، جس کو آل انڈیا ریڈیو نشر کرتا ہے اپنے لئے ماننے کے قابل قبول نہیں سمجھتی اس کے نزدیک تو جب تک مختلف شہروں کی کمیٹیوں میں حاضر ہوکر یہ واقف نہ ہوں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تحقیق نہ کرلے، ریڈیو سے ملنے والی اطلاع یہ ریڈیو اور ٹیلیویژن سے نشر ہونے والی خبریں خواہ وہ کتنے ہی اہتمام کے ساتھ دی گئی ہوں لائق توجہ نہیں ہیں، حالانکہ موجودہ حالات میں جبکہ ایک جگہ کی خبر پوری دنیا میں آنا فانا پہنچ رہی ہیں، منتقل ہیں اور نئی سہولتوں کے مطابق موجودہ حالات میں اس صورت اجتہاد کی ضرورت ہے جس کا ذکر کرنے اور ہلال کمیٹیاں اجتہاد کی صلاحیت سے کام لینے کے لئے تیار نہیں ہیں تو ان کا یہ انداز تعجب خیز ہے۔

علم ہیئت کی رو سے ناقابل انکار حقیقتیں

علم ہیئت کے ذریعہ سورج کے طلوع و غروب کے اوقات معلوم کئے جاتے ہیں وہ ایسے قطعی ہوتے ہیں کہ چند منٹ کا بھی فرق واقع نہیں ہوتا، اسی لئے نماز اور روزہ کے اوقات

Marfat.com

تعیین جنتری کے ذریعے کیا جاتا ہے، چاند کے معاملہ میں جہاں تک اس کی گردش اس کی گھٹتی بڑھتی شکلوں اور اس کے طلوع وغروب کے اوقات کا تعلق ہے علم ہیئت کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات بالکل صحیح ہوتی ہیں، اس لئے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں دن چاند قران میں ہے یعنی چاند اور سورج جمع ہو گئے ہیں، یا قران کے بعد چاند سورج سے اتنے کم فاصلہ پر ہے کہ اس کا دکھائی دینا محال ہے، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص یہ شہادت دیتا ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس یقینی علم کے پیش نظر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، ایسی شہادت کو اس بات پر محمول کرنا ہوگا کہ دیکھنے والے کو چاند کا وہم ہوا ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ علم ہیئت کا سارا حساب ہی غلط ہے، جبکہ تجربہ اس کی صحت پر دلیل ہے، مثال کے طور پر چاند گہن کا جو وقت جنتری بتاتی ہے ٹھیک اسی وقت گہن لگتا ہے اور اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ چاند اور سورج ایک جگہ ہوں اور رؤیت ہلال کی شہادت مل جائے، علامہ رشید رضا مصری نے ایک عجیب وغریب واقعہ نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال کا واقعہ ہے کہ میں نے سورج کو گہن کی حالت میں غروب ہوتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد دو اشخاص نے جن کے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ عادل ہوں گے قاضی کے پاس آکر یہ شہادت دی کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے ان کی شہادت کو قاضی نے قبول کر لیا اور لوگوں نے روزہ رکھا، حالانکہ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنی شہادت میں جھوٹے تھے، کیونکہ سورج کے گہن کی حالت میں غروب ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ چاند بھی سورج کے ساتھ غروب ہو گیا، رہے شہادت دینے والے تو میں نے اس کی یہی توجیہ کی کہ انہیں یہ خیال ہو گیا کہ انہوں نے چاند دیکھا اور وہم کی بنا پر شہادت دی (ملاحظہ ہو: فتاویٰ امام محمد رشید رضا ۱/۴۶)۔

چاند اپنی گردش ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۳ سکنڈ میں پوری کر کے سورج سے جاملتا ہے، چاند اور سورج کا یہ اجتماع قران Conjunction کہلاتا ہے، اس وقت چونکہ چاند کے

Marfat.com

اس رخ پر جو ہم دیکھتے ہیں سورج کی روشنی نہیں پڑتی اس لئے وہ بالکل تاریک ہوتا ہے اور اس قابل نہیں ہوتا کہ دکھائی دے، یہ محاق یا اجتماع یا قران ایک لحظہ کے لئے ہوتا ہے اور پوری دنیا کے لئے اس کا وقت ایک ہی ہوتا ہے، البتہ ہر ملک کے لئے وہاں کے وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، مثال کے طور پر اگر پاکستان میں شام کے سات بجے قران ہو رہا ہو تو اس وقت سعودی عرب میں شام کے ساڑھے چار بج رہے ہوں گے، مصر میں دوپہر کے ساڑھے تین، لندن میں دوپہر دو بجے، واشنگٹن میں صبح کے نو بجے، آسٹریلیا، انڈونیشیا میں رات کے گیارہ اور جاپان میں رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے ہوں گے۔ قران کے بعد چاند سورج سے مغرب کی جانب ہٹتا ہے اور اس کے روشن حصے کا تھوڑا سا حصہ زمین کی طرف آنا شروع ہوتا ہے، سورج کی شعاعیں ... فلکیاتی (Astronomical) اصطلاح میں اسے نیا چاند (New Moon) کہتے ہیں ... یہ چاند اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے دیکھا جا سکے ... فاصلہ ... قابل رؤیت ہو ... وقت ... چاند ایک دن ... ۱۲ ڈگری فاصلہ ... چاند سورج ... ۱۸ ... ڈگری ... سورج کی تیز شعاعیں ... ہیں اور جیسے جیسے یہ فاصلہ بڑھتا جاتا ہے ... امکان بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب فاصلہ ۱۰ ڈگری سے زیادہ ہو جاتا ہے ... ۲۰ گھنٹے گزر چکے ہوتے ہیں تو اس وقت آسانی سے اسے روشن ہوتے ہیں ... بعض اسلامی ممالک میں رؤیت ہلال کا اعلان بعض اوقات ایسی صورت میں کر دیا جاتا ہے کہ جب ... رؤیت کی رو سے نیا چاند (New Moon) کا ... ہوا ہی نہیں ہوتا لیکن ابھی چاند کا ...

چاند شروع ہی نہیں ہوا اور ہلال بن کر دکھائی دیا یہ دو متضاد باتیں ہیں جن کا جمع ہونا کسی طرح ممکن نہیں، جب نیا چاند پیدا ہی نہیں ہوا تھا تو دکھائی کس طرح دیا؟ اگر شاید جھوٹے نہیں ہیں تو رؤیت میں وہم کا دخل ضرور ہو سکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جب رؤیت عام نہ ہو اور ایک یا چند گواہوں کے بیان پر رؤیت کا فیصلہ کیا جا رہا ہو تو ان قطعی معلومات کو سامنے رکھا جائے جو علم الافلاک Astronomy کے ذریعہ حاصل ہو رہی ہیں اور اس قدر عام ہو گئی ہیں کہ روزانہ اخبارات میں چاند کے طلوع اور غروب کے اوقات دیکھے جا سکتے ہیں اور جہاں چاند کے دکھائی دینے کا سرے سے امکان ہی نہ ہو وہاں محض گواہی کی بنیاد پر فیصلہ نہ کیا جائے کیونکہ ایسے فیصلے کو حقیقت واقعہ کے خلاف ہونے کی بنا پر عقل عام Common sense قبول نہیں کر سکتی، نتیجہ یہ کہ اس کا فیصلہ کرنے والوں کی سبکی ہوتی ہے۔

قدیم زمانہ میں، جبکہ چاند کے طلوع وغروب کے اوقات منضبط شکل میں لوگوں کے سامنے موجود نہیں تھے گواہی کا کافی خیال کیا جاتا تھا مگر موجودہ دور میں، جبکہ سورج اور چاند کے طلوع وغروب کے اوقات سکنڈ کی حد تک منضبط شکل میں ہر خاص وعام کے سامنے موجود ہیں اس حد تک ان کی رعایت ضروری ہے کہ ایسی شہادت جو خلاف واقعہ ہو تسلیم نہ کی جائے۔

''العذب الزلال'' کے مؤلف لکھتے ہیں:

''یہ ایک معلوم ومتعین بات ہے کہ شہادت جب کسی ایسی چیز کی دی گئی ہو جو عقلاً یا عادۃً محال ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ رد کر دیا جائے گا'' (العذب الزلال ر ۳۸۰)۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ قمری ماہ کے آغاز کے لئے رؤیت کو نہیں، بلکہ فلکی حساب کو بنیاد بنایا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ فیصلہ تو رؤیت ہی کی بنیاد پر کیا جائے، لیکن جب رؤیت عام نہ ہو اور ایک یا چند شہادتوں کی بنیاد پر رؤیت کا فیصلہ کرنا پڑ رہا ہو تو ان شہادتوں کو قبول کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ قرائن اس کے خلاف تو نہیں ہیں یعنی ایسا تو نہیں ہے کہ ابھی نئے چاند

Marfat.com

کا چکر شروع ہی نہیں ہوا اور نیومون نے جنم ہی نہیں لیا یا نیومون کو جنم لئے ہوئے ابھی آٹھ گھنٹے بھی نہیں گزرے ہیں جو رؤیت کے لئے کم از کم حد ہے اور یہ لوگ گواہی دے رہے ہیں کہ انہوں نے ہلال دیکھ لیا ہے، ایسی صورت میں چاند کی رؤیت کے محال ہونے کی بنا پر شہادتوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کو وہم پر محمول کرنا چاہئے، البتہ رؤیت عام ہونے کی صورت میں کسی تفصیل میں جانے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، کیوں کہ عام مشاہدہ خلاف واقعہ بات کا ہو ہی نہیں سکتا۔

رؤیت کا غلط یقین کرنے کی واضح مثال گذشتہ سال (۱۴۰۷ھ) کا واقعہ ہے، ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کو ممبئی میں رمضان کی ۲۹ تاریخ تھی اس روز فلکیاتی حساب سے چاند کے نئے چکر کا آغاز (نیومون) رات کے ۸ بجکر ۴۳ منٹ پر ہو رہا تھا اور دہلی میں سورج ۷ بجکر ۱۰ منٹ ۲ سکنڈ پر غروب ہو رہا تھا، دہلی میں رؤیت ہلال کا اعلان ہوا اور ۲۸ مئی ۸۷ء کو عید منائی گئی، جبکہ فلکیاتی حساب سے ۲۷ مئی کو مغرب کے وقت نیا چاند وجود ہی میں نہیں آیا تھا پھر اسے ہلال کی شکل میں دیکھا کس طرح گیا؟

سورج سے چاند کے ۱۲ ڈگری سے زائد فاصلہ پر ہونے یعنی نیومون کے پیدا ہوجانے پر آٹھ گھنٹے سے زیادہ وقت گزرنے کے بعد اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ چاند دکھائی دے مگر اس کا ہر جگہ نظر آنا ضروری نہیں کیونکہ اس سلسلے میں بہت دوسری چیزیں بھی اثر انداز ہوتی ہیں مثلاً:

۱- چاند کے غروب کا وقت

اگر سورج کے غروب کے بعد چاند دیر تک رہتا ہے تو اس کے نظر آنے کے امکانات قوی ہوتے ہیں ورنہ شفق کی تیز روشنی رکاوٹ بن جاتی ہے۔

چاند کے غروب کے اوقات میں بھی ایک ملک اور دوسرے ملک کے درمیان طول البلد کے حساب سے فرق واقع ہوتا ہے ہر ۱۵ طول البلد پر مغربی جانب چاند ۶۰ منٹ [illegible] سے غروب ہوتا ہے۔

۲-فضا کا ابرآلود یا مکدر ہونا۔

چاند کے قابل رؤیت ہونے کی صورت میں جس مقام کی فضا مکدر ہو وہاں دکھائی نہیں دے گا۔

۳-دیکھنے والوں کی نگاہوں کا تیز نہ ہونا۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ چاند جب ایک مقام پر دکھائی دیتا ہے تو اس عرض البلد پر واقع مغربی جانب کے تمام مقامات کے لئے وہ قابل رؤیت ہوتا ہے، لیکن دوسرے عرض البلد پر واقع مقامات کے لئے اس کا قابل رؤیت ہونا ضروری نہیں۔

مقام کا بلند یا پست ہونا

مشرق میں جب چاند دیکھا جائے تو مغرب میں اس کا طلوع لازم ہے لیکن مغرب میں دکھائی دینے کی صورت میں مشرق میں اس کا طلوع ضروری نہیں۔ دہلی اور پٹنہ بمبئی کے مشرق میں ہیں اس لئے اگر دہلی یا پٹنہ میں رؤیت ہوئی تو بمبئی میں اس کا طلوع لازمی ہے یہ اور بات ہے کہ ابر وغیرہ کی وجہ سے بمبئی میں چاند دکھائی نہ دے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اہل ہیئت کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ چاند سورج سے کتنے درجہ کی دوری پر ہونے کی صورت میں قابلِ رؤیت ہوتا ہے، لیکن چار درجہ کم کا فاصلہ ہونے کی صورت میں اس کے قابل رؤیت ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں اس لئے ہم نے چار درجہ یعنی قران

Marfat.com

کے بعد آٹھ گھنٹے گذر جانے پر قابل رؤیت ہونے کی مدت مقرر تسلیم کر لیا ہے۔

اسی طرح اہل ہیئت کے نزدیک رؤیت کے لئے چاند کا غروب آفتاب کے بعد کم از کم پندرہ منٹ تک باقی رہنا (یعنی غروب نہ ہونا) ضروری ہے (المنظومۃ [illegible] ص ۱۲)۔

اور علم ہیئت کی تحقیق سے جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس کے خلاف ممکن ہے اس حدیث سے استدلال کیا جائے جس میں فرمایا گیا ہے:

"انا امة امية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا، يعني مرة تسعة وعشرين ومرة ثلاثين" (بخاری، کتاب الصوم)۔

(ہم امی لوگ ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب، مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا۔)

تو واقعہ یہ ہے کہ اس وقت عرب حساب کتاب سے نابلد تھے، ان میں ایسے لوگ بہت کم تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں، اس لئے آپ نے اس پر زور دیا کہ [illegible] علم ہیئت کی رو سے چاند کے طلوع و غروب کا حساب معلوم نہیں اور اس سے مدت کی تعیین [illegible] صورت پیدا [illegible] رؤیت ہونے پر مہینہ کا آغاز کیا جائے اور مہینہ [illegible] شمار کیا جائے۔

اب اگر موجودہ دور میں امت مسلمہ کی اس حالت پر غور کریں تو [illegible] شریعت کا مطالبہ [illegible] امت مسلمہ میں اب پڑھے لکھے لوگوں کی کمی نہیں، تعلیم سے واقف بھی ہیں اور ریاضی اور جغرافیائی معلومات سے واقف لوگ بھی [illegible] آفتاب و ماہتاب کے طلوع و غروب کے اوقات جن کا قطعی ہونا تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے ان کے علم میں آتے رہتے ہیں جو ایک قطعی بات کے خلاف [illegible] ان کے پاس [illegible] حدیث کا منشا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک بات آپ کو یقینی طور پر معلوم ہو اور آپ

اسے رخصت دی گئی ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگوں کے لئے یقینی علم حاصل کرنے کے ذرائع مسدود تھے تو موجودہ زمانہ میں مسدود نہیں ہیں، اس لئے ان کا عذر معقول تھا اس کی بنا پر رعایت بھی ضروری تھی مگر ہمارے لئے کیا عذر ہے؟

مزید برآں حدیث میں نہ حساب کی مذمت کی گئی ہے اور نہ حکم دیا گیا ہے کہ اس سے کسی حال میں استفادہ نہ کیا جائے، بلکہ مہینہ کے آغاز کے لئے رؤیت کو معتبر قرار دیتے ہوئے اس کی ایک مصلحت یہ واضح کی گئی ہے کہ رؤیت کا طریقہ ہی لوگوں کے لئے آسان ہے، کیونکہ اس میں حساب کتاب کی ضرورت نہیں پڑتی اور یہ سہولت جس طرح چاند کے بارے میں دی گئی ہے اسی طرح سورج کے بارے میں بھی دی گئی ہے، چنانچہ شریعت نماز کے اوقات کو آسمان پر ظاہر ہونے والے آثار سے متعلق کردیا ہے اور سورج کے طلوع وغروب کے اوقات کو ہیئت دانوں سے معلوم کرنے کی کوئی ہدایت نہیں دی مگر پھر ہم ان کے اوقات جنتری میں تلاش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے استفادہ کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔

رؤیت میں اسلامی حکومتوں کے فیصلوں کی پابندی

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ رؤیت ہلال کے مسئلہ میں اصولی طور پر صحیح موقف اختیار کرنے سے متعلق تھا جس کی ذمہ داری ملت اسلامیہ پر اور خاص طور سے اصحاب امر اور اسلامی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی اسلامی حکومت اجتہاد کی غلطی یا اپنی بے تدبیری کی بنا پر رؤیت کا غلط فیصلہ کرتی ہے تو اس کی ذمہ دار وہ خود ہے اور اس معاملہ میں اس کی غلطی اس پر واضح بھی کرتے رہنا چاہئے تا کہ آئندہ وہ صحیح تدابیر اختیار کرے، لیکن ایک اسلامی حکومت کے ایسے فیصلہ کو جس کا تعلق اجتماعی عبادات سے ہے عملاً تسلیم کرنا ہوگا اور لوگوں کی عبادتیں اپنی اپنی نیت کے مطابق ادا ہو جائیں گی اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ عید یا حج کا دن نہ ہو، مگر غلط شہادتوں

کی ہو، پھر عید یا حج کی تاریخ کا تعین کر دیا گیا ہو، کیونکہ عیدین کی نماز جماعت سے ادا کرنی پڑتی ہے اور حج تو حکومت کے زیر اہتمام ہی انجام پاتا ہے، لہٰذا چاند کے مسئلہ میں اس حد تک اجتماعیت کا لحاظ ہونا چاہئے کہ اس کا اثر حج پر پڑے اور ایک اسلامی حکومت کے لئے جس ملک میں حج ہو وہ اسلامی حکومت ہو، مسلمہ امر یہ ہے کہ اگر کسی کا اس پر یقین ہو کہ رویت کا فیصلہ غلط ہوا ہے اور حج ذی الحجہ کی ۹ تاریخ بجائے ۱۰ تاریخ کے تب بھی اسے وقوف عرفہ کا دن ماننا ہوگا جس دن کہ سب لوگ وقوف کریں گے، ابو داؤد نے اپنی سنن میں باب باندھا ہے: "اذا اخطا القوم الهلال" (جب لوگ ہلال کے مسئلہ میں غلطی کریں) اور اس کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"وفطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون" (۱)

(تمہاری عید الفطر اس دن ہے جس دن تم عید الفطر مناتے ہو اور تمہاری قربانی اس دن ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو)۔

امام خطابی کہتے ہیں:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اجتہادی صورت میں جو غلطی ہو جائے وہ لوگوں سے قابل درگذر ہے، اگر کسی گروہ نے چاند دیکھنے کی کوشش کی مگر تیس تاریخ سے پہلے چاند دکھائی نہیں دیا اس لئے تیس روزوں کی تعداد مکمل کر کے عید منائی اور اس کے بعد ان کے نزدیک یہ بات ثابت ہوئی کہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا تو ان کا روزہ اور ان کی عید کے بارے میں کوئی گناہ یا ان پر کوئی گناہ ہے اور نہ ملامت، اسی طرح اگر انہوں نے حج کے موقع پر عرفات کے دن کے تعین میں غلطی کی تو ان پر دوبارہ حج کرنا لازم نہ ہوگا اور ان کی قربانی درست ہوگی، یہ اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے حق میں تخفیف اور نرمی ہے (معالم السنن)۔

اگر لوگ غلطی سے دس تاریخ کو عرفات میں وقوف کریں تو سب کا اتفاق ہے کہ ان کا

Marfat.com

وقوف ادا ہو جائیگا اور یہی دن ان لوگوں کے حق میں عرفات کا دن ہوگا اور اگر غلطی سے آٹھ تاریخ کو وقوف کریں تو اس کی ادائیگی کے بارے میں اختلاف ہے اور زیادہ واضح بات یہی ہے کہ وقوف صحیح نہ ہوگا (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۵ / ۲۰۲)۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

لیکن قربانی کے مہینہ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے یہ بات کہی ہو کہ جس شخص نے چاند دیکھا ہو وہ تمام حاجیوں کو چھوڑ کر (عرفات میں) تنہا وقوف کرے اور دوسرے دن قربانی اور جمرۂ عقبہ کی رمی کرے تنہا احرام اتار دے"۔

مطلب یہ ہے کہ حج اجتماعی طور پر ہی ادا کیا جائے گا کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ رؤیت میں اختلاف کی بنا پر تنہا وقوف کرے اور حج کے دوسرے مناسک ادا کرے۔

ہندوستان میں ایک مقام کی رؤیت کی خبر دوسرے مقامات کے لئے معتبر

رہا ہمارے ملک کا مسئلہ تو یہاں نہ اسلامی حکومت ہے اور نہ مسلمانوں کی کوئی مرکزیت ہے جو مقامی ہلال کمیٹیاں ہیں وہ عام طور پر جمود کا شکار ہیں۔ وہ نہ حالات کو سمجھتی ہیں اور نہ ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں، ایسی صورت میں اگر کسی مقام پر عام رؤیت ہو جاتی ہے یا شہادتوں کی بنا پر کوئی رؤیت ہلال کمیٹی رؤیت کا فیصلہ کرتی ہے اور اس کی خبر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے دوسرے مقامات کے لوگوں کو ملتی ہے اور بظاہر اس خبر میں کوئی احتمال نہیں ہے تو لوگوں کے لئے اس کو قبول کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے، مثال کے طور پر اگر پٹنہ میں عام رؤیت ہو جائے یا شہادتوں کو بنا پر امارت شرعیہ بہار جو ایک ذمہ دار ادارہ ہے رؤیت کی خبر کو ریڈیو یا ٹیلیویژن کے ذریعہ نشر کراتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ بمبئی کے مسلمان اس خبر کو قبول نہ کریں۔

Marfat.com

رؤیت ہلال اور اس سے وابستہ احکام

مولانا نذیر احمد قاسمی

سورج، چاند اور ستارے قدرت کی نشانیاں اور آیات میں سے ہیں۔ کائنات کی ساری مخلوقات و انسانوں کی منفعت اور فائدے کے لئے خالق کائنات نے پیدا کی ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے انسانوں کی خدمت پر مامور ہیں۔ سورج اور چاند سے انسانوں کے بہت سارے امور متعلق ہیں۔ "هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ما خلق الله ذلک الا بالحق" (۱)

"یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج" (۲)

ان دونوں آیتوں میں آفتاب و ماہتاب سے متعلق امور، ان کے منافع اور خدمات کی نشاندہی قدرت نے کر دی ہے۔

انہی منافع میں سے ایک منفعت خصوصاً چاند سے متعلق ہے وہ مہینوں اور سالوں کی ابتداء و انتہاء اور عید الفطر و عید الاضحیٰ منانے کا مسئلہ رؤیت ہلال سے متعلق ہے۔

چاند اپنے ماہانہ سفر میں کبھی ۲۹ دن میں اور کبھی ۳۰ دن میں اپنی منزل پوری کرتا ہے، جب رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ جیسی اہم تاریخوں کا مسئلہ ہوتا ہے تو اس وقت ان تاریخوں کی تعیین کے لئے شرعی طور پر رؤیت ہلال ہی معتبر ہوتی ہے۔

(۱) سورہ یونس

ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہاء نے رؤیت ہلال کے سلسے میں جن مسائل کا استخراج کیا ہے اس کی تنقیح کر کے حتی الوسع ایک متحد نقطۂ فکر و نظر سامنے لایا جائے تا کہ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں ہونے والے اختلاف سے محفوظ رہا جا سکے اور عبادتوں کی اصل روح فوت نہ ہونے پائے۔

کیا اختلاف مطالع معتبر ہے:

متقدمین فقہاء احناف کا مسلک یہی ہے جو ظاہر الروایت ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں، دنیا کے کسی گوشہ میں شرعی طور پر چاند کا ثبوت ہو جائے تو اگلے دن سے رمضان کا روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا، ایسے ہی ماہ شوال کے ہلال کی رؤیت ہے کہ اگلے دن روزہ نہ رکھنا ضروری ہے، بلکہ افطار کر کے عید الفطر کی خوشی منانا لازم ہے۔

"اختلاف المطالع غير على ظاهر المذهب و عليه أكثر المشائخ وعليه الفتوى فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب" (درمختار)۔

متاخرین فقہاء حنفیہ میں سے حافظ زیلعی نے کنز کی شرح تبیین الحقائق میں لکھا ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع ہمارے نزدیک معتبر ہے، لہذا بلاد بعیدہ کی رؤیت کافی نہیں، بقیہ متاخرین احناف سے اسی قول پر فتوی منقول ہے۔ "وقال الزيلعي: والأشبه أن يعتبر، وهو مختار صاحب التجريد و غيره من المشائخ لكن قال الشيخ ابن الهمام الاخذ بظاهر الرواية أحوط"۔

ماضی قریب کے علماء دیوبند مثلاً حضرت کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کبار نے بلاد بعیدہ میں اعتبار اختلاف مطالع ہی کو راجح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

متاخرین فقہاء احناف کی صراحت اور علماء دیوبند کا مسلک اور عمومی طور پر سب کا اس سے معمول بہ بھی ہے جو دراصل اجماع کی حیثیت رکھتا ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر اور بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع غیر معتبر ہے۔ اب یہ امر قابل تحقیق ہے کہ بلاد بعیدہ اور بلاد قریبہ کے مابین کون سی مقدار و مسافت حد فاصل کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں:

۱- علم ہیئت کے اعتبار سے جتنی مسافت پر مطلع بدل جائے وہ بعید ہے۔

۲- مسافت قصر بعید ہے۔ اسی قول کو شاہ ولی اللہ نے المسوّیٰ شرح مؤطا امام مالک میں ذکر فرمایا ہے۔ اور شارح مسلم علامہ نووی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

۳- مقام رؤیت سے اتنا فاصلہ کہ جہاں عادۃً چاند نظر آ جاتا ہے وہ قریب ہے۔ اس کے علاوہ بعید ہے۔

۴- سلطان کے نزدیک اگر رؤیت ثابت ہو جائے تو وہ اپنی سلطنت میں نافذ کر دے تو جہاں پر اس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے وہ ایک سمت کا حصہ قریب ہے۔ اور جو اس سمت سے باہر ہے بعید ہے۔

۵- ایک اقلیم کے تمام شہر قریب ہیں اور دوسری اقلیم میں واقع شہر بعید ہیں۔ اس میں وحدت اقلیم کا اعتبار کیا گیا ہے۔

۶- مقام رؤیت سے جو جگہ جغرافیائی اعتبار سے جتنی دور ہو وہ بعید ہے [illegible] علاوہ قریب ہے۔ مثلاً بلند مقام پر چاند نظر آیا تو اس رؤیت مشرقی کی طرف سے [illegible] اسی طرح اس سے [illegible] ہیں۔

کیا قاضی کا فیصلہ دوسرے علاقہ میں قابل عمل ہو گا:

اس سلسلہ میں فقہاء احناف کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کا فیصلہ اس

حاصل ہے تب کہ وہ اس علاقے کے لئے جہاں اسے عہدہ قضا سپرد کیا گیا ہے، مقررہ حدود سے باہر قاضی کی حیثیت ایک عام آدمی کی طرح بلا امتیاز و تفریق ہے۔ اس سلسلہ میں فقہی روایات نیچے پیش کی جا رہی ہیں۔ اول روایت "فتاوی عالمگیری" کی ہے جب کہ ثانی اور ثالث روایت فتح القدیر سے ماخوذ ہے:

"لا يقبل إخباره (القاضي) قاضيا آخر في غير عمله أو غير عمله ولو كان على قضائه لأنه بالنسبة إلى العمل الآخر كواحد من الرعايا غيره أن الكتاب خص في ذلك بالإجماع" (۲/۱۹۳)۔

اس کا مستفاد یہی ہے کہ قاضی کا کار قضا مقررہ حدود تک محدود و محصور ہوگا، بعینہ یہی بات حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ نے اس وقت تحریر فرمائی ہے، جبکہ حضرت علیہ الرحمہ دار العلوم دیوبند کے مسند افتاء پر فائز تھے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"اگر مفتی صاحب خود بھی آکر دوسرے شہر کے قاضی یا مفتی کے پاس اپنا فتوی بنا بر شہادت بیان کریں جب بھی ان کے قول پر افطار کا حکم دینا اور افطار کرنا کسی کے لئے جائز نہیں (فتاوی دار العلوم دیوبند ۳/۳۶۳)۔

رؤیت ہلال کی خبر بذریعہ فون، ریڈیو، فیکس، ٹیلی گرام معتبر ہے یا نہیں؟

ان آلات جدیدہ کے ذریعے حاصل ہونے والی خبر کے صحیح غیر صحیح کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ قرون سابقہ ماضیہ میں خبر رسانی کے کون سے طریقے موجود تھے جس پر افطار و صوم کا مدار ہوا کرتا تھا۔ اس سلسلے میں خبر رسانی کے تین طریقے رائج تھے:

(۱) توپ کی آواز، (۲) ڈھنڈورچی کا اعلان، (۳) قندیلوں کی روشنی۔

خبر رسانی کے ان تین طریقوں کے بارے میں فقہی روایت نقل کی جا رہی ہے:

"الظاهر انه یلزم اهل القری الصوم بسماع المدافع او لرؤیة القنادیل من المصر: لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن حجة موجبة للعمل کما صرحوا به واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعید" (شامی ۲: ۹۹، [illegible] ۲ـ۲۰۲)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح طور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کی علامات کے بارے میں بار بار کے تجربے کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمیشہ رؤیت کے اعلان ہی کے لئے ان علامات سے کام لیا جاتا ہے، اور یہ تجربہ یقین یا ظن غالب کا فائدہ پہنچا دیتا ہے، اس لئے ان کے مقتضی پر عمل کرنا ضروری ہوگا، اگرچہ عقلی طور پر اس احتمال کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ یہ علامات اس غرض سے نہیں، بلکہ کسی اور غرض سے وجود میں لائی گئی ہوں، اس کے باوجود یہ احتمال ان کے موجب ہونے میں خلل انداز نہیں ہوتا کیونکہ فقہی اصول "غلبة الظن حجة موجبة للعمل مسلمه" قاعدہ ہے جس پر بہت سارے فقہی مسائل کی بنیاد قائم ہے۔

ان تمام تفصیلات اور تشریحات کے بعد موجودہ خبر رسانی کے آلات کے بارے میں حکم معلوم کرنا زیادہ دقیق نہیں، بلکہ قریب از قیاس ہے، اور بدیہی امر ہے کہ کسی علامت کی صداقت کا بھروسہ کرنے والا تجربہ ایک سادہ اور غیر ناطق چیز توپ، قندیل وغیرہ کی علامت کے موجب عمل ہو سکتا ہے تو ریڈیو جو تفصیلات سے بھی آگاہ کرتا ہے اور جس کی اطلاع واعلان پر اطمینان توپ کی آواز یا مینارہ کی روشنی سے حاصل شدہ اطمینان کے مقابلہ میں کہیں زیادہ قوی ہوتا ہے، ان کے بارے میں تجربہ کی مدت بھی کافی طویل ہے، تو اس کے ذریعہ شائع ہونے والی علامت میں اعلان پر یقین آ جانا یا کم سے کم اس کی صحت کا غالب گمان حاصل ہو جانا بدیہی امر ہے، اس بارے میں غالب گمان ہی کافی اور حجت سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ فقہی اصول "غلبة الظن حجة موجبة للعمل" مؤید ہے۔

اس لئے ریڈیو کے اعلان پر عمل کرنا خبر رسانی اور اعلان کے طریق سے انحراف نہیں بلکہ

اگر بغور دیکھا جائے تو توپ کی آواز اور روشنی کے مقابلہ میں ریڈیو کی خبر افادہ خبر اور حصول غلبہ ظن میں بدرجہا آگے ہے۔

ریڈیو کی خبر مخصوص شرائط کے ساتھ حضرت مفتی محمد شفیع نے بھی معتبر فرمایا ہے چنانچہ وہ ''آلات جدیدہ کے شرعی احکام'' میں لکھتے ہیں:

''جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات و دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کریں صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے، جن الفاظ میں فیصلہ کیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں، جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں (ص ۱۸۸-۱۸۹)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ریڈیو کی خبر معتبر اس صورت میں ہوگی جب کہ کسی جگہ علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رؤیت کا فیصلہ کیا ہے، اور اب اناؤنسر اس فیصلہ کو پوری تفصیل و تصریح کے ساتھ ہلال کمیٹی یا ثقہ عالم کی جانب منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے تو اس طرح اعلان کو حجت سمجھا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

مخصوص شرائط کے ساتھ ریڈیو کا اعلان اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اعلان کرنے والا مسلمان ہو غیر مسلم نہ ہو۔ قرآن پاک کی آیت: ''لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا'' (سورہ ....) کی بنیاد پر فقہائے کرام کی عبارت: ''لا یقبل قول الکافر فی الدیانات'' ایک اصل کلی کی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

لیکن اس شہر میں یا اس کے مضافات میں رہنے والے لوگ جہاں ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے ان کے لئے یہ اعلان حجت ہوگا، اس لئے یہ اگر رمضان کا چاند ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب ہوگا اور اگر عید کا ہے تو افطار کرنا لازم ہوگا۔

ریڈیو کی خبر کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ رؤیت کی خبر اپنے ذرائع سے پہنچی ہو جسے وہ نشر کر رہا ہے تو ریڈیو کی یہ خبر قطعی صوم و افطار میں معتبر نہیں۔

ٹیلی فون کا شرعی حکم

ٹیلیفون کا شرعی حکم اپنے وجود میں کسی ایسے نظیر اور مقیس علیہ کا محتاج ہے جس نظیر کا حکم متقدمین کے نزدیک ثابت شدہ ہو اس پر قیاس کر کے ٹیلی فون کا شرعی حکم نافذ کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں کتاب، شخصی خط کا جو درجہ شرعی حکم میں فقہاء کرام نے احادیث کی روشنی میں دیا ہے اس پر قیاس کر کے ٹیلی فون سے ملنے والی خبر کو معتبر یا غیر معتبر قرار دیا جا سکتا ہے۔

خط اور فون میں جہاں یہ امر مشترک ہے کہ غائب کا پیغام ان دونوں کے ذریعہ بالواسطہ پہنچتا ہے وہاں یہ فرق بھی ہے کہ خط میں یہ واسطہ تحریر (یعنی زبان قلم) ہوتی ہے اور فون میں تار کے واسطہ اور مشین کے ذریعہ آواز ہے۔ جس طرح خط میں کاتب سامنے موجود نہیں ہوتا اس لئے تزویر یعنی جعل کا احتمال رہتا ہے اسی طرح فون پر متکلم بھی سننے والے کے سامنے نہیں ہوتا اس لئے یہاں بھی آواز بدلنے اور نقل اتارنے کی پوری گنجائش رہتی ہے اس بات کو فقہی زبان میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے کہ "الخط یشبه الخط" والی احتمال موجود ہے اور فون میں "النغمة تشبه النغمة" کی گنجائش سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ دونوں یعنی خط اور فون یقین و ثبوت کے درجہ تک نہیں پہنچتے ہیں۔

خط کے معاملہ میں احتمال جعل و تزویر کے باوجود بہت سے شرعی امور اور دینی امور

Marfat.com

میں ماثوبت و مدار حکم قرار دیا گیا ہے، احادیث نبوی و سیرت رسول اور سنت خلفاء راشدین پر نظر رکھنے والے افراد اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر اور واقف ہیں، عمال حکومت کے نام تحریری آرڈر جاری کئے گئے، ان سب عمال نے ان تمام امور کو عملی جامہ پہنایا اور ہدایات پر عمل کرنا ضروری سمجھا، ایسا نہیں کیا کہ محض "الخط يشبه الخط" کے احتمال کی بنیاد پر ان تحریروں میں نظر انداز کر دیا ہو، احادیث نبوی اور سیرت رسول کو معیار عدل قرار دیکر فقہاء نے بہت سے مواقع پر خطوط کو مدار حکم اور حجت قرار دیا ہے، بشرطیکہ ان خطوط کے اصلی ہونے کا اطمینان حاصل کر لیا جائے، اس کی نظیریں کتب فقہ میں بکثرت موجود ہیں، محقق ابن ہمام فرماتے ہیں:
"الكتابة المرسومة و خط السمسار والصراف حجة للعرف الجاری" (فتح القدیر ۶/ ۳۶۲)۔

غور کیا جائے عرف عام میں رواج پا جانے سے صداقت کا یقین حاصل ہو جانے کی بنا پر محقق موصوف نے خط کو حجت قرار دیا ہے۔

اسی مقام پر علامہ ابن ہمام نے محمد بن مقاتل کا ایک اہم جواب نقل کیا ہے: "من نسي شهادته ووجد خطه و عرفه هل يسعه أن يشهد قال: إذا كان الخط في حرزه يسعه أن يشهد" (فتح القدیر ۶/ ۳۶۵)۔

اس سلسلہ کی مزید ایک اور مثال ملاحظہ ہو جسے علامہ شامی نے نقل کیا ہے:

"صراف كتب على نفسه بمال و خطه معلوم بين التجار وأهل البلد ثم مات فجاء غريم يطلب المال من الورثة وعرض خط الميت بحيث عرف الناس خطه يحكم بذلك في تركته إن ثبت أنه خطه وقد جرت العادة بين الناس بمثله وهو حجة" (شامی ۴/ ۳۶۷)۔

اس سلسلہ میں اہم قیمتی اصول کی طرف علامہ شامی نے رہنمائی فرمائی ہے کہ خط کی

Marfat.com

خبروں میں صداقت کا پہلو ایسا غالب ہے کہ غلطی کا پہلو نادر الوقوع ہے جیسے یہاں تحریر پر یہ بات ہے کہ خط کی خبر عادۃً سچی اور غلط خبر عادۃً محال اور ناممکن ہے گو عقلاً غلطی کا امکان باقی ہے۔

"لأن الغلط نادر وأثر التغيير يمكن الاطلاع عليه وقلما يشبه الخط من كل وجه. فإذا تيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس"(۱)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

"چونکہ خبر تحریری معرفت ہوتی ہے جب کاتب اپنا ہو گمان غالب ہوتا ہے کہ فلاں کاتب ہی کا خط ہے اس میں کوئی احتمال نہیں ہوا تو اس پر عمل درست ہے۔ کتب اتفاقی ان اتفاقی جس میں ثبوت کا قرینہ ہو کوئی نہیں ہے اعتبار خط کا کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی دحیہ کو خط دے کر بھیجا تو ہرقل نے یہ نہیں کہا کہ ایک آدمی کا اعتبار نہیں ہے اور نہ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ قاصد کا کیا اعتبار ہے [illegible] نامجات آپ کے زمانہ میں اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں [illegible] اتفاق ہے [illegible]۔"

نیز موجودہ دور کا ٹیلیفون بھی اسی طرح ہے۔ جب آواز پہچانی جائے تو ٹیلی فون سے بارے میں مسئلہ کا جواب معلوم ہو جاتا ہے۔ ماقبل میں ذکر شدہ مضمون سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خط کا حکم ٹیلی فون پر قیاس کرتے ہوئے ٹیلی فون کا حکم ہوگا اور بات اشتباہ سے خالی ہو۔

پس اگر کسی سے بات ہو جس میں قلبی اطمینان اور ظن غالب ہو جائے تو اس سے متعلق عمل کرنے میں فیصلہ کرنا درست ہے۔ اسی طرح اس سے بات کرنے پر ٹیلی فون سے بات میں اطمینان حاصل ہو جائے کہ یہ پیغام جس شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے واقعی وہ اس کا ہے اور وہ شخص دیندار مسلمان ہے تو اس کی خبر کو معتبر مان کر بدرجہ خبر اس پر عمل درست ہوگا۔

اس استنباط کی تائید فقہی جزئیات میں مذکور ایک جزیہ سے بھی ہوتی ہے:

Marfat.com

"ولو سمع من وراء حجاب كثيف لا يشف من ورائه لا يجوز له أن يشهد، لأن النغمة تشبه النغمة إلا إذا أحاط بعلم ذلك. لأن المسوغ هو العلم غير أن رؤيته تكلما بالعقد طريق العلم به، فإذا فرض تحقق طريق آخر جاز"

(فتح القدیر ۲/ ۲۴۳)۔

ابن ہمام کے کلام سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اصل بات اطمینان کا حاصل ہو جانا ہے اور اس یقین کا پیدا ہو جانا ہے کہ یہ آواز اسی شخص کی ہے جس کی سمجھی جا رہی ہے۔

گذشتہ متعدد صفحات میں ریڈیو اور ٹیلیفون کی خبروں کو شرع کے نظائر و امثال کی روشنی میں اس وقت معتبر، صحیح اور درست قرار دیا گیا، جبکہ ان خبروں کو سن کر اس کی صحت کا یقین یا کم سے کم غلبہ ظن پیدا ہو جائے ورنہ وہ خبریں غیر معتبر ہوں گی، اسی سے فیکس اور ٹیلی گرام کی خبروں کا معیار متعین کیا جا سکتا ہے، فیکس اور ٹیلی گرام سے ملنے والی خبر اگر قلبی اطمینان اور غلبہ ظن کی حد تک ہے تو اسے قبول کر کے صوم وافطار کا حکم لگا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

ضروری تنبیہ

مذکورہ تحریر میں آلات جدیدہ کی خبروں کو بصورت یقین وغلبہ ظن معتبر مانا گیا، لیکن یہ سب خبریں اس وقت معتبر ہوں گی، جبکہ ہلال کی رؤیت شرعی طریقہ پر ہو چکی ہو، اگر ہلال برائے رمضان ہے تو شرعی رؤیت کا ثبوت بطریقہ شہادت قاضی کی مجلس میں دینا ضروری ہے، اور اگر ہلال برائے افطار ہے تو شرعی رؤیت پہلے ثابت ہو جائے۔

رؤیت ہلال میں محکمہ موسمیات اور فلکیات سے مدد لینا

زیر بحث مسئلہ میں نفیاً وثبوتاً حکم لگانے سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس باب میں شارع نے رؤیت کا مدار کس چیز پر رکھا ہے، اس باب کی دو حدیث بہت معروف ومشہور ہے:

Marfat.com

۱ — "لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته"۔

۲ — "فإن غم عليكم فاقدروا له"۔

یہاں پر دو باتیں ہیں: ایک ہے رؤیت ہلال، دوسرا ہے وجود ہلال۔ ثبوت شہر کے لئے رؤیت ہلال ضروری ہے، رؤیت کے بغیر شہر کا وجود نہیں ہوگا جب کہ پہلی روایت "صوموا لرؤيته الخ" اس پر دال ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ثبوت شہر وجود ہلال سے نہیں ہوگا، لہذا اہل نجومیات وفلکیات کا قول چاند کے سلسلہ میں قابل استناد نہیں ہوگا، کیونکہ ان لوگوں کا قول وجود ہلال کے سلسلہ میں ہوتا ہے، جبکہ ثبوت شہر کے لئے شارع نے مدار رؤیت اور شہود ہلال کو ٹھہرایا ہے، اس سلسلہ میں نفیس بحث حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالہ رؤیت ہلال میں کی ہے جو درج ذیل ہے:

یہ دونوں حدیثیں حدیث کی دوسری سب مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں جن پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا اور دونوں میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی رؤیت پر رکھا ہے، لفظ رؤیت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں، اس کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں مجاز ہے، اس لئے حاصل اس ارشاد نبوی کا یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے، معلوم ہوا کہ مدار احکام چاند کا افق پر وجود نہیں، بلکہ رؤیت ہے، اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رؤیت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہ کیا جائے۔

حدیث کے اس مفہوم کو اسی حدیث کے آخری جملہ نے اور زیادہ واضح کردیا جس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر چاند تم سے مستور اور چھپا ہوا ہے، یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھیں تو پھر تم اس کے مکلف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل

دیا آلات رصدیہ اور دوربینوں کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو بلکہ فرمایا: "فإن غم عليكم فاكملوا لعدة ثلاثين"۔

اس میں لفظ "غم" خاص طور سے قابل نظر ہے۔اس لفظ کا لغوی معنی عربی محاورہ کے اعتبار سے بحوالہ قاموس وشرح قاموس یہ ہے: "غم الهلال على الناس غما إذا حال دون الهلال غيم رقيق أو غيره لم ير" (لفظ "غم الهلال على الناس" اس وقت بولا جاتا ہے، جبکہ ہلال کے درمیان کوئی بادل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند دیکھا نہ جا سکے)

(تاج العروس شرح قاموس ا)

جس سے معلوم ہوا کہ آں حضرت ﷺ نے چاند کے وجود کو تسلیم کر کے یہ حکم دیا ہے، کیونکہ مستور ہو جانے کے لئے موجود ہونا لازمی ہے، جو چیز موجود ہی نہیں اس کو معدوم کہا جاتا ہے محاورات میں اس کو مستور نہیں بولتے، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چاند کے مستور ہو جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں، ان میں کوئی بھی سبب پیش آئے بہر حال جب نگاہوں سے مستور ہو گیا اور دیکھا نہ جا سکا تو حکم شرعی یہ ہے کہ روزہ وعید وغیرہ میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ کچھ صحابہ کرام عمرہ کے لئے نکلے، راستہ میں چاند پر نظر پڑی تو چاند کا سائز اور روشنی دیکھ کر آپس میں گفتگو ہوئی، بعض نے کہا: یہ دو رات کا چاند ہے، اور بعض نے کہا: تین رات کا، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو اول کس رات میں دیکھا؟ بتلایا گیا کہ فلاں شب میں رؤیت ہوئی تھی، ابن عباسؓ نے فرمایا: "إن رسول الله ﷺ مده للرؤية فهو لليلة رأيتموه" (صحیح مسلم ۱/۳۴۸)۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس کو رؤیت کی طرف منسوب فرمایا ہے، اس لئے رات کا چاند سمجھا جائے گا جس میں اس کی رؤیت ہوئی ہے۔

Marfat.com

اس سے حقیقت واضح ہوگئی کہ یہاں مسئلہ چاند کے وجود کا نہیں، بلکہ اس کے عام نگاہوں کے لئے قابل رؤیت ہونے کا ہے، اور دوربین کے ذریعہ شمسی شعاعوں سے مستور چاند کو دیکھ لینا یا بذریعہ ہوائی جہاز پرواز کرکے بادلوں سے اوپر جاکر چاند کو دیکھ لینا عام رؤیت کہلانے کا مستحق نہیں، اور کسی چیز کا قابل رؤیت ہونا یا دیکھا جانا یہ مسئلہ نہ سائنس کا ہے نہ محکمہ موسمیات وفلکیات سے اس کا کوئی علاقہ ہے، یہ عام واقعیاتی معاملہ ہے، اگر کوئی شخص ایک معین جگہ میں کسی واقعہ کے دیکھنے کا مدعی ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت وہاں موجود تھے ہم نے یہ واقعہ نہیں دیکھا تو اس کا فیصلہ نہ محکمہ موسمیات کے پاس جانے کی چیز ہے نہ محکمہ فلکیات وریاضیات سے اس کا کوئی تعلق ہے، اس کا فیصلہ اسلامی عدالتوں میں قاضی شرعی اور عام حکومتوں میں کوئی جج ہی کرسکتا ہے جو شاہدوں کے حالات اور بیانات کو پرکھ کر معتبر یا غیر معتبر شہادت کو پہنچانے گا۔ یہاں اگر مسئلہ چاند کے وجود کا ہوتا تو بیشک وہ قاضی شرعی یا جج کے دیکھنے کی کوئی چیز نہیں، وہ ماہرین فلکیات ہی بتاسکتے ہیں، وہیں کوئی قاضی یا جج بھی اس مسئلہ کا فیصلہ کرتا تو ماہرین فلکیات کے یہاں پیش کرتا (رؤیت ہلال ۱۵)۔

یہ تھی تفصیلی عبارت جسے آپ نے ملاحظہ فرمایا، جس سے دوٹوک انداز میں معلوم ہوا کہ چاند کی رؤیت کے سلسلہ میں نہ تو محکمہ موسمیات کا قول معتبر ہے اور نہ فلکیاتی حساب کا۔

اسی سے اس جزئیہ کا جواب نکل آیا کہ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطہ سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو کیا اسے قبول کیا جائے گا، جواب اثبات میں ہے کہ ایسی رؤیت شرعی سے صوم وافطار کا حکم نافذ کیا جائے گا۔

۳-(الف): اگر مطلع بالکل صاف ہے تو رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے ایک جم غفیر کی رؤیت کا اعتبار ہوگا خواہ وہ چاند رمضان کا ہو یا شوال کا، ایک بڑی جماعت کے سلسلے میں مختلف

قوال موجود ہیں تاہم سب اقوال میں ایک چیز مشترک ہے کہ وہ سب دیکھنے والوں کی تعداد ایسی کثیر ہو کہ سب کا کذب پر اتفاق کر لینا محال و متعذر ہو، اور یہ تعداد زمان و مکان کے لحاظ سے کثیر قلیل بھی ہو سکتے ہیں۔

اگر مطلع غبار آلود ہے خواہ کسی بنا پر ہو تو ایسے موقع پر رمضان کے چاند کے سلسلے میں ایک عادل شخص کی شہادت پر رؤیت کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اور اگر رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کا چاند ہو تو ایسے وقت میں شہادت شرعی کے بعد ہی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، یہ وہ مسئلہ ہے جو فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے (ہدایہ ۲/ ۲۱۵)۔

مستور الحال شخص کی شہادت پر رؤیت کا اعتبار کر لینا صحیح ہے اور مستور الحال شخص کا قول دیانات میں معتبر ہے۔

"قول الطحاوی عدلا کان أوغیر عدل أن یکون مستوراً"

(ہدایہ ۱/ ۲۱۵)۔

اسی مقام پر ہدایہ کے حاشیہ پر یہ عبارت: "وفی روایة الحسن وهی المذکورة تقبل شهادة المستور وبه أخذ الحلوانی" مستور الحال کی شہادت کے معتبر ہونے پر دال ہے۔

شہادت ہلال کی شرطیں

(۱) شاہد کا مسلمان ہونا۔ (۲) عاقل ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) بینا ہونا۔ (۵) شاہد کا عادل ہونا۔ (۶) لفظ شہادت کا ہونا۔ (۷) جس واقعہ کی شہادت ہو اسے بچشم خود دیکھنا۔ (۸) مجلس قضاء کا ہونا۔

شہادت کے باب میں پانچویں شرط عدالت کے متعلق عینی اور فتح القدیر کے حوالہ سے

Marfat.com

کنز کے حاشیہ ص ۲۸۸ پر یہ عبارت مذکور ہے:

جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر عادل کی شہادت بربنائے عدم اطمینان فی الصدق اگرچہ غیر معتبر ہے لیکن دوسری طرف امام ابویوسف کے قول کو نقل کیا گیا جس میں اس غیر عادل فاسق کی گواہی کو معتبر مانا گیا جو با مروت ہو، معاشرہ میں لوگ عموماً اسے سچا سمجھتے ہوں۔

شہادت کا تعلق باب قضاء سے ہے اور باب قضا میں امام ابویوسف کا قول معتبر ہوتا ہے اس لئے فاسق کی شہادت معتبر ہونی چاہئے جو بظاہر صوم وصلوۃ کا پابند ہو، دیندار اور با مروت انسان ہو جسے لوگ اپنے ماحول میں اسے صادق الوعد اور عادل پرست سمجھتے ہوں، تو ایسے فاسق کی شہادت صوم وافطار کے باب میں قابل عمل اور قابل حجت ہونی چاہئے، جس کی تائید اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ اہل ہویٰ رافضی وغیرہ کی شہادت فاسق ہونے کے باوجود معتبر ہے، شرط یہ ہے کہ اس کا فسق مفضی الی الکذب نہ ہو۔

"تقبل من أهل الأهواء أي أصحاب بدع لا تكفر كجبر وقدر ورفض وخروج الخ" (در مختار مع الشامی [illegible])۔

۲- الف: صوبہ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں کوئی مرکزی قاضی موجود ہے وہاں قاضی چاند کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس کے متعلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور اسی کے مطابق صوم وافطار کا حکم عائد ہوگا۔

ب- قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ تعیین تاریخ کا اعلان ہوتا ہے تو اس کا اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا۔

ج- ہندوستان اور ان جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کا قاضی رویت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رویت ہلال کا اعلان کیا تو یہ صرف اس صوبے کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا، دوسرے صوبہ و علاقے کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل نہیں ہوگا، یہ رویت

Marfat.com

ہلال ان لوگوں کے حق میں محض ایک خبر ہے، اور یہ اعلان ان لوگوں کے حق میں اعلان سلطان کا درجہ نہیں رکھتا۔

الا یہ کہ ایک صوبہ وعلاقہ میں شرعی طور سے رؤیت ہلال ثابت ہو جانے کے بعد دیگر صوبہ وعلاقہ جات کے قاضی یا ہلال کمیٹی اس رؤیت ہلال کی تصدیق نہ کردے، ان علاقوں کے قاضی کی تصدیق کے بعد اب یہاں کے لوگوں پر بھی رؤیت کا تحقق ہو جائے گا۔

لیکن یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ مطالع ایک ہی ہوں، مطالع کے مختلف ہونے کی صورت میں ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لئے معتبر نہیں، کیونکہ اختلاف مطالع کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کے سلسلہ میں یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ اگر اختلاف مطالع معتبر نہیں مانا جائے اور ایک جگہ کی رؤیت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے رؤیت ثابت ہو جائے تو ایسی صورت میں ایک اہم خرابی کا سامنا کرنا پڑے گا، وہ یہ کہ مہینہ کبھی کبھی ۳۱ اور ۲۸ کا ہونے لگے گا حالانکہ مہینہ ۲۹ اور ۳۰ سے کم اور زائد کا ہوتا ہی نہیں، اسی خرابی کے پیش نظر اکثر فتاوی کی کتاب ''بدائع الصنائع، مجمع الانہر، تبیین الحقائق'' وغیرہ جس کے حوالے گذر چکے ہیں سب میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا گیا ہے۔

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے، کیونکہ قرآن کی آیت: ''لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً'' (سورہ......) کے بموجب فقہاء نے لکھا: ''لا يقبل قول الكافر فى الديانات'' جس کا مقتضا یہی ہے کہ کافر کی خبر ہرگز نہ مانی جائے اگر چہ تجربات خبر صحیح نقل کرنے اور صحیح اعلان کرنے میں تصدیق کرتے ہوں۔

رؤیت ہلال سے متعلق پیدا ہونے والے مسائل اور حل

مولانا مفتی محمد صدر الحسن ندوی مدنی

اختلاف مطالع:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صوم وافطار صوم کے باب میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔ ''فتاوی عالمگیری'' کی درج ذیل عبارت حضرت امام ابوحنیفہ کے اس فتوے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

''ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر الروایة'' (فتاوی عالمگیری کتاب الصوم، باب ثانی فی رؤیة الہلال)۔

لیکن اس کے برعکس دیگر ائمہ کرام اور محققین احناف نے صوم اور افطار صوم کے باب میں بھی اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ موجودہ دور میں مطلع کا اختلاف ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جو محتاج دلیل نہیں۔

محقق زیلعی نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

''الأشبه ان یعتبر لان کل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف المطالع کمافی دخول وقت الصلاة وخروجه یختلف باختلاف الأقطار'' (تبیین الحقائق زیلعی)۔

[illegible]

(قرین انصاف بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے، اس لئے کہ ہر قوم اس کی مخاطب ہوتی ہے جس سے وہ دوچار ہو اور چاند بھی سورج کی شعاعوں سے انفصال مطالع کے فرق سے مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ وقت نماز کا دخول وخروج، مناطق (علاقوں) کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہوتا ہے)۔

اس سلسلہ میں ''مجلس تحقیقات شرعیہ دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ'' نے اختلاف مطالع پر بحث وتمحیص کے بعد جو تجویز مرتب کی ہے وہ حسب ذیل ہے:

یہ تجویز اس مسئلہ کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کیلئے رہنما اصول فراہم کرتی ہے اس تجویز پر ۳،۴ مئی ۱۹۶۷ء کی تاریخ درج ہے۔

۱-نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، بلکہ اختلاف مطالع مسلم ہے۔ یہ ایک واقعاتی چیز ہے اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲-البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطلع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین احناف اور علمائے امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطلع معتبر ہے۔

۳-بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہو کہ عادۃً ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن کے بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے لازم کردی جائے تو مہینہ کسی جگہ ۲۸ دن کا ہو جائے گا اور کسی جگہ ۳۰ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴-بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی روایت میں عادۃً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا، فقہاء ایک

Marfat.com

دو کی مسافت کی دوری ہو جو تقریباً ۱۰۰ یا ۲۰۰ میل ہوتا ہے۔

بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں اور اس سے کم کو بلاد قریبہ۔ مجھے اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

۵- ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے۔ علماء ہندو پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو۔ اس بنیاد پر ان دو ملکوں میں جہاں چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

۶- مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہندو پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے۔ یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں کے لئے ہر حالت میں لازم اور قابل قبول نہیں۔ اس لئے کہ ان میں اور ہندو پاک میں اتنی دوری ہے کہ کم از کم ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

بلاد بعیدہ اور بلاد قریبہ کی تعیین میں فقہاء کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

۱- جس مسافت میں قصر کی جاتی ہے وہ بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے [illegible] کتاب الصوم باب [illegible])۔

۲- جس جگہ کے مطلع میں اتحاد ہے وہ قریب ہے اور جس جگہ کے [illegible] ہے وہ بعید (تحفۃ المحتاج شرح المنہاج کتاب الصوم [illegible])۔

۳- ایک ماہ یا اس سے زیادہ پیدل چلنے کی مسافت بعید ہے اور اس سے کم کی مسافت قریب ہے ([illegible] ج ۲ کتاب الصوم [illegible])۔

۴- خراسان و اندلس کے درمیان کا فاصلہ بعیدہ ہے اور اس کے کم قریب (تحفۃ الاحوذی باب ماجا لکل اہل بلد رؤیتہم)۔

۵- مدینہ اور شام کے درمیان کا فاصلہ بعیدہ ہے اور اس سے کم قریب (ترمذی: کتاب الصوم: حدیث کریب)۔

۶- مبتلی بہ جس کو قریب سمجھے وہ قریب ہے اور جس کو بعید سمجھے وہ بعید (العرف الشذی باب ماجاء فی أن لکل بلد رؤیتہم)۔

۷- اسلامی حکومت کے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہیں، یعنی اگر خلیفۃ المسلمین شہادت کی بناء پر چاند تسلیم کرلے تو ملک کے تمام شہروں میں چاند تسلیم کرنا ضروری ہے (تحفۃ الاحوذی باب ماجاء أن الصوم لرؤیۃ الہلال والافطار لہ)۔

۸- ایک ملک کے تمام شہر آپس میں قریب ہیں اور دوسرا ملک بعید ہے (تحفۃ الاحوذی ایضا)۔

۹- کسی جگہ کی رؤیت دوسری جگہ تسلیم کرنے میں اگر ایک دن کا فرق لازم آئے تو اختلاف مطلع کا اعتبار ہوگا اور اس سے کم میں اختلاف مطلع کا اعتبار نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں ۲۹ کے بجائے ۲۸ یا اور ۳۰ کے بجائے ۳۱ دن کا مہینہ ہوسکتا ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹/ یا ۳۰/ دن کا ہوتا ہے (فتح الملہم شرح مسلم باب بیان أن لکل بلد رؤیتہم)۔

اسی طرح تمام شہروں میں ایک ہی دن رمضان یا عید منانا نہ مسلمانوں پر لازم ہے اور نہ اس کے اہتمام میں پڑنا کوئی اسلامی خدمت ہے اور نہ عادۃً ایسا ہوسکتا ہے۔ حضرت کریبؒ کا واقعہ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ وہ مدینہ سے شام حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تھے، وہاں رمضان کا چاند جمعہ کی شب میں دیکھا اور سب نے جمعہ کا پہلا روزہ رکھا۔ کریبؒ جب واپس مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے رمضان کا چاند کس

Marfat.com

روز دیکھا انہوں نے عرض کیا کہ جمعہ کی شب میں۔ فرمایا کہ آپ نے خود دیکھا تھا عرض کیا کہ ہاں میں نے بھی دیکھا تھا اور حضرت معاویہؓ اور سب مسلمانوں نے بھی دیکھا اور سب نے جمعہ کا روزہ رکھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا لیکن ہم (اہل مدینہ) نے تو شنبہ کی رات چاند دیکھا ہے۔ اس لئے ہم تو اس وقت تک روزہ رکھیں گے جب تک یہاں چاند نظر نہ آئے یا تیس دن پورے ہو جائیں۔ حضرت کریبؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ کیلئے حضرت معاویہؓ اور سب مسلمانوں کی رؤیت کافی نہیں تو فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے (صحیح مسلم ۱/۳۴۸)۔

حضرت ابن عباسؓ کا یہ فیصلہ خواہ اس بناء پر ہو کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کر کے ملک شام کی رؤیت کو اہل مدینہ کیلئے کافی نہیں سمجھا یا اس بناء پر کہ شہادت دینے والے تنہا حضرت کریبؓ تھے، اور ایک آدمی کی شہادت عید کرنے کیلئے کافی نہ سمجھی گئی، بہر حال اس واقعہ سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اس فکر میں نہ رہتے تھے کہ سب جگہ عید یا رمضان ایک ساتھ ایک ہی دن میں ہو (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۷۲-۱۸۸)۔

درج بالا تحریرات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

الف- ایک یہ کہ شریعت نے عبادات میں علم ریاضی اور علم ہیئت کی دقیقہ سنجیوں کا انسان کو مکلف نہیں بنایا ہے۔ اس لئے ائمہ اربعہ نے ثبوت ہلال کے سلسلہ میں علم ہیئت کا اعتبار نہیں کیا ہے۔

"واتفق الأئمة الأربعة على أنه لا اعتبار بمعرفة الحساب و [illegible]"
(کتاب میزان الشعرانی کتاب الصوم)۔

ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاند کے ثبوت کے سلسلہ میں حساب و منازل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

"درمختار" میں اس کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Marfat.com

"فلا عبرة تقول الموقتین" (ردالمحتار ج ۲ مطلب ما اجبة ولقوم الموقتین)۔

(چاند کے اوقات بتانے والوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے)۔

لیکن اس سلسلہ میں تھوڑی سی وسعت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ علم ہیئت کے اعتبار سے جس تاریخ میں چاند کا امکان نہ ہو اور جس تاریخ میں چاند کا امکان ہو دونوں صورت حال کو پیش نظر رکھ کر کسی یقینی رائے تک پہنچنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جائے۔

علم ہیئت کی حقیقت اور علم ہیئت کی بنیاد پر چاند کی رؤیت وعدم رؤیت کے بارے میں اس فن کے ماہر ابوریحان البیرونی کی رائے ملاحظہ ہو:

تمام ماہرین علم ہیئت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رؤیت ہلال اور اس کے مشاہدہ کے سلسلہ میں جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں ان سب کا تعلق صرف تجربات سے ہے اور مناظر کے کچھ حساب قواعد ہیں جن کے سبب آنکھ کے ذریعہ مشاہدہ میں آنے والی چیزیں چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہیں، احوال فلکیہ کچھ اس طرح کے ہیں کہ کوئی بھی انصاف پسند شخص اگر ان کے بارے میں غور کرے گا تو وہ ہلال کی رؤیت وعدم رؤیت کے بارے میں کسی قطعی نتیجہ تک نہ پہنچ سکے گا (الآثار الباقیۃ من القرون الخالیہ / ۱۹۸)۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار سے مقامات قریبہ اور بعیدہ میں رؤیت میں ایک دن یا اس سے کم بیش کا فرق ہوتا ہے، جبکہ علم ہیئت میں طول وعرض کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے، اسی لئے علم ہیئت کے ماہرین کہتے ہیں کہ جب شمس وقمر کی تقویم میں صفر کا فرق ہو تو ہلال (New moon) وجود میں آتا ہے جو پوری دنیا کیلئے ہوتا ہے۔

اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت نے بصری رؤیت کا اعتبار کیا ہے علم ہیئت وفلکیات کی حسابی رؤیت کا نہیں، ہاں وہ معاملات جن کا تعلق عبادات سے نہ ہو ان میں علم ہیئت کی حسابی رؤیت کا اگر اعتبار کیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

ب- دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام کہ ہر شہر میں رمضان اور عید ایک ہی تاریخ میں ہو اس کا مکلف شریعت نے مسلمانوں کو نہیں بنایا ہے، یہ بات اپنی جگہ درست ہے، لیکن اگر اس بات کی کوشش کی جائے کہ وہ ملک جس کے تمام شہروں یا صوبوں کا مطلع ایک ہے وہاں پورے ملک میں رمضان کی ابتداء اور عید ایک ہی تاریخ میں ہو تو یہ ایک مستحسن بات ہوگی، اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک "کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی" تشکیل دی جائے جس میں علماء کرام ہوں اور اس کی شاخیں ہر صوبہ میں ہوں تاکہ تمام صوبوں کیلئے اس کا اعلان قابل قبول ہو سکے، یا "آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ" جو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہے "کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی" کے نام سے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دے تاکہ ان کا اعلان تمام مسلمانان ہند کے لئے قابل قبول ہو سکے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ ایک مستحسن اقدام ہوگا۔

اور کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی کے پلیٹ فارم سے علماء کرام کا یہ فیصلہ سلطان کے اعلان کے قائم مقام ہوگا، کیونکہ ایسا خطہ زمین جو سلطان سے خالی ہو علماء ہی اس کی نیابت کرتے ہیں۔

"واذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالأمور موکلة الی العلماء ویلزم للأمة الرجوع الیهم" (حدیقہ ندیہ ۱)۔

اور اگر کوئی زمانہ ایسے سلطان سے جو دینی امور کو انجام دیتا ہو خالی ہو تو یہ تمام دینی امور علماء کرام انجام دیں گے اور امت کیلئے ضروری ہوگا کہ ان سے دینی امور میں رجوع ہوں۔

اس طرح جو اختلافات رؤیت ہلال کے سلسلہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں ان کا سد باب ہو سکتا ہے۔ علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اختلاف مطلع کے باوجود اگر خلیفہ وقت رؤیت ہلال کا اعلان کر دے تو ملک کے تمام باشندوں پر اس کا اطلاق ہوگا اور ہر شخص پر اس کی اطاعت ضروری ہوگی۔ کیونکہ ملک کے تمام شہر اس کے حق میں ایک ہی شہر کے مانند ہیں۔

ابن ماجشون کا قول یہ ہے کہ ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے باشندوں کیلئے لازم

Marfat.com

نہیں ہے، الا یہ کہ خلیفہ وقت اسے تسلیم کرے اس صورت میں تمام لوگوں کیلئے اس کی تعمیل لازم ہوگی، اس لئے کہ ملک کے تمام شہر اس کیلئے ایک شہر کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کا حکم پورے شہر پر نافذ ہوگا کیونکہ وہ پورے ملک کیلئے واجب الاتباع ہے۔

خط، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹی وی، اور تار کے ذریعہ رؤیت ہلال کی اطلاع اور جہاز وغیرہ کے ذریعہ رؤیت کے سلسلہ میں چند باتیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں (التاج الجامع للاصول ۲/ ۱۹۸)۔

۱- ہوائی جہاز کے ذریعہ رؤیت

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ عہد رسالت، خلافت راشدہ اور خیر القرون کے تعامل کی بنا پر ہمارے نزدیک کسی طرح مستحسن اور پسندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اڑکر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے، لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ اتفاقی طور پر ہوائی جہاز کا کوئی مسافر چاند دیکھ لے اور آکر شہادت دے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے، کیونکہ اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ نیچے کی ہوا میں گردوغبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہ ہوا صاف ہونے کی وجہ سے نظر آئے: "کما قال الشامي: وقد يرى الهلال من أعلى لأماكن ما لا يرى من الأسفل فلا يكون تفرده بالرؤية خلاف الظاهر"۔

شرط یہ ہے کہ ہوائی جہاز کی پرواز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کی نظریں پہنچ ہی نہ سکیں، کیونکہ شرعاً رؤیت وہی معتبر ہے کہ زمین پر رہنے والے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ سکیں اس لئے اگر بیس تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرکے کوئی شخص چاند دیکھ آئے تو اس بستی کیلئے وہ رؤیت معتبر نہیں جس کو عام انسان باوجود مطلع صاف ہونے کے اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

Marfat.com

''مجلس تحقیقات شرعیہ دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ'' نے ہوائی جہاز کے ذریعہ رؤیت کے بارے میں جو تجویز پاس کی ہے وہ اس سلسلہ میں میری نظر میں وقیع ہے وہ تجویز یہ ہے:

''ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہو معتبر نہیں ہے اور شریعت نے اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ہے اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموماً شہروں میں ہوا کرتی ہے تا کہ مکانوں اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں نہ حائل ہو، خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جائے تو وہاں کی زمین والوں کیلئے معتبر رؤیت قرار نہیں پائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس سلسلہ میں دو باتیں قابل توجہ ہیں، پہلی بات تو یہ کہ ہوائی جہاز سے رؤیت کا اہتمام کرنا کوئی مستحسن فعل نہیں ہے اور نہ شریعت نے اس کا مکلف بنایا ہے، دوسری بات یہ کہ اگر کوئی شخص ہوائی جہاز سے اس کا اہتمام کرنے ہی جا رہا ہے تو اس سلسلہ میں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہئے کہ اتنی ہی بلندی تک پرواز کی جائے جس سے مطلع متاثر نہ ہو اگر پرواز کی وجہ سے مطلع متاثر ہو جائے تو پھر اس رؤیت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

۲-تار، خط اور ٹیلیفون کے ذریعہ رؤیت کی اطلاع

تار، خط اور ٹیلیفون کی خبر کے بارے میں ''مجلس تحقیقات شرعیہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کی تجویز درج ذیل ہے:

تار، خط، ٹیلیفون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار، خطوط اور ٹیلیفون آئیں اور علماء کہیں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔''

Marfat.com

خاتم الفقہاء مولانا عبدالحی فرنگی محلی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''کہ بہ شب گذشتہ درآنجا رؤیت ہلال یابوساطت تار برقی دریافت ایں امر شد تاوقتیکہ شہرت آں نہ شود از تحریرات کثیرہ واخبار عدیدہ معلوم نہ شود اعتبار آں نہ باید ساخت''

(مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۵۰)۔

(رؤیت ہلال کے ثبوت کیلئے وہی خبر معتبر ہے جو مشہور ہو جائے، اگر کسی مقام سے خبر پہنچے کہ وہاں گذشتہ شب چاند کی رؤیت ہوئی ہے یا ٹیلی گرام کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی تو اس خبر کا اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائے گا جب تک کہ متعدد تحریروں اور مختلف خبروں سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے)۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ رؤیت کی اطلاع

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ٹیلیفون کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''آواز'' اول تو ٹیلیفون میں صاف پہچانی جاتی ہو دوسرے اگر پہچانی بھی جائے تب بھی آوازوں میں تشابہ ہوتا ہے اور جو شرط ہے محتجب کے تعیین کی کہ اس کے تکلم کے وقت دو معتبر شخص اس کو دیکھ رہے ہوں اور وہ اس کو دیکھ کر کہیں کہ یہ متکلم فلاں شخص ہے اور یہ محتاج الی التعیین اس وقت ان دونوں کو دیکھ رہا ہو یہ یہاں ممکن نہیں، لہذا یہ شہادت ٹیلیفون کے واسطے سے رمضان یا فطر میں معتبر نہیں'' (آلات جدیدہ کے شرعی احکام)۔

خلاصہ کلام یہ کہ عام حالات میں ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، لیکن اگر قرائن قویہ سے اور خصوصی نظم کے ذریعہ ٹیلیفون سے اطلاع آتی ہے اور اس سے ظن غالب پیدا ہو جاتا ہے تو معتبر ہے۔

یہی حال تحریر کا بھی ہے جس طرح ٹیلیفون میں آواز میں مشابہت کا اندیشہ ہوتا ہے اسی

Marfat.com

طرح تحریر میں بھی اس فن کے ماہرین اپنی فنی مہارت کا اس طرح کمال دکھلاتے ہیں کہ اصل ونقل میں شناخت محال ہو جاتی ہے، اس لئے تحریر کا بھی اعتبار نہ ہوگا الا یہ کہ خارجی قرائن کے ذریعہ اس بات کا ظن غالب پیدا ہو جائے کہ یہ تحریر مزور نہیں ہے اور یہ اسی کی تحریر ہے جس سے منسوب ہے، چاہے یہ خارجی قرائن مہر کی صورت میں ہوں یا لیٹر ہیڈ اس پر دلالت کر رہا ہو یا قاصد متدین شخص ہو یا اس کے علاوہ جو بھی خارجی قرائن ہو سکتے ہوں۔

اس سلسلہ میں دو باتیں قابل توجہ ہیں:

۱- پہلی بات تو یہ کہ اگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ رؤیت ہلال کی اطلاع دی جاتی ہے کہ دہلی میں یا مدراس میں یا فلاں مقام پر چاند دیکھا گیا لیکن معتبر اور مستند عالم یا رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داریاں جہاں نظام قضاء قائم ہے اور امارت ہے وہاں کے امیر شریعت یا قاضی کے حوالے کے بغیر ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور یہ خبر بے بنیاد سمجھی جائے گی۔

۲- ہاں اگر یہ خبر حوالے کے ساتھ نشر کی جاتی ہے، مثلاً امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے قاضی مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کے فیصلے کے بموجب یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ آج چاند دیکھا گیا تو یہ خبر قابل اعتبار ہوگی، کیونکہ ہندوستان میں علماء کرام، حاکم اور سلطان کے قائم مقام ہیں اور جس سلطان کا حکم واجب العمل ہوتا ہے اسی طرح علماء کرام کا فیصلہ بھی واجب التعمیل ہوگا۔

"إذا خلا الزمان من سلطان ذى كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء ويلزم الأمة الرجوع إليهم" (الطریقۃ المحمدیہ)۔

(اگر کوئی زمانہ سلطان سے خالی ہو جو دینی امور کو انجام دیتا ہو تو یہ تمام دینی امور علماء کرام انجام دیں گے اور امت کے لئے ضروری ہوگا کہ ان سے دینی امور میں رجوع ہوں)۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی فرماتے ہیں:

"العالم الثقة فى بلدة لا حاكم فيها قائم مقامه" (عمدۃ الرعایہ ۱/۳۹۰)۔

Marfat.com

ایسا شہر جس میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو وہاں کا ثقہ عالم حاکم کا قائم مقام ہوگا ، اس لئے اس فیصلہ پر جس کی اطلاع ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ دی جارہی ہو عمل کرنا ان لوگوں کیلئے ضروری ہوگا جو اس رؤیت ہلال کمیٹی یا امارت کے دائرہ میں آتے ہیں ہاں جو لوگ اس دائرہ میں نہیں آتے ہیں ، ان کیلئے اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوگا اور ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے خبر نشر کرنے والے کی حیثیت منادی سلطان کی ہوگی اور منادی سلطان کی خبر معتبر ہے اور وہ واجب التعمیل ہے چاہے منادی عادل ہو یا فاسق " فتاوی عالمگیری " میں صراحت موجود ہے :

"خبر منادی السلطان مقبول، عدلا کان أو فاسقا" (فتاوی عالمگیری ۲/ ۲۷)۔

(منادی سلطان کی خبر مقبول ہے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق)۔

رؤیت ہلال کے ثبوت کے شرعی ضابطے

شریعت مطہرہ نے ثبوت ہلال کیلئے کچھ ضوابط متعین کئے ہیں۔

ان ضابطوں کی تفصیلات ذیل میں دی جارہی ہیں ، اثبات ہلال کے وقت اگر یہ ضابطے پیش نظر رہیں تو شرعی طور پر ثبوت ہلال کے فیصلہ میں غلطی کے امکانات باقی نہیں رہتے ، بعض دفعہ اس شرعی ضابطوں کو نظر انداز کردینے کی وجہ سے یا ان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس مسئلہ میں فروگذاشت ہوجایا کرتی ہے۔ وہ ضابطے یہ ہیں۔

۱ - رؤیت عامہ

اگر مطلع ابر آلود نہ ہو اور ملک جم غفیر چاند دیکھ لے تو عید الفطر اور رمضان کے چاند کے ثبوت کیلئے یہ رؤیت عامہ کافی اور قطعی ہے اس کے بعد شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جب آسمان صاف ابر آلود نہ ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ چاند کی خبر اچھی طرح مشہور اور مبرہن ہوجائے ، رمضان اور عید کے ہلال کے لئے یہی

Marfat.com

ایک شخص کی گواہی کافی ہوگی اگر اسے بلند مقام سے دیکھا ہو اگرچہ شہر کا رہنے والا ہو)۔

"وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام المرغینانی و صاحب الأقضية والفتاوی الصغری" (فتاوی عالمگیری کتاب الصوم)۔

امام طحاوی کے قول کو امام مرغینانی صاحب "ہدایہ" نے ترجیح دی ہے اور اسی طرح اس قول الأقضية والفتاوی الصغری کے مصنف نے راجح قرار دیا ہے۔

فقہاء کرام نے بعض علامات کو بھی غلبہ ظن کے لئے کافی قرار دیا ہے:

"یلزم أهل القری الصوم بسماع المدافع أو رؤية القناديل من المصر: لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل" (فتاوی شامی کتاب الصوم)۔

(شہر سے توپ کی آواز سنائی دے یا روشنی نظر آئے تو دیہات کے رہنے والوں کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا کیونکہ ان ظاہر علامتوں سے غلبہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور غلبہ ظن ہی عمل کے وجوب کیلئے حجت ہے)۔

۲- خبر مستفیض

مطلع اگر صاف ہو تو رمضان المبارک اور عید دونوں کے لئے خبر مستفیض شرط ہے۔ خبر مستفیض سے مراد ایسی خبر ہے جس کو بکثرت ایسی جگہ کے بارے میں جہاں رؤیت ہوچکی ہے ایسے لوگ بیان کریں جن کا کذب پر اتفاق محال ہو، ایسی جگہ آکر بیان کریں جہاں ابھی تک رؤیت ثابت نہیں ہوئی ہے۔ صرف سنی سنائی باتوں اور افواہ سے کوئی خبر مستفیض کا درجہ حاصل نہیں کرتی۔

"إن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة" (منحة الخالق ص ۲۰۱)۔

ایسا شہر جس میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو وہاں کا ثقہ عالم حاکم کا قائم مقام ہوگا، اس لئے اس فیصلہ پر جس کی اطلاع ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ دی جارہی ہو عمل کرنا ان لوگوں کیلئے ضروری ہوگا جو اس رؤیت ہلال کمیٹی یا امارت کے دائرہ میں آتے ہیں ہاں جو لوگ اس دائرہ میں نہیں آتے ہیں، ان کیلئے اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوگا اور ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے خبر نشر کرنے والے کی حیثیت منادی سلطان کی ہوگی اور منادی سلطان کی خبر معتبر ہے اور وہ واجب التعمیل ہے چاہے منادی عادل ہو یا فاسق " فتاوی عالمگیری " میں صراحت موجود ہے:

"خبر منادی السلطان مقبول، عدلا كان أو فاسقا" (فتاوی عالمگیری ۲/۲۷)۔

(منادی سلطان کی خبر مقبول ہے چاہے وہ عادل ہو یا فاسق)۔

رؤیت ہلال کے ثبوت کے شرعی ضابطے

شریعت مطہرہ نے ثبوت ہلال کیلئے کچھ ضوابط متعین کئے ہیں۔

ان ضابطوں کی تفصیلات ذیل میں دی جارہی ہیں، اثبات ہلال کے وقت اگر یہ ضابطے پیش نظر رہیں تو شرعی طور پر ثبوت ہلال کے فیصلہ میں غلطی کے امکانات باقی نہیں رہتے، بعض دفعہ اس شرعی ضابطوں کو نظر انداز کردینے کی وجہ سے یا ان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس مسئلہ میں فروگذاشت ہوجایا کرتی ہے۔ وہ ضابطے یہ ہیں۔

۱- رؤیت عامہ

اگر مطلع ابر آلود نہ ہو اور ملک جم غفیر چاند دیکھ لے تو عید الفطر اور رمضان کے چاند کے ثبوت کیلئے یہ رؤیت عامہ کافی اور قطعی ہے اس کے بعد شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جب آسمان صاف ابر آلود نہ ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ چاند کی خبر اچھی طرح مشہور اور مبرہن ہوجائے، رمضان اور عید کے ہلال کے لئے یہی

Marfat.com

ایک شخص کی گواہی کافی ہوگی اگر اسے بلند مقام سے دیکھا ہو اگرچہ شہر کا رہنے والا ہو)۔

"وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام المرغینانی و صاحب الاقضیة والفتاوی الصغری" (فتاوی عالمگیری کتاب الصوم)۔

امام طحاوی کے قول کو امام مرغینانی صاحب "ہدایہ" نے ترجیح دی ہے اور اسی طرح اس قول کو الأقضیة والفتاوی الصغری کے مصنف نے راجح قرار دیا ہے۔

فقہاء کرام نے بعض علامات کو بھی غلبہ ظن کے لئے کافی قرار دیا ہے:

"یلزم أهل القری الصوم بسماع المدافع أو رؤیة القنادیل من المصر: لأنه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن و غلبة الظن حجة موجبة للعمل" (شامی کتاب الصوم)۔

(شہر سے توپ کی آواز سنائی دے یا روشنی نظر آئے تو دیہات کے رہنے والوں کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہوگا کیونکہ ان ظاہر علامتوں سے غلبہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور غلبہ ظن بھی عمل کے وجوب کیلئے حجت ہے)۔

۲۔ خبر مستفیض

مطلع اگر صاف ہو تو رمضان المبارک اور عید دونوں کے لئے خبر مستفیض شرط ہے۔ خبر مستفیض سے مراد ایسی خبر ہے جس کو بکثرت ایسی جگہ کے بارے میں جہاں رؤیت ہوچکی ہے ایسے لوگ بیان کریں جن کا کذب پر اتفاق محال ہو، ایسی جگہ آکر بیان کریں جہاں ابھی تک رؤیت ثابت نہیں ہوئی ہے۔ صرف کسی سنائی باتوں اور افواہ سے کوئی خبر مستفیض کا درجہ حاصل نہیں کرتی۔

"إن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم یثبت بها لا مجرد الاستفاضة" ([illegible] ۱۰۲)۔

علامہ رحمتی فرماتے ہیں:

استفاضہ کا مطلب یہ ہے کہ جہاں چاند ہوا ہے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں ہر جماعت یہ خبر دے کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض خبر کا پھیل جانا کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کس نے یہ بات کہی، خبر مستفیض نہیں ہے۔

"قال الرحمتي: معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية لامجرد الشيوع من غير علم عن إشاعته" (شامی ۲/ ۱۲۹، المبسوط للسرخسی ۳/ ۱۴۰ کتاب نوادر الصوم)۔

اگر خبر مستفیض اور متحقق ہو جائے دوسرے شہر کے باشندوں کے درمیان تو اس شہر کا حکم ان کیلئے لازم ہوگا۔

جس طرح متعدد آنے والی جماعتوں کی خبر میں مستفیض کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں اسی طرح متعدد تحریریں، چاہے تحریر خط کی صورت میں ہو یا ٹیلی گرام کی صورت میں خبر مستفیض کا درجہ حاصل کر لیں گی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تحریر میں تعداد کثرت ہو۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی فرماتے ہیں:

"در رؤیت ہلال شہرت اخبار معتبر است۔ اگر از شہرے خبرے رسیدہ کہ بہ شب گذشتہ در آنجا رؤیت ہلال شدہ یا بوساطت تار برقی دریافت ایں امر شد تا وقتیکہ شہرت آں نشود از تحریرات کثیرہ و اخبار عدیدہ معلوم نشود اعتبار آں نہ باید ساخت" (مجموعۃ الفتاوی ۱/ ۱۲۵)۔

(رؤیت ہلال کے ثبوت کیلئے وہی خبر معتبر ہے جو مشہور ہو جائے، اگر کسی مقام سے خبر پہنچے کہ وہاں گذشتہ شب چاند کی رؤیت ہوئی ہے یا ٹیلی گرام کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی ہے تو اس خبر کا اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائیگا جب تک کہ متعدد تحریروں اور مختلف خبروں کے ذریعہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے)۔

Marfat.com

شرط ہے، امام ابوحنیفہ سے امام محمد کی یہی روایت ہے، لیکن امام حسن کی امام ابوحنیفہ سے روایت یہ ہے کہ اس صورت میں بھی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول ہوگی، جیسا کہ حقوق العباد میں قبول ہوتی ہے (المبسوط للسرخسی ۳/۱۴۰، کتاب نوادر الصوم، درمختار ۲/۱۲۶)۔

"درمختار" میں ہے:

"وبلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم وعن الامام انه يكتفى بشاهدين" (درمختار ۲/۱۴۸ کتاب الصوم)۔

(اور اگر مطلع ابر آلود نہ ہو تو ایک بڑی جماعت کا دیکھنا ضروری ہے تاکہ علم شرعی حاصل ہو اور علم شرعی سے مراد غلبہ ظن ہے اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس صورت میں بھی دو گواہوں کی شہادت کافی ہے)۔

شریعت نے اکثر معاملات و مسائل میں غلبہ ظن ہی کا اعتبار کیا ہے، کیونکہ فقہاء کے نزدیک غلبہ ظن کو بھی یقین کا حکم دیا جاتا ہے۔

"وغالب الظن عندهم يلحق باليقين، وهو الذى يبتنى عليه الأحكام ويعرف ذالك من تصفح كلامهم فى الأبواب" (الاشباہ والنظائر ۳)۔

(فقہاء کرام کے نزدیک غلبہ ظن کو یقین کا حکم دے دیا جاتا ہے اور اس پر شرعی احکام کا دارومدار ہے اور یہ بات مختلف ابواب میں تلاش و جستجو سے معلوم ہوتی ہے)۔

شریعت مطہرہ میں عموماً فیصلے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں، دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا، بلکہ غلبہ ظن ہی حاصل ہوتا ہے اور اسی غلبہ ظن کی بنیاد پر عموماً فیصلے کیے جاتے ہیں۔

"أما أكبر الرأى و غلبة الظن الطرف الراجح إذا أخذ به وهو المعتبر عند الفقهاء" (الاشباہ والنظائر ۳)۔

(اکبر رائے اور غلبہ ظن کسی ایک جانب رجحان کو کہتے ہیں، جبکہ اس کی بنیاد پر عمل کرنے فقہاء کے نزدیک یہی معتبر ہے)۔

امام ابوحنیفہ کی دوسری روایت کو ترجیح دیتے ہوئے ابن نجیم وابن عابدین نے مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی دو شخصوں کی گواہی کو کافی خیال کیا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ لوگ عموماً چاند دیکھنے میں سستی اور کاہلی برتتے ہیں۔

ابن عابدین فرماتے ہیں:

"أنت بصير بأن كثيرا من الأحكام تغيرت لتغير الأزمان ولو اشترط في زماننا الجمع العظيم لزم أن لا يصوم الناس إلا بعد ليلتين أو ثلاث لما هو مشاهد من تعامل الناس" (رد المختار ۲/ ۹۲ کتاب الصوم)۔

(عیاں راچہ بیاں کہ بہت سے احکام زمانہ کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں اگر ہمارے زمانے میں شہادت کیلئے بڑی جماعت کی شرط رکھی جائے تو لوگ دو دن یا تین دن کے بعد ہی روزہ رکھ سکیں گے، کیونکہ اس سلسلہ میں لوگوں کی سستی ایک عام بات ہوگئی ہے)۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں اگر شہر کے رہنے والے ایک شخص نے اونچی جگہ سے چاند دیکھا یا شہر سے باہر رہنے والے ایک شخص نے چاند دیکھا تو اس ایک شخص کی شہادت معتبر ہوگی۔

"ذكر الطحاوي أنه تقبل شهادة الواحد اذا جاء من خارج المصر لقلة الموانع وإليه الإشارة في كتاب الاستحسان وكذا إذا كان على مكان مرتفع في المصر" (ہدایہ کتاب الصوم)۔

(امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی شہادت قبول ہوگی اگر وہ بیرون شہر سے آیا ہو کیونکہ وہاں رکاوٹیں کم ہوتی ہیں۔ "کتاب الاستحسان" میں اس کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح

Marfat.com

دو ثقہ آدمیوں کو گواہ بنا کر اپنی طرف سے دارالقضاء مفتی یا کمیٹی کے سامنے شہادت کا فریضہ انجام دینے کے لئے بھیجیں اور وہ دونوں گواہ قاضی، مفتی یا کمیٹی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں آدمی نے شہادت دی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اور انہوں نے ہمیں گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ ہم آپ تک ان کی گواہی پہنچا دیں، یہ ثبوت ماہ رمضان و ہلال عید کیلئے ہے اگر یہ گواہ اپنی طرف سے ایک گواہ بھیجے تو کافی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر گواہ اپنی طرف سے دو دو گواہ بھیجے (ردالمحتار ۲/ ۳۵۴-۳۵۵)۔

۵- شہادت علی قضاء القاضی

مفتی یا قاضی کی مجلس میں شرعی شہادت پیش ہو اور مجلس میں دو دیندار پابند شرع مسلمان شروع سے آخر تک حاضر ہوں اور وہ پھر کسی دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ فلاں مقام پر قاضی یا مفتی کی مجلس میں ہمارے سامنے رؤیت ہلال کی شہادتیں پیش ہوئی ہیں اور ان کی شہادت کی سماعت کے بعد قاضی یا مفتی نے رؤیت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے تو یہ بھی ثبوت ہلال رمضان و عید کیلئے کافی ہے (الدر المختار ۲/ ۱۲۶)۔

۶- کتاب القاضی الی القاضی

ایک جگہ کے قاضی یا مفتی کے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی اور اس نے رؤیت ہلال کا فیصلہ کر دیا اب وہ دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے نام دو دیندار مسلمان کے سامنے خط لکھے کہ میرے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی ہے جس کی بناء پر میں نے رؤیت ہلال کا فیصلہ دیا ہے اور اس پر دستخط کرے اور مہر لگائے اور ان دونوں کو سنا کر بند کرے مہر لگا کر ان کے حوالے کرے، وہ دونوں شخص وہ خط لے کر دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے پاس جائیں اور گواہی دیں کہ یہ فلاں قاضی یا مفتی کا مکتوب ہے، اس نے ہمارے سامنے اس خط کو لکھا ہے اور لکھنے کے بعد پڑھ کر

سنایا ہے اور ہمارے حوالے کیا ہے کہ ہم آپ تک یہ مکتوب پہنچادیں تو دوسری جگہ کا قاضی یا مفتی اس کو منظور کر کے اعلان کرسکتا ہے یہ بھی ثبوت ہلال کیلئے حجت ہے۔ مگر یہ حجت اسی وقت ہے کہ جب وہ دونوں شخص گواہی دیں کہ فلاں قاضی یا مفتی نے ہمارے سامنے اس خط کو لکھا ہے اور پڑھ کر سنایا ہے اور ہمارے حوالے کیا ہے۔ اگر اس طرح کی شہادت نہ دیں محض ایک خط کی حیثیت سے صرف پہنچادیں تو اس کی حیثیت ایک خط ہوگی (ردالمحتار)۔

Marfat.com

۳-شہادت:

مطلع اگر ابر آلود ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت میں اور عید الفطر کے چاند کے ثبوت میں فقہاء نے فرق کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف- مطلع اگر ابر آلود ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے سلسلہ میں ایک دیندار پابند شریعت مسلمان مرد یا عورت کے خبر پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ وہ خبر دیں کہ انہوں نے بذات خود بچشم خود چاند دیکھا ہے (الدر المختار ۲/ ۱۲۳-۱۲۴، مختصر القدوری / ۴۹)۔

رمضان المبارک کے چاند کی رؤیت ایک مرد یا ایک عورت کی خبر سے ثابت ہو جاتی ہے اگر مطلع بادل یا غبار یا دھوئیں کی وجہ سے صاف نہ ہو (الفتح المبین / ۲۱۶-۲۱۷)۔

اور برائے شہادت ماہ رمضان اگر آسمان ابر یا مانند آں وارد یک مرد یا زن عادل کافی است حر باشد یا رقیق (مالا بد منہ / ۹۳)۔

(رمضان المبارک کے چاند کے ثبوت کے لئے اگر مطلع ابر یا کسی وجہ سے صاف نہ ہو تو ایک عادل مرد یا عورت کی چاہے وہ آزاد ہو یا غلام خبر کافی ہے)۔

علامہ شامی نے تو فاسق شخص کی خبر کو بھی کافی سمجھا ہے اگر قاضی کو اس کی خبر کی سچائی کے سلسلہ میں ظن غالب ہو جائے۔

"فإن تحری القاضی الصدق فی شهادته تقبل و إلا فلا" (رد المحتار ۲/ ۵۱۶)۔

مستور الحال شخص کی خبر کو بھی فقہاء نے اس ضمن میں کافی سمجھا ہے (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۲۲۸)۔

ب- مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں ثبوت ہلال عید کیلئے خبر کافی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ شہادت ضروری ہے اور نصاب شہادت یہ ہے کہ دو آزاد پابند شریعت مسلمان مرد یا ایک

Marfat.com

مرد اور دو عورتیں رؤیت ہلال کمیٹی، قاضی، مفتی یا عالم کے پاس رؤیت کی شہادت دیں اور ان حضرات کے ذریعہ ان کی شہادت قبول کرلی جائے (الدر المختار ۲؍۱۲۴)۔

"وتثبت رؤية الهلال للعيد بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين إذا كانت بالسماء علة من غيم أو غبار أو دخان" (الفقہ المیسر ۲۱۶-۲۱۷)۔

(ہلال عید کے ثبوت کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے اگر مطلع ابر و غبار یا دھوئیں کی وجہ سے صاف نہ ہو۔

"و برائے شہادت شوال دریں چنیں حال دو مرد حر عادل یا ایک مرد دو زن احرار و عدول بالفظ شہادت شرط است" (مالا بد منہ ۹۳)۔

(مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں عید کے چاند کے ثبوت کیلئے دو آزاد عادل مرد یا ایک آزاد عادل مرد اور دو آزاد عادل عورتوں کی شہادت شرط ہے)۔

امام قرافی سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس صورت میں اگر فاسق کی شہادت کی سچائی کا قاضی کو ظن غالب ہو جائے تو اس کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ "وإذا غلب على الظن صدق الفاسق قبلت شهادته وحكم بها" (فتاوی عالمگیری ۱؍۱۰۱)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایک صورت میں خبر مطلوب ہے، دو صورتوں میں خبر مستفیض مطلوب ہے اور ایک صورت میں شہادت مطلوب ہے:

الف- مطلع ابر آلود ہو اور مسئلہ ہلال رمضان کا ہو تو اس صورت میں خبر مطلوب ہے۔

ب- مطلع ابر آلود نہ ہو تو ہلال رمضان عید دونوں کیلئے خبر مستفیض مطلوب ہے۔

ج- مطلع ابر آلود ہو تو ہلال عید کے لئے شہادت مطلوب ہے۔

۴- شہادۃ علی الشہادۃ

اگر اصل شاہد کیلئے دار القضاء یا مفتی یا کمیٹی کے سامنے حاضر ہونا ممکن نہ ہو تو اصل گواہ

Marfat.com

الحنابلة كما فی الانصاف، وكذا هو مذهب المالكية الخ (مجموعہ رسائل ابن عابدین ۱/۲۵۱)۔

نیز اختلاف مطالع کے اعتبار والاقول جمہور مشائخ اور ظاہر مذہب کے خلاف ہونے کے علاوہ وجوہ ذیل کی بناء پر بھی ناقابل عمل ہے۔

۱- اللہ تعالیٰ کا قول: "یسئلونک عن الأهلة قل هی مواقیت للناس والحج" (سورہ بقرہ) اور اللہ تعالیٰ کا قول: "وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب" (سورہ) میں واضح ہدایت ہے کہ احکام شرع کا مدار قمری حساب پر ہے، شمسی پر نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شمسی تاریخوں کو ہر شخص معلوم نہیں کرسکتا، بلکہ دنیا کے چند افراد یہ تاریخیں متعین کرتے ہیں اور باقی ساری دنیا محض ان کی تقلید کرتی ہے، اس کے برعکس قمر کے مشاہدہ سے ہر ناخواندہ شخص بھی تاریخ معلوم کرسکتا ہے، چونکہ احکام شرع ہر شہری و جنگلی اور خواندہ و ناخواندہ کے لئے یکساں ہیں اس لئے ان کا مدار یسر و سہولت اور عام فہم طریقہ پر رکھا گیا ہے، مگر مطالع قمر کے اختلاف کا علم اتنا مشکل اور اس قدر پیچیدہ ہے کہ تسخیر قمر کے موجودہ دور ترقی میں بھی ایسے لوگ بہت ہی کم، بلکہ کالعدم ہیں جو اختلاف مطالع کا خط کھینچ کر یہ بتادیں کہ اس خط کے ایک جانب رؤیت کا امکان ہے اور دوسری جانب نہیں، اختلاف مطالع قمر کے علم کی بہ نسبت تو شمسی حساب بھی ہزاروں درجہ سہل اور آسان ہے، پس جبکہ شریعت نے شمسی حساب کو عام فہم نہ ہونے کی وجہ سے غیر معتبر قرار دیا ہے تو اختلاف مطالع قمر جیسے پیچیدہ اور مشکل ترین حساب کا مکلف بنانا طریق اولیٰ مقتضائے شرع کے خلاف ہے۔

۲- اگر یہ مسئلہ مقتضائے شرع کے خلاف، اختلاف مطالع قمر کے علم میں مہارت رکھنے والے چند افراد کے سپرد کر بھی دیا جائے تو اس میں ایک مزید قباحت یہ لازم آئے گی کہ ایک ہی ممالک کے اندر واقع دو متقارب مقامات کے درمیان خط اختلاف مطالع واقع

Marfat.com

صورت میں ایک شہر میں مرکزی حکومت رؤیت کی بنا پر عید کا فیصلہ کرے اور دوسرے ملحق شہر میں اختلاف مطالع کی بنا پر روزہ کا حکم دے، ایسے فیصلہ کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔

۳- خطِ اختلاف مطالع کا محل وقوع ہر ماہ مختلف ہوتا ہے، لہذا ہر مہینہ میں اس کی تعیین کے لئے ماہرین فن کی ضرورت پڑے گی جو کالعدم ہیں، نیز اس میں ہر ماہ تبدیلی واقع ہونے کی وجہ سے اجراءِ احکام میں عسرت اور عوام میں انتشار پیدا ہونا لازمی ہے (احسن الفتاوی ۴/ ۴۹۳)۔

ب- جواب سابق میں اختلافِ مطالع کے عدم اعتبار کی تصریح و ترجیح مذکور ہے، نیز اعتبار کی صورت میں تحدید بھی دشوار ہے، مسیرۃ شہر کی تحدید جس قول میں کی گئی ہے وہ متعدد وجوہ کی بنا پر باطل ہے۔

ج- یہ یاد رہے کہ بلندی کی سطح مختلف ہونے سے مطالع قمر میں اختلاف نہیں ہوتا، ہاں مطالع و مغارب شمس میں ہوتا ہے۔

د- اگر ہند و پاک و بنگلہ دیش و نیپال کے تمام مسلمان رؤیتِ ہلال کے فیصلہ کے لئے کسی کمیٹی کو اختیار دیدیں اور اس کمیٹی کے سامنے رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت مہیا ہونے پر وہ فیصلہ و اعلان کردے تو ان تمام مسلمانوں پر وہ اعلان و فیصلہ واجب العمل ہوگا بشرطیکہ کمیٹی کے ارکان میں ماہرین فقہ کی اکثریت ہو اور ان کی رائے کو قانونی غلبہ حاصل ہو، اور اگر ایسا نہیں ہے تو مقامی قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار ضروری ہے۔

ہ- ہلال رمضان کے علاوہ دیگر اسلامی مہینوں کے ہلال کے لئے خبر کافی نہیں، بلکہ شہادت شرط ہے (کما هو مصرح فی کتب الفقه) اس لئے ان میں محض خبر رؤیت پر عمل درست نہیں، چاہے وہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے ملی ہو، البتہ اگر ہلال رمضان میں خبر اس طرح پہنچی کہ اس میں احتمال تزویر نہ ہو تو اس پر عمل کر سکتے ہیں بشرطیکہ جس جگہ خبر پہنچ رہی ہے مطلع صاف نہ ہو۔

Marfat.com

ثبوت رؤیت ہلال میں علم ہیئت کی حیثیت

مفتی احمد خانپوری ٭

جواب (۱)

الف- امام اعظم ابوحنیفہ سے ظاہر روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے، اسی کو عام فقہائے احناف نے راجح قرار دیا ہے، یہاں تک کہ مشرق ومغرب کے فاصلہ میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دے کر ایک جگہ کی رؤیت کو دوسری جگہ کے لئے حجت قرار دیا ہے، "درمختار" میں ہے:

"واختلاف المطالع ورؤيته نهاراً قبل الزوال و بعده غير معتبر على ظاهر المذهب وعليه أكثر المشائخ وعليه الفتوى بحر عن الخلاصة. فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب كما مر. وقال الزيلعي: الأشبه إنه يعتبر. لكن قال الكمال: الأخذ بظاهر الرواية أحوط" (درمختار علی ہامش الشامی ۲/ ۱۰۴-۱۰۵)۔

ہمارے اکابر علماء میں سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے (فتاوی رشیدیہ ۱/ ۴۱) میں اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی نے (فتاوی دارالعلوم ۱/ ۶ ۷ ۳ مطبوعہ کراچی) میں، اور حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے (امداد الفتاوی ۲/ ۱۱۲) میں

٭ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔

Marfat.com

اور مفتی الاعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے (کفایت المفتی ۴/ ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۲) میں اسی پرفتوی دیا ہے، حنابلہ اور مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اس کے برخلاف فقہاء حنفیہ میں سے بعض حضرات نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر مانا ہے، حضرت العلامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے (العرف الشذی ۱/ ۲۰۳) میں اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے (فتح الملہم ۳/ ۱۱۳) میں اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنے رسالہ (رؤیت ہلال/ ۴۸-۴۹) میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ شوافع اسی کے قائل ہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

"وإنما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی أنه هل یجب علی کل قوم اعتبار مطلعهم ولا یلزم أحداً العمل بمطلع غیره أم لا یعتبر اختلافها، بل یجب العمل بالأسبق رؤیة حتی لو رؤی فی المشرق لیلة الجمعة وفی المغرب لیلة السبت وجب علی أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق فقیل بالأول، واعتمده الزیلعی وصاحب الفیض وهو الصحیح عند الشافعیة؛ لأن کل قوم مخاطبون بما عندهم کما فی أوقات الصلوة وأیده فی الدرر بما مر من عدم وجوب العشاء والوتر علی فاقد وقتها وظاهر الروایة الثانی وهو المعتمد عندنا وعند المالکیة والحنابلة" (شامی ۲/ ۱۰۵)۔

مجموعہ رسائل ابن عابدین میں علامہ شامیؒ کا ایک رسالہ بنام "تنبیه الغافل والوسنان علی أحکام هلال رمضان" اس میں انہوں نے اختلاف مطالع کی شرعی حیثیت بیان کرنے کے لئے مستقل ایک فصل بعنوان "الفصل الرابع فی بیان اختلاف المطالع" قائم فرمائی ہے، اس میں احناف، حنابلہ اور مالکیہ کے یہاں اختلاف مطالع کے عدم اعتبار والے قول کے معتمد اور راجح ہونے کی تصریح فرمائی ہے: "لکن المعتمد الراجح عندنا إنه لا اعتبار به وهو ظاهر الروایة وعلیه المتون کالکنز وغیره وهو الصحیح عند

فی ذلک بقول المنجمین والإجماع حجة علیه" (أوجز ۲/۱۱)۔

ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

"وفی شرح السنة قال ابن سریج: فاقدروا خطاب لمن حظه الله بهذا العلم وقوله فأکملوا العدة خطاب للعامة وهو مردود لحدیث نحن أمة أمیة لا نکتب ولا نحسب فإنه یدل أن معرفة الشهر لیس إلی الکتاب والحساب کما یزعمه أهل النجوم للإجماع علی عدم الإعتبار بقول المنجمین ولو اتفقوا علی أنه یری ولقوله تعالی مخاطبا لخیر أمة أخرجت للناس خطابا عاما فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ولقوله ﷺ بالخطاب العام صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته ولما فی نفس هذا الحدیث لا تصوموا حتی تروه ولما فی حدیث أبی داؤد والترمذی عن أبی هریرة أنه علیه الصلوة والسلام قال: الصوم یوم یصومون والفطر یوم یفطرون. بل أقول لو صام المنجم عن رمضان قبل رؤیته بناء علی معرفته یکون عاصیا فی صومه ولا یحسب عن صومه. إلا إذا ثبت الهلال علی خلاف فیه ولو جعل عید الفطر بناء علی زعمه الفاسد یکون فاسقا وتجب علیه الکفارة فی قول وهو الصحیح وإن استحل إفطاره فرضا عن عده واجبا صار کافرا" (مرقات ۲/۲۲۲ جدید)۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"(قوله لاعبرة بقول الموقتین) أی فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولهم بالإجماع. ولا یجوز للمنجم أن یعمل بحساب نفسه. وفی النهر: فلا یلزم بقول الموقتین أنه أی الهلال یکون فی السماء لیلة کذا وإن کانوا عدولا فی الصحیح کما فی الإیضاح" (شامی ۲/۲۰۰)۔

Marfat.com

ان تمام عبارات منقولہ سے بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ رؤیت ہلال کے معاملہ میں حسابات ریاضیہ اور آلات رصدیہ کا اعتبار نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئلہ اجماعی ہے، بعض شافعیہ حساب کے معتبر ہونے کے قائل ہیں، لیکن خود ان کے ہم مسلک مشائخ نے انکار کیا ہے، علامہ شامی نے اپنے رسالہ "تنبیه الغافل والوسنان علی أحکام هلال رمضان" میں ایک مستقل فصل قائم فرما کر اس مسئلہ پر کلام فرمایا ہے جس میں مذاہب اربعہ کی کتب معتبرہ کی نقول پیش فرما کر اس کا اجماعی ہونا ثابت فرمایا ہے (ملاحظہ ہو: رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۴۶-۲۴۹)۔

عمومی طور پر جب یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ حسابات ریاضیہ کا اس معاملہ میں اعتبار نہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس کا اعتبار جس طرح وجوب صوم میں نہیں کیا گیا اسی طرح اگر ثقہ اور عادل گواہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور حسابات ریاضیہ کے اعتبار سے اس روز رؤیت کا امکان نہیں تو اس صورت میں بھی محض حسابات ریاضیہ کی وجہ سے ان شاہدوں کی شہادت کو رد نہیں کیا جائے گا، لیکن چونکہ عام طور پر حضرات مصنفین جہاں حسابات ریاضیہ کے عدم اعتبار کو بیان فرماتے ہیں وہاں بطور مثال پہلی صورت تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا اور منجمین واہل ہیئت یہ بتلاتے ہیں کہ چاند موجود ہے تو محض ان کی بات پر روزہ واجب نہ ہوگا (بلکہ ملا علی قاریؒ کی عبارت میں تو یہاں تک ہے کہ کسی حساب داں نے محض اپنے حساب کی بنیاد پر بلا رؤیت شرعی روزہ رکھا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسی بنیاد پر عید الفطر منائی تو فاسق ہوگا اور افطار کو وجوبی طور پر حلال سمجھا تو کافر قرار دیا جائے گا)، اس سے شاید یہ غلط فہمی ہو کہ دوسری صورت میں یعنی جب کہ حسابات ریاضیہ سے رؤیت کا عدم امکان ثابت ہوتا ہو اور شرعی شہادات رؤیت کی میسر ہو جائے تو وہ رد کردی جائے گی حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ علامہ شامیؒ نے جہاں علامہ سبکی شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "اہل حساب کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اس لئے کہ حساب قطعی چیز ہے" وہیں انہوں نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ علامہ

Marfat.com

جواب (۲)

الف- صرف اتنی مدد میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔

ب- اگر رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملی ہے تو محض فلکیاتی حساب سے عدم امکان کی بنیاد پر اس کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

رؤیت ہلال کے معاملہ میں آلاتِ رصدیہ اور حسابات ریاضیہ کے ناقابل اعتبار ہونے کا مسئلہ تقریباً اجماعی مسئلہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

"والمراد بالحساب هنا حساب النجوم و تسييرها ولم يكونوا يعرفون من ذلك أيضا إلا النزر اليسير فعلق الحكم بالصوم وغيره بالروية لدفع الحرج عنهم فى معاناة الحساب التسيير، واستمر الحكم ولو حدث بعدهم من يعرف ذلك ظاهر السياق يشعر بنفى تعليق الحكم بالحساب أصلا ويوضحه قوله فى الحديث الماضى: فإن غم عليكم فاكملوا العدة ثلاثين ولم يقل فاسئلوا أهل الحساب. والحكمة فيه كون العدد عند الإغماء يستوى فيه المكلفون فيرتفع الاختلاف والنزاع عنهم، وقد ذهب قوم إلى الرجوع إلى أهل التيسيير فى ذلك وهم الروافض. ونقل عن بعض الفقهاء موافقتهم قال الباجى. واجماع السلف الصالح حجة عليهم. وقال ابن بزيزة: وهو مذهب باطل فقد نهت الشريعة عن الخوض فى علم النجوم: لأنها حدس وتخمين ليس فيها قطع ولا ظن غالب مع انه لو ارتبط الأمر بها لضاق إذ لا يعرفها إلا القليل" (فتح الباری ۴ ۱۰۲)۔

علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں:

"فإن العلماء أجمعوا على أن الشهر العربى يكون تسعا وعشرين

Marfat.com

ویکون ثلاثین، وعلی أن الاعتبار فی تحدید شهر رمضان إنما هو الرؤیة" (بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۱۷)۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

"واختلف العلماء فی معنی فاقدروا له. فقالت طائفة من العلماء: معناه ضیقوا له وقدروه تحت السحاب و ممن قال بهذا: أحمد بن حنبل وغیره ممن یجوز صوم لیلة الغیم عن رمضان کما سنذکره إن شاء الله تعالی، وقال ابن سریج وجماعة منهم مطرف بن عبدالله وابن قتیبة وآخرون: معناه قدّروه بحساب المنازل. وذهب مالک والشافعی وأبوحنیفة وجمهور السلف والخلف إلی أن معناه قدروا له تمام العدد ثلاثین یوماً ...... قال المازری: حمل جمهور الفقهاء قوله ﷺ أن المراد إکمال العدة ثلاثین کما فسره فی حدیث آخر قالوا ولایجوز أن یکون المراد حساب المنجمین، لأن الناس لو کلفوا به ضاق علیهم؛ لأنه لا یعرفه إلا أفراد البشر والشرع إنما یعرف الناس بما یعرفه جماهیرهم" (نووی شرح مسلم ۱/ ۳۴۷)۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ "أوجز المسالک شرح مؤطا إمام مالک" میں تحریر فرماتے ہیں:

"والثالث معناه قدروه بحسب المنازل قاله أبوالعباس: ابن سریج من الشافعیة ومطرف بن عبد الله من التابعین وابن قتیبة من المحدثین، قال ابن عبد البر: لا یصح عن مطرف وأما ابن قتیبة فلیس هو ممن یعرج إلیه فی مثل هذا .... قال الناجی: و ذکر الداؤدی إنه قیل فی معنی قوله فاقدروا له أی قدروا المنازل وهذا لا نعلم أحداً قال به إلا بعض أصحاب الشافعی أنه یعتبر

Marfat.com

سبکی کے اس قول کی خود ان کے ہم مسلک مشائخ نے تردید فرمائی ہے اس موقعہ پر جو عبارات مشائخ شافعیہ کی نقل فرمائی ہے اس میں دوسری صورت کی صراحت موجود ہے اور اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ اہل حساب کے قول کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جاسکتی، بلکہ شہادات پر ہی عمل ہوگا، اس لئے کہ شارع نے شہادات کو یقین کا قائم مقام قرار دیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۰۰)۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر رصد گاہ والے یہ اعلان کریں کہ فلاں روز رؤیت ممکن نہیں اور شہادت شرعیہ سے اس روز رؤیت ثابت ہو جائے تو شہادات پر ہی عمل ہوگا، محض رصد گاہ کی تحقیق و حساب کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جاسکتی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس شہادت کو ماننے کی وجہ سے مہینہ ۲۹ سے کم کا لازم نہ آتا ہو، اس لئے کہ اگر مہینہ ۲۹ سے کم کا لازم آتا ہے تو وہ دن محل شہادت ہی نہیں، "لقوله عليه الصلوة والسلام: الشهر هكذا وهكذا وهكذا، وعقد الإبهام في الثالثة، ثم قال: الشهر هكذا وهكذا وهكذا. يعني تمام الثلاثين، يعني مرة تسعا وعشرين ومرة ثلاثين" (متفق علیہ)۔

اس جگہ ان حضرات کو جو حساب کے قطعی ہونے کے قائل ہیں یہ اشکال پیش آتا ہے کہ جب آیات قرآنی سے شمس وقمر کا ایک حساب سے جاری ہونا ثابت ہے تو پھر ہم حساب کی قطعیت کی بنیاد پر شہادت کو کیوں رد نہ کریں؟ کیا ان آیات قرآنی سے صرف نظر کر لیا جائے؟ تو ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ جو بات قرآن مجید سے ثابت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ "الشمس والقمر بحسبان" (سورہ رحمان) شمس وقمر کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک حساب مقرر فرمایا ہے اور یہ دونوں اس حساب سے سر مو تجاوز نہیں کرسکتے، لیکن اس حساب کی تفصیل تو قرآن یا حدیث میں موجود نہیں، یہ کیا ضروری ہے کہ اہل ہیئت وریاضی جس حساب کے دعویدار ہیں وہی مراد ہو، اور اگر مان بھی لیں کہ وہی حساب مراد ہے تب بھی یہ دعویٰ کہ

وہ حساب قطعی ہے محل نظر ہے۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ خود ان فنی معلومات کی حقیقت پر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ حساب بحیثیت حساب کے قطعی ہو کہ دو اور دو چار ہی ہو سکتے ہیں تین یا پانچ نہیں ہو سکتے لیکن ان دو کا دو ہونا یہ ہماری نظر میں اندازے اور تخمینہ ہی کا حکم ہو سکتا ہے، کتنے ہی باریک سے باریک پیمانوں سے تولا اور پرکھا جائے یہ احتمال ختم کرنا ہماری قدرت میں نہیں کہ ہم نے جس کو دو سمجھا ہے وہ دو سے کسی قدر کم یا زیادہ ہو، خواہ یہ کمی یا زیادتی ایک بال کے ہزارویں حصہ کے برابر ہو، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین کے فرش پر کسی زاویہ میں ایک بال کے ہزارویں حصہ کی کمی یا زیادتی اگرچہ بالکل غیر محسوس زیادتی ہے، مگر اوپر کی فضا اور سیاروں تک جب اس زاویہ کے خطوط ملائے جائیں گے تو میلوں کا فرق ہو جائے گا۔

''مذہب اور سائنس'' کتاب میں گارڈن بلیف کا ایک اقتباس لیا ہے جس میں صراحت ہے کہ چاند ہم سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، سورج قریباً نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے (ص/۶۹)، ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مثلاً آفتاب کو جب ہم کسی وقت دیکھتے ہیں تو وہ آٹھ منٹ پہلے کا آفتاب ہوتا ہے، اسی طرح قریب ترین جس ستارہ کو ہم دیکھتے ہیں وہ چار سال پہلے کا ہوتا ہے (ص/۷۱) ہم سے قریب ترین ستارہ بھی اتنی دور ہے کہ اس کی روشنی ہم تک آنے میں چار سال لگ جاتے ہیں، حالانکہ روشنی ایک سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سفر کرتی ہے (ص/۷۲)۔

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ کیمرہ کی طرح ترقی یافتہ آلات جھوٹ نہیں بولتے، مگر ان آلات کو واقعات پر منطبق کرنا تو بہرحال انسانی نظر اور انسانی عمل ہے، اس میں غیر محسوس فرق ہو جانا کسی وقت بھی مستبعد نہیں، بلکہ واقع ہے جس کا مشاہدہ ہمیشہ اہل فن کے اختلاف سے ہوتا رہتا ہے، دنیا میں جتنی جدید اور قدیم تقویمیں اور جنتریاں اور کیلنڈر وجود میں آئے ہیں ان میں سے صرف ان کو لیا جائے جو مسلّم ماہرین فن نے تیار کئے ہیں تو ان میں بھی باہمی اختلاف نظر آتا ہے، اگر ان حسابات اور آلات کے نتائج قطعی اور یقینی ہوتے تو ماہرین فن کے اختلاف رائے کا

Marfat.com

کوئی احتمال نہ رہتا، سائنس کی نئی ترقیات اور فن ریاضی وفلکیات کی جدید ترقیات کا آج کی دنیا میں بڑا ہنگامہ ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت سی نئی تحقیقات نے پرانے فلسفہ اور ریاضی کے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں اور اس کے خلاف مشاہدہ کرادیا، لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آج ایک محقق ماہر نے جو کچھ کہہ دیا وہ حرف آخر ہے اس کی تغلیط آئندہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ آئندہ کو چھوڑ کر اسی موجودہ دور میں اسی درجہ کے دوسرے ماہرین اس سے مختلف رائے رکھتے ہیں (رؤیت ہلال ۳۸-۳۹)۔

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: اتنی بات اس اختلاف میں سب کے لئے واضح ہوگئی کہ ان قواعد وآلات سے حاصل ہونے والے نتائج کو قطعی اور یقینی کہنا محض خوش گمانی ہے، حق یہ ہے کہ اس میں بھی غلطیاں ہوسکتی ہیں، چوتھی صدی ہجری کا مشہور اسلامی فلاسفر ماہر نجوم وفلکیات ابوریحان بیرونی جو شہاب الدین غوری کے زمانہ میں ایک مدت دراز تک ہندوستان میں رہا ہے اور ان فنون کا بے نظیر امام مانا جاتا ہے، اس نئی روشنی اور نئی تحقیقات کے دور میں بھی اس کی امامت سب کے لئے مسلم ہے، روسی ماہرین نے اس کی تحقیقات سے راکٹ وغیرہ کے مسائل میں بڑا کام لیا ہے، ان کی مشہور کتاب "الآثار الباقیة عن القرون الخالیة" ایک جرمن ڈاکٹر کی ایڈورڈ سخاو کے حاشیہ کے ساتھ لیپزگ میں چھپ کر شائع ہوئی ہے، اس میں ان آلات رصدیہ کے ان نتائج کے غیر یقینی ہونے کے مسئلہ کو تمام ماہرین فن کا اجماعی اور اتفاقی نظریہ بتلایا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

"علماء ریاضی وہیئت اس پر متفق ہیں کہ رؤیت ہلال کے عمل میں آنے کے لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن کو صرف تجربہ ہی سے معلوم کیا جاسکتا ہے، اور مناظر کے احوال مختلف ہوتے ہیں جن کی وجہ سے آنکھوں سے نظر آنے والی چیز کے سائز میں چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہوسکتا ہے، اور فضائی وفلکی حالات ایسے ہیں کہ ان میں جو بھی ذرا

غور کرے گا تو رؤیت ہلال کے ہونے اور نہ ہونے کا کوئی قطعی فیصلہ ہرگز نہ کر سکے گا"۔

اور "کشف الظنون" میں بحوالہ زیج شمس الدین محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ یہی لکھا ہے کہ ان معاملات میں کوئی صحیح اور یقینی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی جس پر اعتماد کیا جاسکے (کشف الظنون ۲ / ۹۶۹، رؤیت ہلال / ۴۱-۴۲)۔

اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ رصد گاہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات بھی رؤیت ہلال کے مسئلہ میں کوئی یقینی فیصلہ نہیں کہا سکتی، بلکہ وہ تجرباتی اور تخمینی معاملہ ہے تو اس اصول کے حکیمانہ اصول ہونے کی اور بھی تاکید ہوگئی جو رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں اختیار فرمایا کہ ان کاوشوں اور باریکیوں میں امت کو الجھائے بغیر بالکل سادگی کے ساتھ رؤیت ہونے نہ ہونے پر احکام شرعیہ کا مدار رکھدیا جس پر ہر شخص ہر جگہ ہر حال میں آسانی سے عمل کر سکے (رؤیت ہلال / ۴۲)۔

شہادت کے لئے جب ایک ضابطہ شریعت نے مقرر فرمایا تو اس میں مزید قیود کا اضافہ دلیل شرعی کے بغیر ممکن نہیں، وہ شہادت اہل ہیئت کے قطعی حساب کے خلاف نہ ہو، یہ ایک ایسی قید ہے جس کا کوئی شرعی ماخذ نہیں، پھر حساب کو قطعی کہنا خود بلا دلیل اور اہل ہیئت کی تصریحات کے خلاف ہے، جو حضرات قطعیت حساب کے دعویدار ہیں ان کے غور وفکر کے لئے دو واقعات پیش کررہا ہوں۔

۱- علمائے امت کا اتفاق ہے کہ دنیا کی تمام مساجد محض تحری وتخمینہ سے قائم کی گئی ہیں لیکن مسجد نبوی کی سمت بطور وحی ومکاشفہ قائم کی گئی ہے، حق تعالی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے بیت اللہ کو بطور معجزہ کردیا تھا اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے مسجد مدینہ کی بنیا درکھی۔ "بحر الرائق" میں ہے: "نقل عن أبی بکر الرازی فی محراب المدینة أنه مقطوع به فإنه إنما نصبه رسول الله ﷺ بالوحی" (۱ / ۳۳)، درمختار میں ہے: "وکذا المدنی

لثبوت قبلتها بالوحی" (بمقارتی حاشیہ الشامی ۱/ ۳۱۵)، اس لئے باجماع امت مسجد نبوی کی سمت بالکل یقینی ہے، لیکن حسابات ریاضیہ سے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو چند ماہرین ہندسہ کو مدینہ منورہ بھیج کر پہلے مسجد نبوی کی سمت قبلہ کو آلات ریاضیہ سے جانچا، تو معلوم ہوا کہ آلات کے ذریعہ نکالے ہوئے خط سمت قبلہ سے مسجد نبوی کی سمت قبلہ دس درجہ مائل بجنوب ہے، جیسا کہ علامہ مقریزی نے (کتاب الخطط ۲/ ۲۵۶) میں بالفاظ ذیل اس کا ذکر کیا ہے: "ان احمد بن طولون لما عزم علی بناء هذا المسجد بعث الی محراب رسول الله ﷺ من أخذ سمته. فإذا هو مائل عن خط سمت القبلة المستخرج بالصناعة نحو عشر درج الی جهة الجنوب"۔

اب جو لوگ آلات رصدیہ پر مدار رکھتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں وہ دیکھیں کہ ان کی تجویز پر تو مسجد نبوی کی سمت قبلہ بھی پوری نہیں اترتی، اگرچہ موجودہ زمانہ کے آلات سے مطابق مسجد نبوی کی سمت قبلہ کے عین مطابق ہے لیکن اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ آلات پر مدار رکھنا اور اصول شرع کو محض آلات رصدیہ کی وجہ سے چھوڑنا غلط ہے۔

۲- نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی نماز بھی پڑھی اور پڑھائی تھی، "بخاری شریف" اور دیگر کتب حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے کہ سورج گرہن کا یہ واقعہ اس روز پیش آیا تھا جس روز آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی وفات ہوئی، اس موقع پر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اکثر اہل سیر کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی وفات دس چاند کو ہوئی تھی، دو قول اور بھی ذکر کرتے ہیں جن میں ایک چار چاند کا اور دوسرا چودہ کا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"(قوله يوم مات إبراهيم) يعني ابن النبي ﷺ وقد ذكر جمهور أهل السير أنه مات في السنة العاشرة من الهجرة فقيل في ربيع الأول وقيل في

رمضان، وقیل: في ذي الحجة، والأكثر على أنها وقعت في عاشر الشهر وقيل في رابعة وقيل في رابع عشرة" (فتح الباری ۲/ ۴۲۳)۔

چنانچہ خود حافظ ابن حجر نے اپنی دوسری تصنیف الاصابہ ۱/ ۹۳ میں اور علامہ ابن عبد البر مالکی نے "الاستیعاب" (علی ہامش الاصابہ ۱/ ۴۳) میں بھی دس چاند والا قول نقل فرمایا ہے۔ ملا علی قاری نے "مرقات شرح مشکوٰۃ" (۲/ ۲۷۵) میں حافظ کے حوالہ سے اسی کو ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے أوجز المسالک میں اس کو "شرح احیاء" اور "تاریخ الخمیس" کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، دیکھئے: (اوجز المسالک ۴/ ۲۵)۔

اہل ہیئت کے نزدیک یہ بات اصول مسلمہ میں سے ہے کہ سورج گرہن قمری مہینہ کی آخری تاریخوں (۲۷/ ۲۸/ ۲۹) میں ہوتا ہے اور یہاں حدیث میں تصریح موجود ہے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا اور اکثر اہل سیر یہ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات دس چاند کو ہوئی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دس چاند کو سورج گرہن ہوا، اب اگر اہل ہیئت سے اس سلسلہ میں دریافت کیا جائے تو وہ صاف صاف لفظوں میں یہ کہیں گے کہ یہ ناممکن اور محال ہے، لیکن علماء کرام اور محدثین عظام اسی واقعہ کو ان کی تردید کے لئے پیش فرماتے ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اسی موقع پر تحریر فرماتے ہیں: "وفيه رد على أهل الهيئة؛ لأنهم يزعمون أنه لا يقع في الأوقات المذكورة وقد فرض الشافعي وقوع العيد والكسوف معا واعترضه بعض من اعتمد على قول أهل الهيئة وانتدب أصحاب الشافعي لدفع قول المعترض فأصابوا" (فتح الباری ۲/ ۴۲۳)، دیکھئے حافظ نے اس موقع پر اہل ہیئت کی تردید فرمائی ہے (بلکہ ان کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ عید اور کسوف دونوں جمع ہو جائیں، اور اہل ہیئت کی بات کا اعتبار کرنے والوں کی طرف امام پر جو اعتراض وارد کیا گیا اس کا اصحاب شوافع نے جواب دیا اور ان کے اس جواب کی

Marfat.com

خود حافظ "فاصابوا الخ" کا رتصویب وتائید کی ہے)۔ ملا علی قاری بھی "شرح مشکوۃ" میں یہی بات فرماتے ہیں: "وفيه رد لقول أهل الهيئة لا يمكن كسوفها في غير يوم السابع أو الثامن أو التاسع والعشرين إلا أن يريدوا أن ذلك باعتبار العادة وهذا خارق لها" (مرقات ۲/ ۲۰۵)۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے "اوجز" میں اس مسئلہ پر مستقل بحث فرمائی ہے: "والسادس فيما قال أهل الهيئة أن الكسوف لا يكون إلا في الثامن والعشرين أو التاسع والعشرين، وقد ورد عند أهل التاريخ وقوعها في الأوقات المختلفة وورد أن الشمس كسفت عند شهادة الإمام حسين في العاشوراء وتقدم عن العيني ردًا على أهل الهيئة إنه لو كان الكسوف لوقوعه في ظل الأرض في وقت لكان ذلك محدودا معلوما؛ لأن المجرى منهما محدود معلوم فلما كان تاتي في الأوقات المختلفة والمجرى واحد علم قطعا فساد قولهم انتهى" (اوجز [illegible] ۲/ ۲۵)۔

اس لئے رؤیت ہلال کی شہادت بھی محض اس وجہ سے رد نہیں کی جا سکتی کہ رصد گاہ والے اس روز رؤیت کو ناممکن قرار دیتے ہیں۔

ج- مطلع کا صاف یا ابر آلود ہونا ایسی چیز ہے جس کا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے، اس لئے علم فلکیات کی مدد لینا سمجھ میں نہیں آتا، اور رؤیت سے اس کا [illegible] سوال، تو جب اس سلسلہ میں ان کی بات کا شرعاً اعتبار ہی نہیں تو پوچھنے سے کیا حاصل؟

د- ہلال رمضان میں خبر واحد عادل پر اکتفا کرتے ہوئے روزہ کا حکم دیا جائے [illegible] تیس روزے پورے ہو جانے کے بعد بھی رؤیت ہلال نہ ہو تو [illegible] عید [illegible] کی جائے گی یا نہیں [illegible] حالات میں عید [illegible] کی جائے گی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: شامی ۱/ ۱۰۳ [illegible])

الفتاوی ۱/ ۱۴۰)۔

نوٹ: اس مسئلہ میں علماء پاکستان نے اسی پر اتفاق فرمایا ہے جو احقر نے جواب میں کہا ہے، ان اتفاق کرنے والوں میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری بھی شامل ہیں۔

علامہ شامی اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ثم اعلم أنه إذا تم عدد رمضان ثلاثين بشهادة فرد ولم ير هلال الفطر والسماء مصحية لا يحل الفطر اتفاقا لظهور غلط الشاهد...... ولا خلاف في حل الفطر إذا تم العدد وكان بالسماء علة ليلة الفطر وإن ثبت رمضان بشهادة الفرد كما حرره في إمداد الفتاح" (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۳۶)۔

جواب (۳)

الف- مطلع صاف ہونے کی صورت میں جمع عظیم کی رؤیت شرط ہے، البتہ صاحب "بحر الرائق" علامہ ابن نجیم کے بقول دو کی گواہی سے بھی کام چل جائے گا، اور اگر خارج مصر یا بلند مقام سے دیکھنے والا ایک بھی ہو تو اس کی شہادت سے ثبوت ہو جائے گا، علامہ شامیؒ اپنے رسالہ "تنبیه الغافل والوسنان" میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث فرمانے کے بعد آخر میں خلاصہ تحریر فرماتے ہیں: "حاصل ما مر فيما يتوقف عليه وجوب الصوم عندنا رؤية الهلال من عدل أو مستور لو في السماء علة وإلا فجمع عظيم أو اثنان على ما اختاره في البحر في زماننا أو واحد عدل إذا جاء من خارج المصر أو من مكان عال" (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۳۸)۔

فاسق کے صدق کا اگر ظن غالب ہو تو اس کی شہادت قبول کرنا جائز ہے، درمختار میں ہے:

Marfat.com

"فلو قضى بشهادة فاسق نفذ وأثم فتح" (درمختار وشامی ۴/ ۴۱۴)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں: "کیونکہ اگر فاسق کی شہادت کو مطلقاً رد کرنا قرار دیا جائے تو ساری دنیا کا نظام مختل ہو جائے، کیونکہ معاملات کے لئے قابل قبول شہادت ہزار میں ایک بھی میسر آنا مشکل ہو جائے گا، ہاں یہ ظاہر ہے کہ قاضی کے لئے غلبہ ظن بصدق مخبر ضروری ہے، جو فاسق اس درجہ میں نہ ہو اس کی شہادت رد کی جائے گی ورنہ قبول کرنا چاہئے تاکہ حقوق ضائع نہ ہو جائیں، "معین الحکام" میں (باب الثانی والعشرین ص ۱۴۵) میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کر کے اس کو ترجیح دی ہے۔

ب- حاکم مسلم نہ ہونے کی صورت میں تمام شرائط شہادت ساقط نہ ہوں گی، بلکہ ممکنہ شروط کا اعتبار ضروری ہے۔ "ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وأفطروا بأخبار عدلين مع العلة للضرورة" (درمختار مع الشامی ۲/ ۹۹-۱۰۰)، اس میں عدد کی صراحت ہے جو شروط شہادت میں سے ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۲/ ۲۸۱)۔

اس میں الفاظ "إن أمكن ذلك" سے معلوم ہوتا ہے کہ ممکنہ شروط کی رعایت ضروری ہے۔

ج- اگر ثبوت رؤیت ان کی شہادت پر موقوف ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر شہادت دیں (شامی ۲/ ۹۹)۔

اگر ان کی یہ تاخیر اس لئے ہے کہ مقامی علماء یا چاند کمیٹی تک پہنچنا ان کے لئے فوری طور پر ممکن نہ تھا، تب تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی ورنہ رد کی جا سکتی ہے۔ "وعليه تفرع ما لو شهدوا في آخر رمضان برؤية هلاله قبل صومهم بيوم إن كانوا في المصر ردت لتركهم الحسبة وإن جاؤا من خارج قبلت من الفتح ملخصا" (شامی ۲/ ۹۹)۔

Marfat.com

نوٹ: آج کل عوام مسلمین میں مسائل شریعت سے جہالت وناواقفیت بھی عام ہے. اگر ان کی یہ تاخیر اسی جہالت کی وجہ سے تھی تو ان کی شہادت رد کی جائے یا نہیں؟ اس کی صراحت نہیں ملی۔

جواب (۴)

الف، ب- اگر قاضی کا تقرر تمام مسلمین کی تراضی سے عمل میں آیا ہے تو سب کے حق میں واجب العمل ہے۔

ج- دوسرے صوبہ کے مسلمانوں کے حق میں واجب العمل نہیں ہے، محض خبر کی حیثیت رکھتا ہے۔

د- اگر اعلان بایں الفاظ ہو کہ فلاں رؤیت ہلال کمیٹی چاند کا شرعی ثبوت مل جانے کے بعد یہ اعلان کر رہی ہے یا اپنے انتظام سے کرا رہی ہے کہ رؤیت شرعاً ثابت ہو چکی ہے اور یہ کمیٹی جانی پہچانی اور معتبر ہو اور اس کے تمام ارکان پابند شرع ہوں تو یہ اعلان مقبول اور واجب العمل ہوگا۔

اور اگر اعلان کے طور پر نہیں، بلکہ محض خبر کے طور پر نشر کر رہا ہے اور تجربہ سے یہ ثابت ہو کہ یہ ریڈیو کسی خاص ضابطہ کے تحت ہے، بلا اجازت معتبر خبر شائع نہیں کی جا سکتی تو ہلال رمضان کے اثبات کے لئے کافی ہے، ہلال فطر کے اثبات کے لئے کافی نہیں۔

جواب (۵)

الف، ب- دیگر قریبی ممالک جہاں مطلع عموماً صاف رہتا ہو اور رؤیت ہوتی ہو، ان سے رابطہ قائم فرما کر بطریق موجب ثبوت مہیا کیا جائے۔

ج- حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: "مختلف ریڈیو اسٹیشنوں کی خبریں

Marfat.com

بھی جب وہ حد تواتر کو پہنچ جائیں تو استفاضہ میں داخل ہیں" (فتاوی دارالعلوم ۲/ ۱۸۷، مطبوعہ دیوبند)۔

تین ریڈیو اسٹیشنوں سے بھی حصول استفاضہ ممکن ہے۔ "قال الحافظ ابن حجر العسقلانی والثانی وهو أول أقسام الآحاد ماله طرق محصورة بأكثر من اثنين وهو المشهور عند المحدثين سمي بذلک لوضوحه وهو المستفيض على رأى جماعة من أئمة الفقهاء" (شرح نخبۃ الفکر)، مگر حقیقت یہ ہے کہ استفاضہ کے لئے کوئی عدد متعین نہیں، بلکہ جتنی اخبار سے غلبہ ظن متحقق ہو جائے وہ خبر مستفیض ہے، واللہ تعالی أعلم۔

Marfat.com

رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کا اعتبار

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام ☆

الحمد لله وحده والصلواة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد۔

الف-نفس اختلاف مطالع میں تو کوئی نزاع نہیں اس طرح پر کہ دوشہروں کے بیچ اتنا فاصلہ ہو کہ اگر ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو دوسرے شہر میں نہ ہو ایسا ہونا ممکن ہے اور اس کا وقوع بھی ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''اعلم أن نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه، بمعنى أنه قد يكون بين البلدتين بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا في إحدى البلدتين دون الأخرى''

(درمختار ۲/ ۱۳۱)۔

اس کے بعد شامیؒ فرماتے ہیں:

''وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع، بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحد العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها، بل يجب العمل با لأسبق رؤية'' (درمختار ۲/ ۱۳۲)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''اختلاف مطالع کا حنفیہ کے یہاں اعتبار نہیں''

☆ خادم الحدیث والتفسیر والفقہ، جامعہ دار العلوم (مئو)۔

Marfat.com

(کفایت المفتی ۴/ ۲۰۷)۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی اور بعض شوافع کے نزدیک اگر ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو ملک کے تمام شہروں کے باشندوں پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا، یعنی ان حضرات کے نزدیک اختلاف مطالع نہیں اور بعض لوگوں نے مسافت کی قلت و کثرت پر منحصر کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسافت قریبہ ہو تو دوسرے شہر کی بھی رؤیت سمجھی جائے گی، ورنہ نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں:

''جو شہر ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ دونوں کے درمیان اختلاف مطالع کا فرق ہے ایسے شہروں پر ظاہر مذہب تو یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، اس لئے اگر دو شہروں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو تب بھی ایک شہر کی رؤیت دوسرے کے حق میں حجت ملزمہ ہے بشرطیکہ رؤیت کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہو جائے، یہی مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے لیکن بعض متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جہاں اختلاف مطالع کا واقعی فرق ہے وہاں اس کا شرعاً بھی اعتبار ہونا چاہئے، حضرات شافعیہ کا بھی یہی قول ہے، لیکن فتویٰ ظاہر مذہب پر ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں نہ بلاد قریبہ میں اور نہ بلاد نائیہ میں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل از مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۳/ ۲۵۹، ۲۶۰)۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے اپنے رسالہ ''رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت'' میں اختلاف مطالع کے اعتبار کر لینے پر چند خرابیوں کا تذکرہ فرمایا ہے، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس مکان یا جس گاؤں پر یہ مقدار پوری ہوگی اس جگہ اور اس شہر کے مطلع بدل جانے کا اعتبار ہوگا، لہٰذا اگر ۲۹ رمضان کا چاند ہوگا تو اس گھر اور محلہ تک روزہ رکھنے کا حکم ہوگا اور اس کے بعد متصلاً ہی نماز عید پڑھنے کا حکم وجوبی ہو جائے گا اور پھر اس سے جس افراتفری کا ظہور ہوگا وہ افراتفری اس افراتفری سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

Marfat.com

بہر کیف رؤیت ہلال کے ثبوت اور عدم ثبوت میں اختلاف مطالع جمہور فقہاء کے نزدیک موثر نہیں بلکہ ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قول میں اہل مشرق کی رؤیت اہل مغرب کے لئے جب کہ وہ طریق موجب سے آئے تو اس کے مطابق حسب ضابطۂ شرع عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے:

"اختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب، وعليه اكثر المشانخ، وعليه الفتوى بحر عن الخلاصة، فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم روية أولئك بطريق موجب" (درمختار علی ہامش الشامی ۲/۹۶، فتاوی ہندیہ ۱/۲۱۱)۔

اب رہی یہ بات کہ وہ عبارتیں جمہور ائمہ وفقہاء کے مسلک کے خلاف ہیں جیسے صاحب "تبیین الحقائق" کی درج کردہ عبارت "لأهل كل بلد رؤيتهم" یا سید عمیم الاحسان کی "کتاب قواعد الفقہ" میں موجود ضابطہ "إن جواب السؤال يجرى على حسب ما تعارف كل قوم في مكانهم" (قواعد الفقہ ۶۷) کی کیا توجیہ ہوگی۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ اپنے رسالہ "رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت" میں یوں رقمطراز ہیں: "ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم اپنے یہاں کی رؤیت کی مکلف ہے اپنے یہاں چاند حسب ضابطۂ شرع نظر آجائے تو عمل کرلیا جائے، چاند تلاش کرنے کے لئے گرد و پیش میں دوڑنا ضروری نہیں، بلکہ دور دراز کا سفر اس کے لئے اختیار کرنا منشأ شرع وشارع علیہ السلام کے خلاف ہو جائے گا، البتہ اگر طریق موجب سے دور یا نزدیک سے رؤیت ہلال کی اطلاع آجائے تو اس کا لحاظ کرنا بھی مفتی بہ قول کی رو سے ضروری ہوگا" (رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت ۳۲)۔

(۱) ب: اب آئیے ذرا اس کا بھی علماء وفقہاء کے اقوال سے جائزہ لیا جائے کہ اختلاف مطالع کتنی مسافت پر ہوتا ہے اس سلسلہ میں بہت سے اقوال ہیں چند درج ذیل ہیں:۔

Marfat.com

۱- علامہ ابن عابدین شامی نے چھ سو اسی میل بیان کیا ہے۔

۲- علامہ شامی ہی نے کسی کا قول پانچ سو اسی میل انگریزی بھی نقل فرمایا ہے۔

۳- بعض چار سو اسی میل کے قائل ہیں۔

۴- کچھ لوگوں نے ایک ماہ کی مسافت کا پیمانہ بیان کیا تو کسی نے

۵- تبدیل اقلیم سے تبدیل مطلع ہونا بیان کیا۔

(۱) ج: ہوائی جہاز پر اڑ کر چاند دیکھنے کی اجازت نہیں اور نہ ایسی شہادتیں معتبر ہیں اگر بلندی کا اعتبار ہوتا تو جزیرہ میں پہاڑوں کا لاتعداد سلسلہ ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے ایک جگہ لکھا ہے: "قد قیل ان بمکۃ اثنی عشر الفا من جبل" لیکن عہد رسالت و عہد صحابہ میں ایک بھی ثبوت نہیں ملتا کہ بلندی پر چڑھ کر چاند دیکھا گیا ہو۔ اس لئے بلندی کی تحقیق کا کوئی اعتبار نہیں۔

مذکورہ سطور سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال کے مطالع الگ الگ ہیں تو ضرور مگر ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں، اس لئے اگر ہندوستان میں رؤیت ہو جائے اور شرعی شہادت صداقت کے ساتھ حضرات قائل ہوں تو یہ خبر ہندوستان کے سوا دوسرے مذکورہ ممالک میں بھی معتبر ہوگی۔ ۱۴۰۷ھ میں اکابر کا اس سلسلہ میں متفقہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے اس لئے تحقیق کی بلندی و پستی کا رؤیت ہلال میں کوئی دخل نہیں۔

(۱) د: جن جن علاقوں میں محکمہ قضا یا رؤیت ہلال کمیٹی ہے وہاں پر اس اعلان کے اعتبار کی دو صورتیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ یہ اعلان مرکزی قاضی کا ہو یا مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا ہو جس کے تحت یہ دار القضاء اور کمیٹیاں قائم ہیں، ایسی صورت میں تمام علاقوں کے قاضی یا ہلال کمیٹی کو یہ ماننا پڑے گا۔ دوسری صورت یہ کہ اعلان ماتحت کسی قاضی کا ہے تو وہ بھی چند شرطوں کے ساتھ موجب عمل ہے۔ حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب نے اسکی تفصیل یوں بیان کی ہے جو بعینہ درج ہے:

"مذاہب اربعہ اور جمہور علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے علماء اس نتیجے پر پہنچے کہ اصولی طور پر ذیلی ہلال کمیٹی کا فیصلہ مرکزی ہلال کمیٹی کے لئے اس وقت قابل تقلید ہو سکتا ہے، جبکہ وہ فیصلہ دوسرے قاضی کے پاس شرعی شہادت کے ساتھ دو گواہ لے کر پہنچیں صرف ٹیلیفون وغیرہ پر اس کی خبر دینا کافی نہ ہوگا، جمہور فقہاء امت حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا اصل مذہب یہی ہے"۔

اعلان رؤیت کا طریقہ کار

"ہدایہ، کتاب الام للامام الشافعیؒ اور مغنی لابن قدامہ" وغیرہ میں اس کی تصریحات درج ہیں، مگر اس میں طوالت ہے اور دشواری ہے، اس لئے حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسے مستند علماء کو ضرور لیا جائے جو شرعی ضابطۂ شہادت کا تجربہ رکھتے ہوں اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو، بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار بھی دیا جائے، یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو چکا، اب صرف اعلان کا کام باقی ہے، اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار آدمی مرکزی کمیٹی کو ٹیلی فون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دے اور مرکزی کمیٹی اس صورت میں اس کو اپنا فیصلہ کہہ کر نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ سن کر اس طرح نشر کرے کہ "مرکزی کمیٹی کے سامنے کوئی شہادت نہیں آئی بلکہ فلاں ذیلی کمیٹی نے جس میں فلاں فلاں علماء شریک ہیں شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے ہم اس فیصلہ پر اعتماد کر کے اعلان کر رہے ہیں" اس صورت میں مرکزی کمیٹی کا اعلان ٹیلیفون سے آئی ہوئی اطلاع پر درست ہو سکتا ہے۔

اسی سے ملتا جلتا قول حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کا بھی ہے جسے

Marfat.com

انہوں نے آپ کے مسائل اور ان کا حل (۳/۲۵۷) میں نقل فرمایا ہے۔

(۱) ہم سب سے پہلے ریڈیو ٹیلیفون فیکس یا ٹیلی گرام سے ملنے والی خبروں پر مفتیان کرام وفقہاء عظام کے اقوال پیش خدمت ہیں۔

مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری فرماتے ہیں: بذریعہ ریڈیو، خط، ٹیلی گراف سے عید منانا، روزہ رکھنا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ حجت شرعیہ نہیں اس کی دلیل "ترمذی شریف" کی وہ روایت ہے جس میں ابوکریب سے حضرت ابن عباسؓ نے جب کہ وہ شام سے مدینہ تشریف لائے تھے پوچھا کہ آپ نے بذات خود چاند دیکھا تھا؟ فرمایا نہیں اوروں نے دیکھا اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے شنبہ کی رات دیکھا اسی حساب سے تیس روزے پورے کریں گے" (ترمذی ۱-۱۴۸، فتاوی رحیمیہ ۳-۱۰)۔

حدیث پاک میں موجود ہے: "لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه. فان غم عليكم فاقدروا۔

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: "ٹیلیفون کی خبر پر رؤیت ہلال کے ثبوت کا حکم دینا جائز نہیں۔ کیونکہ ٹیلیفون شہادت شرعیہ کی حدود میں داخل نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے" (کفایت المفتی ۴-۲۰۵)۔

اسی طرح حضرت مفتی صاحب تار کی خبر کے متعلق لکھتے ہیں: "تار میں چونکہ تحریف اور غلطی ہوسکتی ہے اس لئے وہ ثبوت رؤیت ہلال کے لئے کافی نہیں" (کفایت المفتی ۴-۱۹۸)۔

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی فتاوی محمودیہ میں لکھتے ہیں: "محض ٹیلیفون کی خبر پر صوم وافطار درست نہیں" (فتاوی محمودیہ ۳-۱۱۱)۔

حضرت تھانوی صاحب فرماتے ہیں: "اگر قرائن قویہ سے متکلم کی تعیین معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص ہی بول رہا ہے تو ٹیلیفون کی خبر معتبر ہے" (امداد الفتاوی ۲-۱۰۱)۔

مفتی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں ''تار یا بذریعہ ڈاک سرکاری آئے ہوئے خطوط سے رؤیت درست نہیں'' (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۱۱۴)۔

ایک دوسرے مقام پر ریڈیو کی خبر کے سلسلہ میں مفتی صاحب فرماتے ہیں: ''ریڈیو کے ذریعے سے بھی شرعی شہادت حاصل نہیں ہوتی'' (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۱۱۴)۔

حضرت مفتی محمود صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں: ''اگر حاکم مسلم یا رؤیت ہلال کمیٹی جس کے افراد حدود شرعی سے واقف ہوں اور متبع شریعت ہوں ثبوت رؤیت کے بعد ریڈیو پر اعلان کرے یا اعلان کرائے اس طرح پر کہ ہم نے شہادت لی ہے اور رؤیت کا ثبوت ہوگیا ہے تو یہ اعلان شرعاً قابل تسلیم ہوگا، جبکہ رؤیت یوم الشک یعنی ۲۹ ر شعبان میں ہو اور مطلع ناصاف ہو'' (ایضاً ۳/ ۱۲۱)۔

اسی سے ملتی جلتی تقریر حضرت مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم کی ہلال رمضان کی متعلق ٹیلیفون کے ذریعہ اعتبار کر لینے کی بھی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

''اگر ہلال رمضان کی اطلاع ریڈیو سے مل رہی ہو یا ٹیلیفون فون یا تار سے اور یہ معلوم ہو جائے اور پورے وثوق سے سمجھ لیا جائے کہ فلاں شخص بول رہا ہے یا یہ تار فلاں شخص کا ہی ہے جو قابل اعتبار ہے اور اس کی آواز کو خوب اچھی طرح پہچانا جاتا ہے اور اگر ایسی خبروں سے صدق کا ظن غالب ہو جائے تو ان کی معتبر مان لیا جائے گا'' (ایضاً ۳/ ۱۲۹)۔

خلاصہ کلام یہ کہ جن مسائل میں خبر بھی کافی ہے ان میں اگر متعدد تار، ریڈیو، ٹیلیفون کی اطلاع سے ظن غالب ہو جائے تو ایسی خبر معتبر ہے اور اس میں حجاب مانع قبول نہیں۔ درمختار میں ہے: ''وقیل بلا دعوی و بلا لفظ اشهد و بلا حکم و بلا مجلس قضاء لانه خبر لا شهادة''۔

بعض فقہاء نے اس میں مزید کچھ شرطیں بڑھادی ہیں مثلاً کلام پوری طرح سنا گیا ہو

Marfat.com

آواز برابر پہنچائی گئی ہو تو ان سے پورا یقین ہو گیا ہو کہ چاند ہوا ہے اور مستند علماء نے اسے قبول کرلیا ہو (فتاویٰ رحیمیہ ۱/۱۰۸، ۲۰۹، ۲۷۲)۔

مذکورہ سطور سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ سے خبر دینے کی حیثیت بس اتنا ضرور ہے کہ ایک آدمی کے فون کی خبر معتبر نہیں تاوقتیکہ تین، چار دیندار آدمیوں کی اطلاع نہ ہو اور آپ تحقیق کر جانتے ہوں آواز پہچانتے ہوں لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے ایسی خبر موجب للحکم ہے، بلکہ وہ صرف شخصی طور سے عمل کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے، البتہ تار، ٹیلیفون، تار برقی خطوط اخبارات اتنی کثرت سے آجائیں کہ غلبہ ظن ومفید ہوں تو صوم وافطار کا حکم دیا جا سکتا ہے (کفایت المفتی ج ۴ ص ۲۰۹)۔

مفتی صاحب کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ خبر بھی کبھی شہادت کا درجہ رکھتی ہے اور حجت شرعیہ بن سکتی ہے۔

اب آئیے ہلال عید سے متعلق تھوڑی گفتگو ہو جائے، ہلال عید کے لئے بالاتفاق نصاب شہادت شرط ہے، اس میں تار، ریڈیو، ٹیلیفون کی اطلاع مطلقاً معتبر نہیں یا تو دیندار اور معتبر آدمی خود چاند دیکھنے کی گواہی دیں یا چاند دیکھنے والوں سے گواہی لی جائے یا قاضی ومفتی یا رویت ہلال کمیٹی کے صدر کا سندی فرمان آئیں یا ریڈیو کے ذریعہ اس طرح اعلان ہو کہ شہادت کے ذریعہ چاند کا ثبوت ہو گیا ہے اور رویت ہلال کمیٹی (جس کے ذمہ دار مسائل شرع سے واقف اور متبع الشریعۃ ہیں) یا حکومت مسلم (قاضی یا وزیر) کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کل فطر ہو نماز عید ادا کی جائے گی اور ان شرطوں کے علاوہ ہوتا ہے تو وہ معتبر نہ ہوگا۔

خلاصہ کلام تار، ریڈیو، ٹیلیفون، فیکس وغیرہ کی خبر شہادت کی وجہ سے معتبر ہے اور کسی وجہ غیر معتبر، اس لئے اب ایسا کیا جائے کہ ہر خطہ میں ایک ایسی ذیلی کمیٹی ہو جس میں باوثوق علماء ہوں اور جنہیں صرف شہادت یا خبر مہیا کرنے کا اختیار نہ ہو بلکہ نفاذ احکام کا بھی حق ہو اور اس ذیلی

Marfat.com

کمیٹی کا کوئی مستند عالم جو مذکورہ شرط رکھتا ہے ٹیلیفون یا مذکورہ بالا طریق سے مرکزی کمیٹی کو رؤیت سے مطلع کرتا ہے تو یہ رؤیت ہر خط میں قابل تسلیم ہوگی اور اس پر عمل ضروری ہوگا۔

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کی یہی رائے ہے۔

رؤیت سے متعلق ماہر فلکیات کی حتمی رائے

الف و ج: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علوم فلکیات وموسمیات موجب للیقین ہیں یا نہیں؟ اور ان کی بنیاد پر رؤیت ہلال کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں مسٹر ڈی میکنالی اسسٹنٹ ڈائریکٹر شعبہ علوم وطبعیات یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری کی رائے درج ذیل ہے، جو ضیاء الدین صاحب ایم اے لاہوری کے استفسار کا جواب ہے:

"آپ کے استفسار کے متعلق کہ آیا آبزرویٹری سائنسداں کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے اب نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیشین گوئی کر سکیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے، درحقیقت رؤیت ہلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جا سکتا" (القاسم دیوبند شمارہ ۱۲ صفحہ ۵-۶)۔

اسی مسئلہ پر رائل گرین وچ آبزرویٹری انگلستان کی سائنس ریسرچ کونسل کی جدید ترین تحقیق کا نچوڑ ان کے تیار کردہ فلکیاتی معلومات شیٹ ۶ میں یوں درج ہے:۔ "ہر ماہ نئے چاند کی پہلی مرتبہ دکھائی دی جانے والی تاریخوں کے متعلق پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں، کیونکہ ایسے کوئی قابل اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہیں جنہیں ان شرائط کے تعین کرنے میں استعمال کیا جا سکے جو چاند کے اول بار دکھائی دیئے جانے کے لئے کافی ہوں رؤیت ہلال کے متعلق کوئی بھی پیشین گوئی غیر یقینی ہوتی ہے (ایضاً شمارہ ۱۲ ص ۶)۔

آپ کے سامنے ماہرین علوم فلکیات وطبعیات کے اقوال پیش کر دیئے گئے جس سے

Marfat.com

معلوم ہو گیا کہ آج بھی سائنسداں پہلی رؤیت کے تعیین پر ناکام ہیں۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس پر عبادات کا انعقاد سائنسی آلات اور جدید علوم کا مرہون منت نہیں کسی کو بھی عبادات کے اوقات یا دنوں میں ترمیم کا حق نہیں ہے۔

آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ ہمیں اس کا مکلف بناتی ہیں کہ ہم بصری رؤیت پر عمل کریں البتہ بعض علماء وفقہاء سے اتنا اشارہ تو ضرور ملتا ہے کہ فلکیاتی وموسمیاتی علوم سے بصری رؤیت میں مدد لی جاسکتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر علماء کی تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ آج شام ہلال عید یا ہلال رمضان ہوگا اور بصری رؤیت بھی حاصل ہوگئی تو وہ حجت ہے اور اگر صرف فلکیاتی تحقیق ہوئی مگر بصری رؤیت نہ ہو سکی تو وہ قطعاً حجت نہیں۔ اب وہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پیش خدمت ہیں جو ان علوم کے اصالۃ اعتبار کرنے کی مخالفت کرتی ہیں:

۱- "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" (سورہ)۔

۲- "يسئلونک عن الاهلة قل هی مواقيت للناس والحج" (سورہ)۔

۳- "صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم فاكملوا العدة شعبان ثلثين"۔

۴- "الشهر تسع و تسعون ليلة فلا تصوموا حتى تروه فان غم عليكم فاكملوا ثلثين"۔

۵- "روى ابن عمر قال ترأى الناس الهلال فاخبرت رسول الله ﷺ انی رأيته فصام وامر الناس بصيامه" (رواہ ...... الداری)۔

۶- "لا تقدموا الشهر حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة" (رواہ ...... النسائی)۔

Marfat.com

۔ — "نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا و هكذا (۸)"

صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته وانسكولها فان غم عليكم فاتموا ثلاثين وان شهد شاهدان فصوموا وافطروا" (النسائی)۔

مذکورہ بالا تمام آیات و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہرین فلکیات وموسمیات کو رؤیت میں کچھ بھی دخل نہیں۔

شہاب الدین رملی فرماتے ہیں: "إن الشارع لم يعتمد الحساب بل ألغاه بالكلية"۔ حضرت تھانوی سے بھی تردید ہی کا ثبوت ملتا ہے وہ فرماتے ہیں:۔"شریعت کا حکم سہل قواعد پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ دقائق پر (امداد الفتاوی ۲/ ۱۱۹)۔

(۲) ب: رؤیت ہلال کے سلسلہ میں بصری رؤیت کا ہی اعتبار ہوگا فلکیاتی علوم خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں شہادت شرعیہ کا اعتبار ہوگا ہاں اس کے بالمقابل صرف فلکیاتی رؤیت غیر معتبر ہوگی۔

علامہ تقی الدین سبکی کے قول "فلکیات کا علم قطعی ہے، لہذا شہادت کے مقابلہ میں اس پر عمل واجب ہے" کی تقریبا سارے ہی فقہاء عظام ومفتیان کرام نے تردید کی ہے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت کے اعتبار کر لینے کی صورت پر نماز روزہ جیسی اہم عبادات اوقات کی تعیین وثبوت علم ہندسہ یا علم فلکیات کے تابع ہو جائے گا، پھر اس سے اس دین کے فطری اور دین الہی نہ ہونے کا بھی الہام ہوتا ہے (رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت ص ۳۵)۔

حضرت مولانا مفتی عبید اللہ صاحب اسعدی نے فلکیات کے عدم اعتبار پر انتہائی پر مغز اور بسیط مقالہ لکھا ہے جس میں ائمہ اربعہ کے اقوال قدیم وجدید فقہاء مفتیا کرام کی آراء اور اس موضوع پر منعقد ہوئے بہت سارے سیمیناروں کی رپورٹ پیش کی ہے (بحث ونظر شمارہ ۲۴ ص ۳۰-۳۱)۔

(۲) وہ مطلع ابر آلود تھا اور قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان ایک شخص کی خبر پر کر دیا، ۳۰ تاریخ ہونے کے بعد جب کہ مطلع صاف ہے اگر چاند نہیں ہوتا ہے تو اگلے دن روزہ رکھا جائے گا اور سمجھا جائے گا کہ چاند دیکھنے والے کو مغالطہ ہوا ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے: "ولا تفطروا حتی تروہ" (مشکوۃ ص ۱۷۴) اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس چاند دیکھنے والے کی تصدیق کی جاتی ہے تو مہینہ ۳۱ دنوں کا ہو جاتا ہے جو قطعاً درست نہیں اور اس آدمی کو جس کی خبر پر روزہ رکھا گیا تھا شرعی سزا دی جائے گی، کیونکہ اس نے ہلال رمضان کی خبر غلط دی تھی (درمختار ج ۲ ص ۹۲)۔

الف: چونکہ ہلال رمضان کی رؤیت خبر ہے اور ہلال شوال کی رؤیت شہادت ہے اس لئے دونوں کے احکام جدا جدا ہیں، ہلال رمضان کے لئے مطلع ناصاف ہونے کی صورت میں صرف ایک شخص کی رؤیت کافی ہے جیسا کہ صاحب "ہدایہ" فرماتے ہیں:

"واذا كان بالسماء علة قبل الامام شهادة الواحد العدل في رؤية الهلال رجلا كان او امراة حرا كان او عبدا" (ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۲) "وعن عبد الله بن عباس قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال: رأيت الهلال قال: اتشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله قال: نعم! قال: يا بلال! اذن في الناس فليصوموا غدا" (ابوداؤد، ... نسائی، ترمذی)۔

یعنی مطلع ناصاف ہونے کی صورت میں رمضان شریف کے ثبوت کے لئے ایک عادل کی شہادت کافی ہے، عورت مرد آزاد اور غلام سب اس میں مساوی ہیں۔

اسی طرح عید کے ثبوت کے لئے دو عادل کی شہادت ضروری ہے: "واذا كان بالسماء علة لم تقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين" (ہدایہ ج ۱ ص ۲۱۲)۔

صاحب "کنز" فرماتے ہیں: "ولا يفطر اذا راه وحده" (کنز مع تبیین ج ۲ ص ۵۹)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں: رؤیت ہلال عید کے لئے باتفاق

امت شہادت شرط ہے (جواہر الفقہ ۱/ ۳۹۹)، اگر مطلع صاف ہو تو اتنے لوگوں کو چاند دیکھنا چاہئے جن کی خبر سے غلبہ ظن ہو جائے۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں: "قبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم"۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک عدالت کا تعلق ظاہر حال سے ہے، اس لئے اگر چاند دیکھنے والا سماج میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا اور صوم وصلوۃ کا پابند ہے تو اس کی شہادت معتبر ہونی چاہئے، کیونکہ عموماً ایسے لوگوں پر اعتماد کرلیا جاتا ہے۔

علامہ جرجانی فرماتے ہیں: "الثقة هي التي يعتمد عليها في الأقوال والأحوال" اور امید ہے کہ وہ شخص کبائر سے اجتناب بھی کرتا ہوگا اور صغائر کے اصرار سے بچتا ہوگا اس لئے اس کی خبر بطریق موجب ہوئی۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "العدالة تعمل ملكة على زمة التقوى والمروءة أو الشرط أدناها وهو ترك الكبائر والإصرار على الصغائر وما يخل بالمروءة"۔

مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ سے کسی نے سوال کیا کہ یہاں دیہات میں عدالت بالکل مفقود ہے، اکثر لوگ داڑھی منڈے ہیں اور جو داڑھی والے ہیں وہ بھی ناچ گانا سنتے ہیں، اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور وعظ بھی سنتے ہیں تو کیا ان کی شہادت معتبر ہوگی؟ اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر امام کو ان کی صداقت کا یقین ہو جائے تو ان کی گواہی معتبر ہوگی۔

اس سلسلہ میں حضرات صاحبین کا مسلک یہ ہے کہ عدالت کا تعلق صرف ظاہر حال سے ہی نہیں ہے، بلکہ مزید متعلقہ امور کی بھی وضاحت درکار ہوگی، اس ناقص کے خیال میں اس دور قحط الرجال کے اندر شہادت کے معتبر ہونے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ سچا ہے اور نماز

روزہ کا پابند ہے، کیونکہ صرف اتنے ہی سے غلبہ ظن حاصل ہو جائے گا جو موجب للحکم ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کے جواب سے بھی اس کی مزید توثیق ہوتی ہے۔

مستور الحال کی شہادت رؤیت ہلال عید کے لئے تو غیر معتبر ہے۔ البتہ اس کی خبر ہلال رمضان کے لئے معتبر ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "وتقبل شهادة المسلم والمسلمة عدلا كان الشاهد أو غير عدل والمراد بغير العدل المستور" (شامی ۲/ ۱۲۴)۔

(۳) ب:۔ ابن قدامہ لکھتے ہیں: "فإن رآه اثنان ولم يشهدا عند الحاكم جاز لمن سمع شهادتهما الفطر إذا عرف عدالتهما" (مغنی ابن قدامہ ۳/ ۹۵)۔

اگر دو آدمیوں نے چاند دیکھا اور حاکم کے سامنے جا کر گواہی نہ دی تو بھی جن لوگوں کو ان کی عدالت پر اعتماد ہے ان کی گواہی کی اطلاع کے بعد افطار جائز ہے۔

عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کی عدالت میں پہنچ کر گواہی دینا ضروری نہیں، مگر علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق حاکم یا نائب حاکم قاضی وغیرہ کی عدالت میں پہنچ کر گواہی دینی چاہئے وہ فرماتے ہیں: "ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين" (شامی ۲/ ۳۸۵) یعنی حاکم قاضی یا والی کے پاس حاضر ہو کر شہادت دینی ضروری ہے ان میں سے کوئی نہ ہو تو دوسری صورت ہے۔ اس سلسلہ میں تحقیقی قول تو یہی ہے کہ اگر خبر ہے تو حاضری ضروری نہیں۔

صاحب "درمختار" فرماتے ہیں: "وقبل بلا دعوى وبلا لفظ أشهد وبلا حكم ومجلس قضاء لأنه خبر لا شهادة"۔ برخلاف اس کے کہ ہلال شوال کی رؤیت ہے تو یہ شہادت ہے اور شہادت میں حاضری ضروری ہے۔

تکملہ ابن عابدین میں لکھا ہے: "لأن إثبات مجيء رمضان لا يدخل تحت

Marfat.com

الحکم حتی لو أخبر رجل عدل القاضی لمجئ رمضان یقبل و یأمر الناس بالصوم، یعنی فی یوم الغیم ولا یشترط لفظ الشہادۃ و شرائط القضاء، أما فی العید فیشترط لفظ الشہادۃ وھو یدخل تحت الحکم؛ لأنہ من حقوق العباد''

(تکملۃ ابن عابدین ۲/ ۲۱۹)۔

یعنی ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے حاکم کی ضرورت نہیں یہاں تک کہ اگر کسی عادل شخص نے مطلع ناصاف ہونے کی صورت میں قاضی کو رمضان کی خبر دیدی تو وہ معتبر ہوگی اس میں شہادت وشرائط قضاء کی ضرورت نہیں البتہ ہلال عید میں لفظ شہادت شرط ہے۔

عبارت مذکورہ سے پتہ چلا کہ ہلال کا تعلق قاضی سے ہے، لیکن مفتی نظام الدین صاحب اس تعلق کو ضمنی قرار دیکر ''رؤیت ہلال کی شرعی حیثیت'' پر یوں رقمطراز ہیں: رؤیت ہلال کا مسئلہ ''من کل الوجوہ تحت القضاء'' یا تحت حکم حاکم الحکومت داخل ہی نہیں، جیسا کہ اس عبارت ''لا یدخل تحت الحکم حتی لو أخبر رجل عدل الخ'' سے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ قاضی عموماً شہر میں ہوتے ہیں اور قاضی کے لئے بغیر دعوی و بینہ وشہادت جو بقدر نصاب ہو فیصلہ کرنا اور حکم دینا وغیرہ جائز نہیں ہے ''کما ھو مبرھن فی کتاب القضاء وفی باب أدب القاضی'' اور یہاں مسئلہ رؤیت ہلال میں کچھ بھی نہیں سوائے عادل شخص کی خبر کے اور قاضی کو صرف اس مخبر کی عدالت دیکھ کر حکم دینا لازم ہو جاتا ہے یہ کھلی دلیل ہے کہ مسئلہ رؤیت ہلال تحت القضاء داخل نہیں ہے اور عید کے چاند کے ساتھ چونکہ کچھ حقوق العباد بھی متعلق ہوتے ہیں، اس لئے اس کے چاند کے ثبوت کے لئے عند القاضی دعوی و بینہ اگر چہ شرط نہیں ہے، لیکن بتقاضائے احتیاط دو عادل شخص کی خبر لازم ہوتی ہے، آگے مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ جہاں کہیں یہ مسئلہ تحت القضاء داخل ہوتا ہے تو وہ محض ضمناً ہے اس بندے کے خیال میں اس کا تعلق اگر ضمناً ہی ہے تو بھی اس کا اعتبار کرنا چاہئے، کیونکہ اس کے اعتبار کر لینے کی شکل میں بہت سارے مفاسد سے بچا

Marfat.com

جا سکتا ہے خصوصاً بہار اور اڑیسہ میں جہاں ایک بڑے پیمانہ پر قضاء، دار القضاء کا نظام ہے اس کے استحکام کرنے سے عام آہنگی اور ہم آہنگی بھی پیدا ہو جائے گی جو اس طرح کی اجتماعی عبادتوں کا مقصد بھی ہے۔ اس لئے چاند دیکھنے کے بعد مفتی یا قاضی کے پاس حاضر ہو کر گواہی یا شہادت دیا جانا چاہئے تا کہ نفاذ احکام میں آسانی ہو اور انتشار سے بچا جا سکے۔

(۳) ج: چاند دیکھنے والے قاضی یا امام یا رؤیت ہلال کمیٹی کے پاس پہنچ کر فوری اطلاع دیدیں، لیکن اگر کسی وجہ سے تاخیر ہوگی تو بھی ان کی گواہی اور شہادت معتبر ہوگی، معیار شہادت کے پورے ہونے کے بعد یہ خبر اور شہادت موجب عمل ہوگی۔

الف – سب سے پہلے قاضی کی شرائط پیش خدمت ہیں:

امام ابو الحسن البغدادی الماوردی نے اپنی کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں قاضی کے لئے سات شرطیں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مرد ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) مسلمان ہونا (۴) عادل ہونا (۵) سمع اور بصر کا صحیح سالم ہونا (۶) احکام شرعیہ کا عالم ہونا (۷) عہدہ قضاء پر بالاتفاق مامور ہونا (الاحکام السلطانیہ للامام الماوردی ص ۶۵، ۶۶)۔

یوں تو قاضی کا انتخاب امام کی جانب سے ہوتا ہے، لیکن جہاں امام نہ ہو وہاں بھی ضرورت شدیدہ کی بنیاد پر اجتماعی ملی مسائل کے حل کی غرض سے کسی شہر کے لوگ متفق ہو کر شرائط قضاء رکھنے والے کو منتخب کر سکتے ہیں۔

بہار اور اڑیسہ میں چونکہ قاضی کا تقرر بالاتفاق ہوتا ہے اور امیر شریعت کی نامزدگی سے عمل میں آتا ہے، اس لئے اس کی حیثیت شرعی قاضی کی ہوگی اور امام و حاکم کی طرح اس کی پیروی کی جانی چاہئے تا کہ انتشار سے ملی اجتماع بچا جا سکے۔

علامہ ماوردی فرماتے ہیں: "فاذا اتى باحد هذه الألفاظ انعقدت ولاية

Marfat.com

القضاء وغیرها من الولایات" (الاحکام السلطانیہ ۶۹)۔

(۴) ب- مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:۔ جس امام کو تمام مسلمان اپنے امور دینیہ کی اقامت کے لئے پسند کر کے مقرر کرلیں وہ سلطان کا نائب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے (کفایت المفتی ج ۴)۔

مفتی صاحب کے فتوی کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ بہار اوراڑیسہ میں قاضی کا تقرر امیر کے تحت وجود میں آتا ہے اور امام نائب سلطان کا درجہ رکھتا ہے تو قاضی کا فیصلہ بھی سلطان ہی کا درجہ رکھے گا، کیونکہ قاضی کا فیصلہ گویا امام ہی کا فیصلہ ہے۔ اس کی دلیل کے لئے صرف اتنا لکھ دینا کافی ہوگا کہ جہاں حاکم شرعی نہیں وہاں مسلمانوں کا کسی کو امام بنا کر اس کے پیچھے جمعہ پڑھ لینا کافی ہو جاتا ہے کیا یہ امام نائب حاکم نہیں؟ اس کا جواز تو خود ہی نیابت حاکم کی طرف مشیر ہے۔

(۴) ج- اگر قاضی ہلال عید یا رمضان کا اعلان کر دیتا ہے تو اس کے حلقۂ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس کا ماننا ضروری ہے۔

مفتی نظام الدین صاحبؒ فرماتے ہیں: "قاضی کا اعلان صرف اسی دائرہ میں محدود رہتا ہے جہاں تک قاضی کا حلقہ اقتدار ہے۔"

(۴) د- بہتر تو ہوتا کہ قاضی یا امام خود ہی ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اعلان کر دیں، لیکن چونکہ ہمارے اس ملک میں ریڈیو، ٹی وی اسٹیشنوں پر غیروں کا قبضہ ہے، اس لئے اگر وثوق سے معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ اعلان میں غلطی نہیں کرتے اور ماضی میں اس طرح کی غلطی کا وقوع بھی نہیں ہوا ہے تو ایسے اعلان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

الف- ایسے مقامات پہ جہاں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہے وہاں ہمیشہ ۳۰ کا چاند شمار کرنا کسی طرح درست نہیں اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس طرح کے ممالک میں اس ملک کے قریب ترین ملک کے ہلال کا اعتبار کیا جائے گا، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ہلال کی تعیین کیسے

Marfat.com

ہوگی اور اعتبار کی کیا شکل ہوگی تو اگر ایسا کرلیں کہ اپنے ملک برطانیہ میں ایک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی قائم کرلیں اور اس دوسرے ملک میں جہاں سے رؤیت کا ثبوت مل جارہا ہے ذیلی بااختیار کمیٹی قائم کرلیں، رؤیت کی شرعی شہادت ہوجانے کے بعد اس ذیلی کمیٹی کا صدر یا نائب صدر مطلع کردیا کرے۔

(۵) ب- "لأهل كل بلد رؤيتهم" کے تحت ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کی ضرورت نہیں اس طرح کا تکلف شرعاً غیر مقبول ہے، سلف وخلف سے اس کی تردید بارہا ہو چکی ہے۔ سوال نمبر ۲ جزء الف وجیم میں اس کی تردید گذر چکی ہے اور اس کے عدم اعتبار پر آیات واحادیث پیش کی جاچکی ہیں، اہل برطانیہ ۲۹ر کی رؤیت نہ ہونے کی بنیاد پر تیس تاریخ سے روزہ اور عید کے مکلف ہیں، پھر چونکہ حدیث "الشهر هكذا الخ" یعنی مرة تسعا وعشرين ومرة ثلاثين اس بات کی صراحت ہے اس لئے تیس کے بعد پہلی تاریخ شمار کریں اور اگر ۲۹ر کی رؤیت ہوجائے تو مستحضر ہے۔ نیز "فاعمی علیکم فاكملوا العدة ثلاثين" سے بھی استدلال ہوسکتا ہے۔

(۵) ج- ریڈیو کے ذریعہ ملنے والی خبر اگر موجب للعلم ہو، یعنی اگر یقین کامل ہوجائے کہ مختلف جگہوں کی رؤیت ہلال کمیٹیوں نے باقاعدہ جانچ پرکھ کر اعلان کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اعلان کرنے والا بھی ذمہ دار اور معتبر شخص ہے تو دیگر مقامات پر بھی اس اعلان و خبر پر عمل کیا جاسکتا ہے، البتہ اگر کئی ریڈیو اسٹیشنوں سے اعلان ہوجاتا تو اس پر مزید توثیق ہوجاتی۔ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ کم از کم تین چار جگہوں سے اعلان ہونا چاہئے اس سلسلہ میں اصولی بات اعتماد کی ہے اگر مکمل اعتماد اور وثوق ایک ہی ریڈیو اسٹیشن سے ہوجاتا ہے اور اس اسٹیشن کا سابقہ ریکارڈ بھی صحت ہی کا رہا ہے تو ٹھیک، ورنہ کئی مقامات سے ریڈیو کا اعلان ضروری قرار دیا جائے گا۔

Marfat.com

رؤیت ہلال سے متعلق مسائل

مولانا سید مصلح الدین احمد بزودوی ٭

رؤیت ہلال کے طرق موجبہ

شرعی طور پر رؤیت ہلال کے ثبوت کے لئے درج ذیل چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ضروری ہے: (۱)شهادة على الرؤية (۲)شهادة على الشهادة بالرؤية (۳)شهادة على القضاء (۴)استفاضه (جو در حقیقت حکم حاکم میں داخل ہے)۔

شهادة على الرؤية: یہ ہے کہ چاند دیکھنے والا عادل (دیندار) یا مستور الحال (جس کا فسق ظاہر نہ ہو) مسلمان بذات خود قاضی، مفتی وغیرہ کی مجلس میں حاضر ہو کر ان کے سامنے شہادت دے کہ بذات خود میں نے چاند دیکھا ہے۔

شهادة على الشهادة بالرؤية: یہ ہے کہ چاند دیکھنے والا شخص بذات خود قاضی، مفتی وغیرہ کے سامنے حاضر نہ ہو، مگر اپنی جانب سے دوسرے دو شخصوں کو گواہ بنا کر بھیجے یا دوسرے لوگ اس شخص کی طرف سے گواہ بن کر قاضی، مفتی وغیرہ کی مجلس میں حاضر ہو کر اس بات کی گواہی دیں کہ ''ہمارے سامنے فلاں دیندار شخص نے بذات خود اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے اور چاند دیکھنے کی گواہی دی ہے''۔

شهادة على القضاء: یہ ہے کہ دو دیندار قابل وثوق مسلمان کسی جگہ کے قاضی، مفتی

٭ دار العلوم بزودوتاندلجے، گجرات۔

Marfat.com

وغیرہ کے سامنے گواہی دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی یا مفتی وغیرہ کے سامنے ہماری موجودگی میں شہادت کے قانون شرعی کے مطابق دو شخصوں کی شہادتیں پیش ہوئیں اور اس قاضی یا مفتی وغیرہ نے ان شہادتوں کی بنیاد پر ہمارے سامنے رؤیت ہلال (چاند نظر آنے) کا حکم اور فیصلہ کیا ہے۔ اصطلاح فقہ میں اس کو "شهادة على قضاء القاضي اور شهادة على حكم الحاكم" بھی کہا جاتا ہے۔

مسئلہ: رمضان شریف کے چاند کے سلسلہ میں "شهادة على الشهادة اور شهادة على القضاء" دونوں میں سے ہر ایک میں صرف ایک عادل (دیندار) مسلمان کی گواہی کافی و معتبر ہے، دو شخصوں کی گواہی لازم اور ضروری نہیں (بحر الرائق ۲ – ۲۶۹، [illegible] ہندیہ ۲ / ۱۱۱)۔

عید کے چاند اور دیگر احکام میں "شهادة على الشهادة اور شهادة على القضاء" دونوں میں سے ہر ایک میں عدالت (دینداری) اور عدد دونوں ضروری ہیں (ہر ایک شہادت پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونا ضروری ہے)۔

مسئلہ: عید کے چاند و دیگر احکام میں "شهادة على الشهادة اور شهادة على القضاء" میں سے ہر ایک میں چار گواہ ہونا لازم اور ضروری نہیں بلکہ اصل دونوں گواہوں میں سے ہر ایک کی طرف سے یہ دونوں شخص گواہی دے سکتے ہیں ([illegible])۔

استفاضہ: یہ ہے کہ قانون شرعی کے مطابق شہادت تو پیش نہیں ہوئی مگر جس جگہ (گاؤں یا شہر میں) چاند ہوا ہے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور ہر ایک جماعت یہ خبر دے کہ اس گاؤں یا شہر کے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے یا چاند دیکھ کر عید کی ہے۔

الف- استفاضہ اور شہرت کے لئے خبر دینے والوں کا اشخاص و جماعتوں کی شکل میں ہونا ضروری نہیں، بلکہ خطوط، تحریرات، اخبارات، ٹیلیفون، ٹیلیگرام وغیرہ ذرائع ابلاغ سے بھی یہ

بات اچھی طرح واضح ہو جائے بایں طور کہ اس بستی کے پچاس فیصد مسلمانوں میں اس کا چرچا اور شہرت ہو جائے تو یہ شکل بھی استفاضہ ہے۔

ب- وہ خطوط یا اخبارات کہ جن کے ذریعہ خبر رؤیت اچھی طرح واضح ومشتہر ہو جائے ۔ان کی کوئی خاص تعداد متعین نہیں بلکہ وہ متعدد اور کثیر ہوں اتنا کافی ہے۔

ج- رمضان شریف اور عید دونوں کے چاند کا حکم یکساں ہے، کیونکہ فقہاء اور علماء کرام کی مذکورہ بالا تحریروں میں کوئی قید نہیں۔فقہاء کرام کی اصطلاح میں ثبوت چاند کی مذکورہ بالا چاروں صورتیں طُرق موجبہ کہلاتی ہیں، یعنی ان چار طریقوں میں سے کسی بھی ایک طریقہ سے موصول شدہ خبر جس شہر وغیرہ میں پہنچ رہی ہے وہاں کے مسلمانوں پر وہ حجت شرعیہ ہے، اس کو تسلیم کرنا اور اس کے مطابق رؤیت کا فیصلہ کرنا، اس پر عمل کرنا واجب اور لازم ہے۔

عدالت کی تعریف:

گواہوں کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ گواہ کبیرہ گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب ہوں، محدود فی القذف کے سوا کسی شخص سے کوئی گناہ کبیرہ صادر ہو جائے اور وہ شخص اس گناہ کبیرہ سے سچی توبہ کرلے تو توبہ کے بعد اس کی شہادت معتبر وقابل قبول ہوگی۔اور اس پچھلے گناہ کبیرہ کا کوئی اثر اس کی عدالت پر باقی نہ رہے گا۔

محدود فی القذف سے وہ شخص مراد ہے جو کسی پاک دامن عورت وغیرہ کو زنا کی تہمت لگا کر اس کو چار گواہوں سے ثابت نہ کرسکنے کی وجہ سے اسلامی حاکم نے سزا کے طور پر اس کو اسّی کوڑے لگائے ہوں، ایسے محدود فی القذف شخص کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کر دی جاتی ہے اور توبہ کرنے کے بعد بھی اس کی شہادت قابل قبول نہیں قرار پاتی۔

Marfat.com

اختلاف مطالع معتبر نہیں

جب کسی ایک جگہ (گاؤں یا شہر) رؤیت ہلال ہوگئی اور کتب فقہ میں مذکور شرائط کی رعایت و پابندی کے ساتھ رؤیت کی وہ خبر کسی دوسری جگہ (گاؤں یا شہر) میں پہنچے تو اس دوسرے مقام کے مسلمانوں پر اس رؤیت کا حکم (روزہ یا عید) لازم اور ضروری ہوگا یا نہیں؟

مذہب حنفی کی کتابوں میں وضاحت اور صراحت ہے کہ اس دوسری بستی کے مسلمانوں پر رؤیت کا یہ حکم (روزہ یا عید) ثابت اور لازم ہوجائے گا اور ان کے لئے یہ حکم واجب القبول اور واجب التعمیل ہوگا اگرچہ دونوں جگہوں (خبر موصول ہونے والی جگہ اور جہاں سے خبر حاصل ہورہی ہے) کے درمیان مشرق و مغرب کا بعد اور فاصلہ ہو، مالکیہ اور حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے اور بعض فقہاء شوافع کا رجحان و میلان بھی اسی طرف ہے۔ اس مسئلہ کو فقہاء کرام اپنی کتابوں میں "اختلاف مطالع معتبر نہیں" کے عنوان سے بیان کرتے ہیں (معارف السنن ج ۵ ص ۳۳۲، در مختار ج ۲ ص ۹۱ وغیرہ)۔

کسی دوسرے مقام سے بہ شرط معتبر موصول ہونے والی خبر کے قابل قبول و عمل ہونے کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ اس خبر یا گواہی کے تسلیم کرنے کے نتیجہ میں مہینہ ۲۸ دن کا نہ ہوجاتا ہو، کیونکہ حدیث شریف کی تصریح کے مطابق اسلامی مہینہ ۲۹ اور ۳۰ کے درمیان دائر رہتا ہے، ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہیں ہوسکتا، مثلاً سعودی عربیہ وغیرہ کی خبر یا شہادات پر عمل ممکن نہیں ورنہ مہینہ اٹھائیس کا دن ہوجائے گا۔

ہندوستان کے معروف و مشہور مفتیان کرام وعلماء عظام کی تحقیق و تصریح کے مطابق ہندوستان، پاکستان و بنگلہ دیش کے طول و عرض میں رؤیت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف مطالع معتبر نہیں (رؤیت ہلال رمضان و عید کے مسائل ص ۱۰۰)۔

لہذا ثبوت رؤیت سے متعلق درج بالا طرق موجبہ میں سے کسی بھی طریقہ سے پورے

ہندوستان میں سے کسی بھی جگہ سے موصول شدہ خبر وشہادت حجت شرعیہ ہے اور اس کو تسلیم کر کے اس کے مطابق عمل کرنا واجب ولازم ہے۔

کسی جگہ بہ طریق شرعی رؤیت ثابت ہو جانے کے بعد مطلع صاف ہونے کے باوجود جس جگہ چاند نظر نہ آیا ہو اس جگہ پر بھی یہ رؤیت واجب العمل ہوگی:

سوال: اجین شہر میں ۲۹ شعبان کو مطلع بالکل صاف تھا اور پوری کوشش کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تھا، مگر دوسرے مقامات سے وہاں پر رؤیت کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ۹ر دسمبر ۱۹۳۶، ۲۳ر رمضان ۱۳۵۵ کے الجمعیۃ میں ''کھرالہ'' کی عینی شہادت پر حضرت مفتی صاحب نے دہلی میں پیر کا پہلا روزہ تسلیم کر کے ایک روزہ کی قضا کا اعلان کیا ہے، اسی طرح اس اعلان کے نیچے امارت شرعیہ پھلواری شریف بہار کا اعلان چھپا ہے۔ مذکور دونوں جگہ آسمان پر بادل ہونے کی تصدیق ہوتی ہے، جس جگہ آسمان بالکل صاف ہو اور ہزاروں لوگوں میں سے کسی ایک شخص کو چاند نظر نہ آیا ہو ایسے حالات میں مذکور اعلانات کی بنا پر ایک روزہ کی قضا کرنا ہوگی؟

الجواب: رؤیت کی شہادت معتبر ہو تو اس کا اعتبار ہوگا، اور جن لوگوں کو چاند نظر نہ آیا ہو چاہے وہ کتنی بڑی تعداد میں ہوں تب بھی ان کو روزہ رکھنا پڑے گا۔ محمد کفایت اللہ دہلی (کفایت المفتی ۴ر ۲۰۸)۔

رمضان شریف میں اپنے ملک سے دوسرے کسی مختلف المطلع ملک میں جانے والے کے لئے شرعی حکم:

جب ملکوں کے درمیان مسافت وفاصلہ اتنا ہے کہ یہاں اور وہاں کے اختلاف مطلع کی بنا پر رؤیت ہلال میں ایک دن کا فرق ہو جاتا ہے، جیسے کہ ہندوستان اور سعودی عربیہ وغیرہ، تو ایسی صورت میں رمضان شریف میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے والے شخص کے لئے

شرعی حکم درج ذیل ہے:

سعودی عربیہ سے وہاں کی رؤیت کے بموجب رمضان کا روزہ شروع کرنے عید سے پہلے ہندوستان آنے والے شخص پر یہاں کی رؤیت کے مطابق عمل کرنا واجب اور لازم ہے۔

رمضان شریف میں رخصت سفر کی بنا پر روزہ نہ رکھنے والا شخص جب دن میں مقیم ہو جائے تو روزہ داروں کی مشابہت اور احترام رمضان کے پیش نظر غروب آفتاب تک اس پر امساک یعنی کھانے پینے سے اجتناب واجب و لازم ہے۔ اسی طرح سعودی عربیہ وغیرہ بلاد بعیدہ سے ہندستان آنے والے شخص کو یہی مذکورہ مشابہت اور احترام رمضان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۳۱واں روزہ رکھ کر مسلمانان ہند کے ساتھ عید منانا واجب اور ضروری ہے، سعودی عربیہ وغیرہ کی رؤیت کی بنیاد پر اپنے تیس روزے پورے ہونے کے بعد روزہ ترک کرنا جائز نہیں (معارف السنن ۵/ ۳۳۳، فتاوی دار العلوم ۶/ ۴۱۵، فتاوی رحیمیہ ۲/ ۹۰، مراقی الفلاح ص ۳۵۸)۔

ہندوستان کی رؤیت کے مطابق رمضان شریف کا روزہ شروع کرنے والا شخص عید سے پہلے سعودی عربیہ وغیرہ واثنائے رمضان میں چلا جائے تو وہاں پہنچنے کے بعد ۲۷ یا ۲۸ روزے رکھنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ عید منائے، کیونکہ وہ دن وہاں عید کا دن ہے اور عید کا روزہ حرام اور ممنوع ہے، البتہ عید کے بعد باقی ماندہ روزے رکھ کر اپنے روزوں کا نصاب مکمل کرے، کیونکہ حدیث شریف کی تصریح کے مطابق اسلامی مہینہ ۲۹ اور ۳۰ کے درمیان دائر رہتا ہے، ۲۷ یا ۲۸ دن کا نہیں ہو سکتا۔

قاضی، مفتی، چاند کمیٹی کے صدر وغیرہ پر دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر رؤیت کی تحقیق واجب ہے:

۲۹ویں تاریخ کو اپنے شہر یا بستی میں رمضان یا عید کا چاند نظر نہ آیا ہو تو دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر کی تحقیق قاضی، مفتی، چاند کمیٹی کے صدر وغیرہ پر اگر چہ فی نفسہ لازم اور ضروری

Marfat.com

نہیں مگر دور حاضر میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلیفون، خطوط، اخبارات وغیرہ ذرائع ابلاغ سے رؤیت کی خبر پھیل جاتی ہے اور ہر جگہ پہنچ جاتی ہے، اور عام طور پر لوگوں میں اضطراب، انتشار، بے چینی وغیرہ پیدا ہو کر بسا اوقات فتنہ کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ایسے حالات میں خارجی قرائن وشواہد سے دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہو تو انتشار وافتراق اور عوام کی بے چینی اور فتنہ وغیرہ کے امکانات کے پیش نظر مفتی، قاضی، چاند کمیٹی کے صدر وغیرہ پر دوسری جگہ سے موصول شدہ خبر کی تحقیق کر کے صحیح فیصلہ اور حکم سے عوام کو آگاہ کرنا لازم اور ضروری ہے، ان کا تماشائی کی حیثیت سے خاموش بیٹھے رہنا اور اس پر کوئی توجہ نہ دینا غلط اور نامناسب ہے۔

کسی صوبہ کے نامور اہل علم واصحاب فتویٰ کا رؤیت ہلال سے متعلق فیصلہ پورے صوبہ کے لئے معتبر ہے:

کسی صوبہ میں کسی جگہ مفتیان کرام وعلماء عظام نے شہادت کے شرعی قوانین کی رعایت کے ساتھ رؤیت کا فیصلہ کر دیا اور اخبارات کے ذریعہ یا اپنے خطوط کے ذریعہ (جو ان کے دستخط ومہر زدہ ہوں) یا اشتہارات (ہینڈ بل) وغیرہ سے اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا، اور اعلان کی مذکورہ بالا صورتیں دھوکہ، فریب، تزویر وبناوٹ سے محفوظ ہوں تو اس صورت میں ان کے اس فیصلہ پر پورے صوبہ کے مسلمانوں کو عمل کر کے روزہ رکھنا یا عید منانا جائز ہے۔

ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں شرعی ضابطہ شہادت کی رعایت کے ساتھ کسی صوبہ کے قاضی یا چاند کمیٹی وغیرہ کا فیصلۂ رؤیت پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل قرار پانے کی ایک شکل

اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی درج ذیل تحریر سے روشنی اور رہنمائی

Marfat.com

حاصل ہوسکتی ہے۔ اس پر غور کرکے کوئی شکل نکالی جائے۔ وہ تحریر یہ ہے:

مذاہب اربعہ اور جمہور علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ علماء اس نتیجہ پر پہنچے کہ اصولی طور پر تو ذیلی ہلال کمیٹی کا فیصلہ مرکزی ہلال کمیٹی کے لئے اسی وقت قابل تنفیذ ہوسکتا ہے جب کہ وہ فیصلہ دوسرے قاضی کے پاس شرعی شہادت کے ساتھ دو گواہ لے کر پہنچیں، صرف ٹیلیفون وغیرہ پر اس کی خبر دیدینا کافی نہیں۔ جمہور فقہاء امت حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ کا اصلی مذہب یہی ہے۔ ہدایہ، کتاب الام امام شافعی، مغنی ابن قدامہ حنبلی وغیرہ میں اس کی تصریحات درج ہیں۔ اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ حکومت اس اصول کے مطابق کوئی انتظام کرے لیکن علماء نے اس اجتماع میں اس پر غور کیا کہ اگر حکومت اس میں دشواریاں محسوس کرے تو کوئی دوسری صورت بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ غور وفکر کے بعد متفقہ طور پر اس کا ایک حل یہ نکالا گیا کہ حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے، ان میں سے ہر ایک میں ایسے مستند علماء کو ضرور شامل کیا جائے جو شرعی ضابطہ شہادت کا تجربہ رکھتے ہوں، اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔ یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو چکا، اب صرف اعلان کا کام باقی ہے اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار مرکزی کمیٹی کو ٹیلیفون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دیدے، اور مرکزی کمیٹی اس کو اپنا فیصلہ نہ کہیں بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ بتلا کر اس طرح نشر کرے کہ مرکزی کمیٹی کے سامنے اگرچہ کوئی شہادت نہیں آئی، بلکہ فلاں ذیلی کمیٹی نے جس میں فلاں فلاں علماء شریک ہیں شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے، ہم اس فیصلہ پر اعتماد کرکے اعلان کرتے ہیں۔ اس صورت میں مرکزی کمیٹی کا یہ اعلان ٹیلیفون سے آئی ہوئی اطلاع پر درست ہو سکتا ہے۔

۱۔ بندہ محمد شفیع، ۲۔ ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ ۱۳ شوال ۱۳۸۲ھ، ۳۔ محمد یوسف بنوری ۱۳ شوال ۱۳۸۲ھ، ۴۔ رشید احمد عفی عنہ ۱۳ شوال ۱۳۸۲ھ (جواہر الفقہ [illegible])

Marfat.com

مطلع صاف ہوتو رمضان کے ثبوت کی صورتیں

الف- اتنے مسلمان خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ فیصلہ کرنے والوں (مفتی، چاند کمیٹی وغیرہ) کو چاند ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔

ب- ایک قابل اعتماد بالغ مسلمان (مرد یا عورت) شہر کے باہر یا کسی بلند مقام سے آ کر شہادت دے جس پر طلوع ہلال کا اطمینان ہو جائے۔

"صحح فی الأقضیة الاکتفاء بواحد إن جاء من خارج البلد أو مکان مرتفع" (در مختار)۔

ج- کسی دوسری جگہ پر چاند ہونے کی اطلاع وہاں سے اتنے مسلمان آ کر دیں کہ استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے اور اطمینان ہو جائے کہ یہ خبر صحیح ہے۔

مطلع صاف نہ ہوتو رمضان کے چاند کے ثبوت کی صورتیں

الف- ایک قابل اعتماد مسلمان (مرد یا عورت) کا بیان کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔

ب- کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو دیندار عورتیں جو کسی دوسرے مقام سے آئے ہوں، شہادت دیں کہ وہاں کی ہلال کمیٹی، مفتی، قاضی وغیرہ نے باقاعدہ شہادت لے کر رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا ہے۔

ج- ایک قابل اعتماد مسلمان شہادت دے کہ فلاں قابل اعتماد شخص نے چاند دیکھا ہے، وہ خود آنے سے معذور ہے، اس نے میرے سامنے شہادت دی ہے کہ میں نے چاند دیکھا ہے اور مجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ میں اس کی شہادت کی گواہی دوں۔

د- کل ہند ہلال کمیٹی کا ریڈیو پر اعلان کہ رؤیت عام یا باقاعدہ شہادت وغیرہ کی بنا پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ھ- خاص ٹیلیفون یا الائمنگ کال کے ذریعہ کوئی معتبر مسلمان، چاند کمیٹی یا قاضی مفتی وغیرہ فیصلہ کی اطلاع دے، جبکہ اس کی آواز پہچان لی جائے، اور کم از کم ایک ٹیلیفون پر کسی معتبر مسلمان سے اس کی تصدیق بھی کر لی جائے، دیگر قرائن سے اس کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے (کشف الظنون عن حکم الخط والٹیلیفون ر ۸۹۷)۔

و- ریڈیو کے ذریعہ کسی مقام پر چاند ہونے کی اطلاع بشرطیکہ ٹیلیفون کے ذریعہ چاند کمیٹی کے صدر یا اس مقام کے کسی معتبر شخص سے اس کی تصدیق کر لی جائے۔

ز- متعدد ریڈیو اسٹیشن متعدد مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع نشر کریں، اور چاند کمیٹی یا قاضی، مفتی وغیرہ کو اطمینان ہو جائے (معارف السنن ج ۱۶)۔

ح- کسی ایک مقام یا متعدد مقامات سے اتنے خطوط یا ٹیلیفون آجائیں کہ استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے جس سے چاند دیکھنے کا ظن غالب ہو جائے (فتاویٰ مولانا عبد الحی ...، ... الفتاویٰ: کتاب الصوم ۲-۱)۔

ط- وہ معتمد شخص جس کو کسی جگہ فیصلہ کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا تھا وہ واپس آکر چاند ہونے کے فیصلہ کی خبر دے۔

"إذا كان رسول القاضي الذي يسأل عن الشهود واحدا جاز والاثنان أفضل: لأنه ليس في معنى الشهادة" (ہدایہ آخرین: کتاب الشہادۃ) "وكفى عدل واحد للتزكية وترجمة الشاهد والرسالة" (تنویر الابصار: کتاب الشہادۃ) "كل اشترط العدد إذا لم يرسل الناقل ليكشف خبر رؤية الهلال أما إذا أرسل ليكشف الخبر فلا يشترط العدد في الناقل ويكون سماع الناقل من العدلين بمنزلة سماع المرسلين فيجب الصوم" (ارشاد اہل الملۃ الی اثبات الاہلۃ)۔

ی- کسی مقام کی ہلال کمیٹی کے صدر یا مفتی یا قاضی (جس نے فیصلہ کیا ہے) کا خط کسی

جلد کی کمیٹی کے صدر یا فیصلہ کرنے والے قاضی، مفتی وغیرہ کے نام ہو اور مکتوب الیہ کو یقین ہو جائے۔ "الفتوی علی قولهما إذا تیقن أنه خطه سواء کان فی القضاء أو الروایة أو الشهادة علی الصک" (درالمختار ۴/۴۹۱)۔

ماہ شوال وذی الحجہ کے چاند کا فیصلہ مطلع صاف ہونے کی حالت میں:

یہاں پر ثبوت ہلال کی دو صورتیں ہیں:

۱- مقامی طور پر اتنے مسلمانوں کی خبر جن کی تردید نہ کی جائے۔

۲- دوسرے مقام پر چاند نظر آنے کی خبر اتنے مسلمان دیں جن کی تردید نہ کی جا سکے اور استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے۔

مطلع صاف نہ ہونے کی حالت میں شوال وذی الحجہ کے ثبوت چاند کے فیصلہ کی صورتیں:

الف- کم از کم دو بالغ قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو قابل اعتماد ہوں، بلفظ گواہی سے چاند دیکھنے کی شہادت دیں۔

ب- کسی دوسرے مقام سے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمان مرد یا ایک قابل اعتماد مسلمان مرد اور دو قابل اعتماد مسلمان عورتیں دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کے چاند دیکھنے کی شہادت دیں بشرطیکہ چاند دیکھنے والوں نے الگ الگ ان کے سامنے چاند دیکھنے کی شہادت دی ہو اور ان کو اپنی شہادت کا گواہ بنا کر بھیجا ہو۔

یہ ضروری ہے کہ ہر چاند دیکھنے والا دو شخصوں کے سامنے اپنے چاند دیکھنے کی شہادت دے کر ان کو اپنی شہادت بنائے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ دو دوسرے ہوں، مثلاً زید اور بکر جو ایک چاند دیکھنے والے کی شہادت کے گواہ بنے ہیں وہ دوسرے چاند دیکھنے کی شہادت کے گواہ بھی

Marfat.com

بن سکتے ہیں، البتہ ان سب کا قابل اعتماد مسلمان ہونا ضروری ہے۔

"فعلی کل شاهد شاهدان سواء كانا هما أو غيرهما" (البحر الرائق)۔

ج- ایک قابل اعتماد مسلمان خود اپنے چاند دیکھنے کی شہادت دے اور دوسرے دو قابل اعتماد مسلمان کسی اور دوسرے قابل اعتماد مسلمان کے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تب بھی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ "لو شهد واحد على شهادة نفسه وآخران على شهادة غيره يصح" (در مختار)۔

د- رؤیت ہلال کا فیصلہ کرنے والی کمیٹی کا صدر یا قاضی، مفتی از خود اپنے فیصلہ کی تحریری طور پر اطلاع کسی قاضی وغیرہ کو دے تو مکتوب الیہ اس پر بھی چاند کا فیصلہ کر سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دو شاہد شہادت دیں کہ یہ تحریر اسی کی ہے، اس تحریر کے لانے والے بھی شاہد بن سکتے ہیں۔

"لا يقبل الكتاب إلا بشهادة رجلين و امرأتين" (ہدایہ آخرین)۔

ھ- ایک قابل اعتماد مسلمان کو چاند کے فیصلہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا، اس نے واپس آکر فیصلہ کی خبر دی، اس خبر پر بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

و- کل ہند رؤیت ہلال کمیٹی کا باقاعدہ اعلان کہ رؤیت عام یا باقاعدہ شرعی شہادتوں کی بنا پر چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور کل سے یکم شوال ہے (آلات جدیدہ کے شرعی احکام)۔

ز- کوئی ذمہ دار معروف ومعتمد خاص ٹیلیفون یا ٹرنک کال کے ذریعہ اپنے یہاں رؤیت ہلال کے فیصلہ یا رؤیت عام کی اطلاع دے اور اس کی آواز پہچان لی جائے اس پر بھی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ کم از کم تین ٹیلیفونوں سے الگ الگ وہاں کے کم از کم پانچ معتمد مسلمانوں سے اس کی تصدیق کرلی جائے جس سے استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے اور ادھر کمیٹی یا مفتی، قاضی پوری طرح مطمئن ہو جائیں۔

ح- متعدد ریڈیو اسٹیشن الگ الگ متعدد مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع نشر کریں،

مثلاً دہلی کا ریڈیو اسٹیشن دہلی میں، لکھنؤ کا لکھنؤ میں، پٹنہ کا پٹنہ میں اور کلکتہ کا کلکتہ میں چاند ہونے کی اطلاع نشر کرے، اور ہلال کمیٹی یا قاضی یا مفتی ان کی صحت پر مطمئن ہو جائے۔

"الخبر المسموع مرة واحدة إذا تضاف إليه قرائن أفاد اليقين (شرح موقف ۱۲/۷، توضیح ۳۱۳) وقال الكمال الحق ماروى عن محمد و أبى يوسف أن العبرة لتواتر الخبر و مجيئه من كل جانب انتهى، و فى التجنيس عن محمد إن أمر القلة والكثرة مفوض إلى رأى الإمام وهوالصحيح، وفى البرهان (فى الأصح) لأن ذلک يختلف باختلاف الأوقات والأماكن وتفاوت الناس صدقا" (طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ مصر، ۳۵۹)۔

ط- رؤیت کے سلسلہ میں جانے پہچانے حضرات کے خطوط یا ٹیلیفون اس کثرت سے آجائیں کہ انکار کی گنجائش نہ رہے اور چاند ہو جانے کا یقین ہو جائے (فتاوی مولانا عبدالحی ۱/۷۷، امداد الفتاوی: کتاب الصوم، ۱۷۲)۔

شاہدوں کی عدالت کا معیار

شہادت دینے والے ایسے مسلمان ہونے چاہئیں جو دیندار معلوم ہوں ان کی بددینی معلوم وظاہر نہ ہو، اور ایسا شخص جس کی شکل وصورت، وضع قطع شریعت کے مطابق نہ ہو، لیکن وہ سنجیدہ اور باوقار ہو، جھوٹ بولنے کو خود اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہو تو اس کی شہادت بھی تسلیم کی جا سکتی ہے۔

"فإن عدالة الشاهد شرط لوجوبه لا لصحته فلو قضى بشهادة فاسق نفذ" (درمختار: کتاب الشہادۃ) "وفى البدائع لكن الصدق لا يقف على العدالة لا محالة فإن من الفسقة من لا يبالى بارتكابه أنواع من الفسق و يستنكف عن الكذب (بدائع الصنائع ۱/۲۷۱)۔

Marfat.com

مطلع صاف ہونے کی صورت میں دو شخصوں کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: اس زمانہ میں مطلع بالکل صاف ہونے کے باوجود دو عادل شخصوں کی شہادت معتبر ہے یا نہیں؟ اگر معتبر نہ ہو تو درمختار وردالمحتار کی درج ذیل عبارتوں کا کیا جواب ہے؟

"وعن الامام إنه يكتفي بشاهدين واختاره في البحر" (درمختار ۲ / ۹۲)

حيث قال وينبغي العمل على ظاهر الرواية في زماننا … فانتفت علة ظاهر الرواية فتعين الإفتاء بالرواية الأخرى" (ردالمحتار ۹۳)۔

جواب: دو شخصوں کی شہادت جب کہ دونوں عادل ہوں اور ان کی شہادت کے ساتھ صدق کے قرائن ہوں تو اس شہادت کو قبول کرنا نیز اس کے مطابق حکم کرنا بھی جائز ہے، پھر وہ شہادت رمضان سے متعلق ہو یا عید سے متعلق (کفایت المفتی ۴ / ۲۰۵)۔

سوال: مطلع ابر آلود ہو تو فاسق کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب: "و قبل بلا دعوى … للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل أو مستور على ما صححه البخاري على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا وهل له أن يشهد مع علمه بفسقه قال البزازي نعم، لأن القاضي ربما قبله - وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد - وهلال الاضحى وبقية الأشهر التسعة كالفطر على المذهب" (درمختار مع ردالمحتار ۲ / ۹۱، ۹۵)۔

یہ عبارت بتاتی ہے کہ بادل وغیرہ کی حالت میں رمضان کے چاند کے سلسلہ میں ایک دیندار یا مستور الحال کی گواہی کافی ہے، اور عید الفطر وذی الحجہ وغیرہ میں دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں گواہی دیں۔

پھر اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاسق بھی گواہی دیدے، ممکن ہے کہ قاضی امام طحاوی کے قول کے مطابق اس کی شہادت سن لیوے، اس لئے ثابت ہوا کہ اگر اس کے

سامنے فاسق کی گواہی کے صدق کے قرائن وآثار محقق ہوں تو قاضی فاسق کی گواہی بھی قبول کرسکتا ہے اور اس کی بنیاد پر حکم بھی کرسکتا ہے (عزیز الفتاوی، فتاوی دارالعلوم دیوبند ۳،۴،۵۰، ۵۱)۔

رؤیت ہلال میں فلکیاتی حساب وموسمیات سے استعانت:

"ولا عبرة بقول الموقتين ولو عدولا على المذهب قال في الوهبانية وقول أولي التوقيت ليس بموجب" (درمختار) "و تحته في رد المحتار أي في وجوب الصوم على الناس بالإجماع وفي النهر فلا يلزم بقول الموقتين أنه أي الهلال يكون في السماء ليلة كذا، وإن كانوا عدولا في الصحيح إلى قوله قلت ما قاله السبكي، رده متأخروا أهل مذهبه (أي الشافعي) ومنهم ابن حجر والرملي، ثم إلى قوله وما قاله السبكي الشافعي مردود، رده عليه جماعة من المتأخرين منه (أي الشافعي)۔ وليس في العمل بالبينة مخالفة لصلاته ﷺ ووجهه ما قلناه إن الشارع لم يعتمد الحساب، بل ألغاه بالكلية بقوله نحن أمة أمية، ثم إلى قوله: وقال ابن دقيق العيد الحساب: لا يجوز عليه الاعتماد في الصلاة انتهى" (ردالمحتار ۲، ۱۲۵)۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ حساب منجمین اور موقتین کا اعتبار محققین ائمہ احناف اور محققین ائمہ اربعہ کے نزدیک صحیح نہیں، بلکہ طرق موجبہ سے جو ثبوت ہوگا فقط وہی معتبر ہوگا۔

علاوہ ازیں دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، یہ عالم، جاہل، متمدن، بدوی، بادشاہ، رعایا، حکماء، فلاسفہ، غرض سب کو یکساں مخاطب کرتا ہے اور اصول فطری وسادہ وضع کرتا ہے اور انہی سادگیوں پر بنیاد رکھتا ہے تاکہ تمام طبقے یکساں عمل کرسکیں، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین کی بنیاد ہی سادگی اور فطرت پر ہے، جو علوم ہندسیہ ریاضیہ کی کشاکش سے معری ہے، اسی طرح

Marfat.com

تکلفات، تدقیقات سائنسیہ سے مبری ومنزہ ہے، لہذا خوردبین سے تلاش ہلال کی ضرورت نہیں اور فضا میں پرواز کی بھی حاجت نہیں، بلکہ اگر نصوص صحیحہ ومتون شرعیہ صریحہ میں غور کیا جائے تو یہ امر بخوبی واضح طور پر نمایاں ہو جاتا ہے کہ تکلفات وتدقیقات غیر مطلوب ہی نہیں، بلکہ غیر مستحسن بھی ہیں، بلکہ بعض اوقات مضر اور غیر معتبر بھی ہوں گی (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ۱۶۳)۔

ایک شخص کی خبر پر رمضان کا آغاز اور ۳۰/رمضان کو عید کا چاند نظر نہ آنے کا حکم:

۲۹/شعبان کو مطلع صاف نہیں تھا اور ایک دیندار مسلمان کی خبر رؤیت کی بنا پر آغاز رمضان کا فیصلہ واعلان ہوا اور ۳۰ روزے پورے ہونے کے بعد ۳۰/رمضان کی شام کو بھی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو اب اکتیسویں دن عید منائی جائے یا پھر اکتیسواں روزہ رکھ کر بتیسویں دن عید منائی جائے؟ اس مسئلہ کی کل چار صورتیں ہیں:

۱- ۲۹/شعبان کو مطلع صاف نہ ہو اور دیندار مردوں کی خبر کی بنیاد پر رمضان شریف کا ثبوت ہوا ہو پھر تیس روزے پورے ہونے کے بعد رمضان کی شام کو مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے عید کا چاند نظر نہیں آیا۔

۲- مذکورہ بالا صورت میں تیس روزہ پورے ہونے کے بعد ۳۰ رمضان کی شام کو مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا۔

۳- ۲۹/شعبان کو مطلع صاف نہ ہونے اور صرف ایک دیندار شخص کی خبر کی بنیاد پر رمضان شریف کا ثبوت ہوا ہو اور پھر تیس روزے ہونے کے بعد ۳۰ رمضان کی شام کو مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے عید کا چاند نظر نہیں آیا۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں تیس روزے پورے ہونے کے بعد اکتیسویں دن عید منائی جائے اور اکتیسویں روزہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مذکورہ بالا تینوں صورتوں کا یہ حکم شیخین

Marfat.com

اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں۔

۴-۲۹ رشعبان کو مطلع صاف نہ تھا اور صرف ایک دیندار کی خبر رؤیت پر رمضان کا ثبوت ہوا ہو اور تیس روزے پورے ہوجانے کے بعد ۳۰ ررمضان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا چاند نظر نہ آیا ہو۔

اس چوتھی صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ اکتیسواں روزہ رکھ کر بتیسویں دن عید منائی جائے گی، اکتیسویں دن عید منانا جائز نہیں، کیونکہ اکتیسویں دن عید منانے کی صورت میں عید الفطر کا ثبوت ایک شخص کی خبر وشہادت سے لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں، اس لئے کہ ہلال عید کے ثبوت کے لئے دو دیندار شخصوں کی شہادت لازم اور ضروری ہے۔

اس چوتھی صورت میں بھی امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تیس روزے پورے ہونے کے بعد اکتیسویں دن عید منائی جائے، اکتیسواں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ جانبین کے دلائل اور شیخین کی دلیل کے جو جوابات امام محمدؒ نے دئے ہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام محمدؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اکابر علماء دین (امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ) کے فتاوی کے بموجب مذکورہ بالا چوتھی صورت میں بھی اکتیسویں دن عیدالفطر منانا جائز ہے (معارف السنن ۵ / ۳۵۳، ۳۵۴، ۳، رد المختار ۲ / ۱۰۳، فتاوی رشیدیہ ۳۶۷، امداد الفتاوی ۲ / ۸۴)۔

چاند کی شہادت دینے کے لئے جانا ضروری ہے:

ثبوت ہلال کا مدار یا تو خود رؤیت پر ہے یا شہادت پر ہے، شہادت میں قاضی شرعی ومجلس قضاء وغیرہ شرط ہے، اور بسا اوقات اس کا فقدان ہوتا ہے۔

ایسے مواقع میں عادل مسلمان کی خبر مع تفصیلات وشرائط شرعیہ معتبرہ اس طرح پر ہو کہ اس سے ثبوت رؤیت کا ظن غالب ہوجائے تو بھی عمل کے لئے کافی ہے۔

Marfat.com

"تنویر الابصار" میں ہے۔

"لو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وأفطروا لاخبار عدلين للضرورة" (اگر لوگ ایسے شہر میں ہوں جس میں کوئی حاکم شرعی نہ ہو تو لوگ اس میں ایک ثقہ و معتبر آدمی کے قول پر روزہ رکھیں اور ثقہ و عادل دو شخصوں کی خبر پر افطار کریں، یہ حکم ضرورت کے بنا پر ہے)، چنانچہ "درمختار" میں ہے:

"اس کے تحت شامی میں ہے، یہی حکم ہے دیہات کا بھی، سراج میں ہے: اگر کوئی آدمی تنہا کسی ایسے دیہات میں چاند دیکھے جس میں کوئی حاکم نہیں ہے اور وہ شہر تک (قاضی کے پاس) گواہی دینے کے لئے نہ آوے اور وہ ثقہ و معتبر شخص ہو تو لوگ اس کے قول کے مطابق روزہ رکھیں۔ اور یہ حکم ظاہر اور مسلم ہے کہ دیہات والوں پر شہر کی توپ کی آواز سن کر یا شہر کے میناروں پر روشنی دیکھ کر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی ظاہری علامت ہے جس سے رؤیت کا ظن غالب ہو جاتا ہے اور یہی (ظن غالب) عمل کرنے کے لئے حجت موجبہ ہے" (ردمحتار ۲؍۱۳۰)۔

"العالم الفقيه كاف ببلدة لا حاكم فيها" (ردمحتار باب القضاء) "العالم الفقيه في بلد لا حاكم فيه قائم مقامه" (عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایۃ ۱؍۳۰۹)۔

ان عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس جگہ پر کوئی حاکم شرعی یا قاضی نہ ہو وہاں پر ایک فقیہ عالم اس کے قائم مقام ہے، لہذا رؤیت کی شہادتیں اسی کے سامنے پیش کی جائیں۔

فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے: مسلمانوں کو ہر ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنا چاہئے اور رمضان، شوال، ذی الحجہ کے مہینوں کے لئے خصوصی اہتمام کرنا چاہئے، اور چاند نظر آجائے تو فوراً بلاتاخیر چاند کمیٹی یا قاضی یا مفتی وغیرہ کے پاس حاضر ہو کر شہادت دینی چاہئے۔ اگر بغیر کسی عذر کے صرف غفلت و سستی کی بنا پر غیر معمولی تاخیر سے حاضر ہوا تو اس کی شہادت قاضی وغیرہ رد کر سکتا ہے اور ناقابل قبول قرار دے سکتا ہے۔

Marfat.com

بیرون ملک کا فیصلہ رؤیت معتبر نہیں

پاکستان، بنگلہ دیش، ہندوستان ان تینوں ملکوں میں رؤیت کے سلسلہ میں اختلاف مطالع معتبر نہ ہونے کے باوجود پاکستان یا بنگلہ دیش کا فیصلہ رؤیت ہندوستان میں نافذ و جائز العمل نہ ہوگا، کیونکہ حدود مملکت و سلطنت مختلف ہیں۔ "لأن اجتهاد القاضي لا يثبت في ولاية غيره" (فتح القدیر) "قضاء القاضي محدود في ولايته" (ہدایہ)۔

ہلال فطر میں شہادت شرط ہے:

ثبوت ہلال فطر میں خبر واحد کافی نہیں، بلکہ شہادت عدلین ضروری ہے۔ "عن عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب أنه خطب الناس في اليوم الذي يشك فيه فقال: إلا أني جالست أصحاب رسول الله ﷺ وسألتهم وإنهم حدثوني أن رسول الله ﷺ قال: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته وانسكوا لها فإن غم عليكم فأتموا ثلاثين، وإن شهد شاهدان فصوموا وأفطروا" (نسائی شریف)۔

مسلمان حاکم قاضی شرعی کے قائم مقام ہے

اگر مسلمان حاکم شرعی قانون کے مطابق فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہوگا، "وتصح سلطنة متغلب أو من تولى بالقهر والغلبة بلا مبايعة أهل الحل والعقد" (درالمختار) "ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل و الجائر ولو كان كافرا ذكره مسكين وغيره" (درالمختار ۳۴۲) "أقول ولو اعتبر هذا أي عدم أهلية الفاسق للقضاء لانسد باب القضاء خصوصاً في زماننا، فلذا كان ما جرى عليه المصنف هو الأصح، كما في الخلاصة وهو أصح الأقاويل، كما في العمادية نهر، وفي الفتح: والوجه تنفيذ قضاء كل من ولاه سلطان ذو شوكة

Marfat.com

وان كان جاهلا فاسقا وهو ظاهر المذاهب عندنا وحينئذ فيحكم بفتوى غيره" (رد المحتار ۴/ ۳۳۳)۔

شہادت میں شرائط ممکنہ کی رعایت

مسلمان حاکم موجود ومیسر نہ ہونے کی صورت میں شہادت کی تمام شرائط ساقط الاعتبار نہ ہوں گی، بلکہ شروط ممکنہ کا اعتبار ضروری ہے، چنانچہ جزئیات ذیل میں عدد کا لزوم مصرح ہے، حالانکہ عدد بھی شروط شہادت میں سے ہے۔ "ولو كانوا في بلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا بقول عدلين مع العلة للضرورة" (رد المحتار، ...) "فيشترط فيه ما يشترط في سائر حقوقهم من العدالة والحرية والعدد وعدم الحد في القذف ولفظ الشهادة والدعوى على خلاف فيه إن أمكن ذلك وإلا فقد تقدم انهم لو كانوا في بلدة لا قاضي فيها ولا والي فان الناس يصومون بقول ثقة ويفطرون باخبار عدلين" (۲/ ۳۸۶)، اس جزئیہ میں "إن أمكن" اس پر دلیل ہے کہ شروط ممکنہ کا لحاظ ضروری ہے۔

فاسق کی شہادت پر فیصلہ:

فاسق کے صدق کا اگر ظن غالب ہو تو اس کی شہادت قبول کرنا جائز ہے، چنانچہ اگر کسی جگہ حاکم شرعی یا اس کے نائب (جماعت علماء، یا عام ثقہ افراد وغیرہ) نے رؤیت ہلال کے سلسلہ میں ظن غالب کے حصول کے بعد شہادت فاسق کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کیا تو نتیجہ وہ سب کے لئے قابل تسلیم سمجھا جائے گا۔

رؤیت ہلال میں جدید آلات و وسائل سے مدد

مولانا عبد الرحمٰن قاسمی ☆

۱- (الف): رؤیت ہلال کے سلسلہ میں احناف کا مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، جیسا کہ شرح التنویر میں ہے: "واختلاف المطالع ورؤيته نهاراً قبل الزوال وبعده غير معتبر على ظاهر المذهب، وعليه أكثر المشايخ، وعليه الفتوى بحر عن الخلاصة" (شرح تنویر ۹۲/۲)۔

اور صرف احناف ہی کا مفتی بہ مذہب نہیں، بلکہ شوافع کے علاوہ حنابلہ اور مالکیہ کا معتمد علیہ مذہب بھی، یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، جیسا کہ شامی میں ہے:

"وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحد العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتى لو رأى في المشرق ليلة الجمعة و في المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق، فقيل بالأول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية؛ لأن كل قوم مخاطبون عندهم، كما في أوقات الصلوة وأيده في الدرر بما مرّ من عدم وجوب العشاء والوتر على فاقد وقتها وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا

☆ جامعہ قاسمیہ، رتن پور (دانتا)۔

Marfat.com

وعند المالكية والحنابلة لتعلق الخطاب عاما بمطلق الرؤية في حديث صوموا لرؤيته بخلاف أوقات الصلوة" (شامی ۲، ۹۶)۔

جبکہ احناف کے یہاں مطلع کے اختلاف کا اعتبار ہی نہیں ہے تو (ب) اور (ج) کے جواب کی ضرورت ہی نہیں۔

د- اگر ایک حصہ کی ثبوت ہلال کی خبر دوسرے خطہ میں طرق موجبہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے تو وہاں کے قاضی اور رؤیت ہلال کمیٹی کو اور اگر وہاں قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نہ ہو تو مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ اس پر عمل کریں جیسا کہ "شرح التنویر" میں ہے: "فیلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب" (شرح تنویر ۲، ۹۶)۔

ھ- ریڈیو اور ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ سے ثبوت رؤیت ہلال کے سلسلہ میں مختلف کتابوں کی مراجعت کے بعد بندہ کو جس تحقیق پر شرح صدر ہے وہ وہی تحقیق ہے جو حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے اور عوام کو انتشار سے بچانے کے لئے "نظام الفتاوی" میں تحریر فرمائی ہے۔

ریڈیو کے متعلق

مسئلہ ۱: جہاں حکومت کی جانب سے قاعدۂ شرعی کے مطابق رؤیت ہلال کا ثبوت حاصل کرکے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اس پر عمل رائج ومشہور ہو وہاں پر ملک کی حدود سے پورے حدود مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطلق اعلان بھی مثل اعلان قاضی ومثل سجل قاضی وصوت مدافع وغیرہ معتبر ہوگا، خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ، اس اعلان ونشریہ پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

Marfat.com

"لحصول غلبة الظن بهذ الطريق فى هذه الصورة" (یہ حکم اس لئے ہے کہ اس صورت میں اس طریقہ سے غالب ظن حاصل ہو جاتا ہے)۔

اور اس صورت میں حدود مملکت سے باہر بھی اس اعلان ونشریہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا بشرطیکہ مہینہ بجائے ۲۹ و ۳۰ دن کا ہونے کے ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔

مسئلہ ۲: جہاں پر حکومت کی جانب سے ایسا انتظام نہ ہو وہاں ایسا مسلمان حاکم جس کو حکومت کی جانب سے شرعی ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا اختیار ہو اور وہ اعلان کرے یا ہلال کمیٹی جس کے تمام افراد مسلمان باشرع ہوں اور اس کی پوری کارروائی میں کوئی مستند و تجربہ کار مفتی شریک ہو یا مستند مفتی شہر یا عالم مقتداء و متدین، یہ لوگ اعلان کریں کہ شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے، اور قرائن شرعیہ سے صحت کا ظن غالب ہو تو مقامی طور پر یہ اعلان بھی معتبر ہوگا اور اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

مسئلہ ۳: جہاں پر حکومت کی جانب سے کوئی شرعی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی مسلمان حاکم من جانب حکومت حسب قاعدہ شرعی ثبوت لے کر اعلان کا اختیار رکھتا ہو اور نہ کوئی شرعی ہلال کمیٹی وغیرہ ہو جیسا کہ ہمارے ملک کی اکثر آبادیوں کا بالخصوص دیہاتوں کا یہی حال ہے، حالانکہ وہاں بھی مسلمان آباد ہیں اور بکثرت ہیں اور ان کو بھی روزے رکھنا اور شوال کی پہلی تاریخ متعین و معلوم کرنا ضروری ہے، کیونکہ یکم شوال کو روزہ رکھنا حرام ہے، اور چاند ہر جگہ یا ہمیشہ نظر آنا ضروری نہیں، اور ریڈیو قریب قریب ہر گاؤں میں بکثرت رائج ہو چکا ہے، اگر ریڈیو سے خبر آجائے اور آہی جاتی ہے ایسے موقع پر کس طرح عمل کیا جاوے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ خبر اگرچہ اپنے ملک کے کسی حصہ سے آئے لیکن بایں الفاظ آئے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے تو یہ بالکل معتبر نہیں، خواہ کتنی ہی تعداد میں ایسی خبریں کیوں نہ آئیں۔

"لأنها حكاية محض لا خبر معتبر كما هو ظاهر" اس لئے کہ یہ حکایت

Marfat.com

محض ہے وہ خبر نہیں جو شریعت میں معتبر ہے، اور ہمارے ملک میں آج کل ریڈیو کی خبریں اکثر ایسی ہی ہوتی ہیں، اور عوام بھی اکثر بلالحاظ شرائط وقیود اس کو معتبر اور قابل عمل قرار دے کر عمل کر بیٹھتے ہیں، اور ان ہی وجوہ کی بنا پر بعض حضرات علماء نے ریڈیو وغیرہ کی خبروں کو مطلقاً غیر معتبر و ناقابل عمل قرار دیا ہے، ورنہ راجح و محقق یہ ہے کہ اگر بایں الفاظ اعلان یا نشر خبر ہو کہ میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہیں یا فلاں مفتی شہر نے یا فلاں عالم متقی ومتدین نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے (جس کو حکومت وقت کی جانب سے با اختیار بنایا گیا ہو) ثبوت شرعی حاصل کرکے ثبوت رؤیت کا حکم یا فیصلہ دیدیا ہے، اور ان الفاظ کا نشر کرنے والا شخص بھی معلوم و معتبر ہو تو اس خبر پر بھی عمل کرنا درست اور صحیح ہوگا۔

"لأن البلدة لا تخلوا عن حاكم شرعي عادة ينفذ أحكامه فيستند هذا الخبر إلى موجب شرعي صحيح وأقله أن يحصل به غلبة الظن الموجب للعمل كما يحصل بسماع أصوات المدافع و برؤية القناديل من المصر"۔

اس لئے کہ کوئی شہر ایسے حاکم شرع سے عادۃً خالی نہیں رہتا جس کے احکام اس شہر میں نافذ ہوتے ہیں، پس یہ خبر اس حالت میں صحیح شرعی جانب سے منسوب و مستند ہوگی اور اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ اس سے ایسا غالب ظن حاصل ہو جائے گا جو عمل کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

اسی طرح بایں الفاظ خبر یا اعلان نشر ہو کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے یا شہر کے فلاں فلاں (کم از کم دو معتبر عادل) شخصوں نے خود اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے، اور اس کا نشر کرنے والا شخص معلوم اور معتبر ہے اور قرائن شرعیہ سے صحت کا ظن غالب ہے تو ایسی خبریں بھی طرق موجبہ کے مطابق ہونے کی وجہ سے معتبر ہوں گی اور قابل عمل ہوں گی۔

جیسا کہ علامہ تھانوی نے اپنے رسالہ "زوال السنة عن أعمال السنة" میں اور "امداد الفتاویٰ" (۲ — ۲) میں اس کی تحقیق کی ہے۔

مسئلہ ۴: جو دیہات یا آبادی ایسی ہو کہ اس کے آس پاس آبادی میں ویسا متدین اور ذی علم شخص موجود نہ ہو جو اس قسم کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور اس کے مقتضی پر عمل کرتا ہو، یا موجود ہو مگر وہاں تک ریڈیو سے خبر سننے والوں کا جانا آنا دشوار ہو اور ان عالم کا آنا بھی دشوار ہو تو مندرجہ ذیل طریقوں کو اختیار کرنا درست ہوگا، البتہ دوسروں سے الجھنا یا زبردستی کرنا یا دوسروں کو ماننے پر مجبور کرنا ہرگز درست نہ ہوگا، وہ طریقے یہ ہیں:

الف- اگر مطلع صاف ہونے کی صورت میں اس معتبر مضمون کا نشریہ آجائے جو مسئلہ نمبر ۳ میں راجح اور محقق کہہ کے لکھا گیا ہے یعنی یہ کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے (اور یہ شخص معلوم ومعتبر ہو) یا یہ مضمون ہو کہ مجھ سے فلاں (معلوم ومعتبر) شخص نے خود اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے، یا فلاں شرعی ہلال کمیٹی یا فلاں بااختیار مسلمان حاکم نے یا فلاں قاضی شرع نے یا فلاں مفتی شہر نے (اور یہ سب لوگ معتبر ومعلوم ہوں) شرعی ثبوت لے کر رؤیت کا حکم دیا ہے، اور یہ اعلان یا خبر اتنی تعداد میں آجائے کہ عادۃً ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا متعذر ہو تو عمل کر لینا جائز ہوگا، صرف ایک یا دو نشریے اس صورت میں عمل کے لئے کافی نہ ہوں گے، خواہ ہلال عید کے موقع پر ہو یا ہلال رمضان کے۔

ب- اگر مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال رمضان کے ثبوت کا ہو اور مضمون وہی ہو جو ابھی (الف) میں محقق اور راجح کہہ کے لکھا گیا ہے تو ایک نشریہ بھی عمل کے لئے کافی ہوگا۔

ج- اگر مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال عید کے ثبوت کا ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کا ہو مثلاً شعبان یا بقرعید وغیرہ کا ہو تو ایسے معتبر مضمون کا نشریہ جس کو راجح اور محقق کہہ کے ابھی لکھا گیا ہے کم از کم دو کی تعداد میں آنا ضروری ہے جو مختلف مقامات سے کیف ما اتفق آرہے ہوں، اور اس نشریہ کے صادق ہونے کا اور نشر کرنے والوں کے عادل ہونے کا ظن غالب ہو

(نظام الفتاوی: ۲۸،۲۳)۔

Marfat.com

ٹیلیفون کے متعلق

اگر من جانب حکومت ثبوت رؤیت کا کوئی شرعی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی مسلمان حاکم منجانب حکومت شرعی قاعدہ کے مطابق بذریعہ ریڈیو وغیرہ اعلان نشر کرتا ہو اور نہ کوئی شرعی ہلال کمیٹی حسب ضابطہ شرع اس خدمت کو انجام دیتی ہو اور نہ وہ آبادی ایسی ہو کہ اس میں یا اس کے آس پاس کی آبادی میں کوئی ایسا متدین اور ذی علم ہو جو اس قسم کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور اس کے مقتضی پر عمل کراتا ہو یا موجود ہو مگر وہاں تک ریڈیو سے خبر یا اعلان سننے والوں کا جانا آنا دشوار ہو اور ان عالم کا آنا بھی دشوار ہو تو ان حالات میں ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے ٹیلیفون کے اعتبار کر لینے کی بھی گنجائش ہو سکتی ہے۔

ٹیلیفون سے آنے والی اطلاع اگرچہ شرعی شہادت نہیں ہوگی کیونکہ باب شہادت میں شاہد کا مجلس شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے، اور وہ یہاں مفقود ہے، اور پس پردہ کی شہادت شرعاً معتبر نہیں لیکن چونکہ اس پر دین کے ایک بہت بڑے مسئلہ کی بنیاد واقع ہو رہی ہے، اس لئے اس کو موثق کرنے کے لئے حتی الامکان ان قیود کا اعتبار کرنا ضروری ہے جو شہادت میں ملحوظ ہوتی ہیں۔

اس لئے ٹیلیفون کا مضمون وہی ہو جو مسئلہ نمبر ۳ میں متعلق وائرلیس کے لکھا گیا ہے یعنی یہ کہ ٹیلیفون سے بولنے والا یہ اطلاع ان الفاظ میں دے رہا ہو کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے یا فلاں معتبر شخص نے جس کو میں خوب جانتا ہوں اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے یا یہ کہ فلاں ہلال شرعی کمیٹی نے جس کو میں خوب جانتا ہوں اور اس کے تمام ارکان ذی علم اور متدین ہیں شرعی ثبوت لے کر رؤیت ہلال کا حکم و فیصلہ دیا ہے، یا ٹیلیفون پر کہنے والا یہ کہہ رہا ہو کہ فلاں مسلمان حاکم جو اس قسم کے معاملات میں اعلان کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس نے یا فلاں قاضی شرعی نے یا فلاں مفتی شہر نے شرعی ثبوت لے کر رؤیت کا حکم و فیصلہ دیا ہے اور ان مسلمان حاکم اور قاضی شہر یا مفتی شہر کو میں خوب جانتا ہوں اور یہ لوگ معتبر و متدین ہیں اور یہ شخص

جو ٹیلیفون پر بول رہا ہے یہ بھی خوب جانا پہچانا اور معتبر و متدین شخص ہو اور اس کی آواز بھی خوب پہچانی جا رہی ہو، اور پھر ان الفاظ میں ان قیود کے ساتھ آنے والے ٹیلیفون کے معتبر ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

الف- مطلع صاف ہو تو محض دو ایک ٹیلیفون کافی نہیں، خواہ کمیٹی ہی ثقہ اور معتبر لوگوں کی ہو بلکہ ملک کے مختلف گوشوں سے ان ہی مذکورہ بالا الفاظ میں اتنی تعداد میں آجانا ضروری ہے کہ عادۃً ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا متصور نہ ہو یا متعذر رہو۔

ب- مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال رمضان کے ثبوت کا ہو تو صرف ایک ٹیلیفون بھی اپنے عمل کے لئے کافی ہوگا۔

ج- مطلع صاف نہ ہو اور موقع ہلال عید کے ثبوت کا ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کا ہو مثلاً شعبان یا بقر عید کا ہو تو کم از کم ان مذکورہ معتبر الفاظ میں دو ٹیلیفون کا آنا ضروری ہے جو مختلف مقامات سے کیف ما اتفق آرہے ہوں اور ان کے صادق اور معتبر ہونے کا ظن غالب حاصل ہو رہا ہو (مستفاد از ''زوال السنۃ من أعمال السنۃ''، امداد الفتاوی)۔

ٹیلیویژن اور ریڈیو کی خبر و اعلان پر عمل کرنے کے لئے اہم شرط یہ ہے کہ ان اعلانات یا خبروں پر عمل کرنے سے مہینہ ۳۰ یا ۲۹ دن کے بجائے ۲۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو ورنہ کسی صورت میں بھی عمل کرنا قطعاً جائز نہ ہوگا (نظام الفتاوی ۱/۲۸، ۳۱)۔ .

تار کے متعلق

ظاہر ہے کہ تار میں تار دینے والے کے الفاظ یا اس کی بعینہ نقل نہیں آتی، بلکہ ٹیلیگراف مشین (ایک آلہ) کی آواز (کھنکھناہٹ) کے اصطلاحی اشاروں کی محض ترجمانی آتی ہے اور وہ بھی بالواسطہ یا بالوسائط، اس لئے تار کی اطلاع کو نہ تو اعلان کہہ سکتے ہیں اور نہ خبر شرعی کا درجہ دے سکتے ہیں، اور یہ سب امور ظاہر ہیں، اس لئے محض تار کے ذریعہ ثبوت رؤیت کا حکم نہیں دیا جا سکتا

ہے، البتہ تقویت وتائید یا تصویب وتصدیق کا درجہ دیا جاسکتا ہے (نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۲۰، ۲۲۱)۔

اور بسا اوقات تار کی خبروں میں غلطی کا بھی امکان ہوتا ہے کہ تار دینے والا کچھ اور خبر دینا چاہتا ہے اور مشین میں کچھ اور ٹائپ ہوتا ہے، جیسا کہ اس کا ایک نمونہ فتاویٰ محمودیہ میں درج ہے: تار کا حال یہ ہے کہ روزانہ اس میں غلطی ہوتی ہے، ڈاکخانہ کے کہنہ مشق کچھ کا کچھ لکھتے ہیں اور کچھ کا کچھ پڑھتے ہیں، چنانچہ ایک تار آیا: "کتاب دین" ڈاکیہ تلاش کرتا پھرتا ہے، اس نام کا کوئی نہیں ملتا اور جس سے پڑھوایا سب نے یہی "کتاب دین" پڑھا، یہ ناس مارا گیا تھا قطب الدین کا، غرض ان آلات وایجادات پر خود ان کے استعمال کرنے والوں کا جس قدر اعتماد ہے وہ سائل کے علم میں ہے (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۱۳۰)۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ تار کی خبر رویت ہلال کے ثبوت کے سلسلہ میں معتبر نہیں ہے۔

فیکس سے متعلق: بندہ کے پاس اپنے اکابر کی جتنی فتاویٰ کی کتب موجود ہیں اس میں کہیں بھی فیکس سے متعلق صراحتاً جزئیہ موجود نہیں ہے، اور چونکہ ہمارے اس پالنپور کے علاقہ میں وہ آلہ بھی دستیاب نہیں ہے اور بندہ کو اس آلہ کے سلسلہ میں معلومات بھی نہیں ہے، لہٰذا بندہ قیاس کرکے اپنی ذاتی رائے بھی نہیں دے سکتا۔

۲- (الف)، (ج): دین اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اس کی بنیاد ہی سادگی پر ہے، لہٰذا رویت کے لئے نہ تو فلکیاتی حساب سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور نہ تو محکمۂ موسمیات سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اپنی کتاب "نظام الفتاویٰ" میں رقم طراز ہیں کہ دین اسلام عالمگیر مذہب ہے، یہ عالم، جاہل یا متمدن، بدوی، بادشاہ، رعایا، علماء، فلاسفہ غرض سب کو ایک سا مخاطب کرتا ہے اور اصول فطری وسادہ وضع کرتا ہے اور ان کی سادگی پر بنیاد رکھتا ہے تاکہ سب یکساں عمل کرسکیں، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین کی بنیاد ہی سادگی

Marfat.com

اور فطرت پر ہے جو علوم ہندسہ وریاضیہ کی کشاکش سے معری ہے، اسی طرح تکلفات وتدقیقات سائنسیہ سے مبرا ومنزہ ہے، لہذا نہ خوردبین سے تلاش ہلال کی ضرورت ہے، نہ فضا میں پرواز کی حاجت ہے، بلکہ اگر نصوص صحیحہ ومتون شرعیہ صحیحہ میں غور کیا جائے تو یہ امر بالکل واضح طور پر نمایاں ہو جاتا ہے کہ تکلفات وتدقیقات غیر مطلوب وغیر مستحسن ہی نہیں، بلکہ بعض اوقات مضر وغیر معتبر بھی ہوں گی، جس طرح اگر بغیر تدقیق وتشقیق اور بغیر اہتمام والتزام کے کوئی حکم ان سے مل جائے تو معتبر اور مقبول ہوگا ''کما حققہ الشیخ المفتی محمد شفیع الدیوبندی فی رسالۃ '' آلات جدیدہ کے شرعی احکام''ر ۱۸۳ (نظام الفتاوی ۱ر ۲۱)۔

اور دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ دین اسلام دین سادہ اور دین فطرت ہے، اس کے احکام بھی سادہ اور فطری اصول کے مطابق ہوتے ہیں، تا کہ ہر عاقل بالغ انسان، خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، خواہ امیر ہو یا غریب اور خواہ کسی خطہ کا رہنے والا ہو آسانی سے عمل کر سکے اور اپنے خالق و مالک ومربی سے اپنا رشتہ عبودیت صحیح طریقہ سے جوڑ سکے، سرکار دو جہاں ﷺ کے زمانہ میں رصد گاہیں ہند و بیرون ہند میں موجود تھیں، اصطرلاب وغیرہ آلات بھی موجود تھے، اور ان آلات ورصد گاہوں کے ذریعہ سے صحیح طریقہ سے معلوم بھی کیا جاتا تھا کہ اس وقت چاند کس مقام کے مطلع میں نمودار ہو رہا ہے، کیونکہ چاند تو ہر وقت کسی نہ کسی مقام کے مطلع میں موجود رہتا ہے، نظر آئے یا نہ آئے یہ دوسری بات ہے، اگر ان آلات اور رصد گاہوں کے ذریعہ تلاش ہلال کا حکم دیدیا جاتا تو کچھ مستبعد بات نہ ہوتی، مگر سرکار دو جہاں ﷺ نے ایسا حکم نہیں دیا، صاف صاف فرمادیا گیا کہ جب تم لوگ چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو، اسی طرح روزہ شروع کرنے کے بعد جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ ختم نہ کرو، بلکہ اگر تم پر مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے اور مخفی رہ جائے تو تیس دن کی تعداد مہینہ کی ابتدائے صوم میں بھی اور انتہائے صوم میں بھی، بلکہ ہر مہینہ کی تعداد ایسے حالات میں تیس دن کی پوری کر لو، نیز مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ

Marfat.com

(منورہ) میں پہاڑیاں بھی موجود تھیں ان پر لوگ چڑھتے بھی تھے اور یہ بھی یقین تھا کہ اوپر کی فضا صاف ہوتی ہے اگر اس پر چڑھ کر چاند تلاش کرنے کا حکم دے دیا جائے تو لوگ عمل بھی کرلیں گے اور یہ بھی اطمینان تھا کہ اگر پہاڑ پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا حکم دیدیا جائے تو لوگ پہاڑ سے اوپر اڑ کر نہ جاسکیں گے کہ غلو کرنے یا افراط وتفریط کرنے کا اندیشہ یا خطرہ ہو پھر بھی پہاڑ پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ بالکل سادہ طریقہ پر جیسے عام انسان عام طور سے چاند دیکھتے ہیں چاند دیکھنے کا اور تلاش کرنے کا حکم دینے پر قناعت فرمائی گئی، یہی نہیں، بلکہ علمی وسائنسی موشگافیوں اور حسابی دقیقہ سنجیوں کے احتمال سے بھی اعراض فرمایا گیا اور "نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحسب" کا فرمان ناطق فرمادیا گیا (فقہ مراغشی ۱/ ۲۲۶)۔

الغرض ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت کے لئے نہ تو فلکیاتی حساب سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور نہ تو محکمہ موسمیات سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔

ب- سوال ایک میں مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب ۲۹ تاریخ کو طرق موجبہ کے ذریعہ رؤیت ہلال کا ثبوت ہوجائے تو اس کو قبول کیا جاوے گا اور اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

اسلام میں فلکیاتی حساب کا کوئی اعتبار نہیں ہے لہذا ان دونوں مقدموں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی خطہ میں قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو رؤیت ہلال کا ثبوت شرعی شہادت سے ہوجاتا ہے تو وہاں والوں کے لئے عمل کرنا لازم ہوگا، اور اگر یہ خبر اور مقامات میں کسی طرق موجبہ سے ملتی ہے تو اس سے بھی قبول کیا جاوے گا، خواہ فلکیاتی حساب سے رؤیت کا امکان نہ ہو اس کو رد نہیں کی جاوے گی۔

د- اگر ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بنا پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کردیا ہو اور اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہوچکی ہو اور ۳۰ رمضان کی شام موسم بالکل صاف ہونے اور چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود بھی عید کا چاند دکھائی نہ

Marfat.com

دے تو اگلا دن عید الفطر کا دن قرار نہیں دیا جائے گا اور عید نہیں منائی جائے گی، بلکہ وہ رمضان ہی کا دن شمار ہوگا اور یہ کہا جائے گا کہ رمضان کے چاند کی گواہی دینے والے کو مغالطہ ہوا ہے، بلکہ بعض کتابیں، مثلاً درر میں تو کہا ہے کہ اس کو یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دینے والے کو اس کے جھوٹ کے ظاہر ہو جانے کی وجہ سے تعزیر و سزا دی جائے گی (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۲/ ۹۴)۔

بطور تائید کے ملاحظہ ہو" فتاوی محمودیہ":

"اگر ہلال رمضان کی رؤیت کے وقت مطلع صاف نہیں تھا بلکہ ابر تھا اور قاضی کے پاس دو گواہوں نے اپنی رؤیت بیان کی جس پر قاضی نے ثبوت رمضان کا اعلان کر دیا اور تیس روزے پورے ہونے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود عید کا چاند نظر نہیں آیا حالانکہ یہ اکتیسویں شب ہے تو عید نہ کی جائے، بلکہ روزہ رکھا جائے، اگر ایک شخص کی خبر پر ثبوت رمضان کا اعلان کیا گیا تھا پھر تیس روزے ہو جانے پر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو اس شخص کو جس کی خبر پر رمضان کا اعلان کیا گیا تھا شرعی سزا دی جائے، کیونکہ اس نے ہلال رمضان کی خبر غلط دی تھی (فتاوی محمودیہ ۳/ ۱۲۰)۔

۳- (الف): رمضان وعید کے ثبوت کے لئے، جبکہ مطلع صاف ہو تو اتنے لوگوں کی شہادت کافی ہوگی جس کے ذریعہ غلبہ ظن حاصل ہو اور ان لوگوں کا جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل محال گردانے (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۲/ ۹۲)۔

موجودہ دور میں چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا اور رصوم وصلوۃ کا بھی پابند ہے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی، جیسا کہ حضرت امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر فاسق ذی وجاہت اور بامروت ہو تو اس کی شہادت بھی مقبول ہو جاتی ہے، اس لئے کہ ایسا آدمی جھوٹ نہیں بولتا، نیز قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ فسق کسی انسان کو شاہد بننے کی صلاحیت سے نہیں روکتا، بلکہ کذب کی تہمت کی وجہ سے وہ مانع ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اصل علت

Marfat.com

کاذب ہونا ہے، اور جب انسان اپنے معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا تو علت مانعہ مرتفع ہوگئی، اور ایسے آدمی کی شہادت قبول کی جاوے گی۔

"الفسق لا يمنع أهلية الشهادة عندنا وإنما يمنع أداء الشهادة لتهمة الكذب...... وعن أبي يوسف إن كان الفاسق وجيها ذا مروة جازت شهادته. لأن مثله لا يكذب" (قاضی خان: کتاب الشہادۃ)۔

اوپر کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب فاسق ذی وجاہت کی شہادت معتبر ہے تو مستور الحال کی بطریقۂ اولیٰ معتبر ہوگی، جیسا کہ شامی میں ہے:

"وقبل بلا دعوى بلا لفظ أشهد للصوم مع علة. كغيم خبر عدل أو مستور على ما صححه البزازي" (درمختار ۲/ ۱۰۲)۔

ب- جبکہ رؤیت ہلال کا ثبوت موقوف ہو اور کسی طریقے سے بھی ثبوت اور عدم ثبوت کا یقین نہ ہوا ہو، بلکہ مسئلہ دونوں کے درمیان دائر ہو تو ایسے وقت میں اگر چاند دیکھنے والی پردہ نشین عورت باندی ہے تو بھی اس کے اوپر لازم وضروری ہے کہ وہ قاضی وغیرہ کے پاس بغیر مولیٰ کی اجازت کے جاکر شہادت دے۔ اور ایسے ہی آزاد عورت پر بھی لازم اور ضروری ہے کہ وہ بھی بغیر شوہر کی اجازت کے نکل کر قاضی کے پاس جاکر شہادت دے۔

لہٰذا اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اور لوگوں پر بطریقۂ اولیٰ واجب ولازم ہے کہ وہ قاضی کے پاس جائیں اور جہاں نظام قضا نہ ہو تو وہاں کے متدین حامیان رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کے پاس جاکر شہادت دیویں۔ (دیکھئے شامی ۲/ ۹۱)۔

چاند کی رؤیت کی اطلاع شہادت ہے یا خبر

چاند دیکھنے والوں کا بیان شہادت ہے یا خبر؟ اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے اپنی "کتاب نظام الفتاویٰ" میں بالتفصیل مع تحقیق وتدقیق مسئلہ تحریر فرمایا

ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

''ہلال رمضان تو مطلقاً خبر سے متعلق ہے، باقی اور ہلال (عید وغیرہ) اگر حاکم یا والی مسلم یا قاضی شرع یا اس کا قائم مقام، جیسے رؤیت ہلال کمیٹی وغیرہ موجود ہو تو شہادت سے متعلق ہوتا ہے، ورنہ وہ بھی خبر شرعی سے متعلق ہوتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے:

الف- ''وقبل بلا دعوى وبلا لفظ أشهد و بلاحكم و مجلس قضاء لأنه خبر لاشهادة''۔

ب- ''وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد وعدم الحد فى قذف لتعلق نفع العبد ....۔

ج- ''ولو كانوا ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وأفطروا باخبار عدلين مع العلة للضرورة إلى الآخر''۔

اور اس کے تحت شامی (کتاب الصوم ۲/ ۱۲۵) میں ہے: ''قوله للضرورة الخ أى ضرورة عدم حاكم يشهد عنده''۔

اس لفظ ''للضرورة'' سے معلوم ہوا کہ اگر حاکم شرع اس کا قائم مقام موجود ہوگا تو اس کو تقدم ہوگا اور فیصلہ کرنے کا استحقاق اسی کو رہے گا۔

شہادت کے متعلق ہونے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ خصومات یا حقوق العباد میں واقع شدہ نزاعات کی طرح ہر اعتبار سے تحت القضاء داخل ہو، بلکہ مفہوم یہ ہے کہ یہ چیز دیانات کے قبیل سے ہے، مگر چونکہ اس کا تعلق عامۃ المومنین سے ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں، جیسے رؤیت ہلال فطر میں کہ اس میں نفع عباد کا بھی تعلق ہو جاتا ہے، اس لئے درستگی نظم اور عمدگی امتثال کے لئے قضاء و امارات سے تعلق ہو جاتا ہے اور قضاء و امارات سے متعلق ہونے کے معنی بھی یہ نہیں ہے کہ امیر المومنین و صاحب قوت قہریہ کا موجود ہونا ضروری ہو، بلکہ اگر یہ موجود ہو تو فھو المراد ورنہ ایسا

Marfat.com

معتمد وثقہ شخص جو تراضی مسلمین سے اس قسم کے معاملات میں حدود شرع میں رہ کر فیصلہ کرنے کے لئے اور اس میں جو اختلاف رونما ہوں ان کو رد کرنے کے لئے منتخب و نامزد کردیا گیا ہو تو کافی ہے، اور اگر ایسا عند الکل معتمد شخص موجود نہ ہو تو جماعت مسلمین (جیسے رؤیت ہلال کمیٹی جس کے سب ارکان باشرع ہوں) یا خطیب جامع مسجد وعیدگاہ یا وہاں کا معتمد مفتی یا عالم جس کے سامنے اس قسم کے معاملات میں رجوع کیا جاتا ہو قاضی شرع کی قائم مقامی دے کر اس کے سامنے حسب قاعدہ شرع شہادتیں گذار کر ثبوت رؤیت حاصل کرلیا جاوے، اور اگر ایسا بھی نظم موجود نہ ہو تو محض خبر شرعی پر حسب قواعد عمل کرلیا جائے، کیونکہ وجوب صوم وافطار کا مدار محض ثبوت رؤیت پر ہے جو شرعی ضابطہ کے مطابق ہو، جیسا کہ آیت کریمہ "فمن شهد منكم الشهر فليصمه..." کے منطوق اور احادیث صحیحہ کے مدلول ومفہوم سے واضح ہوتا ہے، مثلا:

الف- "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته" (چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر افطار کیا کرو) ([illegible])۔

ب- "لاتصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فان أغمي عليكم فاقدروا له (وفي رواية) فاقدروا له ثلاثين (وفي رواية) فعدوا ثلاثين" ([illegible])۔

(روزہ مت رکھا کرو اور اسی طرح افطار مت کیا کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو، اور اگر (مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے) چاند مخفی رہ جائے تو (مہینہ کی) مقدار پوری کر لیا کرو، اور ایک روایت میں ہے کہ تیس دن پورے کرلیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ تیس کا شمار کیا کرو)۔

ج- "لا تقدموا الشهر حتى تروا الهلال أو تكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة" ([illegible])۔

(کسی مہینہ کی ابتداء نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، یا اگر چاند نظر نہ آوے شمار (تیس

دن کا) پورا کرلیا کرو، پھر (اسی طرح چاند دیکھ کر) روزہ رکھا کرو یا تیس دن کا شمار پورا کرلیا کرو)۔

اور جن شرائط و قیود کا قبول شہادت وخبر میں پیش نظر رکھنا ضروری ہے ان کی تفصیل فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس طرح تحریر فرمائی ہے:

۱- اگر موقع ہلال رمضان کا ہو اور مطلع صاف نہ ہو، یعنی کسی غبار وغیرہ کی وجہ سے رؤیت عامہ سے مانع ہو تو محض ایک عادل یا مستور الحال مسلمان کی شہادت سے روزہ رکھنے کا حکم دیدیں گے، خواہ وہ گواہ گواہی دینے کے لفظ میں (میں گواہی دیتا ہوں الخ) کہے یا نہ کہے دونوں صورتیں معتبر ہوں گی (درمختار)۔

۲- اگر موقع ہلال عیدین یا کسی اور مہینہ کا ہو اور مطلع صاف نہ ہو تو دو عادل یا مستور الحال ثقہ مسلمان کی شہادت سے جو گواہی کے الفاظ (مثلاً میں گواہی دیتا ہوں الخ) کے ساتھ ہو (درمختار)۔

۳- اگر موقع ہلال رمضان یا غیر رمضان (عیدین و شعبان وغیرہ) کا ہو، مگر مطلع صاف ہو تو عادل یا مستور الحال ثقہ مسلمانوں کی شہادت (گواہی) کے الفاظ کے ساتھ اتنی تعداد میں ہو کہ رؤیت ہلال کے ثبوت کا ظن غالب ہو جائے۔

نوٹ: یہ تعداد متعدد ہونے کے بعد کسی خاص عدد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ قاضی شرع یا اس کے قائم مقام (ہلال کمیٹی وغیرہ) کی صواب دید پر محمول ہے۔

۴- اگر ایسے مقام میں رؤیت ہلال کے ثبوت کا مسئلہ پیش کیا جائے جہاں قاضی شرع یا اس کے قائم مقام (رؤیت ہلال کمیٹی یا خطیب جامع وغیرہ) کوئی موجود نہ ہو تو وہاں کے لوگوں پر لازم ہوگا کہ وہ لوگ انہیں تفصیلات مذکورہ کے ساتھ جو ابھی تین نمبروں میں مذکور ہوئی ہیں عادل یا مستور الحال مسلمان کے قول وخبر کے مطابق عمل کریں (درمختار) عوام خود رائی ہرگز نہ کریں (نظام الفتاوی ۱/ ۲۱۸، ۲۲۱)۔

ن – چاند دیکھنے والوں کے لئے فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے تاکہ تمام لوگ فرض روزہ ادا کرسکیں جو کہ فرض عین ہے۔

"قال الحلوانی یلزم العدل ولو أمة أو مخدرة أن یشهد فی لیلته کیلا یصبحوا مفطرین وهی من فروض العین" (شامی ۹۱)۔

اگر چاند دیکھنے کے بعد چاند دیکھنے والوں نے تاخیر سے گواہی دی تو ان کی گواہی کے قبول کرنے اور عدم قبول کے سلسلہ میں تفصیل ہے کہ چاند دیکھنے والے اسی شہر کے رہنے والے ہیں اور محض کاہلی و سستی کی وجہ سے تاخیر ہے تو انکی گواہی رد کی جائے گی، اور اگر چاند دیکھنے والے باہر سے آکر گواہی دیتے ہیں تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔

"وعلیه تفرع ما لو شهدوا فی آخر رمضان برؤیة هلاله قبل صومهم بیوم إن کانوا فی المصر ردت لترکهم الحسبة وإن جاءوا من خارج قبلت من الفتح ملخصا" (شامی ج ۲ ص ۹۱)۔

اور تائید کے طور پر ملاحظہ ہو فتاوی دارالعلوم کا یہ مسئلہ:

سوال (۲۵۰) اگر رؤیت ہلال کی خبر بارہ بجے کے بعد ملے تو روزہ کو افطار کردیوے یا تمام کرے؟

الجواب: رؤیت ہلال کی خبر جس وقت بھی پختہ طور سے پہنچ جاوے خواہ غروب آفتاب سے تھوڑا ہی پہلے ہو بشرطیکہ شہادت معتبرہ ہو محض تار وغیرہ کی خبر نہ ہو تو روزہ فوراً افطار کردینا چاہئے، بصورت روزہ نہ افطار کرنے کے گنہگار ہوگا (فتاوی دارالعلوم ج ۶ ص ۹۳)۔

۲- (الف): جہاں مسلم حاکم نہ ہو وہاں عالم ثقہ قاضی اور حاکم کے قائم مقام ہوگا۔

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں: "وفی الفتح إذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منه کما هو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیهم الکفار کقرطبة

Marfat.com

الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم" (شامی ۲/۲۲۲)۔

ان عبارتوں سے دو امور ثابت ہوتے ہیں: (۱) جن بلاد میں مسلمان حاکم نہ ہو، جیسا کہ ہمارے ہندوستان جیسے ممالک کا حال ہے وہاں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کسی عالم ثقہ و متدین کو اپنا امام تسلیم کریں اور وہ قاضی و حاکم کے قائم مقام ہوگا۔ (۲) وہ عالم ثقہ حاکم کے قائم مقام اسی بلد کی حدود تک ہوگا یعنی اس کا فیصلہ اسکی حدود ولایت تک محدود رہے گا اور لوگوں پر اس کے فیصلہ کا عمل کرنا لازم ہوگا۔

لہذا صوبہ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضاء موجود ہے اگر وہاں کا قاضی چاند کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس کے حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

ب- یہ اعلان صرف اس کی حدود ولایت تک اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا۔

ج- یہ اعلان دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے حق میں محض خبر ہے، ان کے حق میں اعلان سلطان کا درجہ نہیں رکھتا۔

د- جس طریقہ پر حاکم کی جانب نسبت کر کے کوئی ادنی سا آدمی بھی اعلان کرے تو اس اعلان کو بھی حاکم ہی کا اعلان گردان کر اس پر عمل کرنا واجب و ضروری ہے خواہ اعلان کرنے والا کافر ہی کیوں نہ ہو، اسی طریقہ پر ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ اتنا ظن غالب ہو جاوے کہ اعلان کرنے والا جو قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی جانب نسبت کرتا ہے وہ نسبت صحیح ہے تو یہ اعلان کافی ہو جاوے گا۔

۵- (الف) و (ب): برطانیہ جیسے علاقے جہاں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے وہاں ہمیشہ مہینہ تیس دن کا شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اسی طرح چاند کی رؤیت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول کو حجت بنانا بھی درست نہیں ہے، بلکہ ان ممالک کے لئے تین صورتیں ہیں:

Marfat.com

۱- دیگر ممالک کے ریڈیو کی خبر پر عمل کرنا بشرطیکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ثبوت شرعی کے بعد ہی رویت کا اعلان کرتا ہے خواہ یہ معلوم ہونا علم الیقین کے درجہ میں ہو یا ظن غالب کے درجہ میں ہو بشرطیکہ مہینہ ۲۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہوتا ہو۔

۲- کسی دوسرے علاقہ کے معتبر عالم سے رابطہ قائم کیا جاوے اور ان سے ٹیلیفون پر معلوم کر لیا جاوے بشرطیکہ بولنے والے کی آواز سے معلوم ہو جاوے کہ یہ فلاں صاحب ہی بول رہے ہیں۔

۳- مختلف ممالک سے ثبوت رویت کی اطلاع اتنی تعداد میں آجاوے کہ وہ استفاضہ کا درجہ حاصل کر لے تو اس پر عمل کر لیا جاوے ورنہ پھر مہینہ تیس دن ہی کا شمار کیا جاوے جیسا کہ "نظام الفتاوی واحسن الفتاوی" میں ہے۔

مذکورہ حالات بے شک پریشان کن ہیں اور "المشقة تجلب التيسير" کا قاعدہ تیسیر کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے اس کا حکم مندرجہ ذیل ہوگا:

۱- جب کسی ریڈیو کے بارے میں یہ علم و یقین حاصل ہو جائے کہ وہ ثبوت شرعی کے بعد ہی رویت کا اعلان کرتا ہے تو اس اعلان پر عمل کر لینا درست رہے گا بشرطیکہ اس پر عمل کرنے سے مہینہ اٹھائیس دن یا اکتیس دن کا نہ ہوتا ہو جیسا کہ دہلی میں کل ہند رویت ہلال کمیٹی قائم ہے اور کمیٹی جو فیصلہ شرعی اصول کے مطابق کرتی ہے اس فیصلہ والی کمیٹی کے الفاظ میں آل انڈیا ریڈیو اپنی خاص خبروں میں نشر کرتا ہے۔

۲- اور اگر ایسا علم و یقین حاصل نہ ہو لیکن ظن غالب حاصل ہو جائے کہ رویت ہلال کا شرعی ثبوت حاصل کرنے کے بعد ہی یہ اعلان ہوا ہے تو اس پر بھی عمل کر لینا درست ہوگا خواہ دنیا کے کسی خطہ میں آئے بشرطیکہ اس پر عمل کر لینے سے مہینہ اٹھائیس یا اکتیس دن کا نہ ہو رہا ہو۔

۳- اور اگر صحت کا یہ ظن غالب بھی نہ ہوتا ہو لیکن مختلف اطراف و ممالک سے ثبوت

Marfat.com

رؤیت کی اطلاع اتنی تعداد میں آجائے کہ اتنی تعداد میں عادۃً کذب پر اتفاق نہیں ہوتا تو استفاضہ کی صورت بن کر اس کے مطابق بھی عمل کر لینا درست ہے (نظام الفتاوی ۱/ ۲۳۴،۲۳۵)۔

سوال: برطانیہ میں ہر وقت ابر رہنے کی وجہ سے رؤیت ہلال ممکن نہیں تو رمضان وعیدین کا ثبوت کیسے ہوگا۔

ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ضوابط شرعیہ کے مطابق رؤیت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے، خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے علاقہ کے کسی معتبر عالم سے بذریعہ ٹیلیفون معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے، بندہ نے مسئلہ اختلاف مطالع پر انفراداً واجتماعاً بارہا غور کیا ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکلا کہ عند الاحناف بلاد بعیدہ میں بھی اختلاف مطالع غیر معتبر ہے، اور یہی قول مفتی بہ ہے، ضرورت کے پیش نظر بلاد بعیدہ وقریبہ میں فرق کے قائلین کو بھی وسعت سے کام لینا چاہئے۔

ہلال عیدین سے متعلق خبر مستفیض موصول ہو تو اس پر عمل کیا جائے ورنہ تکمیل ثلاثین لازم ہے (احسن الفتاوی ۴/ ۴۲۵،۴۲۶)۔

ج- اس کا جواب سوال نمبر ا کے (ر) میں بالتفصیل تحریر کیا گیا ہے کہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں کتنے نفر یہ کی ضرورت ہے، اور مطلع کے صاف نہ ہونے کی صورت میں موقع ہلال رمضان میں کتنے نفر یہ کی اور موقع ہلال رمضان کے علاوہ میں کتنے نفر یہ کی ضرورت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

شریعت میں اختلاف مطالع کا اعتبار

مولانا ابوسفیان مفتاحی [1]

۱-الف: علماء حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حضرات اختلاف مطالع کے قائل نہیں ہیں، بلکہ قائل ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات روزہ کے باب میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے۔

ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام احمد اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے پر متفق ہیں صرف تنہا امام شافعی نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ لہذا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کہیں بھی رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر روزہ رکھنا واجب ہوگا (اوجز المسالک ۳۰۳)۔

اور علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کے کسی مطلع میں رؤیت کا ثبوت ہو جائے تو تمام اطراف دنیا میں مسلمانوں کو روزہ رکھنا لازم ہوگا جب کہ ثبوت رؤیت بطریق موجب ہو جائے (طحطاوی علی المراقی ۳۵۹)۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ نفس اختلاف مطالع کے وقوع سے تو بے شک کسی کو انکار نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ البتہ جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس میں ہے کہ رؤیت ہلال کا شرعی حکم ثابت ہونے میں اختلاف مطالع کا دخل ہے یا نہیں؟

---

[1] [illegible]

Marfat.com

ظاہر الروایت میں اور جمہور امت کے علماء محققین کے نزدیک، خواہ کسی مجتہد کے مکتب خیال سے متعلق ہوں اس ثبوت رؤیت کا مدار اختلاف مطالع پر نہیں ہے، بلکہ حسب قاعدہ شرع براہ راست رؤیت پر یا رؤیت کی شہادت پر اور حسب ضابطہ اس کے اعلان واخبار میں ہے۔

لہذا اس وقت گفتگو اسی منہج سے مبنی بر ظاہر الروایت پر ہونی چاہئے۔ اور اگر ثبوت رؤیت ہلال کا مدار ظاہر الروایت سے ہٹ کر اختلاف مطالع پر رکھ دیا جائے تو مسئلہ کی پیچیدگیاں ختم نہ ہوں گی، بلکہ اور بڑھ جائیں گی، اور عمل میں سہل کاری کے بجائے طرح طرح کی افراتفری اور دشواریاں پیدا ہو جائیں گی اور خرابیاں سامنے آ جائیں گی۔

پہلی خرابی: اختلاف مطالع کی حد مثلاً پانچ سو میل کے اندر اندر ہوگا، اسی طرح کلکتہ وڈھاکہ و پٹنہ اور اس کے اطراف میں بھی تمام پانچ سو میل کے اندر اندر عید و رمضان ہوگا، اور صرف درمیان میں کچھ دور عید نہ ہوگی نہ رمضان۔ تو ذرا خود خیال فرمائیے کہ اس علاقہ کے عوام کے اندر اس سلسلہ میں کیا کیا اور کتنا کچھ خلفشار و ہنگامہ ہونے کا خطرہ یا ظن غالب ہے۔

دوسری خرابی: اختلاف مطالع کی یہ تحدید ظاہر ہے کہ منصوص تو نہیں ہے مبنی بر حساب وقیاس ہے تو پھر اس پر عبادات جیسے فریضہ کے وجوب وسقوط کا مدار کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کلکتہ سے ہلال رمضان کے ثبوت کا شرعی اعلان ہوا، اس کے مطابق پانچ سو میل تک کے لوگوں کو روزہ رکھنا فرض ہوگا اور اس کے بعد والوں کو نا جائز ہوگا، یا مثلاً عید کے ثبوت کا یہی شرعی اعلان کلکتہ سے ہوا تو پانچ سو میل تک مثلاً لکھنؤ تک کے لوگوں پر روزہ رکھنا حرام اور عید منانا فرض ہو جائے گا، اور اس کے مطابق، جیسے شاہجہاں پور وغیرہ کے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض اور عید منانا حرام کیا جائے گا، یہ فرض وحرام کا حکم کسی نص کے ذریعہ سے ہوگا؟ جبکہ یہ تحدید محض قیاسی وحسابی ہے۔

اگر کہا جائے کہ "لكل أهل بلد رؤيتهم" اس کا مستند ہوگا تو اول یہ نص شارع نہیں

Marfat.com

ہے، نہ حقیقتاً نہ حکماً، بلکہ فہم راوی ہے، حتی کہ فہم ابن عباس بھی ہو تو اس کا ضروری نہیں ہے۔ پھر ایسے حکم کی بنیاد اس چیز پر کس دلیل شرعی سے ہو سکے گی۔ اور اس قول "لکل أهل بلد رؤیتهم" فہم شارع علیہ السلام سے بھی تسلیم کر لیں، جب بھی اہل کلکتہ اور اس کے توابع تو اس کا مصداق ہو سکیں گے لیکن لکھنؤ کے تمام شہر جو کلکتہ سے سیکڑوں میل دور دراز ہوں گے اور قطعی کسی طرح سے توابع کلکتہ نہ ہوں گے وہ اس نص کے مصداق کس طرح ہو گئے۔

اگر کہا جائے کہ اعلان کی وجہ سے یہ سیکڑوں بلاد اس نص کے مصداق ہو گئے کہ یہ اعلان ان تک پہنچ رہا ہے تو بعینہ یہی سوال اور یہی جواب اعلان سننے کا لکھنؤ والوں سے بعد والوں کے لئے بھی ہوگا، تو اب ذرا ہونے والے خلفشار کا اندازہ کیجئے بالخصوص جب کلکتہ اور دہلی دونوں جانب سے یہ اعلانات یکساں ہو رہے ہیں۔

تیسری خرابی: اس سے مثلاً پانچ سو میل تحدید کا کیا مفہوم ہے، آیا مقام رؤیت سے ہر طرف پانچ پانچ سو یا ہر طرف سے صرف ڈھائی سو میل یا محض پانچ سو میل مراد لیا جائے تو قطر ڈیڑھ سو پونے دو سو میل سے زائد نہ ہوگا، جس کا حاصل یہ ہوگا کہ صرف ایک سو پچاس ایک سو پچھتر میل پر ہی مطلع بدل جائے، حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں، اور اگر ڈھائی سو ہر طرف لیا جائے تو بھی لازم آئے گا کہ دو سو پچاس میل کے بعد ہی مطلع بدل جائے، حالانکہ کوئی اس کا بھی قائل نہیں، اور اگر ہر طرف پانچ سو میل لیا جائے جیسے کہ ظاہر و متبادر ہے تو اس صورت میں مثلاً لکھنؤ سے رؤیت ہلال کے شرعی ثبوت کا اعلان ہوا تو یہ اعلان لکھنؤ سے پانچ سو میل پچھم دہلی تک اور پانچ سو میل پورب کلکتہ تک تمام مقامات کو یکساں شامل اور تمام مقامات کے لئے ثبوت رؤیت کا یکساں موجب ہوگا، اور اس تقدیر پر کلکتہ سے دہلی تک کا ایک مطلع ہونا لازم آئے گا جو اپنے مفروض کے خلاف ہوگا۔

چوتھی خرابی: یہ ہے کہ مثلاً جب دہلی سے رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت تسلیم ہو جائے گا تو

Marfat.com

اس سے پورب سمت میں پانچ سومیل کے بعد بھی جتنے مقامات ہوں گے سب کے مطلع میں چاند کا ہونا لازمی ہوگا، پورب سمت کے کسی مقام میں اختلاف مطلع کا سوال ہی نہ ہوگا کہ ان میں رؤیت کا حکم نہ دیا جائے، پھر کس دلیل شرعی سے اس پورب سمت میں بھی پانچ سو کے بعد عدم رؤیت اور عدم صوم یا فطر کا حکم دیا جائے گا۔

اس لئے کسی مقدار پانچ سومیل یا آٹھ سومیل وغیرہ کی تحدید سے پہلے ان احتمالات ثلاثہ کی تعیین وتشریح اس طرح ضروری ہے کہ یہ عائد شدہ اشکالات مرتفع رہیں، ورنہ پھر خلفشار امت میں رونما ہوگا اس کی خرابی احاطہ بیان سے باہر ہے۔

پانچویں خرابی: ظاہر ہے کہ مطلع کا اختلاف آفتاب کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے اور اسی کے تابع رہتا ہے، جس نوع کی حرکت آفتاب کی ہوگی اسی نوع کا اختلاف مطلع ہوگا، پس جب حرکت آفتاب مسلسل اور تدریجی اور ہر آن متجدد ہوتی رہتی ہے تو اختلاف مطالع بھی مسلسل اور تدریجی ہوتا رہے گا، بلکہ حقیقت میں ہر آن متجدد ہوتا رہے گا، اور پانچ سومیل مقدار کی تحدید محض انتظامی اور تخمینی ہوگی، جو محض میدانی علاقوں میں تو کچھ کام دے سکے گی، مگر پہاڑی مقامات میں یا ان مقامات میں جہاں ٹیلے اور گڈھے بکثرت ہوں جیسے حواشی سمندر کے اکثر علاقے ہوتے ہیں کام نہ دے سکے گی، اور قاعدہ کلی اور عام قرار دینے کی اس میں قطعی صلاحیت نہ ہوگی۔

چھٹی خرابی: اختلاف مطالع کی بنیاد پر پانچ سومیل کی تحدید یا کسی مقدار کی بھی تحدید پیچیدگیوں کو ختم کرنے والی نہ ہوگی، ٹیلے اور گڈھوں سے محفوظ میدانی علاقوں میں بھی بہت سی الجھنوں کا باعث ہوگی، پانچ سومیل کی تحدید سے کلکتہ کا مطلع پانچ سومیل پر ختم ہو جائے گا اور جو مقام کلکتہ سے، مثلاً سومیل جانب مغرب میں واقع ہے اس کا مطلع کلکتہ کے مطلع کی انتہاء سے سو میل بعد ختم ہوگا، اسی طرح دوسومیل بعد یا تین سومیل بعد کے مقام کا مطلع دوسومیل یا تین سومیل بعد ختم ہو جائے گا۔ اس مقدمہ کو ذہن میں رکھنے کے بعد اب غور فرمایئے کہ اگر کلکتہ سے سومیل

Marfat.com

پچھم کسی مقام پر رؤیت ہلال ہوئی اور وہاں ریڈیو اسٹیشن نہیں ہے اس لئے اس کا اعلان کلکتہ ریڈیو اسٹیشن سے ہو تو سننے والا اس اعلان کا حکم کلکتہ سے ٹھیک پانچ سو میل پر سمجھے گا، حالانکہ اس رؤیت کا حقیقت کے اعتبار سے یہ حکم شرعی مزید سو میل یا دو سو میل بعد تک جانا چاہئے۔ اسی طرح اگر کلکتہ سے سو میل یا دو سو میل پورب میں رؤیت ہلال ثابت ہو اور اعلان کلکتہ ریڈیو سے ہو تو کلکتہ سے پانچ سو میل یا سو میل یا دو سو میل یا تین سو میل سے قبل ہی مطلع کی انتہا ہونا چاہئے، حالانکہ اس اعلان سے لوگ پورے پانچ سو میل تک سمجھیں گے اور عمل کریں گے اور یہ غلط ہوگا۔ اب اگر اعلان میں یہ سب تفصیلات ظاہر نہ ہوں تو یہ اعلان کی طرح قابل عمل بھی نہ رہے گا، چہ جائیکہ واجب العمل قرار پانے کا تصور کیا جائے، اور اگر یہ سب تفصیلات اعلان میں ظاہر کی جائیں تو خیال فرمائیے کہ عوام کی الجھنوں کا کیا ہوگا اور کس طرح یہ اعلان قابل بنایا جا سکے گا۔

ساتویں خرابی: اختلاف مطالع کی یہ تحدید مقام اعلان سے ہر چہار جانب پانچ پانچ سو میل ہو یا اس کا نصف نصف ہو یا صرف پانچ سو میل مربع ہو ہر تقدیر پر یہ ضابطہ اور تحدید طول البلد کے اعتبار سے اگر نافذ ہو تو عرض البلد کے اعتبار سے نافذ ہونا ضروری نہیں، اور اگر دونوں کا لحاظ کیا جائے تو ہر سمت کے اعتبار سے پانچ سو میل یا آٹھ سو میل یا ڈھائی سو میل وغیرہ ہونا متعین نہ ہوگا بلکہ ہر جگہ اور ہر علاقے کے اعتبار سے مختلف مقدار ہوگی پھر یہ تحدید محض ایک مصنوعی نہیں، بلکہ دین میں تماشہ بنانے کے مترادف عمل ہو جائے گا۔

غرض ثبوت رؤیت ہلال کی مقدار محض اختلاف مطالع پر رکھتے ہیں تو بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی جن کی اصلاح قابو سے باہر ہوگی، اور غالباً ایسی ہی وجوہ ہوں گی جن کی بنا پر طبقہ خیال کے جمہور علماء نے اختلاف مطالع پر ثبوت رؤیت کی بناء رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ بخلاف اس کے کہ اگر مدار ثبوت رؤیت کے بجائے اختلاف مطالع کے ظاہر روایت پر ہی رکھا جائے اور یہ کہا جائے کہ کوئی شرعی ہلال کمیٹی جس کے سب ارکان باشرع ہوں اور اس میں کم از کم ایک معتمد

وتجربہ کار مفتی شریک کار ہو اور وہ رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت حاصل کر کے بایں الفاظ ریڈیو پر خود اعلان کرے یا اپنے کسی نائب یا وکیل کے ذریعہ سے کرائے کہ ہم رؤیت ہلال کا شرعی ثبوت حاصل کر کے اعلان کر رہے ہیں کہ کل صبح یوم فلاں یکم رمضان ہے، روزے رکھے جائیں، یا یکم شوال ہے نماز عید الفطر پڑھی جائے، تو یہ اعلان چونکہ طبل قاضی یا قندیل منارہ یا توپ وغیرہ کی طرح محض علامت ہی نہیں ہے بلکہ اس سے قوی تر اور واضح شئی اعلان ہے، یہ بدرجہ اولی غلبہ ظن حاصل ہونے کا سبب اور موجب ہوگا، اس لئے یہ اعلان ان تمام لوگوں کیلئے شرعاً حجت اور موجب عمل ہوگا جن کو یہ اعلان ۲۹ر شعبان یا ۲۹ر رمضان کو سنائی دے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کا مہینہ ۲۸ر دن کا یا ۳۱ر دن کا نہ ہو رہا ہو۔

اگر وہ لوگ اس اعلان کو صحیح اور قاعدہ شرع کے مطابق جانتے اور سمجھتے ہیں تو ان پر اس کے مطابق عمل کرنا دیانۃً واجب اور ضروری ہو جائے گا، البتہ اس اعلان مذکورہ پر عمل کرنے کی وجہ سے جن لوگوں کا مہینہ ۲۸ر دن کا یا ۳۱ر دن کا ہونا لازم آیا تو ان کو اس اعلان پر عمل کرنا جائز نہ رہے گا، پس اگر عوام وخواص کے سامنے معیار عمل ومعیار ثبوت صرف یہی اعلان رکھ دیا جائے تو امید ہے کہ کوئی الجھن سمجھنے اور عمل کرنے میں نہ ہوگی، اور نہ پانچ سو میل یا آٹھ سو میل یا کسی بھی مسافت کی تحدید وغیرہ کی بحث پیدا ہوگی، بلکہ اندرون مملکت وبیرون مملکت کی تحدید کی بحث بھی پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ ظاہری مذہب کے مطابق اس عبارت:

"واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب، فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذا ثبت عندهم بطريق موجب" (درمختار علی ہامش الشامی ۲، ۹۶)۔

کے تحت دنیا کے کسی گوشہ سے یہ اعلان ۲۹ر تاریخ کو مذکورہ بالا شرائط وقیود کے مطابق آئے اور مہینہ ۲۸ر دن کا یا ۳۱ر دن کا نہ ہو رہا ہو تو شرعاً حجت ہو جائے گا، البتہ اس پر عمل کے نفاذ

کا اختیار انتظاماً عوام کو نہ ہوگا، بلکہ مقامی شرعی ہلال کمیٹی کو ہوگا یا مقامی یا قریبی معتمد مفتی یا عالم کو ہوگا جو مسائل متعلقہ ضروریہ سے اچھی طرح واقف ہو (نظام الفتاویٰ ۲/ ۵۹-۶۵)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ روزہ کے باب میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، لہذا اگر کہیں بھی بطریق موجب رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض ہوگا۔

ہندوستان و پاکستان و بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع

ج- حضرت مفتی نظام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کا مطلع ایک ہی ہے جیسا کہ مرادآباد کے اجلاس میں اکابر تصریح فرما چکے ہیں (نظام الفتاویٰ ۲/ ۶۲-۶۳)۔

اسی کے ساتھ بنگلہ دیش اور نیپال کو بھی شامل کرکے ان چاروں ملکوں کا مطلع ایک ہی کہنا چاہئے۔

خلاصۂ کلام ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش کا مطلع ایک ہے۔ واللہ اعلم۔

د- ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال کا مطلع ایک ہی ہے تو ان ملکوں کے کسی حصہ میں رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے اور اس کا اعلان بھی کر دیا جائے تو ملک کے دوسرے خطے کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس اعلان کے مطابق عمل کریں جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ اہل مشرق کی رؤیت اہل مغرب کے لئے لازم ہے جب کہ رؤیت بطریق موجب ہو، اور جس شہر میں نظام قضا نہ ہو تو وہاں کے لوگ کسی رؤیت ہلال کمیٹی سے فیصلہ حاصل کرکے اس کے مطابق عمل کریں۔ دوسرے خطے کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے پاس جب رؤیت کی شرعی شہادت پہنچ جائے تو وہ اس اعلان کی پابند ہے تاکہ روزہ اور عید میں کسی طرح کا خلل نہ واقع ہو۔

غرض یہ کہ چونکہ ہند و پاک اور بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے اس لئے ان ملکوں کے کسی خطہ میں رؤیت کا ثبوت مل جائے تو اس کے اعلان پر دوسرے خطہ کے مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ یا عید کیلئے عمل کریں۔

ھ- اگر ایک خطہ میں رؤیت ہو جائے تو دوسرے خطہ تک اس کی خبر بذریعہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے ملتی ہے تو اس خبر پر عمل کرنے کی تفصیل و شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

فون و تار: محض تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعاً حجت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند ۶/ ۳۸۲)۔

متعدد تار کے ذریعہ خبر سے مفتی کو ظن غالب چاند ہونے کا ہو جائے تو اس پر حکم کرنا جائز ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند ۶/ ۳۸۱)۔

تنہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے، لیکن اگر خبریں بہت سی ہو کر مفید علم ظنی ہو جائیں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند ۶/ ۳۸۱)۔

جب کہ خبر رؤیت مستفیض ہو جائے، یعنی ہر طرف سے ایسی خبریں آویں کہ چاند ہو گیا اور ظن غالب اس کے صدق کا ہو جائے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہوتا ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند ۶/ ۳۸۰)۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے: "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته" چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ مدار رؤیت ہلال پر ہے اور عدم رؤیت کی صورت میں نصاب شہادت کو رؤیت کا حکم دیا گیا ہے ہلال رمضان میں مطلع صاف نہ ہو تو ایک دیندار شخص کی رؤیت کی خبر کافی ہے اور ہلال عید کا ثبوت شرعی گواہوں کی شہادت سے ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تو جم غفیر کی شہادت ضروری ہے، جبکہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک دیندار مسلمان کی خبر رؤیت، ہلال رمضان میں معتبر ہے تو اگر کسی دیندار مسلمان کے خط یا فون سے جب کہ وہ اپنا چاند

دیکھنا بیان کرے یا یہ کہ فلاں معتبر اور دیندار شخص نے مجھ سے اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے یا میرے سامنے قاضی صاحب نے یا مفتی صاحب نے یا کمیٹی کے صدر نے شرعی طور پر چاند ہونے کا فیصلہ دیا ہے یا اس سے یقین یا غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ یہ فلاں شخص کا خط یا اس کی آواز ہے تو اس پر خود عمل کر سکتا ہے اور اگر دوسرے متعدد خطوط یا فون سے اس خبر کی تصدیق ہو جائے تو قاضی یا مفتی یا ہلال کمیٹی کے صدر یا معتمد علیہ شخصیت کو اعلان کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ جن احکام میں حجاب مانع قبول ہے اس میں ٹیلیفون کا واسطہ غیر معتبر ہے اور جن میں حجاب مانع نہیں ان میں اگر قرائن قویہ سے متکلم کی تعیین ہو جائے کہ فلاں شخص ہی بول رہا ہے تو معتبر ہے (امداد الفتاوی ۲/۸۱)۔

ہاں جب متعدد جگہوں سے یا کسی ایک شہر سے کہ جہاں نامور علماء اور مفتیان کرام ہوں مختلف ثقہ لوگوں کے یہ بیانات موصول ہوں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے یا ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کے صدر یا مفتی یا معتمد علیہ شخصیت نے شہادت سن کر چاند ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور جب ایسا بیان دینے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جائے کہ عقلاً ان کے جھوٹ ہونے کا کوئی احتمال باقی نہ رہے اور خبر مستفیض کے درجہ میں آ جائے اور ان خبروں کے صحیح ہونے کا یقین یا غلبہ ظن مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی کے صدر یا معتمد علیہ شخصیت کو حاصل ہو جائے تو ان کو عید کے چاند کا اعلان کرنے کا بھی حق حاصل ہو جائے گا ایک دو فون کافی نہ ہوں گے (فتاوی ر[illegible] د ۱۰-۱۱۱)۔

ٹیلیگرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت نہیں ہو سکتی اس لئے محض ایسی خبروں سے رؤیت ہلال ثابت نہیں ہوگا، البتہ ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، ریڈیو پر آواز کی شناخت ہو جاتی ہے اور یہ پہچانا جا سکتا ہے تو جب یہ معلوم ہو کہ خبر دینے والا کوئی ثقہ مسلمان عاقل بالغ اور دیندار ہے اور خود اپنے چاند دیکھنے کی خبر دے رہا ہے تو رمضان کا اعلان کرایا

جا سکتا ہے اور خبر دینے والے پر مکمل اعتماد نہ ہو تو رمضان کا اعلان کرانا بھی درست نہیں اور ثبوت رمضان کے لئے حکم حاکم، فیصلہ قاضی بھی شرط نہیں، عام آدمی جب کسی معتمد ثقہ مسلمان عاقل بالغ بینا سے یہ خبر سنیں کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے، خواہ کوئی قاضی یا عالم یا ہلال کمیٹی فیصلہ دے یا نہ دے (عالمگیری ا/ ۱۷، ۱۲، آلات جدیدہ کے شرعی احکام ا/ ۱۷۷-۱۷۸)۔

ریڈیو: شرعی قاضی یا مستند علماء کرام کی مجلس یا چاند کمیٹی کا صدر یا ان کا معتمد نمائندہ بذریعہ ریڈیو نشر کرے اور دوسری جگہ کے علماء کرام اسے منظور رکھیں تو اس پر عمل کرنا درست ہے عوام کی منظوری کافی نہیں، بلکہ ان کی دخل اندازی اور اہل علم سے الجھنا روا نہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں:۔ غرض آج کل ہر شخص مفسر و مترجم ہے اور ہر ایک شریعت میں رائے دیتا ہے گویا شریعت کا سمجھنا تمام فنون سے آسان ہے، حالانکہ یہ تو قانون الٰہی ہے، جب دنیوی سلاطین کے قوانین کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا، بلکہ خاص وکلاء اور بیرسٹر اور ہائی کوٹ کے جج ہی اس کو سمجھتے ہیں تو خدائی قانون کو ایسا کیا آسان سمجھ لیا ہے (وعظ الباب ر ۱۸)۔

ریڈیو کی خبر کے متعلق ہندوستان کے مستند علماء کا فیصلہ

ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اعلان اگر رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے کیا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رؤیت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا معتمد مسلم نمائندہ ہے تو مقامی کمیٹی یا قاضی یا امیر شریعت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کر کے رؤیت ہلال کا فیصلہ کرے (فتاوی رحیمیہ ر ۱۸۵-۱۸۶)۔

Marfat.com

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: ''جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات اور دیہات کے لوگوں کو اس ریڈیو کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے کہ جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کیا جائے جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں۔

اور جس طرح ایک شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ اس شہر اور اس کے مضافات کے لئے واجب العمل ہے اسی طرح اگر کوئی قاضی یا مسلم حکومت یا ہلال کمیٹی پورے صوبہ یا پورے ملک کے لئے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود ولایت میں واجب العمل ہوگا اس لئے جو فیصلہ پاکستان میں صدر مملکت کی طرف سے ریڈیو پر نشر کیا جائے اور اس میں مذکورہ صدر احتیاط سے کام لیا گیا ہو وہ پورے ملک کے لئے نافذ العمل ہو سکتا ہے۔'' (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص [illegible])

خلاصہ کلام: ٹیلیفون، ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر آواز کی شناخت ہو جاتی ہے اور پہچانا جا سکتا ہے تو جب یہ معلوم ہو کہ خبر دینے والا ثقہ مسلمان عاقل و بالغ اور دیندار ہے اور وہ خود اپنے چاند دیکھنے کی خبر دے رہا ہے تو رمضان کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ رمضان کے چاند میں چونکہ شہادت یا استفاضہ خبر دونوں شرط نہیں ہیں ایک ثقہ مسلمان کی خبر کافی ہے اس لئے ان آلات جدیدہ کی خبروں پر اس شرط کے ساتھ عمل کرنا درست ہے کہ خبر دینے والے کا خط یا آواز پہچانی جائے اور وہ بچشم خود چاند دیکھنا بیان کرے اور جس کے سامنے یہ خبر بیان کی جا رہی ہے وہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی شہادت کو قابل اعتماد سمجھتا ہو۔

Marfat.com

اور ریڈیو کا اعلان بشرط مذکورہ ہوتو وہ پورے ملک کیلئے نافذ العمل ہوسکتا ہے۔

اور اگر مطلع صاف ہوتو تمام صورتیں ثبوت ہلال کیلئے ناکافی ہوں گی تا آنکہ شرعی شہادت یا خبر استفاضہ کی صورت نہ ہو جائے عید کے چاند کے ثبوت کیلئے چونکہ شہادت ضروری ہے اور شہادت کیلئے شاہد کی حاضری ضروری ہے، اس لئے اس میں فون یا خط کی خبر کافی نہیں سمجھی جائے گی اگر چہ آواز پہچان لی جائے اور بولنے والا ثقہ اور قابل شہادت ہو۔

اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان میں یہ شرط ہے کہ وہ صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پورے احتیاط سے کام لے کہ جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں۔

ٹیلی گرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں چونکہ خبر دینے والے کی شناخت نہیں ہوسکتی اسلئے محض ایسی خبروں سے ہلال ثابت نہیں ہوگا۔

فلکیاتی حساب

۲-الف- اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ" (بقرہ:.....)۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر وتوضیح اور تفصیل احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہؓ میں مذکور ہے، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ دین اسلام سیدھی سادی فطرت سلیمہ پر دائر ہے تا کہ ہر طبقہ کا انسان، خواہ کسی خطہ کا ہو کسی طبقہ کا ہو جاہل وان پڑھ ہو اور غیر متمدن ہو یا پڑھا لکھا اور متمدن ہو۔ غرض کوئی ہو صرف ایک قید ہے کہ عاقل ہو بالغ ہو ہر ایک یکساں طور پر اپنے معبود برحق سے رابطہ عبودیت قائم کر کے آسانی سے کامیاب وفائز المرام ہو سکے۔

اسلامی احکام کا مدار فلسفیانہ موشگافیوں یا علم الافلاک یا علم ریاضی وہندسہ کی حسابی دقائق اور نکتوں پر دائر نہیں ہے، لہذا ہلال کی رؤیت اور عدم کا حکم بھی ان حسابی یا نجومی دقائق وحساب پر دائر نہیں ہوگا بلکہ صاف ارشاد فرمایا گیا: "قال ﷺ: إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا وهكذا الحديث" (متفق علیہ)۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ کے احکام کا مدار حساب وکتاب پر نہیں بالخصوص صوم رمضان کا، بلکہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا، پس انتیس شعبان کو چاند نظر آجائے تو روزہ رکھنا شروع کردو اور اگر انتیس شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزے رکھنا شروع کردو، چاند نظر آئے یا نہ آئے چونکہ کوئی مہینہ تیس دن سے زائد کا نہیں ہوتا۔

اسی طرح ہلال عید کا حکم بھی بتادیا گیا کہ انتیس رمضان کو چاند نظر آجائے تو عید مناؤ اور انتیس رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرکے عید مناؤ چاند نظر آئے یا نہ آئے۔

مذاہب اربعہ میں فلکیات کا عدم اعتبار

۱- علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: احناف کے متون وشروح کتب اس پر متفق ہیں کہ رمضان کا ثبوت یا تو چاند دیکھنے سے ہوتا ہے یا یہ کہ شعبان کے تیس دن پورے ہوجائیں، نیز موقتین کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کہ چاند فلاں رات کو ہوگا اگرچہ وہ عادل ہی کیوں نہ ہوں، احناف کا قول صحیح یہی ہے اور اسی پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کا اتفاق ہے [illegible] ۳۸۵)۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حساب فلکیات پر اعتماد کرتا ہو اس کی اقتداء واتباع نہ کی جائے اور علامہ قرافی نے فرمایا ہے کہ جو امام ایسا ہو اس کی اتباع نہ کی

جائے گی اس لئے کہ سلف کا اجماع اس کے خلاف پر ہے، نیز علامہ ابن عربی وغیرہ سب سے انکار مروی ہے اور علامہ زرقانی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ فلکیین کے کہنے کی وجہ سے مہینہ کی ابتدا نہیں مانی جائے گی اور نفی تو بدرجۂ اولیٰ درست نہیں ہے (رسائل ابن عابدین ۱؍۲۲۵)۔

۳- علامہ علی شافعی فرماتے ہیں: رؤیت کے مسائل میں معمول بہ تو وہی چیز ہے جو کہ شرعی شہادت سے ثابت ہو، اس لئے کہ شارع نے شہادت کو یقین کی حیثیت دی ہے اور علامہ سبکی کا قول فلکیات کا علم قطعی ہے، لہذا شہادت کے مقابلہ میں اس پر عمل واجب ہے 'مردود ہے اس کو متاخرین نے رد کیا ہے، ہمارے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شارع نے حساب کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔ فقہ شافعی کی کتاب ''الانوار'' میں ہے کہ چاند کے منازل وحساب کے واقفیت کی وجہ سے روزہ وغیرہ فرض نہیں ہوتا، نہ تو جاننے والے پر اور نہ ہی نہ جاننے والے پر، حافظ ابن حجر کی شرح ''منہاج'' میں مجموع سے نقل کیا ہے کہ اگر فن والے اپنے علم پر اعتماد وعمل کرتے ہوئے روزہ رکھ لیں تو یہ روزہ رمضان کے روزے کی طرح سے کفایت نہیں کرے گا (رسائل ابن عابدین ۱؍۲۲۵-۲۲۷)۔

۴- ابن مفلح حنبلی نے اپنی کتاب الفروع میں ذکر کیا ہے کہ جو آدمی نجوم وحساب کی بنیاد پر روزہ رکھے گا اس کا روزہ نہیں ہوگا اگر چہ اس کا فیصلہ صحیح ہو اور حساب ونجوم کی بنیاد پر چاند کے ثبوت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اگر چہ اس کے فیصلے کثرت سے صحیح ہوتے ہوں (مجلۃ البحوث ج ۱۰۸)۔

اور حنابلہ کی ایک دوسری کتاب ''العنایۃ'' اور اس کی شرح میں ہے کہ سورج گرہن وغیرہ کسی چیز میں منجمین وفلکیین کے قول کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ اس پر عمل کرنا جائز ہے (رسائل ابن عابدین ۱؍۲۲۷)۔

۵- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اس بابت علماء فلکیات سے رجوع اور ان کے قول پر عمل کے قائل ہیں۔ یہ رائے روافض کی ہے، اگر چہ بعض فقہاء رحمہم اللہ بھی اس کی طرف مائل ہیں، علامہ باجی کا کہنا ہے کہ سلف صالح کا اجماع ایسے لوگوں پر حجت ہے اور ابن بزیزہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ یہ مذہب باطل ہے (فتح الباری ۴/ ۱۲۷)۔

۲- علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض قاضی عادل گواہوں کی شہادت کو فلکیات کے عالم کے کہنے کی وجہ سے، حالانکہ وہ جاہل و کاذب ہوتا ہے رد کر دیتے ہیں ایسے لوگ ان کا مصداق ہیں جن کے لئے فرمایا گیا ہے کہ حق کے سامنے آنے پر وہ حق کو ٹھکرا دیتے ہیں اور اس کو جھٹلا دیتے ہیں۔

علماء دیوبند کے فتاویٰ

۱- حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (روزہ وغیرہ کیلئے) اگر دوسری جگہ سے خبر آ جاوے تو اس کے معتبر ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے اور طریق موجب یہ ہیں: ایک شہادت بالرؤیت دوسرے شہادت علی الشہادۃ بالرؤیت تیسرے شہادت علی حکم الحاکم، چوتھے استفاضہ جو حکم حاکم میں ہے اور جب ان ذرائع سے خبر آئے گی تو اس پر عمل واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ترک واجب معصیت ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ اول تو ان مقدمات ریاضیہ میں بعض مخدوش ہیں دوسرے قطع نظر اس سے شریعت میں ان کا بالکل اعتبار نہیں کیا گیا۔

حدیث: "نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب. الشهر هكذا وهكذا وهكذا" (امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۰۲، ۱۱۱)۔

ب- اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہیں ہے، لیکن اگر اس کے باوجود اس خطہ سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت مل جائے تو اسے قبول کر کے اسی کے مطابق ثبوت رمضان یا عید کا اعلان کرایا جائے گا۔

ج- چاند کی رؤیت کے سلسلہ میں جہاں تک علماء موسمیات سے مدد لینے کی بات ہے

Marfat.com

تو مدد لینے میں چنداں مضائقہ نہیں ہے لیکن چاند کے ثبوت کیلئے محکمہ موسمیات پر مدار رکھنا درست نہیں ہے شرعی شہادت پر عمل کرنا واجب ہے۔

ب- ۲۹ ر شعبان کو مطلع ابر آلود ہو تو ایک عادل شخص کی رویت کی شہادت سے رمضان ثابت ہو جائے گا اور قاضی اس کی شہادت سے ثبوت رمضان کا اعلان کرا سکتا ہے تو اس صورت میں تیس رمضان کی گنتی پوری ہونے پر عید الفطر منانا حلال اور واجب ہے بالاجماع (مراقی الفلاح ر ۳۵۹)۔

اگر چہ تیس رمضان کو عید الفطر کا چاند نظر نہ آئے اور جبکہ رمضان شریف کا روزہ دو عادل شخص کی شہادت پر رکھا گیا ہو اور رمضان کی تیس تاریخ کو مطلع ابر آلود ہے تو رمضان کی گنتی تیس پوری ہو جانے کے بعد افطار کرنا اور عید الفطر منانا واجب ہے (شامی ۲ ر ۱۲۹، مراقی الفلاح ر ۳۵۹)۔

خلاصۂ کلام

ایک عادل یا دو عادل کی شہادت سے روزہ رکھا گیا ہے تو تیس روزہ پورا ہو جانے کے بعد عید الفطر منانا واجب ہے غلط بیانی سے کام لینے کا سوء ظن نہ رکھا جائے۔

۳- الف- رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے جب کہ مطلع صاف ہو جماعت کثیرہ کی شہادت شرط ہے (ہدایہ ار ۱۹۵-۱۹۶)۔

چاند دیکھنے والوں کے لئے عدل کا وہی معیار ضروری ہے جو فقہاء کرام نے لکھا ہے، چنانچہ فتاوی دار العلوم دیوبند (۶ ر ۳۵۰) میں ہے عدل کی وہی تفسیر اب بھی ہے جو فقہاء نے لکھی ہے (شامی ۲ ر ۱۲۳-۱۲۴)۔

بہر حال مطلع صاف ہونے کی صورت میں مجمع کثیر کی شہادت رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے شرط ہے، موجودہ دور میں عدل کیلئے وہی معیار ضروری ہے جو فقہاء نے لکھا ہے اور مستور کی گواہی معتبر ہے۔

ب — چاند دیکھنے والوں کے لئے لازم ہے کہ قاضی، مفتی، معتمد علیہ شخصیت اور رویت ہلال کمیٹی کے صدر کے پاس جا کر رویت کی شہادت دیں (ہندی فتاویٰ ہندیہ ۱۹۰)۔

چاند دیکھنے والوں کا یہ بیان اصولی طور پر نہ ہے ان کے لئے لازم ہے کہ جہاں نامور علماء اور مفتیان کرام یا ہلال کمیٹی ہو اپنے بیانات دیں کہ ہم لوگوں نے خود چاند دیکھا ہے اور یہ لوگ ثقہ و معتبر ہوں تو جب ان کی خبر کے سچ ہونے کا یقین یا غلبہ ظن ہو جائے تو مفتی یا قاضی یا ہلال کمیٹی کو چاند کے ثبوت کا اعلان کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ

چاند دیکھنے والوں کے لئے لازم ہے کہ قاضی وغیرہ کے پاس جا کر رویت کی شہادت دیں اور ان کا بیان اصولی طور پر نہ ہے۔

ج — چاند دیکھنے والوں کے لئے بلا تاخیر فوری طور پر شہادت دینا ضروری ہے لیکن اگر سواری وغیرہ کی مجبوری کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو یہ عذر تاخیر قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اگر چاند دیکھنے والے چند اشخاص سے بعد رات میں شہادت پہنچی تو قاضی یا مفتی فوری طور پر تصدیق کے بعد اعلان کرا دینا ضروری ہے تاکہ عید کی نماز ادا ہو یا رمضان کا روزہ شروع کیا جائے۔

اور اگر چاند دیکھنے کے بعد دن میں کافی تاخیر ہوگئی تو اگر چاند دیکھنے والے ثقہ و معتبر ہیں تو تصدیق کر کے فوراً اعلان کرا دیا جائے کہ اگر عید کا چاند ہے تو نماز عید پڑھ لی جائے جب کہ دوپہر نہ ہوتی ہو، بعد زوال فقہاء نے اس کی اجازت نہیں دی ہے، اور اگر رمضان کا چاند ہے تو ایک روزہ قضا کا اعلان کرا دینا لازم ہوگا (فتاویٰ شامی ۲/۳۸۶)۔

د — اگر کسی وجہ سے کسی مقام پر اس کی تحقیق نہ ہو سکے اور دوسرے مقام کے قاضی نے تصدیق کرنے کے بعد چاند ہونے کے ثبوت کا اعلان کر دیا تو اس مقام کے مسلمانوں پر اس

اعلان پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ (کذا فی کتب الفقہ)۔

ب- اگر کوئی قاضی یا مسلم مجسٹریٹ یا ہلال کمیٹی پورے ضلع یا صوبہ یا پورے ملک کیلئے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے اپنے حدود ولایت میں واجب العمل ہوگا، اس لئے جو فیصلہ پاکستان میں صدر مملکت کی طرف سے ریڈیو پر نشر کیا جائے اس شرط سے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند سے متعلق صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس کو قاضی یا ہلال کمیٹی نے دیا ہے اور اس کے نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں تو یہ اعلان پورے ملک کے لئے نافذ العمل ہوسکتا ہے (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ۱۷۷)۔

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوں چاند کے ثبوت کا اعلان کردیا تو وہ اعلان سلطان کا درجہ رکھتے ہوئے پورے ملک کے لئے نافذ العمل ہوسکتا ہے۔

د- ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے یہ اعلان اگر رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، یا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رؤیت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا مفتی مسلم نمائندہ ہو تو مقامی کمیٹی یا قاضی یا امیر کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کر کے رؤیت ہلال کا فیصلہ کردے (رؤیت ہلال/ ۱۹۲ از مولانا محمد میاں صاحب)۔

۵- الف- جن بعض علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے جس کی بناء پر چاند کی رؤیت ۲۹/ تاریخ کو بہت کم ممکن ہوتی ہے مثلاً برطانیہ تو ایسے علاقوں میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک: "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين" پر عمل کرتے ہوئے مہینہ میں دن کا شمار کر کے رمضان وعیدین کا فیصلہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

ب- اگر ان علاقوں میں مہینہ ۳۰ دن کا شمار کئے جاتے ہیں یعنی ممالک اسلامیہ کے حساب سے چار سال میں جو ایک ماہ کا فرق پڑ جانے کا خطرہ ہو تو ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے اعتبار سے مہینہ ۳۰ دن کا شمار کر کے رمضان و عیدین کے لئے عمل کریں یہی حدیث کا تقاضا ہے۔

ج- حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: "جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو، اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات و دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ چاند سے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے، صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے، جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں، جس ریڈیو پر ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں" (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۷۱)۔

اس اعلان کے لئے تین جگہوں کے اعلان کی کوئی شرط نہیں ہونی چاہئے۔

البتہ اعلان کرنے والے کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ کافر کی بات کا اس معاملہ میں قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری (ج ۲ ص ۳۲۲) میں ہے:

"لا یقبل قول الکافر فی الدیانات" یعنی غیر مسلم کی بات کا دینی معاملات میں کوئی اعتبار نہیں ہوگا لیکن بوجہ مجبوری غیر مسلم ملازم کا اعلان جب کہ وہ کسی مسلمان ہلال کمیٹی یا قاضی شریعت کے فیصلہ کی تحت ترجمانی کرے تو قابل تسلیم ہوگا۔

ریڈیو کی خبر کے سلسلہ میں آخر میں ایک بات پہلے ادارہ جمعیت علماء ہند کا بیان اور اس کے بعد مجلس تحقیقات شرعیہ کا فیصلہ آیا ہے اس سے مسئلہ واضح ہو کر سامنے آ گیا ہے جس کا خلاصہ یہ

ہے کہ ریڈیو سے رؤیت ہلال کا اعلان خبر ہے اصطلاحی شہادت نہیں ہے ریڈیو کا اجمالی اعلان کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا ہے یا کل عید منائی جائے گی قابل قبول نہیں ہے اور نہ اس طرح کے اعلان پر صوم یا افطار صوم درست ہے اسی طرح ایک ہی جگہ کے ریڈیو کے حوالے سے مختلف شہروں کے ریڈیو کی خبر بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

ریڈیو سے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالے سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہونے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً ریڈیو اسٹیشن سے اس طرح کے واضح اعلان پر صوم و افطار درست ہے ریڈیو پر اعلان کرنے والا کوئی متدین مسلمان نہ ہو، بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور وہ کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت کے فیصلہ کا بتصریح نام اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا۔

پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اسی وقت ہوگا جب ان کی اطلاع اصول و احکام مذکورہ کے مطابق ہوگی (فتاوی دارالعلوم ۶/ ۳۹-۴۰)۔

خلاصۂ کلام

رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کی طرف سے رؤیت کے ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ریڈیو کے ذریعہ اعلان پر دوسرے علاقوں کے ذمہ داران اعتماد کرتے ہوئے اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق رمضان وعیدین کے لئے عمل کر سکتے ہیں اور ریڈیو کے غیر مسلم ملازم کا اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا جب کہ وہ کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا قاضی شریعت کے فیصلہ کو بتصریح نام اعلام کرے۔

رؤیت ہلال سے متعلق مسائل کا شرعی حل

مولانا مجیب الغفار اسعد اعظمی

۱- الف- رؤیت ہلال کے سلسلے میں شرائط معتبرہ عند الفقہاء کا مطالع کے اختلاف میں اعتبار نہ ہوگا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، اور اس پر علماء کا اجماع ہے، اس کے برخلاف فقہاء کے جو اقوال ہیں وہ منقول اور معروف عن الفقہاء ہیں، ہم حدود اختلاف مطالع سے قطع نظر صرف اعتبار اختلاف مطالع کے سلسلے میں اختصار کے ساتھ علماء کے اقوال پیش کر رہے ہیں۔

مولانا عبد الحی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

"علماء حنفیہ اس امر میں مختلف ہیں، بعض کے نزدیک اختلاف مطالع مطلقاً غیر معتبر ہے اور بعض کے نزدیک معتبر ہے، اور تیسرا مذہب معتمد یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ لازم نہ ہوگی اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام پر لازم ہوگا" (۱) (۲۵۲)۔

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

"اور محققین کے نزدیک یہ ہے کہ جو بلاد قواعد ہیئات کے اعتبار سے اختلاف مطالع رکھتے ہیں ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا، اور ایک شہر کی رؤیت سے دوسرے شہر میں رؤیت کا حکم نہ دیا جائے گا، اور جو شہر اختلاف مطالع نہیں رکھتے ان میں رؤیت کا حکم دیا

۱- [illegible]

ہے گا" (۱/۳۴۵)۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: اور محققین حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جن شہروں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ان میں اختلاف مطالع معتبر ہے اور جن میں اس سے کم فاصلہ ہو ان میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے" (۱/۳۵۳)۔

اور فرماتے ہیں کہ یہی مذہب محدثین حنفیہ کا ہے، اور ابن عباسؓ کی ایک حدیث کے موافق ہے جو مسلم اور ترمذی میں مروی ہے (۱/۳۴۸)۔

مولانا نے اس کے لئے "مراقی الفلاح، تاتارخانیہ، مختارات النوازل، تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق اور حواشی مراقی الفلاح" وغیرہ کتب معتبرہ کے حوالے پیش کئے ہیں۔

مولانا یوسف بنوری "معارف السنن" میں لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری بھی زیلعی شارح "کنز الدقائق" کی رائے کی تصویب فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ابن رشد نے "قواعد ابن رشد" میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

"قال الشیخ: وکنت قطعت القول بما قاله الزیلعی، ثم رأیت فی "قواعد ابن رشد" نقل الإجماع علی اعتبار الاختلاف فی البلاد البعیدة أیضا" (۵/۳۳۴، الاختیار ۱/۱۲۸)۔

(شیخ علامہ انور شاہ نے فرمایا کہ میں نے زیلعی کے قول پر جزم کرلیا تھا پھر میں نے "قواعد ابن رشد" میں دیکھا کہ انہوں نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے)۔

علامہ بنوری فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی بات "الاختیار شرح المختار" میں "فتاوی الحسامیہ" کے حوالے سے مذکور ہے۔

Marfat.com

اور اس پر ابن عباس کی اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جو مسلم، نسائی، ابوداؤد، اور "ترمذی" میں موجود ہیں (معارف السنن ۵/ ۳۳۸)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (۴/ ۱۰۵) میں علامہ ابن عبد البر مالکی کے حوالے سے اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

"اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور کئی ایک مذہب ہیں، ایک مذہب یہ ہے کہ ہر بلد والے کے لئے ان کی رؤیت ہے، صحیح مسلم میں ابن عباس کی حدیث اس مذہب پر شاہد ہے، اور ابن المنذر نے یہی مذہب حضرت عکرمہ، قاسم، سالم، اور اسحاق بن راہویہ کا نقل کیا ہے، اور ترمذی نے اس کو اہل علم سے نقل کیا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور بات ذکر نہیں کی ہے۔ ماوردی نے اس کو شافعیہ کے یہاں ایک صورت قرار دی ہے۔

دوسرا مذہب اس کے بالمقابل ہے، وہ یہ کہ جب ایک بلد میں رؤیت ہوگی تو وہی تمام بلاد کے لئے لازم ہے، مالکیہ کے یہاں مذہب مشہور یہی ہے، لیکن علامہ ابن عبد البر مالکی نے اس کے برخلاف اجماع نقل کیا ہے، کہتے ہیں کہ بلاد بعیدہ جیسے خراسان واندلس ان میں سے ایک کی رؤیت کا دوسرے کے حق میں لحاظ نہیں کیا جائے گا، یہ بات علماء کے بیچ متفق اور مجمع علیہ ہے۔"

مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ یہ صرف مالکی علماء کا اجماع نہیں ہے بلکہ تمام علماء مذاہب کا اجماع ہے ماسوا الشاذ النادر، لہذا معلوم ہوا کہ ائمہ کا عدم اعتبار اختلاف مطالع کا مجمل قول ان بلاد قریبہ کے ساتھ مخصوص ہے جن کے افق میں اختلاف فاحش نہیں ہے۔

اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے والے ائمہ کا قول اپنے عموم پر نہیں۔

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ظاہر تو ایسا ہی ہے کہ ائمہ سے صرف عدم اعتبار اختلاف مطالع ہی کی بات منقول ہے، اور اس میں کوئی تفصیل اور قرب و بعد مسافت کا فرق ملحوظ نہیں ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان

سے جو کچھ بھی منقول ہے وہ ایک مجمل اور غیر مفصل بات ہے جس کا منشا اور وجہ یہ ہے کہ اس دور کے نظام مواصلات کے پیش نظر ایک ماہ میں اتنی طویل مسافت کو قطع کر لینا ممکن ہی نہیں تھا جس سے مطلع ہلال بدل جائے، اور اس کی کوئی صورت ہی نہیں تھی کہ آدمی کسی جگہ چاند دیکھے اور پھر اسی مہینہ میں ایسی جگہ پہنچ جائے جس کا مطلع مختلف ہو، اس لئے ایک شہر کے لوگوں کا چاند دیکھنا تمام لوگوں پر لازم ہو جاتا تھا اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوتا تھا، لہذا ان کے عدم اعتبار اختلاف مطالع کو اسی تناظر میں سمجھنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ان ائمہ حکماء امت پر مشرق ومغرب کے درمیان واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے مطالع کا اختلاف مخفی نہ رہا ہوگا، لیکن بعد کے لوگوں نے ان کی منشا اور مقصد کے برخلاف ان کے اقوال میں غیر معمولی توسع سے کام لیتے ہوئے اسے ہر مطلع کے لئے عام سمجھنے لگے جو بالکل غیر مناسب بات ہے، لوگوں پر لازم تھا کہ ان ائمہ کے اقوال کو سمجھنے کے لئے اس دور کے احوال وظروف کو پیش نظر رکھتے، اس لئے کہ اس طرح کے مسائل میں ظاہر پر جمود شان تفقہ کے مناسب نہیں۔

پھر حضرت کریب مولی ابن عباس کا قصہ جو مدینہ والوں سے پہلے اہل شام کی رؤیت کے سلسلے میں ہے، اور ابن عباس کا اسے قبول نہ کرنا اگر بہت سی وجوہ کا احتمال رکھتا ہے جن کو فقہاء نے بیان بھی کیا ہے جیسا کہ فتح اور بحر میں ہے، لیکن اس میں دو رائے نہیں کہ اس واقعہ سے قدیم ترین عہد سلف میں اختلاف مطالع کے اعتبار کا سراغ ملتا ہے، بلکہ اگر اس مسئلہ میں اس کو حجت اور سند کہہ دیا جائے تو کچھ بعید نہیں" (معارف السنن ۵/ ۳۳۸)۔

"أقل ما يختلف به المطالع مسيرة شهر كما فى بحر الجواهر، أقل ما يختلف به المطالع شهر" (جامع الرموز، مجموعہ فتاوی ۱/ ۳۴۸-۳۵۲)۔

علامہ شامی نے بھی اسی تحدید کو اختیار کیا ہے:

"ذكر ابن عابدين قدر البعد الذى يخلتف فيه المطالع مسيرة شهر

Marfat.com

فاکثر نقلا عن الجواہر" (معارف السنن ۵ / ۳۴۱)۔

علامہ شاہ انور کشمیری کی رائے یہ ہے کہ اس کی کوئی متعین حد نہیں، اس کا معاملہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہے۔ "وحد البعد مفوض الی رأی المبتلی به ولیس له حد معین" (معارف السنن ۵ / ۳۴۳)۔

مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں میلان و استواء کے اعتبار سے اختلاف، نیز اختلاف عرض اور خطوں کی بلندی و پستی میں تفاوت کے سبب اس کی حد بندی دشوار ہے، اس لئے کہ اختلاف میں کئی ایک باتوں کا دخل ہے، ان سب کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ بنانا مشکل ہے (معارف السنن ۵ / ۳۴۱)۔

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ جب دو شہروں میں ایک دن یا اس سے زیادہ کا فرق ہو تو اختلاف کا اعتبار ہوگا:

"نعم ینبغی ان یعتبر اختلافہا ان لزم منه التفاوت بین البلدتین باکثر من یوم واحد لان النصوص مصرحة بکون الشہر تسعة وعشرین او ثلاثین فلا تقبل الشہادة ولا یعمل بہا فیما دون اقل العدد ولا فی ازید من اکثرہ" (فتح الملہم شرح مسلم ۳ / ۱۱۳)۔

(اختلاف مطالع کا اعتبار وہاں کیا جائے گا جہاں اس کی وجہ سے (دو شہروں میں) ایک دن یا اس سے زیادہ کا فرق پڑ جائے، اس لئے کہ اس بات کی صراحت آئی ہے کہ مہینہ یا انتیس دن کا ہوگا یا تیس دن کا، اس لئے انتیس دن سے کم کی صورت میں (جب کہ اٹھائیس دن کا مہینہ لازم آتا ہو) یا تیس سے زیادہ کی صورت میں (جب کہ اکتیس دن کا مہینہ ہو جائے) نہ شہادت قبول ہوگی نہ اس پر عمل ہوگا۔

الجواب ۵: اس اعلان کے مطابق عمل کرنے میں جلدی نہ کی جائے، اپنے قاضی اور

Marfat.com

جہاں نظام قضا نہ ہو وہاں کسی ہلال میٹی کے فیصلے اور اعلان کا انتظار کیا جائے۔

"إذا خلا الزمان من سلطان ذى كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء ويلزم الأمة الرجوع إليهم"۔

(جب شرعی ضرورت کا پورا کرنے والا کوئی با اختیار حاکم نہ رہے تو تمام معاملات کی ذمہ داری علماء پر عائد ہو جاتی ہے، اور امت مسلمہ پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ علماء ہی کی طرف رجوع کریں (الحدیقۃ الندیہ بحوالہ رؤیت ہلال کا مسئلہ از مولانا برہان الدین سنبھلی)۔

پھر شرعی ضابطوں کی تکمیل کے بعد ان کی طرف سے اعلان ہو تب عمل کیا جائے۔

ایک قاضی کی قضا دوسرے قاضی کے شہر میں نافذ نہیں ہوتی، اس لئے دوسرے خطے کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اس اعلان کی پابند نہ ہوگی کما لا یخفی، اگر کتاب القاضی الی القاضی ہو تو وہ شرعاً حجت ہے۔

ھ- آلات (فون، فیکس، ٹیلی گرام، ریڈیو) کے ذریعہ جو خبر حاصل ہو وہ علی الاطلاق رؤیت ہلال کے مسئلے میں خبر و شہادت کے مقام میں شرعاً حجت نہیں اس لئے کہ یہ آلات فی نفسہا قضا، قاضی، شہادت شرعیہ، خبر مستفیض وغیرہ کے درجے میں نہیں آتے۔

ثبوت رؤیت ہلال کا مدار جن صورتوں پر ہے وہ سب تدلیس و تزویر سے پاک ہیں، برخلاف آلات مذکورہ کے کہ ان میں کم و بیش ہر ایک میں تزویر و تدلیس کا احتمال ہے، ہاں بشرائط معتبرہ عند العلماء یہ آلات رؤیت ہلال کے مسئلہ میں مفید ہو سکتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ مفید ریڈیو کے ذریعے خصوصی انتظام کے تحت شرائط معتبرہ کے ساتھ شرعی اعلان ہے جسے ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

اس کے بعد ٹیلی فون بھی غنیمت ہے، بشرطیکہ قرائن قویہ سے متکلم کی تعیین ہو جائے کہ فلاں شخص بول رہا ہے تو معتبر ہے، اگر خصوصی انتظام کے تحت شرعاً ثبوت رؤیت کے بعد اس آلہ

سے اطلاع واعلان کا کام کیا جائے تو یہ بہتر صورت ہوگی۔

تار و خط اور ٹیلی فون کی خبر کے سلسلے میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کا فیصلہ احتیاط فی الدین کے پیش نظر وقیع ہے، اس میں فیکس کا حکم مذکور نہیں، لیکن چونکہ خط اور فیکس دونوں کا حکم ایک ہی ہے اس لئے مجلس کا فیصلہ فیکس کو بھی شامل ہوگا، فیصلہ کا متن یہ ہے: "تار، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے فون اور خط آئیں اور علماء کہیں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول ہوگا (رؤیت ہلال کا مسئلہ ۱۱)۔

۲- الف- "سدا للذریعة" یہ بہتر ہے کہ فلکیاتی حساب سے مدد نہ لی جائے

ب- شہادت قبول کی جائے گی۔

ج- "سدا للذریعة" یہ بہتر ہے کہ محکمۂ موسمیات سے مدد نہ لی جائے۔

د- امام حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے یہ روایت کی ہے کہ احتیاطا روزہ نہ چھوڑے، اور امام محمد سے یہ روایت ہے کہ روزہ توڑ دیں، یہ تبیین میں لکھا ہے کہ غایۃ البیان میں ہے کہ قول امام محمد کا صحیح ہے، یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔

شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ یہ اختلاف اس وقت ہے کہ چاند نہ دیکھیں اور آسمان صاف ہو، اور اگر آسمان پر ابر ہو تو بلا خلاف روزہ توڑ دیں، یہ ذخیرہ میں لکھا ہے (فتاویٰ ہندیہ ا۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں کہ اگر ابر وغبار کی وجہ سے چاند نہیں دکھائی دیا تو امام محمد کے نزدیک افطار کیا جائے، اور امام یوسف کے نزدیک اکتیسواں روزہ بھی رکھا جائے۔

حموی شارح "اشباہ" لکھتے ہیں:

"وفی الذخیرة الواحد إذا شهد علی هلال عند القاضی قبل شهادته وأمر الناس بالصوم فلما أتموا ثلاثین یوما غم هلال شوال قال أبوحنیفة وأبویوسف: یصومون من الغد وإن كان یوم الحادی و الثلاثین یعنی لكونه

خروجا عن العبادة فيحتاط فيه وقال محمد: يفطرون، قال شمس الائمة الحلوانی: هذا الاختلاف فيما إذا لم يروا هلال شوال والسماء مصحية. فاما إذا كانت متغيمة، فإنهم يفطرون بلاخلاف" (مجموعہ فتاوی عبدالحی ۱/۱۔۳۵)۔

(ذخیرہ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے رمضان کے چاند کی گواہی قاضی کے سامنے دی اور قاضی اس کی شہادت کو مان کر لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دے دے پھر تیسویں رمضان کو عید کا چاند نہ دکھائی دے تو لوگوں کو دوسرے دن روزہ رکھنا چاہئے گو اکتیسویں تاریخ ہو، کیونکہ اپنے ذمہ سے ایک عبادت کو ادا کرنا ہے اس لئے احتیاط کرنا چاہئے، یہ امام ابوحنیفہ اور ابویوسف کا قول ہے، اور امام محمد کے نزدیک افطار کر لینا چاہئے۔ شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب آسمان صاف ہو اور پھر بھی شوال کا چاند نہ دکھائی دے، لیکن اگر ابر ہو تو بالاتفاق افطار کر لینا چاہئے)۔

۳- الف- ایسی جماعت کثیر کی گواہی قبول ہوگی جن کے خبر دینے سے یقین حاصل ہو جائے، اور وہ امام کی رائے پر موقوف ہے، کچھ مقدار مقرر نہیں ہے، یہی صحیح ہے، یہ اختیار شرح مختار میں لکھا ہے۔ رمضان، شوال اور ذی الحجہ کا چاند اس حکم میں برابر ہے،" بہشتی زیور" میں ہے: اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا، چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا، البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں، اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہوگا۔

"فإن لم يكن في السماء علة لم تقبل الشهادة حتى يراه جمع كثير يقع العلم بخبرهم" (قدوری)۔

سوال کے دوسرے جزء سے متعلق عرض ہے کہ مستور الحال کی خبر بلا دعوی اور بلا الفاظ

Marfat.com

شہادت کے رمضان کے بارے میں مقبول ہے، اسی طرح شہادت دینے والا صاحب مروت ہو کہ بظن غالب سچ ہوگا تو اس کا قول مان لیا جائے گا۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے فتاویٰ میں اس کا ذکر ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

سوال: شاہد ہلال رمضان کا عادل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ظاہر الروایۃ میں عدالت شرط ہے اور امام حسن نے امام ابوحنیفہ سے جو روایت کی ہے اس کے اعتبار سے عدالت شرط نہیں ہے، بلکہ مستور الحال کی شہادت بھی قابل قبول ہے اور یہی طحاوی اور شمس الائمہ حلوانی کا مذہب ہے، اور متاخرین نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔

"درمختار میں ہے کہ عادل یا مستور الحال کی خبر بلا دعویٰ اور بلا الفاظ شہادت کے رمضان کے بارے میں مقبول ہے جب کہ ابر یا غبار وغیرہ ہو، جس کی تصحیح بزازی نے کی ہے، ظاہر الروایۃ اس کے خلاف ہے، اور فاسق کی خبر بالاتفاق نہیں مانی جائے گی، انتہی مختصراً۔ اور حمادیہ میں ہے کہ اگر مخبر مستور الحال ہو، پس ظاہر تو یہ ہے کہ اس کی خبر قبول نہ کی جائے لیکن امام حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ اس کی شہادت مقبول ہے اور یہی صحیح ہے (انتہی)۔ اور ابوالمکارم شرح نقایہ میں کہتے ہیں کہ طحاوی نے عدالت کی شرط نہیں لگائی ہے، بعضوں نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ عدالت حقیقیہ شرط نہیں ہے، بلکہ عدالت ظاہرہ کافی ہے، خزانہ میں ہے کہ شہادت مستور اس معاملہ میں مقبول ہے، اور اسی سے حلوانی نے اخذ کیا ہے، انتہی۔"

اور بحر العلوم رسائل الارکان میں لکھتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ شرط عدالت اس قسم کے معاملات میں ہمارے زمانے میں بہت خلل انداز ہوتی ہے خصوصاً رمضان کے معاملے میں، پس بہتر یہ ہے کہ امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا جائے کہ اگر شہادت دینے والا صاحب مروت ہو اور بظن غالب سچا ہو تو اس کا قول مان لیا جائے کہ روزے کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ ([illegible])

رؤیت ہلال اور ثبوت احکام کے حدود

نا معلوم

۱- الف- ایک جگہ چاند نظر آجانے کے بعد اس جگہ سے کتنی مسافت تک ثبوت شرعی ہم پہنچ جانے کی بناء پر رؤیت کا حکم نافذ ہوجاتا ہے یہ بحث قبل زمانہ سے علماء کرتے چلے آئے ہیں اگرچہ ایک خیال یہ تھا جس کو عام حنفی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے شوافع کے مشہور ترجمان علامہ نووی نے اپنے بعض اصحاب کا قول بتایا ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت سے تمام روئے زمین کے لوگوں پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوجاتا ہے بشرطیکہ شرعی ثبوت فراہم ہوجائے، مسلک احناف کی ہر کتاب میں یہ مسئلہ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ساتھ موجود ہے اور نوویؒ نے اپنے اصحاب یعنی شوافع میں کچھ علماء کا بھی یہی مسلک بتایا ہے: "قال أصحابنا: تعم الرؤية في موضع جميع أهل الأرض" لیکن اب کوئی بھی عملی طور پر اس بات کا ماننے والا نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام دنیا کے رہنے والوں کے لئے موجب حکم ہوگی۔ علامہ محی الدین نووی شارح مسلم شوافع کا صحیح قول یہی بتاتے ہیں کہ:

"والصحيح عند أصحابنا أن الرؤية لا تعم الناس بل تختص بمن قرب على مسافة لا تقتصر فيها الصلوة و قيل: إن اتفق المطلع لزمهم"۔

گویا اب تمام مذاہب فقہ اس پر متفق ہیں کہ کسی جگہ کی رؤیت اس مقام سے دور دراز علاقہ والوں کے لئے موجب حکم نہیں ہوگی، یہاں ہندوستان میں ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ

Marfat.com

بلکہ اب تو آنے جانے والے دیندار افراد کے ذریعہ بھی یقینی خبریں ملتی ہیں کہ حجاز، شام، مصر اور دیگر عرب ممالک میں فلاں دن عید یا رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی مگر یہاں اس کے مطابق عید یا رمضان کا فیصلہ کرنے کی جرأت تو درکنار اس کی تحریک بھی پیدا نہیں ہوتی گویا عملاً اس کا اتفاق ہے کہ اتنی دوری کی رؤیت یہاں معتبر نہیں ہوگی اس بارے میں صحابی رسول حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا اسم گرامی سرفہرست ہے (بخاری شریف کے علاوہ) حدیث کی تمام معتبر ومتداول کتابوں میں جزوی فرق کے ساتھ ان کا یہ مشہور واقعہ مذکور ہے (اسی طرح بعض فقہی کتابوں میں بھی) کہ انہوں نے حضرت کریب کی شہادت رؤیت اور شام (جن میں حضرت امیر معاویہ بھی ہیں) کے مدینہ سے ایک روز قبل روزہ رکھنے کے واقعہ کو حجت ماننے اور اس پر فیصلہ کرنے سے انکار کردیا تھا (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۸۳)۔

ان تفصیلی عبارتوں پر غور کرنے سے اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے والوں کی بات میں وزن محسوس ہوتا ہے تب ہی تو آج سب لوگ گویا اسی راہ کو عملاً اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اب کچھ معتبر کتابوں سے وہ تفصیل پیش کی جارہی ہے جس سے استدلال کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

"درمختار میں ہے کہ اس میں مسلک اعتبار اختلاف کی تائید اس حکم سے بھی ہوتی ہے جو کتاب الصلوۃ میں گذر چکا ہے کہ جو لوگ ایسے مقامات پر رہتے ہیں کہ جہاں عشاء کا وقت ہی نہیں آتا ان پر عشاء اور وتر ضروری نہیں اور "فتاویٰ حسامیہ" میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر چاند دیکھنے کی شہر میں تیس روزے رکھے گئے اور دوسری جگہ انتیس روزے تو اگر یہ دونوں مقام قریب ہیں کہ مطلع نہ بدلے تب قضا واجب ہوگی ورنہ نہیں" (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۲۹)۔

۱- فقہ کی مشہور ومعروف کتاب "مراقی الفلاح (شرح نور الایضاح)" میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے کی بابت لکھا ہے: "اختاره صاحب التحرير كما اذا رأى الشمس

Marfat.com

عند قوم و غربت عند عیدھم فالظھر علی الأولین" (مراقی الفلاح، ۱۰۹)۔

۲- شمس الائمہ حلوانی کے بارے میں منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: "إنه الصحیح من مذھب اصحابنا" مولانا عبدالحی نے ان صراحتوں کے علاوہ اور بھی چند نام ایسے علماء اور ان کتابوں کا ذکر کئے ہیں جن کے بیانات سے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے، طوالت سے بچنے کے لئے یہاں علماء اور کتابوں کا نام ذکر کئے جاتے ہیں:

۳- مفتی ابوالسعود الطحطاوی شارح مراقی الفلاح

۴- النہرالفائق

۵- الجواہر

۶- تاتارخانیہ

۷- الظہیریہ عن ابن عباس

۸- مختارات النوازل

۹- قدوری، ان قدیم علماء کے علاوہ عصر حاضر کے علماء نے بھی فی الجملہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔

ب- جس کا کچھ اندازہ گزشتہ صفحات سے ہو گیا ہوگا اور عملاً تو سب ہی اس پر متفق ہیں جب یہ چلن عملی طور پر ایک طرح سے مسلم ہے کہ مقام رؤیت سے دور دراز کے شہروں میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا قریب کے مقامات میں نہیں تو اب یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ کتنے فاصلے کو بعید قرار دیا جائے کہ اس کی وجہ سے دوسری جگہ رؤیت نافذ نہ ہو سکے اور کس فاصلے کو قریب کیا جائے کہ وہاں رؤیت کا اثر لازم ہو جائے اس بارے میں بھی قدیم زمانے سے اختلاف چلا آرہا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں پانچ مذاہب بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

مسافت بعیدہ کی میعاد

۱- علم ہیئت کے اعتبار سے جتنی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہو وہ بعید ہے (یہ قول فتاویٰ مولانا عبدالحی میں بھی ذکر کیا گیا ہے) اور نووی نے بھی اپنے بعض اصحاب کا مسلک بتاتے ہوئے اسی طرح سے نووی نے مذہب کے بارے میں لکھا ہے۔

۲- مسافت قصر بعید ہے (اسی قول کو شاہ ولی اللہ نے المصفیٰ ص ۲۲۷ شرح موطا (مطبع فاروقی دہلی میں) اختیار کیا ہے اور شارح مسلم نووی نے بھی اسے راجح بتایا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

۳- مقام رؤیت سے اتنا فاصلہ کہ جہاں عادۃً چاند نظر آنا چاہئے اور وہاں تک فاصلہ قریب ہے اس سے زیادہ بعید ہے۔

۴- سلطان کے نزدیک اگر رؤیت ثابت ہو جائے تو وہ اپنے حدود مملکت میں (چاہے وہ جتنے وسیع ہوں) تمام لوگوں پر اس کا حکم نافذ کر سکتا ہے گویا ایک ملک کا ہر حصہ قریب ہے اور بیرون ملک کا بعید ہے۔

۵- ایک اقلیم کے تمام حصے قریب ہیں اور دوسری اقلیم میں واقع حصے بعید ہیں (سابق دنیا کو ہفت اقلیم میں تقسیم کیا گیا تھا) (فتح الباری ج ۴ ص ۱۰۸)

علامہ شوکانی نے ان تمام مذاہب کو نقل کرنے کے بعد ایک مذہب اور بیان کیا ہے اور چھ مذاہب ہو جاتے ہیں۔

۶- مقام رؤیت سے جو جگہ (طبعی اور جغرافیائی اعتبار سے) مختلف ہو بعید ہے اس کے علاوہ قریب۔ مثلاً بلند مقام پر چاند نظر آیا تو اس رؤیت کو نشیبی علاقے کے لئے تسلیم نہیں کیا جائے گا اسی طرح اس کے برعکس (فتح الباری ج ۴ ص ۱۰۸) ان اقوال کے علاوہ چند مذاہب کتب فقہ اور شروح میں ہیں۔

Marfat.com

۷- ایک مہینہ مسافت بعید ہے اور اس سے کم مسافت قریب ہے (نیل الاوطار ۴/۲۰۶)
اور اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

۸- حضرت علامہ عثمانی اپنی مایۂ ناز" تالیف فتح الملہم" میں تحریر فرماتے ہیں:

"ینبغی أن تعتبر اختلافہا إن لزم التفاوت بین البلدتین بأکثر من یوم واحد: لأن النصوص مصرحة بکون الشہر تسعة و عشرین أو ثلاثین فلا تقبل الشہادة ولا فیہادون العدد و لا أزید من أکثرہ" (فتح الملہم شرح مسلم ۳/۱۱۳)۔

(مناسب یہ ہے کہ ایسے مقامات کے درمیان اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے جہاں تاریخوں میں ایک دن سے زیادہ کا فرق عادۃ ہوتا ہے، کیونکہ نصوص میں تصریح ہے کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے (کم نہ زیادہ) تو ایسی جگہ کی شہادت پر عمل نہیں کیا جائے گا جہاں کی شہادت پر عمل کرنے سے ۲۹ سے کم یا ۳۰ سے زیادہ کا مہینہ بن جاتا ہو اپنی کسی جگہ کی رؤیت کی بناء پر دوسری اسی جگہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا جس سے مہینہ کی دنوں کی منصوص ومقرر تعداد ۲۹-۳۰ دن)۔

ب- فرق آجائے، کیونکہ اس صورت میں نصوص صریحہ صحیحہ کے خلاف ورزی لازم آئیگی گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حجاز، مصر، شام اور دیگر مشرق وسطی کے ممالک میں رؤیت ہوجانے سے یہاں فیصلہ نہیں کیا جائیگا (چاہے ثبوت شرعی مل جائے)، کیونکہ وہاں اور یہاں کی قمری تاریخ میں کم سے کم ایک دن کا فرق تو اکثر ہوتا ہے اور کبھی کبھی دو دن کا بھی ہوجاتا ہے، لیکن ہندوستان و پاکستان کے کسی حصہ میں ایسا ہونا لازمی نہیں ہے، اس لئے ان دونوں ملکوں کے مابین اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہی بات حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے استدلال سے مترشح ہوتی ہے، علامہ کشمیریؒ زیلعی کے قول (اختلاف مطالع کا اعتبار (کیا جائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں:

ریڈیو کی خبر کا حکم

ریڈیو کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر نشر ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہے، پہلی تو وہی ہے جس کا ہندوستان میں عام رواج ہے کہ ریڈیو خبر کی طور پر یہ بات بیان کرے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا یا نظر آیا، یا دیکھا گیا خواہ ایک جگہ کی رؤیت کے بارے میں اطلاع دی جا رہی ہو یا کئی جگہ کی (درآں حالیکہ ریڈیو کی یہ اطلاع اس کے اپنے ذرائع پر مبنی ہو اس صورت میں ریڈیو کی خبر کا اعتبار کر کے اس کی بنیاد پر کسی دوسری جگہ پر رؤیت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، چاہے اس خبر کو نشر کرنے والے کوئی معتبر مسلمان ہی ہو، کیونکہ فقہاء کرام نے اس نوعیت کی خبر جس میں یہ بات بیان کیا جائے کہ فلاں جگہ لوگوں نے چاند دیکھا کے بارے میں تصریح کی ہے کہ اگر ایک جماعت بھی بیان کرے تب بھی اس پر اعتماد کر کے کسی رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کتب فقہ میں ہے۔

"ایک جماعت اگر کسی جگہ چاند دیکھے جانے کی بابت گواہی دے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن قبل چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے اور وہ آج ان کے حساب سے ۳۰ تاریخ ہے حالانکہ ان گواہی دینے والوں نے خود چاند نہیں دیکھا، تو بعد رؤیت کے علاوہ دوسرے لوگوں کا اگلے دن عید منانا جائز ہے، اور نہ آج کی رات میں تراویح ترک کرنا درست ہے، کیونکہ اس جماعت نے نہ تو خود چاند دیکھا، اور نہ چاند دیکھنے والوں کی شہادت پر شہادت دی ہے، اس لئے اعتبار نہیں ہے" (فتح القدیر ۲/۳۲۲، عالمگیری ۱/۲۱۱، شامی ۲/۹۲، مجمع الانہر ۱/۲۳۵ [illegible] حضرت مولانا مفتی [illegible] صاحب)۔

مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر ایک جماعت بھی (جماعت سے [illegible] کی جماعت مراد ہے) کسی جگہ رؤیت ہو جانے کی شہادت دے جب کہ ان میں سے کسی نے خود چاند نہیں دیکھا اور نہ کسی چاند دیکھنے والے کی گواہی پر شہادت دی تو بھی اس کا اعتبار نہیں (حالانکہ شریعت میں جماعت کا بڑا وزن ہے اور اکثر معاملات میں اس کی خبر و شہادت حجت ہے، تو [illegible]

صداقت و ثقاہت سے متعلق بہت سے احتمالات ہیں، اور مجال تخمین موجود ہے اس کی خبر کو کس طرح فیصلہ کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے، یہاں یہ بات بھی صاف ہو گئی ہے کہ اس طرح کی خبریں متعدد مقامات کے ریڈیو اسٹیشن نشر کریں تب بھی یہی حکم ہے۔ جب تک ان خبروں میں استفاضہ کی شان پیدا نہ ہو کیونکہ اگر ایک جگہ ریڈیو اسٹیشن کی خبریں زیادہ سے زیادہ ایک جماعت کی خبر کے درجہ میں آئے گی اور جماعت کی خبر کے بارے میں حکم معلوم ہو چکا ہے کہ محض اس پر رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ استفاضہ خبر کے درجہ تک پہنچ جائے یہاں اس بات کا بھی ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ محکمہ ریڈیو کی طرف سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مقامی جامع مسجد کے امام یا شہر کے کسی بڑے عالم سے معلوم کر کے ریڈیو تک نشر کرتا ہے (شامی ۲/ ۹۴)۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ کسی جگہ علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رؤیت کا فیصلہ کیا اور اناؤنسر اس فیصلہ کو پوری تفصیل وتصریح کے ساتھ ہلال کمیٹی یا عالم کی جانب سے منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے تو اس طرح کے اعلان کو حجت سمجھا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اعلان سننے والوں کی دو قسمیں ہوں گی۔

اور دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ قسم اول۔ اسی شہر یا اس کی مضافات میں رہنے والے لوگ (جہاں ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے) ان کے لئے یہ اعلان حجت ہوگا، اس لئے یہ اگر رمضان کا چاند ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اور اگر عید کا ہے تو افطار کرنا۔ حضرت مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات ودیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند بنایا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبر پر نشر

Marfat.com

نہ کرے۔ صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے جن الفاظ کا فیصلہ کیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کے لئے درست نہیں

(بحوالہ آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ۱۸۸)۔

رؤیت ہلال کا حکم فون کے ذریعہ

ٹیلی فون پر آنے والی چاند کی خبر کا حکم خط جیسا ہے جب تک اس فون کی خبر سے متعلق یہ اطمینان ہو جائے کہ جس کی طرف سے فون کیا جانا سمجھا جا رہا ہے وہ واقعتاً وہی شخص ہے کوئی دوسرا آواز کی نقل نہیں کر رہا ہے اور دیندار ہے جسے یہ فون سننے والا شخص خوب پہچانتا ہے۔ اور پھر اس مقام کے دیگر افراد سے تصدیق کی جائے، پوری اطمینان ہو جانے کے بعد اس اطلاع کو ایک خبر کی حیثیت حاصل ہوگی۔ چنانچہ جس حکم کے لئے ایک خبر کافی ہوتی ہے، اس کے بارے میں فون کی خبر سے فیصلہ کیا جانا ممکن ہوگا۔ لیکن جن احکام میں ایک خبر کافی نہیں ہوتی ہے بلکہ شہادت کی ضرورت پڑتی ہے ان کے سلسلے میں فون کی خبر کسی طرح فیصلہ کی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ فون پر شہادت نہیں ہو سکتی، اس لئے شہادت میں شاہد کا سامع کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے ہاں اگر اتنے زیادہ فون آئے کہ ان میں تواتر و استفاضہ کی شان پیدا ہو گئی ایسی حالت میں کہ اس کا انکار ناممکن، انکار ناممکن ہو جائے اور فیصلہ کرنے والی اتھارٹی کو پورا یقین ہو گیا تب اس کی بنیاد پر بھی فیصلہ کیا جانا ممکن ہوگا۔ اور اس فیصلہ کا اثر کمیٹی کے دائرہ کار تک رہے گا کسی کو شہرت یا اس بات کی اطلاع کہ فلاں شہر میں چاند ہو گیا بالکل ناقابل اعتبار ہے فون سننے والے اس طرح کسی شخص سے فون پر چاند دیکھنے کی خبر آتی ہے اس شہر کی تصدیق کرنے والے افراد سے معلوم ہو لیکن اگر فون سننے والا شخص قاضی ہے یا قاضی کا قائم مقام ہے تو ایک فرد بھی کافی ہوتا ہے۔

تار اور ٹیلکس: چاند کی رویت کی اطلاع کے ایک دو تار آئیں یا ٹیلکس، ان کا قطعی

Marfat.com

اعتبار نہیں ہاں اگر بہت تار آئیں اور دو سے زیادہ سے بھی اس کی تائید ہوگئی ہو تو یہ چیز جس مستفیض کے تحقیق میں معین ہوسکتی ہے اس لئے محض تار کی جس پر روزہ رکھنا یا توڑنا درست نہ ہوگا۔

توڑنے کی صورت میں قضا ضروری ہوگی (الا یہ کہ بعد میں یہاں بھی یہی فیصلہ ہو جائے کہ رؤیت ہوگی)

تار وائرلیس: ان دونوں کے بارے میں موجودہ در کے تمام قابل ذکر و صاحب نظر علماء کا فتوی یہ ہے کہ ان کا تنہا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ تار کسی کی طرف سے کوئی بھی شخص دے سکتا ہے، اس لئے یہ پتہ چلنا ہی دشوار ہے کہ یہ تار کس شخص نے دیا ہے، جب تار دینے والے کا تعین ہی نہیں ہوا تو اس کے معتبر ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اب علماء کے اقوال سنئے! حضرت اقدس اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں، اس باب میں تار کی خبر اصلاً قابل اعتبار لائق علم نہیں ہوگی (فتاوی اشرفیہ حصہ ۳ ص ۱۲ و بوادر النوادر ص ۱۲۳)۔

یہی بات مولانا عبدالحئی فرماتے ہیں کسب ضوابط فقہیہ تار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا (فتاوی مولانا عبدالحئی ۱/ ۳۴۸)۔

فتوی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کا ہے قواعد شرعیہ کے مطابق تار کا اعتبار اور اس پر اعتبار کر کے روزہ اور عید جائز نہیں۔ (فتاوی دار العلوم ج ۳ ص ۱۴۱) مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تار وائرلیس، دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں، وائرلیس یعنی لاسلکی پیغام اور ٹیلی گراف (تار) کا ثبوت ہلال وغیرہ امور دینیہ امور میں کسی حال میں کوئی اعتبار نہیں نہ شہادت کے درجے میں آسکتے نہ خبر شرعی کے اور نہ ہلال رمضان ان سے ثابت ہوسکتا ہے نہ ہلال عید کے، ہاں اگر بہت سے خطوط آئے اور وہ دیگر مختلف ذرائع سے رؤیت کی خبر ملی اور اس میں کچھ تار بھی ہوں کثرت پیدا کرنے کی بناء کر استفاضہ کی تحقیق کئی تار بھی کام آسکتے ہیں جیسا کہ مولانا عبدالحئی فرماتے ہیں:

''باقی شہادت خطوط تار بکسب اس پر عام حکم بھی دیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو رؤیت ہلال مولانا محمد برہان الدین سنبھلی فقہی مباحث ۱/۲۱۰)۔

۲- ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''الشهر تسع وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه، فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين'' (صحیح بخاری ۱/۲۵۶)۔

(یعنی انتیس راتوں کا ہے اس لئے روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو پھر اگر تم پر چاند چھپ جائے تو (شعبان) کی تعداد تیس دن پورے کر کے رمضان سمجھو)۔

''لاتصوموا حتى تروه، فإن غم عليكم فاقدروا له'' (جب تک چاند نہ دیکھ لو اور عید کے لئے افطار اس وقت تک نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر تم پر چاند مستور ہو جائے تو حساب لگاؤ (یعنی حساب سے تیس دن پورا کرو))، یہ دونوں حدیثیں حدیث کی دوسری مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں جن پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا اور دونوں میں حتمی روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی رؤیت پر رکھا ہے، لفظ رؤیت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کا ہے اس کے سوا اگر کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں مجاز ہے، اس لئے حاصل اس ارشاد نبوی کا یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے، معلوم ہوا کہ مدار احکام چاند کا افق پر موجود نہیں ہے، بلکہ رؤیت ہے اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رؤیت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہیں کیا جائے گا حدیث کے اس مفہوم واضح کو حدیث کے آخری جملے اور زیادہ واضح کر دیا جس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر چاند تم سے مستور اور چھپا ہوا ہو یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں تو پھر تم اس کے مکلف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل کرو یا آلات رصدیہ اور دوربینوں کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو، بلکہ فرمایا: ''فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين'' یعنی اگر تم سے مستور ہو جائے تو

۳۰ دن پورے کرکے مہینہ ختم سمجھو اس میں لفظ غم خاص طور پر قابل نظر ہے اس لفظ کا لغوی معنی عربی میں محاورہ کے اعتبار سے بحوالہ قاموس وشرح قاموس یہ ہے۔ "غم الهلال على الناس إذا حال دون الهلال غيم" سے بحوالہ اوغیرہ فلم پرتاج العروس شرح قاموس۔

لفظ غم الہلال علی الناس اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ ہلال کے درمیان کوئی بادل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند نہ دیکھا جا سکے جس سے معلوم ہوا کہ چاند کا وجود خود حضور ﷺ نے تسلیم کرکے یہ حکم دیا ہے، کیونکہ مستور ہو جانے کے لئے موجود ہونا لازمی ہے۔ جو چیز موجود ہی نہیں اس کو معدوم کیا جا سکتا ہے۔

محاورات میں اس کو مستعار نہیں کئے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند مستور ہو جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں ان میں سے کوئی بھی سبب آوے بہر حال جب چاند نگاہوں سے مستور ہو گیا اور دیکھا نہ جا سکا تو حکم شرعی یہ ہے کہ روزہ وعید وغیرہ میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام کے لئے راستے میں چاند پر نظر پڑی تو چاند کا سائز اور روشنی دیکھ کر آپس میں گفتگو ہوئی بعض نے کہا کہ یہ دو رات کا چاند ہے بعض نے کہا کہ تین رات کا چاند ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو کس رات میں دیکھا بتلایا گیا کہ فلاں شب میں رؤیت ہوئی تھی ابن عباسؓ نے فرمایا: "إن رسول الله ﷺ أمر للرؤية فهو لليلة رأيتموه" یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس کو رؤیت کی طرف منسوب فرمایا ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہاں مسئلہ چاند کے وجود کا نہیں، بلکہ اس کے عام نگاہوں کے لئے قابل رؤیت ہونے کا ہے اور دوربین کا ذریعہ کسی شعاعوں سے مستور چاند کو دیکھ لینا یا بذریعہ ہوائی جہاز پرواز کرکے بالوں سے اوپر جا کر چاند کو دیکھ لینا عام رؤیت کہلانے کا مستحق نہیں اور کسی چیز کو قابل ہونا یا دیکھا جانا یہ مسئلہ نہ سائنس کا ہے نہ محکمہ موسمیات وفلکیات سے اس کا کوئی علاقہ ہے یہ عام واقعاتی معاملہ ہے اگر کوئی شخص

ایک معین وقت یا معین جگہ میں کسی واقعہ کے دیکھنے کا مدعی ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت وہاں موجود تھے ہم نے یہ واقعہ نہیں دیکھا تو اس کا فیصلہ نہ محکمہ موسمیات کے پاس جانے کی چیز ہے نہ محکمہ فلکیات و رجانیات سے اس کا کوئی تعلق ہے اس کا فیصلہ اسلامی عدالتوں میں قاضی شرعی اور عام حکومتوں میں کوئی جج ہی کر سکتا ہے جو شاہدوں کے حالات اور بیانات وغیرہ پر معتبر شہادت کو پہچانے گا، ہاں اگر مسئلہ چاند کے وجود کا ہوتا تو بے شک وہ قاضی شرعی یا جج سے دیکھنے کی کوئی چیز نہیں، وہ ماہر فلکیات ہی بتا سکتا ہے کوئی قاضی یا جج بھی فیصلہ کرتا تو ماہرین فلکیات کے بیان سے کرتا (رسالہ رویت ہلال مفتی محمد شفیع صاحب ۱۵-۱۶)۔

الف- چاند کی رویت سے محکمہ موسمیات سے مدد نہیں لی جا سکتی جیسا کہ دفعہ ۲ میں تفصیل سے معلوم ہوا۔

ب- صورت مذکورہ میں رویت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو اسے قبول کیا جائے گا اور فلکیات حساب سے چاند کی رویت کا امکان نہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

ج- اگر ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کر دیا ہو اس کے بعد رمضان کی ۳۰ تاریخ مکمل ہو چکی ہو ۳۰ رمضان کی شام مطلع بالکل صاف ہو اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود کسی کو عید کا چاند دکھائی نہ دے تو امام مالک اس مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ وہ گواہ جھوٹا ہے اور امام خلیل نے اپنی کتاب مختصر میں لکھا ہے کہ باوجود مطلع صاف ہونے کے ۳۰ کو چاند نظر نہ آئے تو ان گواہوں کو جھوٹا قرار دیا جائے گا [illegible] رویت ہلال ۲۱)۔

الف- اگر مطلع صاف ہو لیکن ایسا گرد و غبار، دھواں یا بادل وغیرہ افق پر چھایا ہوا نہیں ہے جو چاند کی رویت میں حائل ہو سکے اور اس کے باوجود کسی بستی یا شہر کے عام لوگوں کو چاند نظر نہیں آیا تو اس صورت میں ہلال عید کے لئے صرف دو چار آدمیوں کے اس بیان کا کار آمد

ہوگا کہ ہم نے اس بستی یا شہر میں چاند دیکھا ہے، بلکہ اس صورت میں ایک جم غفیر بڑی جماعت کی گواہی ضروری ہوگی جو مختلف اطراف سے آتے ہوں اور اپنی جگہ چاند دیکھا کریں کسی سازش کا احتمال نہ ہو اور جماعت کی کثرت کے سبب عقلاً یہ باور نہ کیا جاسکے کہ اتنی بڑی جماعت جھوٹ بول سکتی ہے اس جماعت کے تعداد شرعاً نہیں جتنی تعداد سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ سب مل کر جھوٹ نہیں بول سکتے فداد کافی ہے۔ البتہ رمضان وعیدین کے علاوہ نومہینہ کے چاند میں ہر ہو یا مطلع صاف دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت کافی ہے (شامی ۲/ ۱۵۲)۔

اگر ابر اور گرد وغبار آسمان پر کچھ نہ ہو تو جمع عظیم کی شہادت ضروری ہے جس سے غلبہ ظن حاصل ہو جائے۔

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید الفطر کے لئے بڑی جماعت کی شہادت درکار ہے جو کہ متفقہ طور پر جھوٹ بولنا عقل تسلیم نہ کرے۔

"وإن لم یکن بالسماء علة لم تقبل الاشهاد جماعة یقع العلم بخبرهم" (ہدایہ ۱/ ۱۹۶)۔

"الجم الغفیر یقع به العلم فی الهلال الصوم و افطروا لأضحی" (رسائل الارکان ۲۰۷)۔

اور مالا بد منہ میں۔ اگر مطلع باشد در رمضان وشوال جمات عظیم می باید/ ۹۳۔

اور فتاوی عالمگیری میں ہے: "وإن یکن بالسماء علة لم تقبل إلا شهادة جمع عظیم یقع العلم بخبرهم" (۱/ ۱۹۸)۔

ب- چاند دیکھنے والوں کے لئے قاضی کے پاس جا کر یا جہاں نظام قضاء نہ ہو وہاں کے مقامی علماء یا رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کے پاس جا کر شہادت دینا ضروری ہے، چاند دیکھنے والوں کا بیان اصولی طور پر شہادت ہے اور اس کے لئے شہادت اور مجلس قضاء اور شہادت

Marfat.com

کی دیگر تمام شرائط پایا جانا ضروری ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب رؤیت ہلال ص ۵۹ پر (۱) شرط مجلس قضاء ہے یعنی شاہد کے لئے ضروری ہے کہ قاضی کی مجلس میں خود حاضر ہو کر شہادت دے۔

الف- صوبہ بہار اور اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا موجود ہے اگر وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس حلقہ قضا کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان ضروری ہوگا دیکھئے حضرت مولانا سنبھلی کی کتاب " رؤیت ہلال " ۴۱ پر حضرت موصوف فرماتے ہیں قسم اول اسی شہر یا اس کے مقامات میں رہنے والے لوت (جہاں ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے) اس کے لئے یہ اعلان حجت ہوگا، اس لئے اگر رمضان کا چاند ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اگر عید کا ہے تو افطار کرنا۔

الف، ب- قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو اس کا اعلان اعلان سلطان نہ ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے:

"لا يقبل إخباره (القاضي) قاضيا آخر في غير عمله أو غير عملهما ولو كان على قضائه لأنه بالنسبة إلى العمل الآخر كواحد من الرعايا غير أن الكتاب خص من ذلك بالإجماع" (فتح القدیر ۶، ۳۶۹)۔

ایک قاضی دوسرے قاضی کو اس کے حدود قضا یا دونوں کے دائرہ عمل کے باہر کسی شہر میں اطلاع دے تو اس کی خبر قبول نہ کرے اگرچہ وہ قضاء کے منصب پر فائز ہو کیونکہ دوسرے قاضی کے عمل کاہ میں اس کی حیثیت عام آدمی سے زیادہ نہیں وہاں خط کا قبول کرنا بالاجماع اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبے کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کیا تو اس اعلان کے مطابق اس مقام اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں پر عمل کرنا ضروری ہوگا، یعنی یہ اعلان اگر رمضان کے چاند کا ہے تو ان

Marfat.com

پر روزہ رکھنا واجب ہے اور عید کا ہے تو افطار کرنا اور عید منانا۔ قرب و جوار سے مراد وائرہ اثر ہے جو اس عالم یا کمیٹی کے لئے مقرر شدہ ہے (بحوالہ: مولانا برہان الدین سنبھلی کی کتاب رؤیت ہلال ص ۱۰۳)۔

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے، جیسا کہ عالمگیری میں ہے: "لا يقبل قول الكافر الديانات" (عالمگیری ۵/ ۳۴۲)۔

اور یہ مسلم اصول ہے جو قرآن مجید کی آیت سے ماخوذ بتایا جاتا ہے: "ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا" (سورہ نساء)۔

۵-الف- بعض علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے اور بہت کم چاند کی رؤیت ۲۹/ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے جیسے برطانیہ۔

صورۃ مذکورہ میں دیگر ممالک میں رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے گا لیجئے برطانیہ میں رمضان وعیدین مراکش کی خبر پر کرنے کے بارے میں ایک تحریری استفتاء حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری کی خدمت میں پیش کیا تھا، مولانا موصوف کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً امابعد ضابطۂ شرعی یہ ہے کہ متحد المطلع ملک سے آئی ہوئی چاند کی شرعی شہادت یا مقامی رؤیت ہلال کمیٹی منظور کرے تو معتبر ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ جس ملک سے خبر آئی ہو وہاں رؤیت کا باقاعدہ نظام ہو، اور شرعی اصول کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہو اس اصول سے اگر مراکش میں باقاعدہ ریت کا نظار ہے تو وہ وہاں سے آئی شہادت یا خبر جب مقامی رؤیت کمیٹی قبول کرے تو برطانیہ میں واجب العمل ہوگی۔

دوسرا فتوی: مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ کا بلاتعین کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی ملک کے شرعی رؤیت ہلال کمیٹی کی اطلاع اگر چہ شرعی ضابطہ کے مطابق شرعی الفاظ ہی میں کیوں نہ ہو۔ آئے اس پر عمل کا جواز مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس اطلاع پر عمل کرنے سے مہینہ ۲۸/ دن کا یا ۳۱ ہو لازم نہ آتا ہو اور یہ چیز اس وقت متحقق ہوگی جب اپنے یہاں کی

Marfat.com

۲۹ رتاریخ قمری متعین ہو۔

اور جب برطانیہ میں پورے سال کسی مقام پر صحیح رؤیت ہلال ہوئی ہو تو ۲۹ رتاریخ قمری کا متعین نہ ہو سکے گا پس ایسی صورت میں ان اعلانات پر عمل کرنا متفق رہے گا اور لازم ہوگا کہ کسی بھی مسلم ملک میں جہاں مطلع عام طور سے صاف رہتا ہو تو وہاں شرعی ضابطے سے ثبوت رؤیت ہونے کے بعد شرعی ضابطہ کے مطابق شرعی الفاظ میں اعلان ہوتا ہو اس اعلان کے مطابق عمل کرنا شرعاً لازم ہو جائے گا (مسائل و دلائل رؤیت ہلال ر ۱۹۸)۔

ملک کے چند شہروں یا صوبوں کے رؤیت ہلال کمیٹی اور مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے اگر متعدد مقامات پر رؤیت ہو جانے کی خبر یا اعلان نشر ہو اور رؤیت اس کی خبروں پر فیصلہ کرنے والی اتھارٹی کو یہ اطمینان ہو جائے کہ واقعی رؤیت ہو چکی ہے اور اتنی خبریں غلط نہیں ہو سکتی تو اس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے (کیونکہ اس تعداد کثرت سے استفاضہ کی شان پیدا ہو جاتی ہے)

اور یہ کمیٹی فیصلہ کرتی ہے تو وہ تمام ملک کے لئے ہوگا اور اگر کوئی علاقائی کمیٹی کرتی ہے تو صرف علاقے کے لئے جس کی یہ نمائندہ ہے رہی یہ بات کہ کتنی جگہ کی خبروں یا کتنے ریڈیو اسٹیشنوں سے دی جانیوالی اطلاعات پر اطمینان حاصل ہوگا سو اس بارے میں کسی تعداد کو متعین نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ خبروں کی نوعیت خبر دینے کی حیثیت اور حالات کے اعتبار سے یہ تعداد کم و بیش ہو سکتی ہے البتہ اتنی بات یقینی ہے کہ دو تین سے کم مقامات کی اطلاع جو تین ریڈیو اسٹیشنوں سے نہ دی گئی ہو کوئی فیصلہ کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا، یعنی جب دو تین مقامات پر چاند ہونے کی اطلاع کم سے کم تین ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر کی جائے تب اسے فیصلہ کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے اس سے ادنیٰ شکل ناقابل اعتبار ہوگی تخمینی اور احتیاطی طور پر پانچ چھ کی تعداد کو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

رؤیت ہلال کے ثبوت میں خبر مستفیض کی اہمیت

مفتی محمد معز الدین قاسمی ☆

۱- خبر مستفیض کا حکم اور اس کی تعریف

علامہ رحمتی نے خبر مستفیض کی یہ تعریف بیان کی ہے:

"اس دوسرے شہر سے چند جماعتیں آئیں اور ہر ایک جماعت خبر دے کہ اس شہر کے لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے، خبر پھیلانے والے کو جانے بغیر صرف خبر کے پھیل جانے کی بنیاد پر نہیں)۔

علامہ رحمتی کے "كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة الخ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ خبر دینے والے ثبوت رؤیت کی نوعیت اور اس کی بنیاد کی بھی وضاحت کریں، تاکہ افواہ اور خبر مستفیض کے درمیان فرق کیا جاسکے، لوگوں کا محض یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا یا فلاں جگہ روزہ رکھا گیا، ان شرائط کے ساتھ اگر خبر مستفیض پہنچے تو وہ موقع یقین ہے، بلکہ بعض فقہاء نے اس کو تواتر کے ہم معنی قرار دیا ہے، جیسے علامہ رشد نے "بدایۃ المجتہد" میں ذکر کیا ہے، نیز استفاضہ خبر کے لئے کوئی خاص تعداد بھی مقرر نہیں ہے، بلکہ خبروں کی اس طرح آمد ہو کہ اس سے خبر کی تحقیق ہوجائے اور کسی قسم کا تردد باقی نہ رہے، اس مسئلہ کو قاضی یا ہلال کمیٹی کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ خبر بیان کرنے والے دو سے زائد ہی ہوں،

☆ دار العلوم، اورنگ آباد (مہاراشٹر)۔

Marfat.com

اس سے کم نہ ہوں، ورنہ وہ خبر کی اعتبار سے بھی خبر مستفیض نہ ہوگی۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اس کو شرح نخبۃ الفکر میں ذکر کیا ہے:

۲- خبر مستفیض پر کب فیصلہ کیا جائے

اتنی بات تو معلوم ہوئی کہ خبر مستفیض (ریڈیو اسٹیشن جس شہر میں ہے) اس سے اور اس کے مضافات کے باہر ایک خبر کی حیثیت رکھے، جس پر عمل کرنا اور اس کو بنیاد بنا کر فیصلہ کرنا درست نہیں ہوگا، ہاں اگر کئی جگہ کے ریڈیو اسٹیشنوں سے متعدد مقامات کی رویت کی خبر نشر ہوئی ہو اور اس خبر سے قاضی یا ہلال کمیٹی کو پورا اطمینان ہو جائے تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جا سکتا ہے، البتہ چند ریڈیو اسٹیشنوں سے ایک مقام کی رویت کی خبر نشر ہوئی ہو تو اس سے اعتماد پر فیصلہ کرنے سے قبل اس کا بھی اطمینان کر لینا ضروری ہے، اور اگر ایک ہی ہو تو اس پر فیصلہ نہیں ہو سکے گا، یہ سب احکامات حضرت مولانا سید میاں صاحب نے اپنے رسالے میں ذکر کئے ہیں۔

دوسری چیز جس سے ریڈیو کی خبر ملک گیر صورت اختیار کر سکتی ہے وہ سلطان ہے یعنی سلطان یا والی (امام اعظم) اپنے اختیار سے شرعی بنیادوں پر کئے گئے فیصلہ کو نافذ کرا دے تو اس ملک پر چاہے وہ کتنے ہی فاصلے پر رہتے ہوں اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے، لیکن یہ صورت وہاں تو ممکن ہے جہاں والی سلطنت یعنی سربراہ مملکت مسلم ہو، جیسے سعودی عرب وغیرہ، لیکن ایسے ممالک جہاں سربراہ مملکت مسلمان نہیں ہیں وہاں اس صورت کا پیدا ہونا اس شکل میں نہ صرف مستبعد ہے، بلکہ ایک امر محال ہے، البتہ اس کا بدل ہو سکتا ہے جس کی تفصیلات ہم دوسرے مقالہ میں بالتفصیل ذکر کریں گے (ان شاء اللہ)۔

۳- ریڈیو کی خبر کا حکم

ریڈیو سے حاصل ہونے والی خبریں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ریڈیو سے یہ خبر نشر

ہو کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا (یا نظر آیا یا دیکھا گیا)۔ اب چاہے یہ خبر کسی ایک ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہو رہی ہو یا متعدد ریڈیو اسٹیشن اسے نقل کر رہے ہوں، نیز اس خبر کو نشر کرنے والا چاہے معتمد مسلم شخص ہی کیوں نہ ہو، اس خبر کی بنیاد پر کسی دوسری جگہ رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کی وضاحت (شامی وغیرہ) میں موجود ہے۔

اس جگہ اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ بعض جگہوں پر یہ شکل ہوتی ہے کہ ریڈیو اسٹیشن کے ذمہ دار یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں خبر فلاں جگہ کے امام جامع مسجد یا شہر کے کسی بڑے عالم سے معلوم کر کے ریڈیو پر نشر کی تو اس کے بارے میں بھی علامہ شامی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ردالمحتار'' میں ذکر کر دیا ہے کہ یہ خبر بھی کسی دوسری جگہ رؤیت ہلال کے فیصلے کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے اور اس خبر کا بھی وہی حکم ہوگا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری شکل ریڈیو کی خبر کی یہ ہے کہ کسی جگہ کے علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا ہو، اور اناؤنسر اس فیصلے کی پوری تفصیلات ہلال کمیٹی کی تصریحات کے ساتھ اسی کے حوالے سے اور اس کی طرف منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ اس فیصلے کو نشر کرتا ہے تو اس خبر یعنی اعلان کو صحت سمجھا جائے گا اور اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

۴- پاکستان کے ریڈیو کی خبر کا حکم

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ رؤیت ہلال کے مسئلے کو علماء کے عدم اعتناء اور جہلاء کی قیادت و سیادت نے سنگین مسئلہ بنایا، نیز اس مسئلہ کو پیچیدہ بنانے میں ریڈیو پاکستان کی خبروں کو بھی دخل ہے، عام طور سے لوگ پاکستان کی خبر کو نہ صرف کافی سمجھتے ہیں، بلکہ اس کے ماننے کو ایک شرعی مسئلہ بنا دیتے ہیں اور نہ ماننے والے پر لعن وطعن کرتے ہیں، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ریڈیو کی خبر کے بارے میں صراحت کر دی جائے، لیکن اس مسئلے کی وضاحت اختلاف مطالع کی وضاحت پر موقوف ہے۔

Marfat.com

۵- اختلاف مطالع ایک نظر میں

اختلاف مطالع کا مسئلہ ہمیشہ سے فقہاء امت کے درمیان اختلافی رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ کی کتب مطولہ میں فقہاء کی بڑی طویل بحثیں ملیں گی۔ ان بحثوں کے ذکر کرنے کا نہ یہ مقام ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت، البتہ اس کا لب لباب اور ماحصل یہ نکلتا ہے کہ جہاں تک رؤیت کا حکم ثابت ہوگا جس کے مان لینے سے شرعی مہینہ میں خلل واقع نہ ہو۔ یعنی اس کے تسلیم کرنے میں نہ تو ۲۸ دن کا مہینہ ہو اور نہ ہی ۳۱ دن کا۔ چنانچہ مذکورہ تعریف کی وجہ سے پاکستان وہندوستان کا ایک ہی مطلع ہوتا ہے۔ اور ایک جگہ کی رؤیت اگر ضابطہ شرعی کے مطابق دوسری جگہ پہنچ جائے تو وہ مثبت حکم ہوگی۔

اب پاکستان سے نشر ہونے والی خبر شرعی بنیادوں پر کئے گئے فیصلے کا اعلان نہیں، بلکہ محض ایک خبر ہے جیسا کہ اناؤنسر کے انداز بیان سے پتہ چلتا ہے۔ اور اس قسم کی خبر میں مثبت حکم نہیں ہوں گی۔ ہاں ایک صورت ممکن ہے جو نہ صرف تمام اہل پاکستان، بلکہ ہندوستان کے لوگوں کے لئے بھی قابل عمل اور لائق توجہ ہوگی، وہ یہ ہے کہ وہاں کے ایسے مقیم علماء کہ جن کی دیانت وتقویٰ یہاں کے لوگ بھی عموماً تسلیم کرتے ہوں، ان کی کمیٹی باقاعدہ شرعی فیصلہ کرکے ریڈیو پر اعلان کردے اور وہ تمام شرائط کے ساتھ بحیثیت اعلان نشر ہو نہ کہ بحیثیت خبر، تو یہاں کے لوگوں کے لئے بھی اس کے مطابق فیصلہ کرکے اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

۶- ٹیلی فون کی خبر

ٹیلی فون خبر رسانی کا ایک جدید آلہ ہے۔ اس سے متعلق صراحت تو کتب فقہیہ میں ملنے سے رہی، البتہ مستند علماء کرام نے اس کو خط کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور جس طرح خط قانونی اور عرفی اعتبار سے معتبر مانا جاتا ہے اسی طرح ٹیلی فون بھی، جبکہ اطمینان ہو جائے کہ یہ

Marfat.com

پیغام جس شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے واقعی اسی کا ہے، اور وہ شخص دیندار مسلمان ہے تو اس کی خبر کو معتبر مان کر بدرجہ خبر اس پر عمل درست ہوگا۔

۷-حصول اطمینان کے طریقے

حصول اطمینان کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ بطور مثال چند طریقے درج کئے جا رہے ہیں:

۱- فون کرنیوالے شخص سے اس کے فون کا نمبر (جہاں سے وہ فون کر رہا ہے) معلوم کرلیا جائے۔ پھر دوبارہ اپنی طرف سے اسی نمبر پر فون کیا جائے۔

اور اگر وہاں ایسے اشخاص موجود ہوں جو اس کو جانتے ہوں تو ان کو بھی ان کی آواز سنائی جائے تاکہ وہ آواز پہچان لیں۔

۲- جس شہر سے فون آیا وہاں کے دوسرے جاننے والے اشخاص سے بھی اس کی تصدیق کرلی جائے۔

۳-متعدد شہروں سے ایک مضمون کے مختلف لوگوں کے فون حاصل ہو جائیں۔

۸- ٹیلی فون کی خبر کی شرعی حیثیت

ٹیلی فون کی خبر پر اطمینان مذکورہ طریقوں سے جب حاصل ہو جائے تو اس خبر کو ایک خبر ہی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ جس سے ہلال رمضان المبارک کا ثبوت ہو سکتا ہے، ہاں اگر اتنے مقامات سے یا ایک ہی مقام سے اتنی کثرت سے فون موصول ہوئے ہوں کہ ان کا غلط ہونا عقلاً و عرفاً مستبعد معلوم ہوتا ہو تو ان خبروں کو بنیاد بنا کر ہلال عید کا بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اور یہ خبر کے مستفیض ہونے کی صورت ہے، اب رہی تعداد کی بحث کہ کم از کم کتنی تعداد فون آنے پر خبر مستفیض

Marfat.com

ہونے کا حکم ہوگا تو اس سلسلے میں کوئی تحدید نہیں ہے، البتہ تقاضہ یہ ہے کہ دو سے زیادہ ہوں اور ان سے قاضی یا ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کو اطمینان ہو جائے کہ یہ خبر معتبر ہے۔

نوٹ:۱- فون کو سن کر اور اس کی تصدیق کر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کو اطلاع دینے والے افراد بھی دو ہونا چاہئے، ہاں اگر خود قاضی یا ہلال کمیٹی کا ذمہ دار ہو یا قاضی کا نمائندہ ہو تو ایک فرد بھی کافی ہے۔

۲- کسی شہر میں یا شہر سے قریب کی بستی میں اگر فون ہو اور وہاں کے باشندے شہر سے فون کر کے معلوم کر لیں تو اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

جس طرح ریڈیو کی خبر کے بارے میں گزر چکا ہے۔

۹- تار اور وائرلیس کی خبر کا حکم

موجودہ دور میں خبر رسانی کے جدید ذرائع میں سے تار اور وائرلیس بھی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت ہلال کے بارے میں ان کا بھی مختصر شرعی حکم ذکر کر دیا جائے، موجودہ دور کے تمام قابل ذکر صاحب نظر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ ان کا تنہا قطعی اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ تار کسی کی بھی طرف سے کوئی بھی شخص دے سکتا ہے، اس لئے یہ پتہ چلانا دشوار ہے کہ کس نے تار دیا، جب تار دینے والے کا تعین نہیں کیا جا سکتا تو پھر اس کے معتبر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہی حالت وائرلیس کے غیر معتبر ہونے میں پائی جاتی ہے، اسی لئے مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن اور حضرت مولانا مفتی شفیع جیسے حضرات نے ان دونوں خبروں کے بارے میں عدم اعتبار (اعتبار نہ کرنے) کے فتوے دیے ہیں، چنانچہ ان خبروں کو نہ شہادت کا درجہ دے سکتے ہیں اور نہ خبر شرعی کا، ان سے نہ ہلال رمضان ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ہلال عیدین، ہاں اگر شہادت سے تار آئیں یا وائرلیس سے خبر دیں

Marfat.com

موصول ہوں، اور دوسرے ذرائع (جیسے فون خطوط وغیرہ) سے بھی ان کی تائید ہوگئی ہو تو یہ تار یا وائرلیس کی خبریں خبر مستفیض کے تحقق میں معین بن سکتی ہیں، اس لئے محض تار یا وائرلیس کی خبر پر روزہ رکھنا یا توڑنا درست نہیں ہے، توڑنے کی صورت میں قضا ضروری ہوگی۔

ایک ضروری نوٹ

مذکورہ مقالے میں جہاں بھی ہم نے خبر کا تذکرہ کیا ہے اور اس کو تسلیم کرنے یا معتبر ماننے کی مختلف شکلیں تحریر کی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو بنیاد بنا کر ہر جگہ کی ہلال کمیٹی فیصلہ دے اور اس فیصلہ پر نہ کہ خبر پر تمام عوام عمل پیرا ہوں، بغیر مقامی طور پر فیصلہ کئے عوام کو ازخود اس اعلان یا خبر پر عمل کرنے کا اختیار نہ ہونا چاہئے، ورنہ انتشار پیدا ہو جانے کے علاوہ اس بات کا پورا پورا خطرہ رہے گا کہ عوام "ریڈیو کی خبر" اور فیصلہ کے اعلان کے درمیان فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے غلط نتیجہ اخذ کر کے عمل کر لیں گے اور گناہ مول لیں گے، کیونکہ محض ریڈیو کی خبر کی بنا پر صوم یا افطار درست نہ ہوگا۔

۱۰- ہلال کمیٹی کے اعلان کا دائرہ کار

البتہ مذکورہ رؤیت ہلال کمیٹی کا فیصلہ جو قابل حجت ہے اس کا دائرہ کار محدود ہوگا، جس مقام کی ہلال کمیٹی یا (ثقہ معتبر عالم) نے یہ فیصلہ دیا ہے، اس شہر اور اس کے مضافات کی جتنی آبادیاں ہیں جو اس ہلال کمیٹی یا ثقہ معتبر عالم کی حدود اثر میں داخل ہیں، صرف اس حد تک نافذ ہوگا، اس کو ملک گیر پیمانے پر نافذ نہیں مانا جا سکتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس حکم کو ہم نے اخذ کیا کتب فقہ کی ان جزئیات سے جن میں شہر کے مضافات کے لئے توپ کی آواز، ڈھنڈورچی کے اعلان اور قندیلوں کی روشنیوں کو ثبوت کے لئے کافی سمجھا گیا ہے، لہذا جب مقیس علیہ

Marfat.com

میں تخصیص ہو تو مقیس میں بدرجہ اولیٰ تخصیص ہوگی۔ اس میں تعمیم نہیں ہو سکتی۔ حاصل اس کا یہ ہوا کہ ریڈیو کی اس خبر کو منادی کے اعلان کا درجہ حاصل ہے، اور اس کی تائید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی اس تحقیق سے بھی ہوتی ہے، (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ۱۵۸) پر مفتی صاحب فرماتے ہیں: ''جس شہر میں باقاعدہ قاضی یا ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کرکے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا، اس اعلان کو اگر ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے بھی فیصلہ کیا اس شہر اور اس کے مضافات و دیہات کے لوگوں کو اس اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ ریڈیو کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ چاند سے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کرے بلکہ صرف وہ فیصلہ نشر کرے جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے، اور اس کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ الفاظ بعینہ نشر کئے جائیں جس ریڈیو میں ایسی احتیاط کی پابندی نہ ہو اس کے اعلان پر عید وغیرہ کرنا کسی کیلئے درست نہیں۔

۱۱- ریڈیو سے خبریں نشر کرنے والا مسلم ہو

ایک بات یہاں یہ رہ جاتی ہے کہ ہم نے ریڈیو سے اس اعلان کو جب توپوں کی آواز، ڈھنڈورچی کے اعلان اور قندیلوں کی روشنیوں سے مشابہ مانا ہے تو جس طرح توپ سے داغنے والے کا عادل وثقہ ہونا ضروری نہیں تو اس طرح ریڈیو سے خبریں نشر کرنے والے کا عادل وثقہ ہونا ضروری نہیں اور یہ شرط لگانا بھی قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا ہے، البتہ اس اعلان کرنے والے کا مسلمان ہونا شرط ہے، چونکہ دینی معاملات میں کسی غیر مسلم کا قول معتبر نہیں۔ ''لا یقبل قول الکافر فی الدیانات'' (ہندیہ ۲۴۲)۔

۱۲- ثبوت رؤیت کے طریقے

اب رہا ریڈیو کی اس خبر اور اعلان وغیرہ کو بنانے کا طریقہ تو اس بارے میں فقہاء

Marfat.com

کرام نے شرعی طور پر ثبوت رؤیت کے چار طریقے بیان کئے ہیں: ایک شہادت، دوسرے کتاب القاضی الی القاضی، تیسرے استفاضہ اور چوتھے امیر وسلطان۔ ان مذکورہ چار طریقوں میں سے پہلے دو طریقے ریڈیو کی اس خبر سے اس طرح خارج ہوجاتے ہیں کہ شہادت کی حقیقت میں حضور اور موجودگی کا مفہوم پایا جاتا ہے، اور ریڈیو کی اس خبر میں حضور وموجودگی کو کوئی شکل موجود نہیں، اور کتاب القاضی الی القاضی میں کتاب کا تذکرہ ہے، جبکہ یہاں مطلق خبر ہے، لہذا خبر کے دو طریقے اس جگہ رو بہ کار لائے جاسکتے ہیں جس کی وضاحت خبر مستفیض کے ذیل میں اس سے قبل آچکی ہے۔

۱۳- رؤیت ہلال کمیٹیوں کے بارے میں چند وضاحتیں

علاقہ کے ہر ضلع پر رؤیت ہلال کمیٹی کی ضلع کمیٹی ہوگی۔ اس ضلع کے تمام تعلقہ جات و بڑے بڑے قصبوں میں حسب ذیل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی اور پورے علاقہ کے مرکزی مقام پر ایک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی ہوگی۔

۱۴- مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی

۱- مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا صدر علاقہ کی مشہور ومعروف عالم شخصیت ہوگی۔

۲- ممبروں کی تعداد و تعین کے مسئلے کو مقام کے اعتبار سے حل کیا جائے گا۔

۳- ممبران میں اکثریت یا دوتہائی ممبر علماء کا ہونا ضروری ہوگا۔

۴- ہلال کمیٹی کے تمام فیصلے شرعی حدود میں ہوا کریں گے۔

۵- ضلعی یا ذیلی کمیٹیوں کے فیصلے کے اختلاف کی صورت میں مرکزی ہلال کمیٹی کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

۱۵- ضلعی کمیٹیوں کی ذمہ داریاں

۱- علاقہ کے جتنے اضلاع ہیں اتنی کمیٹیوں کی تشکیل مرکزی کمیٹی کے ذمہ ہوگی۔

۲- ہر ضلع کی کمیٹی اپنے اپنے تعلقہ جات و بڑے بڑے قصبوں میں کمیٹیاں خود تشکیل دے گی۔

۳- ضلع پر رؤیت یا رؤیت کی شہادت موصول ہونے کی صورت میں ضلع کمیٹی خود فیصلہ کردے۔ اور اپنے اس فیصلے سے مرکزی ہلال کمیٹی کو بھی مطلع کردے۔ تاکہ اس فیصلے کو بنیاد بنا کر پورے علاقہ میں رمضان یا عید کا ثبوت ہو سکے۔

۴- ضلع کمیٹی کے ہر افراد میں سے اکثریت علماء کی ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے اکثریت نہ ہو سکے تو کم از کم ایک عالم کا ہونا ضروری ہے۔

۵- ضلع کمیٹی کا ایک معینہ دفتر ہو جس میں ایک فون ہو جس کا نمبر مرکزی کمیٹی کو ارسال کرنا بھی ضروری ہے۔

۶- ضلع کمیٹی کے تمام فیصلے شرعی حدود میں ہونا چاہئے۔

۷- ضلع کمیٹی کے افراد کے مابین جب بھی رؤیت ہلال کے بارے میں کسی قسم کا بھی اختلاف ہو تو وہ مرکزی کمیٹی سے اس بارے میں رہنمائی حاصل کریں۔

۸- ضلعی کمیٹیاں اپنے اپنے علاقہ میں ذیلی کمیٹیوں کے صدر و ممبروں کے اسماء اپنے پاس رجسٹر میں رکھیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔

۶- مرکزی ہلال کمیٹی ہر ماہ کی رؤیت اور اس کے فیصلے کی پابند ہوگی۔

۷- اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ اپنے فیصلے کو فوری مقامی کسی ایسے اخبار و ریڈیو سے جو علاقہ بھر میں پہنچتا ہو یا اس کے علاوہ تشہیر کی جو بھی صورت ہو اس کو اختیار کرے۔

۸- مرکزی ہلال کمیٹی کی نشست ہر ماہ کی انتیس تاریخ بعد نماز مغرب دفتر ہلال کمیٹی

Marfat.com

میں ہوا کرے گی، جس میں تمام مقامی ممبروں کا بغیر کسی اطلاع کے حاضر ہونا اخلاقی دینی فریضہ ہوگا۔

۹- مرکزی ہلال کمیٹی کے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا، مگر خود صدر ہلال کمیٹی اور جو ممبران اس فیصلہ میں شریک تھے، کسی دینی مصلحت کی وجہ سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے تبدیل کریں۔

۱۰- مرکزی ہلال کمیٹی فیصلہ کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کرے۔ وقت مقررہ پر فیصلہ ہونے کی صورت میں مرکزی ہلال کمیٹی بذریعہ اخبارات وریڈیو اس فیصلے کی تشہیر کی ذمہ دار ہوگی۔

۱۱- ہر ذیلی ضلعی کمیٹیوں کو اطلاع کروانا اس کے ذمہ نہیں ہوگا، بلکہ ہر ضلعی کمیٹی کے ذمہ دار کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنی مرکزی ہلال کمیٹی سے رابطہ قائم کرکے مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو معلوم کریں اور اس کو بنیاد بنا کر اپنے ضلع میں رؤیت ہلال کو ثابت کریں۔

۹- ضلعی کمیٹی کے ذمہ لازم ہوگا کہ ہر ماہ کی انتیس تاریخ کو اور خاص طور پر عید رمضان اور بقرعید کے موقع پر تمام ممبران چاند دیکھنے کا اہتمام کریں۔

۱۰- ضلع کمیٹی کے اکثر ممبران اسی ضلع کے ہوں گے اور تعلقہ جات سے ایسے افراد کو جو ضلع میں آمد ورفت رکھتے ہوں اور اس معاملہ میں کافی دل چسپی لیتے ہوں، ان کو بھی لیا جا سکتا ہے۔

۱۲- ذیلی کمیٹیوں کی ذمہ داریاں

۱- ہر تعلقہ اور بڑے قصبہ میں ذیلی کمیٹی تشکیل دی جائے گی، جن کے ممبران کا تعین ضلع کمیٹی مقامی حضرات کے مشورے سے کرے گی۔

۲- اس کا متعینہ دفتر ہوگا جہاں حسب موقع اس کی میٹنگ ہوا کرے گی اور ضلع کمیٹی یا مرکزی کمیٹی کی خط وکتابت بھی اس پتہ پر کی جاسکے گی۔

Marfat.com

۳- ذیلی کمیٹیوں کے ممبر قابل اعتماد، امانت دار اور دینی مزاج رکھنے والے عادل حضرات ہوں گے، اور بہتر یہ ہے کہ اس میں علم دین سے واقف کار حضرات کو ترجیح دی جائے۔

۴- جب ان کے پاس کسی موقع پر رؤیت یا شہادت رؤیت حاصل ہو جائے تو وہ شرعی احکامات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر فیصلہ کر سکیں۔

۵- ہر ماہ کی انتیس تاریخ کو بعد نماز مغرب کمیٹی کی میٹنگ ہونی چاہئے۔ اور کمیٹی کے تمام ممبران رمضان، عید، بقر عید، شعبان کے موقعوں پر رؤیت ہلال کا اہتمام کریں اور ضلعی کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے اس کی تشہیر کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

Marfat.com

اسلامی مہینہ، رویت سے یا حساب سے؟

مولانا محمد عبد اللہ سلیم صاحب ☆

ہلال کے سلسلہ میں متعدد روایتیں صحیح بخاری مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ حدیث کی تمام معتبر و مستند کتابوں میں موجود ہیں جن میں یہ روایت نہایت مشہور اور تمام فقہاء کے پیش نظر ہے:

"عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله ﷺ ذكر رمضان، فقال: لا تصوموا حتى ترو الهلال ولا تفطروا حتى تروه، فإن غم عليكم فاقدرو له وفي رواية له أن رسول الله ﷺ وعشرون ليللة فلا تصوموا حتى تروه، فإن غم عليكم فاكملوا العدة ثلاثين" (بخاری)۔

(ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے رمضان کا ذکر کیا پھر مایا کہ روزہ مت رکھنا شروع کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ ہی روزہ بند کرو جب تک تم ہلال کو دیکھ نہ لو پھر اگر چاند دکھائی نہ دے تو اس کے لئے اندازہ کرلو اور ابن عمر ہی کی روایت میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے تب تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر چاند چھپ جائے تو مہینے کے ۳۰ دن پورے کرلو (پھر روزہ شروع کرو)۔

فقہاء ومحدثین کی رائے

فقہاء ومحدثین نے اس لفظ کے اس حدیث میں کیا معنی سمجھے ہیں، اس سلسلہ میں حافظ

☆ شکاگو، امریکہ۔

Marfat.com

ابن حجر جیسے جلیل القدر امام و محدث کا قول بطور حجت کے کافی ہے ان کا بیان یہ ہے۔

لفظ "فان غم علیکم فاقدرا له" جس کو متعدد سندوں سے روایت کیا گیا ہے یہ مخالف کو شبہ میں ڈالنے والا ہے کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ اس لفظ سے صاف مطلع اور ابر آلودہ مختلف حالتوں کے حکموں میں فرق بتانا مقصود ہو، یعنی رؤیت پر مدار صاف مطلع ہونے کی حالت میں ہو اور بادل ہونے کی صورت میں دوسرا حکم ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حکموں کا فرق اس لفظ سے نہیں نکل رہا ہے، بلکہ "اکملوا العدة" تیس دن پورے کرو والا حکم لفظ "فاقدروا له" کی وضاحت کر رہا ہے پہلے احتمال کی طرف اکثر حنابلہ گئے ہیں (   )۔

اور دوسرے احتمال کی طرف جمہور فقہاء گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس لفظ "فاقدروا له" کے معنی یہ ہیں کہ شروع شعبان سے حساب لگا کر تیس دن پورے کرو اور اس تاویل کی ترجیح اس بنا پر ہے کہ دوسری روایتوں میں "فاکملوا العدة ثلثین" (تیس دن پورے کرو) کی روایت آئی ہے اور سب سے اچھا یہ ہے کہ حدیث سے تفسیر ہو جائے۔

(پھر ایک صفحہ کے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں) پھر دوسرے حضرات تیسری تاویل کی طرف گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ چاند کے منزلوں کے حساب سے اندازہ کرو یہ مطلب ہے اس لفظ "فاقدروا له" کے معنی ہیں اس بات کے کہنے والے شوافع میں سے ابو العباس بن شریح اور تابعین میں سے مطرف بن عبداللہ اور محدثین میں سے ابن قتیبہ ہیں۔

ابن عبدالبر اس پر کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ کی بات سے یہ بات ثابت نہیں ہے جہاں تک ابن قتیبہ کا تعلق ہے وہ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ایسے مسائل میں بھروسہ کیا جائے۔

ابن صلاح نے فرمایا کہ منازل قمر کے علم سے مراد چاند کی رفتار سے واقف ہونا ہے (جس سے چاند کا حساب معلوم ہوتا ہے) حساب کا علم تو ایک دقیق چیز ہے ان کا کہنا ہے کہ منازل قمر

کا علم (یعنی چاند کی رفتار اور گھٹنا بڑھنا) حسی چیز ہے اس کا اندازہ ایسے لوگوں کو بخوبی ہوتا ہے جو چاند ستارے اکثر توجہ سے دیکھتے ہیں اور یہی مراد اس تشریح کی ہے انہوں نے اندازہ کرنے کی بات خصوصیت سے ایسے ہی شخص کے تعلق سے کہی ہے (فتح الباری ۴/ ۹۷-۹۸، تنویر الحوالک للسیوطی ۱/ ۲۶۹)۔

مسلک جمہور کی معقولیت

میں سمجھتا ہوں کہ حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کا فرمان اور جس بات کو جمہور فقہاء نے اختیار کیا ہے وہ برحق اور نہایت معقول ہے اس لئے کہ:

اول: دونوں مذکورہ حدیثیں (جن میں سے ایک میں فاقدروا له ہے اور دوسری میں "فأكملو العدة ثلاثين" ہے یہ دونوں ایک ہی صحابی یعنی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہیں اگر ان کے نزدیک ان دونوں حدیثوں کے لفظی فرق کا معنی و مراد حکم پر پڑتا تھا تو وہ ضرور اس کی وضاحت کرتے اور بتاتے کہ کونی حدیث کونسی حالت سے یا کس قسم کے افراد سے متعلق ہے۔

دوم: "فاقدروا له" والی روایت کے راوی صرف ابن عمر ہیں، جبکہ "أكملوا العدة ثلاثين" کے الفاظ کے راوی متعدد صحابہ ہیں مثلاً خود ابن عمر اور ابو ہریرہ ابن عباس، قیس بن طلق عن ابیہ، رارع بن خدیج ربعی بن حراش عن رجل من اصحاب النبی ﷺ جابر بن عبداللہ اور ابو بکرہؓ ان تمام صحابہ کرام کی روایتیں مختلف حدیثوں کی کتابوں میں ہیں جن کو دارقطنی اور بیہقی نے جمع کیا ہے اب اگر "فاقدراو له" کے معنی "أكملوا العدة ثلاثين" کی مراد و مفہوم سے مختلف ہوتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ معنی ان تمام صحابہ سے مخفی رہتے۔

سوم: "فاقدروا له" کے الفاظ روایت کرنے والے راوی حضرت ابن عمرؓ کا خود اپنا عمل صحیح حدیث سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ۲۹ شعبان کو بوجہ ابر چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس

شعبان کو احتیاطاً روزہ رکھا لیا کرتے تھے اور ابر نہ ہونے کی صورت میں روزہ نہ رکھتے تھے۔ بلا شعبان کی تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کرتے آپ کا عمل یہ تو تھا مگر یہ نہیں تھا کہ وہ حساب فلکی وغیرہ کی طرف جاتے تو راوی کا عمل اس کی روایت کی بہترین تفسیر ہے، جیسا کہ فقہاء و محدثین بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔

چہارم: خود نبی کریم ﷺ کا اپنا عمل آپ سے روایت کردہ ارشاد "فاقدروا له" کی سب سے بہترین اور مستند تشریح ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے چاند کی بڑی نگہداشت فرماتے تھے ایسی اور مہینوں کی نہ ہوتی تھی پھر آپ چاند دیکھ کر رمضان کا روزہ شروع فرما دیتے اور اگر بادل ہوتے تو تیس دن کا شمار پورا کرتے پھر روزہ شروع کر دیتے (ابوداؤد، دارقطنی)۔

پنجم: امام بیہقی ایک حدیث لائے ہیں جس میں ان دونوں لفظوں کو جمع کیا گیا ہے روایت اس طرح ہے نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کو مواقیت (جنتری کیلنڈر) بنایا ہے، لہذا جب تم نیا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور پھر جب تم نیا چاند دیکھو تو روزہ رکھنا چھوڑ دو اور اگر بادل ہو جائے (چاند نظر نہ آئے) تو اندازہ کرلو اور مہینے کے تیس دن پورے کرلو (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۰۴ مطبوعہ ملتان پاکستان)۔

اس روایت نے بخوبی واضح کر دیا ہے کہ "فاقدروا له" (اندازہ کرلو) کا مطلب أتمو ه ثلاثين (تیس دن پورے کرلو) ہے نہ کہ کچھ اور۔

مراد حدیث

لہذا حدیث کے واضح معنی یہ ہوئے کہ رمضان کے روزے آنکھوں سے چاند دیکھے بغیر نہ شروع کرو اور اگر بادل وغیرہ کوئی رکاوٹ آنکھوں سے چاند کے نظر آنے میں حائل ہو

اگر چہ چاند آسمان میں موجود ہی کیوں نہ ہو مطلع صاف ہوتا تو نظر آ جاتا تب روزہ نہ رکھو۔

اس ہدایت وممانعت کی شدت امام بخاری کے قائم کردہ باب کے الفاظ سے بخوبی ہو جاتی ہے امام بخاری نے مذکورہ حدیثوں پر جو باب قائم کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

''باب قول النبی ﷺ إذا رأيتم الهلال صوموا وإذا رأيتموه فأفطروا وقال: صلة عن عمار من صام يوم الشک فقد عصى أبا القاسم ﷺ''۔

(باب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بارے میں کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب پھر اس کو دیکھو تو روزہ چھوڑ دو صلہ نے عمار سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس نے یوم شک کو روزہ رکھا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی)۔

اور یہ متعین ہے کہ یوم شک شعبان کا تیسواں دن ہے جبکہ ۲۹ شعبان کو چاند نظر آنا ممکن تھا مگر بادل وغیرہ کی وجہ سے نظر نہیں آیا۔

خلاصۂ کلام ڈاکٹر قرضاوی

حدیث کے حقیقی اور ظاہر معنی کی وضاحت کے بعد اب ہم ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے اور شیخ احمد شاکر کی کتاب ''اوائل الشھور العربیہ'' سے ان کے استدلال کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

ان کے کلام کا خلاصہ جو ہم نے اخذ کیا ہے وہ اس طرح ہے۔

الف- شارع کا مقصود کسی بھی ممکن اور میسر ذریعہ سے مہینہ کا تعین ہے۔

ب- رؤیت بصری (آنکھ سے چاند کا دیکھنا) نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کے عہد میں واحد ذریعہ تھا فلکی حساب اس وقت میسر نہیں تھا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''أنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب'' ہم ایک امی امت ہیں ہم نہ لکھتے ہیں اور

Marfat.com

نہ حساب کرتے ہیں۔

لہذا عرب حساب سے ناواقف تھے اور ان کے لئے حساب اور اہل حساب سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔

ج- فقہاء نے فلکی حساب والوں کا اعتبار نہیں کیا ان کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے علم غیب کا دعوی کرنے والوں یعنی نجومیوں کو تقویت ملے گی، اس لئے کہ اکثر فلکی حساب داں نجومی تھے۔

د- اس زمانے میں رؤیت بصری کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور قابل اعتماد ذریعہ چاند کے سلسلہ میں فلکی حساب کا ہے، لہذا منشاء شارع یعنی کسی بھی ممکن اور میسر ذریعہ سے مہینہ کا تعین ہو اس کی بناء پر ہم کو چاہئے کہ فلکی حساب کو اس سلسلہ میں اختیار کریں اور قدیم ذریعہ یعنی رؤیت بصری پر جمود نہ رکھیں، کیونکہ وہ مقصود نہیں ہے۔

ھ- عالم اسلام کا اتحاد واجتماع رمضان کے شروع اور ختم کرنے میں اور عیدین کے ایک دن منانے میں جو شرعاً مطلوب ہے فلکی حساب کے ذریعے ہی ممکن ہے، نہ کہ رؤیت کے ذریعے۔

ان باتوں کے سلسلے میں بتوفیق خداوندی ہماری گذارشات یہ ہیں کہ

مدار رؤیت کی وجہ

اولاً ذہنوں میں یہ بات رہنی ضروری ہے کہ زمانہ قدیم سے مہینوں اور سالوں کے حساب کے سلسلہ میں دو طریقے رائج ہیں ایک طریقہ شمسی حساب کا ہے دوسرا قمری حساب کا جیسا کہ قرآن حکیم میں بھی اس کا ذکر ہے۔

"الشمس والقمر بحسبان" (الرحمن) چاند اور سورج ایک حساب کے ساتھ

Marfat.com

ہیں۔

جہاں تک شمسی حساب کا تعلق ہے اس کا مدار رؤیت پر نہیں، بلکہ خالصۃ حساب پر ہے اس کے برعکس قمری حساب کا مدار رؤیت پر رہا ہے، اب سوال یہ ہے کہ آخر شارع نے شمسی حساب کو چھوڑ کر قمری حساب کو کس لئے اختیار کیا ہے اور یہ نہ صرف رمضان کے روزوں اور عیدین کیلئے بلکہ عدت وفات اور عدت طلاق (جس کو حیض نہ آتا ہو) اور نذر و کفارہ کے روزوں کیلئے بھی قمری حساب ہی کو لیا گیا جب کہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔

اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہے کہ دراصل اسلام اور اس کے احکام ہر فرد کیلئے ہیں خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی اور صحرائی تب اگر مواقیت احکام کا مدار آفتابی کیلنڈر پر رکھدیا جاتا تو دیہاتی اور صحرائی باشندوں کیلئے ان پر عمل درآمد دشوار ہو جاتا، کیونکہ اس حساب کا تعلق رؤیت سے ہے نہیں کہ ہر شخص دیکھ کر تاریخ اور مہینے کا تعلق کرلے، اس لئے شارع نے قمری حساب کو اختیار کرلیا جو رؤیت پر موقوف ہے کیونکہ وہی ہر ایک کیلئے باعث سہولت ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل شہری ہو صحرائی۔

اب اگر ہم قمری حساب کو رؤیت سے ہٹا کر فلکی حساب پر موقوف کردیں جو خالص عقلی چیز ہے تو یہ کہا جائیگا کہ ہم نے شارع کی حکمت کو ضائع کردیا اور اس کے خلاف صورت اختیار کرلی۔

نظام رؤیت کی آسانی

قمری حساب کے رؤیت پر موقوف ہونے اور اس وجہ کے باعث سہولت ہونے کا اعتراف اہل تحقیق نے کیا ہے، خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ ''انسائیکلوپیڈیا امریکانا'' کی درج ذیل عبارت سے اس کی تصدیق ہو جائیگی۔

Marfat.com

سب سے زیادہ پرانا اور باقاعدگی کیساتھ سب سے زیادہ استعمال ہونے والا کیلنڈر قمری کیلنڈر ہے سول (قانونی) مہینہ مقدار کے لحاظ سے تقریباً چاند کے حقیقی کے برابر ہوتا ہے قانونی مہینہ کا پہلا دن تقریباً وہی دن ہوتا ہے جس میں چاند ظاہر ہوتا ہے۔ ایک وہ شخص جو جنتری نہیں پڑھ سکتا وہ بھی چاند کو دیکھکر بالکل درست اور واقعی طور پر دن (تاریخ) بتا سکتا ہے۔

قمری کیلنڈر میں کوئی فرضی یا مجازی سال نہیں ہوتا (انسائیکلو پیڈیا امریکانا ۱۹۸۸ء، ج ۵، ص ۱۸۵ میں ہے:

The oldest kind of calendar, and formerly the most widely used, is the lunar calendar In this calendar the civil month is approximately the same length as the actual lunar month, and the first day of each civil month is approximately the day on which the new moon occurs. A person who is unable to read a calendar can still tell the day of the month fairly accurately by observing the the phase of the moon. there is no tropical year in lunar calendar (Encyclopaedia Americana 1988 Vol 5 Page 185).

(قدیم ترین اور زمانہ قبل میں باقاعدگی سے استعمال ہونے والا کیلنڈر قمری کیلنڈر ہے۔ اس کیلنڈر کے مطابق قانونی مہینہ عرصہ کے لحاظ سے حقیقی قمری کیلنڈر کے مطابق ہی ہوتا ہے، ماہ کا پہلا دن تقریباً وہی ہوتا ہے جب چاند ظاہر ہوتا ہے۔ اس کیلنڈر میں چاند کی مختلف شکلوں کی فراہنگ کے ذریعہ تاریخ ظاہر کی گئی ہے، وہ شخص جو کیلنڈر کی تاریخ پڑھ نہیں سکتا وہ بھی چاند کی شکلیں دیکھ کر دن کا درست اندازہ کر سکتا ہے۔ قمری کیلنڈر میں کوئی ایسا سال (جس میں ۳۶۵ دن ہوتے ہوں) نہیں ہوتا ہے (انسائیکلو پیڈیا امریکانا ۱۹۸۸ء ج ۵ ص ۱۸۵)۔

جواب: الف و ب — دونوں عالموں کا یہ فرمانا کہ شارع کا منشا ہی یہی قابل اعتبار اور معیار ذریعے ہے مہینہ کی ابتدا اور انتہا کا تعین ہے یہ محض ان کا قیاس ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ایسا خیال کرنے میں ان سے ایسی ہی خطا ہوئی ہے جیسا کہ اصطلاح دینے میں غلطی ہے

کہ عرب کے لوگ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں فلکی حساب سے نا آشنا تھے اس سلسلہ میں ان کا حدیث "لا نکتب ولا نحسب" کو دلیل بنانا صحیح نہیں ہے، اس لئے ارشاد رسول ﷺ "لا نحسب" کے اگر معنی یہ ہیں کہ اس عہد میں کوئی شخص بھی فلکی حساب کا جاننے والا نہیں تھا، جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد کتابت (لکھائی) کی جاننے والی تھی، اگرچہ صحابہ کی مجموعی تعداد کے مقابلہ میں وہ تھوڑے ہی تھے۔

فلکی حساب کی قدامت

دوسرے یہود پرانے زمانے سے قمری مہینوں کے حساب کے روح میں فلکی حساب کو استعمال کررہے تھے، "انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا" اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ بابلی کیلنڈر رؤیت ہلال پر موقوف تھا، آٹھویں صدی قبل مسیح میں یہود نے اس سے یہ کیلنڈر اور طریقہ لیا، چوتھی صدی قبل مسیح میں رصدی حساب کافی ترقی کر گیا تھا، مستحکم صورت اس نے اختیار کرلی تھی بابلیوں نے ان کے زمانہ میں اپنے کیلنڈر کے نظام میں تبدیلی کرکے فلکی حساب پر اس کو موقوف کردیا تھا۔ ۲۰ میں یہودیوں نے بھی ایسا ہی کرلیا اور اس غرض سے کہ ان کے (passover) (جشن نجات) یہودی کلینڈر کے ساتویں مہینے کی ۱۵ ویں تاریخ کو یہودی یہ تہوار مصر میں غلامی سے نجات کی خوشی میں ہر سال منایا کرتے تھے، یہ تہوار سات یا آٹھ دن تک منایا جاتا تھا، موسم سرما کے آخر میں ہوا کریں، انہوں نے یہ صورت اختیار کی کہ ہر تیسرے چھٹے، آٹھویں، گیارہویں، چودھویں، سترہویں اور انیسویں سال ایک ایک مہینہ کم کردیا کرتے تھے (تاکہ شمسی اور قمری حساب یکساں ہوجائے۔ اس لئے اس طریقہ کو کہا ہی جاتا ہے (luni solar) (نیم قمری نیم شمسی) کیلنڈر۔

یہود کی غلط کاری

اس طرح مشرکین عرب کی طرح یہود بھی "نسئی" کے مرتکب تھے جس کو قرآن حکیم

Marfat.com

نے کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا: "انما النسئی زیادۃ فی الکفر" (توبہ) مہینوں اوران کے مقام میں تغیر کفر میں زیادتی کی صورت ہے۔

"انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا" کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

بابونین مہینے کے آخر تک حقیقتاً قمری مہینے رہے چاند کی اولین رؤیت پران کی ابتداء ہوا کرتی اور غروب آفتاب سے تاریخ شروع ہوا کرتی تھی مہینوں کی ابتداء نئے چاند کی پہلی رؤیت سے ہوا کرتی تھی، آٹھویں صدی قبل مسیح میں رصدی ماہرین کی جماعت اس اہم مشاہدہ کی اطلاع اشوری بادشاہ کو دیا کرتے تھے۔

رصدی علم میں ترقی نے بالآخر مہینوں کے اندر ترمیم واضافہ کی باقاعدہ شکل ممکن بنادی اورشاہان فارس کے تحت (۳۸۰ قبل مسیح) بابونین کیلنڈر کے حساب داں صحیح اندازہ سے لونی سولار کے ۱۹ برسوں کے چکر کے مطابق اور یہ تیسرے، چھٹے، آٹھویں گیارہویں، چودہویں سترہویں اورانیسویں سال میں اضافہ کے برابر حساب لگالینے میں کامیاب ہوچکے تھے

یہود کے اندر بابونین کیلنڈر کے نظام کو قبول کرنے کی ابتداء چھٹی صدی قبل مسیح میں بابلی جلاوطنی سے ہوتی ہے۔

Babylonian months to the end remaind truly lunar and began when the New Moon was first visible in the evening. The day began atsunset---------------------------------

The months began at the first visibility of the New Moon and in the 8th century BC court astronomers still reported this important observation to the Asyrian Kings ----------------------------

Improvents in astronomical knowledge eventualy made possible the regularizatioin of intercalatioin and, under the persian kings (c 380 BC) Babylonian calendar calculators succeed in computing an almost perfect equivalence in a lunesolar cycle of 19

Marfat.com

years and 235 months with inrcalations in the years 3 , 6, 11 14 17 and 19 of the cycle.-----------------The jewish adoption of Babylonian calendar customs dates from the period of the Babylonian Exile in the 6th century BC.-------------------------

(بابلی مہینے آخر تک (جب تک بابل کی تہذیب قائم رہی) مکمل طور پر قمری ہی رہی جن کی ابتداء رؤیت ہلال پر ہوتی تھی اور نئی تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے وقت ہوتا تھا۔

آٹھویں صدی قبل مسیح میں درباری ماہرین فلکیات اس اہم مشاہدہ کی اطلاع اسیرین (Asyrian) بادشاہوں کو دیا کرتے تھے۔

علم فلکیات میں نئی دریافتوں کے بعد یہ ممکن ہوا کہ قمری سال کو نسبتاً مستقل شکل دینے کے لئے اس میں ہر سال ایک اضافی ماہ جوڑ دیا جائے تاکہ یہ شمسی سال سے قریب تر ہو جائے۔ شاہان فارس کے دور اقتدار میں کلینڈر کی تیاری کرنے والے ماہرین نے ۱۹ر برس اور ۲۳۵ مہینوں کا ایک دورانیہ تیار کیا تھا جس میں تیسرے، چھٹے، گیارہویں، چودھویں، سترہویں اور انیسویں سال میں اضافی ماہ وروز جوڑ دیئے جاتے تھے۔

یہود کے درمیان بابلی کلینڈر کے نظام کا رواج چھٹی صدی مسیح میں بابلی جلاوطنی سے ہوا)۔

مذہبی قمری جنتری اور اختراعی سال کے درمیان عام مطابقت پیدا کرنے والی ابتدائی کوششوں کا اہم حصہ میٹونک دور ہے اس کی اولین ایجاد ۴۳۲ قبل مسیح کے قریب یونان کے ہیئت دان میٹن کے ذریعے ہوئی میٹن نے اس سلسلے میں یونان کے دیگر ہیئت دانوں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔

مذہبی کیلنڈر میں مہینہ کی ابتداء کا تعین ہلال، یعنی نئے چاند کے مشاہدے سے ہوا کرتا تھا اور جشن نجات کی تاریخ ''جو'' کی کھیتیاں پک جانے سے مربوط تھی، نئے چاند کی حقیقی شہادت

Marfat.com

اور یہودیہ ریاست میں کھڑی فصلوں کا مشاہدہ کیلنڈر کی تشکیل کیلئے ضروری سمجھا جاتا تھا اجنبی علاقوں کے یہودی جو اپنے ملکوں میں عام طور پر شمسی کیلنڈر استعمال کیا کرتے تھے ان کو فلسطین کے پیغامبروں کے ذریعے آنے والے تہواروں کے بارے میں باخبر کر دیا جایا کرتا تھا۔

اس طریق کار کی ۱۴۳ قبل مسیح کیلئے توثیق ہو چکی ہے ۷۰ عیسوی میں "بیت المقدس" کی مسماری کے بعد یہودی مذہبی لیڈروں نے مذہبی کیلنڈر بنانے کا کام پادریوں سے لے کر اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔

چاند کی عینی رؤیت ایک اضافی درجہ میں رہ گئی تھی ۲۰۰ء تک خاص رصدی حساب نے اس کی جگہ لے لی تھی

لیکن اجنبی علاقوں کے (یہودی) باشندے بیت المقدس میں کیلنڈر سازوں کے خود مختارانہ فیصلوں کے انتظار کی مزاحمت کرتے تھے۔

اسی طرح شامی مخالفت گروہ کے اندر ۳۲۸.۳۴۲ کے دوران پاس اور (روزہ) ہمیشہ موسم بہار کے مہینہ مارچ میں منایا جاتا تھا قطع نظر اس سے کہ فلسطین کے حکم کا لحاظ کیا جائے۔

پھر اسرائیل میں اتحاد کی برقراری کی خاطر ایلطر برک ہلیل دوم نے ۳۵۹۔۳۵۹ میں کیلنڈر سازی کے اسرار کو شائع کر دیا جو بعض ان بنیادی ترمیمات کے ساتھ جو دسویں صدی کے لگ بھگ عرصہ میں بحث و مباحثہ کا سامان ہو گئیں جو بابلیوں کے ۱۹ سالہ چکر پر مشتمل تھا۔

Th most significant of all the early attempts tolprovide some commensurability between areligious lunar calendar and the tropical year was the Metonic cycly This was first devised about 432 BC by the astronomer Meton of Athens Meton worked withanother Athenian astronomers ---------------------In the religious calendar, the commencement of the month was determined by the observetion of the crescent New Moon and the date of the passover was tied in

Marfat.com

with the tipcning of barley.The actual witnessing of the New Moon and observing of the stand of crops in judaea were required for the functioning of the religious caalendar. The jews fo the Diaspora of Dispersion,who generally used the civil calendar of their respective coumtries.were informed by messengers from palestine about the comimng festivals.This practice is already attested for 143 BC After the destruction of the Temple in AD 70. rabinic leaders took over from the priests the fixing of the religious calendar. Visual observation of the New Moom was supplemented and foward AD 200.in fact.supplanted by secret astromomical calculation. But the people of the Diaspoa wrer ofgen reluctent fo wait for the arbitary decision of the calendar makers in the Holy land .Thus. in Syrian Antioch in AD 328-342. the pasover was always celebreted in (julian)March.th month of the spring equinox. without regard to the palestinian rules and rulings.To preserve the unity of lasrael.the patriarch Hillel 11. in348/ 359 published the "secret"of calendar making .which esentially consisted oif the use of the Babylonian 91-year eyely with some modifvation of these principles occasioned comtroversies

(مذہبی قمری کلینڈر اور شمسی (۳۶۵ دن والا) کلینڈر کے درمیان مطابقت پیدا کرنے والی ابتدائی کوششوں میں ایک اہم کوشش ''دورہ میٹونک'' کی تنظیم وترتیب ہے، اس کو ابتداء ۴۳۲ برس قبل مسیح میں ایتھنس کے ماہر فلکیات میٹن (Meton) نے دیگر ماہرین فلکیات کے تعاون ومشورے کی مدد سے ترتیب دیا تھا۔

مذہبی کلینڈر میں مہینے کا نقطۂ آغاز رؤیت ہلال مانا جاتا تھا، اور جشن نجات جو کی کھیتی پک جانے سے مربوط تھا، نئے چاند کی رؤیت اور یہودی سرزمین میں کھڑی فصلوں کا مشاہدہ

Marfat.com

کیلنڈر کی ترتیب وتنظیم کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا، بلاد غیر کے یہودی باشندے جو کہ ان ملکوں میں علاقائی یا ملکی کیلنڈر کے تحت اپنے کام انجام دیتے تھے، انہیں فلسطین سے پیام بر بھیج کر یہودی تہواروں کی حتمی تاریخوں کے بارے میں مطلع کیا جاتا تھا۔ اس امر کے ثبوت ۱۴۳ برس قبل مسیح تک ملتے ہیں۔ ۷۰ء تک خاص اور پوشیدہ فلکیاتی حساب کی اہمیت اہم تر ہوتی چلی گئی۔ بلاد غیر کے یہودی اب ارض یہود سے جاری کیلنڈر کا انتظار نہیں کرتے تھے بلکہ علاقائی کیلنڈروں کو ترجیح دینے لگے تھے، لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ ۳۲۸ء اور ۳۴۲ء کے درمیان شام کے مخالف گروہ جشن نجات مارچ میں مناتے تھے جب موسم بہار ہوتا تھا اور فلسطین سے جاری تاریخ اور ہدایات کا لحاظ نہیں کرتے تھے، یہودیوں کے درمیان اتحاد اور اسرائیل کی سالمیت کی خاطر ۳۴۸، ۳۵۹ء میں رہنمائے اعظم ہلیل یازدہم نے کیلنڈر کی ترتیب کے اسرار کو شائع کردیا جو کہ بابلیوں کے ۱۹ سالہ کیلنڈر کو بنیاد بنا کر تیار کیا گیا تھا۔ یہ معلومات کافی عرصے تک بحث ومباحثہ کا سامان بنی رہیں)۔

آٹھویں صدی عیسوی کا وہ فرقہ جو تورات کی اخبار تشریف کے بجائے لفظی معنی کا قائل تھا مسلمانوں کے طریقہ کار کی پیروی کرتے ہوئے اس طریقہ کی لوٹ گیا جس میں نئے چاند کو دیکھا اور یہود یہ ریاست میں گندم کی فصل کے مشاہدہ کی بنیاد پر کیلنڈر بنتا تھا لیکن کچھ صدیوں کے بعد ان کو بھی پھر پہلے سے بنے کیلنڈر کو اختیار کرنا پڑا۔

سامریوں نے بھی حسابی قسم کا کیلنڈر استعمال کیا ہے

حسابی مہینہ اقتران شمس وقمر کا درمیانی وقفہ ہے جس میں کہ دونوں ... آسمان میں ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں اور اس مہینہ کی مقدار ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ۳ سیکنڈ ہوتی ہے اس افتراق کو مولد کہا جاتا ہے ٹھیک یہی بات ہمیں رواج بھی ہے (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا ۱۹۹۲ء ج ۱۵ لفظ کیلنڈر)۔

Marfat.com

ایک اور کتاب کے اقتباسات بھی درج ذیل ہیں:۔

یہودی کیلنڈر لونی سولار (شمسی قمری) ہے یہ ہمارے دستوری کیلنڈر کے مقابلہ میں ہے جو کہ خالص شمسی ہے اور جس میں چاند سے ربط کلیۃً مفقود ہے، لیکن یہ محمڈن کیلنڈر سے بھی اچھا خاصا مختلف ہے جو خالصا قمری نظام ہے ……

سینہڈرین (یروشلم کی عدالت عالیہ) کی ایک اسپشل کمیٹی نے اپنے پریزیڈنٹ کے ساتھ جس کی حیثیت اس کمیٹی کے چیرمین کی ہوتی بلکہ اس بات کی نمائندگی کی کہ شمسی نظام کو قمری سالوں کے ساتھ منضبط و متوازن بنائے۔

اس کیلنڈر کونسل نے موسموں کی ابتداء (تکوفوتھ) کا شمار رصدی اعداد کی بنیاد پر رکھا جو قدیم روایت کی حیثیت سے متروک ہو چکا تھا۔

کبھی بھی دو سال تین سال کے بعد سالانہ گیارہ دن کی زیادتی کو ''نسان'' (NISAN) میں اس طرح جمع کر دیا جاتا تھا جس سے کہ نسان ہمیشہ موسم بہار میں آئے اور وہ لوٹ کر سردی کی طرف نہ چلا جائے

روایت ہلال اور تداخل ایام کا بضابطہ ۲۱۶ قبل مسیح کے

As late as the 10th century AD. In the 8th century. the Daraites following Muslim practice. trturned to the actual observation of the crescent New Moon and of the stand of barley in Judaea. But some centuries later they also had to use aprecalculated calendar.The Samaritans, likewise used a computed calendar.-------------------

The synodic month is the average interval between two mean comjunctions of the Sun and Moon. when these bodies are as near as possible in the sky, which is reckoned at 29 days 12 hours 44 minutes 3 secomds: a conjunction is called a molad. This is also

Marfat.com

aBabylonian value (Encyclopedea Britanica 1992 vol 15. Calendar)

Thus, the jewish calendar is LUNI-SOLAR.It is in contrst to our purely solar and in which the months have copletely lost their relation to the moon But it is also quite different from the Mohammeden calendarm, an absolutely junar system --------------------

A special committee of the Sanhedrin, with its president an chairman, had the mandate to regulate and balance the solar eith the lunar years. This socalled Calendar Council (Sod Haibbur) calculated the beginning of the seasons (Tekufoth)on the basis of astronomical figures which had been handed down as a tradition of old. Whenever after two or three years, the annual ex cess of 11 days had accumulated to Nisan in order to assure that Nisan and passover would occur in Spring and not retrogress toward winter -------------------- This method of observation and intercalation was in use throughout

(آٹھویں صدی سے ۱۸ویں صدی عیسوی کے درمیان یہودیوں کا فرقہ مسلمانوں کے طریقہ کار کی پیروی کرتے ہوئے نئے سال کا نقطہ آغاز رؤیت ہلال اور ارض یہود میں جو کی پکی فصل کو مانتے تھے لیکن چند صدیوں کے بعد انہوں نے پھر سے حسابی کیلنڈر کی طرف رجوع کرلیا۔ سامریوں میں بھی اسی طرح حسابی کیلنڈر کا رواج تھا۔

قمری مہینہ اقتران شمس وقمر کا درمیانی وقفہ ہے جس میں دونوں اجرام فلکی ممکنہ حد تک آسمان میں ایک دوسرے سے قریب ہوجاتے ہیں اور اس ماہ کا عرصہ ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے، ۴۴ منٹ اور ۳ سیکنڈ پر محیط ہوتا ہے۔ اس اقتران کو مولد (Molad) کہتے ہیں بعینہ یہی بابل میں بھی مروج تھا (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۱۹۹۲ جلد ۱۵ بعنوان کیلنڈر)۔

یہودی کلینڈر نیم شمسی و نیم قمری ہے، جبکہ ہمارا مروجہ کلینڈر خالصتاً شمسی ہے اور جس میں چاند سے ربط کلیۃً مفقود ہے، لیکن خالصتاً شمسی ہے اور جس میں چاند سے ربط کلیۃً مفقود ہے، لیکن یہ اسلامی ہجری (قمری) کلینڈر سے کافی مختلف ہے جو کہ خالصتاً قمری ہے۔

اسرائیلیوں کی عدالت عالیہ (سینیہڈرین) کی ایک خصوصی کمیٹی نے جس کو کلینڈر کی تیاری کے لئے رہنما اصول وضع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ کلینڈر سازی کے شمسی نظام کو قمری اصولوں سے مربوط کر کے توازن قائم کیا جائے، اس کلینڈر کمیٹی نے جس کو سودہا ئبر کہا جاتا تھا موسموں کا آغاز اصول فلکیات کی ان بنیادوں پر رکھا جو کہ صدیوں سے سینہ بہ سینہ ان کے درمیان منتقل ہوتی چلی آرہی تھیں، برسوں کے بعد سال کے گیارہ اضافی دنوں کو یہودی نسان مہینے میں اس طرح جمع کر دیا جاتا تھا کہ جشن نجات موسم بہار میں ہی آئے اور جاڑوں کی طرف نہ پلٹ پڑے۔

رؤیت ہلال اور تداخل ایام کا یہ ضابطہ ۵۱۶ء سے تین صدیوں تک بیت المقدس کی دوبارہ مسماری تک مروج رہا جب تک کہ ان کے درمیان آزاد عدالت عالیہ موجود رہی، لیکن جب جبر و استبداد کا رواج بڑھ گیا اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ آزاد عدالت عالیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہلیل یازدہم نے اسرائیل کی سالمیت کے لئے ایک غیر معمولی قدم اٹھاتے ہوئے کلینڈر بنانے کے اسرار و رموز کو عام کر دیا جو کہ اب تک سینوں میں دفن راز ہی تھا۔

اس نئی حکمت عملی کے مطابق ہلیل یازدہم نے آئندہ کے لئے تمام مہینوں کو پیشگی ہی تجویز کر دیا اور آنے والے سال کبیسہ اور دیگر سالوں میں (وہ سال جس میں فروری میں ۲۹ دن ہوتے ہیں) میں دنوں اور مہینوں کا اضافہ کر دیا یہاں تک کہ اسرائیل میں نئے سرے سے آزاد عدالت عالیہ دوبارہ قائم ہو جائے۔ آج تک یہی کلینڈر یہود استعمال کرتے ہیں جس کے مطابق نئے چاند اور تہواروں کا تعین کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

لہذا سال کے مہینوں، دنوں اور تہواروں کا حساب کرنے کے لئے اور نئے چاند اور موسموں کے آغاز کا تعین کرنے کے لئے یہ کلینڈر استعمال ہوتا ہے، نئے دن کا آغاز یروشلم میں شام کے چھ بجے سے ہوتا ہے (دی میرے جنیو کلینڈر ۲۰-۲۲ صدی- مرتبہ آرتھر اسپائر صفحہ ۱، ۲، ۱۳)۔

سیکنڈ ٹمپل (بیت المسجد کی دوبارہ مسماری) سے تین صدی بعد تک کے دوران جاری رہا جس میں کہ آزاد عدالت عالیہ رہی چوتھی صدی میں جب ظلم واذیت نے عدالت عالیہ کے وجود کی برقراری کو خطرہ میں ڈال دیا اس وقت پطریرک ھلیل دوم نے اسرائیل کے اتحاد کی خاطر غیر معمولی قدم اٹھایا۔

روئے زمین میں بکھرے ہوئے یہودیوں کے نئے چاند تقریبات اور تعطیلات کے اختلافات کو ختم کرنے کی غرض سے ھلیل دوم نے کیلنڈر کے حساب کو عوامی بنادیا جو اس وقت تک ایک محفوظ راز کی صورت میں تھا۔

اس طریق کار کے مطابق ھلیل دوم نے آئندہ کیلئے تمام مہینوں کو پیشگی ہی تجویز کردیا تھا اور آنے والے خالی سالوں میں (حسب قاعدہ مذکورہ) دنوں اور مہینوں کا اضافہ کردیا یہاں تک کہ اسرائیل میں نئے سرے سے نئی عدالت عالیہ دوبارہ قائم ہوگئی۔

اب یہی مستقل کیلنڈر ہے جس کے مطابق تمام دنیا کے یہودیوں میں نیوموں اور دیگر تقریبات منائے جاتے ہیں۔

بہر صورت کیلنڈر کے حساب خاص طور پر مولد، یعنی نیوموں کے وقت اور تعطیلات (موسموں کے آغاز) کو شمار کرنے کیلئے دن کا شروع اور ختم یروشلم کی شام ۶ بجے سے وقت قرار دیا جاتا ہے۔

دی کمپر ہینسو جیو کلینڈر ۲۰ ویں ۲۲ ویں صدی مرتبہ از اسپائر ص ۱، ۲، ۱۳

theperiod of the second temple (516B.C.E--70C.E.), and about three centuries after its destruction, as long as there was an

Marfat.com

independent Sanhedrin.In the fourth century, However, when oppression and persecution theraternd the continued ex istence of the Sanhedrin, the patriarcg Hillel 11 took an extraordinary step to preserve the unity of Israel.In order to provent the jews scattered all over the surface of the earth from celebtating their New Moons festivals and holidays at different times, he made public up to then had been a closely guarded secret.----------------------

In accordance with this system, Hillel 11 formally sanctified all months in advance, and intercalated allfuture leap years until such times as a new recoignized Sanhedrin would be established in Israed.This is the permanent calendar according to which the New Moon and festivals are calculated and celebrated today by the jews all over the world.----------------------

However, for calendar caculations, especially for the computation of the Moladoth (the times of the New Moon)and the Tedufoth(beginnings of the seasons) the day begins and ends at 6 o' clock in the evening, jerusalem time, (THE COMPREHENSIVE HEBEW CALENDAR 20th to 22 nd century, by Arthur Spier, page 1.2, 13)

ان تفصیلات کی روشنی میں یہ کیسے کہنا ممکن ہے کہ قمری مہینے کے تعین کیلئے فلکی حساب کو عرب میں کوئی نہیں جانتا تھا یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا، لیکن اس بات کا امکان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے اس حسابی طریقہ کار کو دیکھتے ہوئے فرمایا ہو۔

"أنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا" ہم ایک امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں مہینہ اس طرح اور اس طرح ہے (ہاتھ کے سامنے سے ۲۹ اور ۳۰ دن) گویا ہمارے مہینوں کا حساب یہود کے حساب کے جیسا نہیں ہے۔

Marfat.com

دین یسر

دوسری وجہ اسلامی طریقہ تقویم کی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین کے بارے میں فرمایا کہ دین آسان اور سہل ہے، یعنی احکام میں آسانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ چاند کے دیکھے جانے پر حساب کو موقوف کرنے میں ہر فرد کیلئے آسانی ہے نہ کہ فنی، عقلی، فلکی حساب پر موقوف کرنے میں۔

عہد صحابہ اور فلکیات

ورنہ اگر مہینوں کے نظام کو رویت ہلال پر موقوف کرنے کی واحد وجہ علم ہیئت سے ناواقفیت تھی تو اس بات میں کیا چیز مانع تھی کہ آں حضرت ﷺ صحابہ کرام کو اس علم کے سیکھنے کی ہدایت فرماتے آخر آپ نے دوسری زبانوں کے سیکھنے کی ہدایت بعض صحابہ کو دی ہی تھی۔

پھر حضرات خلفاء راشدین کے عہد میں شام و مصر وغیرہ فتح ہو چکے تھے اور وہاں چاند ستاروں کی رفتاروں کی تحقیق کیلئے رصدگاہیں موجود تھیں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے لئے ان رصدگاہوں سے استفادہ کرنے میں امر مانع تھا۔ خاص طور سے حضرت عمر ابن الخطاب جنہوں نے نماز تراویح باجماعت امام کے پیچھے پڑھنے کو جاری کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہی بات منشاء شارع کے مطابق تھی یہاں بھی منشاء شارع تھا تو وہ ضرور اس کے لئے راستہ نکالتے۔

پھر اس عہد کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ دوسرے ملکوں اور دوسری زبانوں سے مختلف اور ہمہ اقسام علوم عربی میں منتقل کئے جانے لگے اور یہ سب کام مسلمانوں کے ہاتھوں ہو رہا تھا پھر آخر مسلمانوں نے کیوں نہ فلکی حساب کو اس مقصد کے لئے لیا۔

امی امت کے معنی اور فلکی حساب کے عدم اعتبار پر اجماع

الفاظ حدیث إنا أمة أمية کے صاف اور سیدھے معنی یہ ہیں کہ یہ امت عموی اور

مجموعی لحاظ سے امی ہے، اگرچہ بعض افراد اس سے مستثنیٰ ہو جائیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمیشہ تک کہ اب بھی حالات یہی ہیں کہ اقلیت تعلیم یافتہ ہوتی ہے نہ کہ اکثریت۔ سو اگر شارع نے عوام الناس کی حالت کی رعایت فرمائی اس نہج کو ہرگز نہیں چھوڑا جس کو نبی کریم ﷺ نے ترک نہیں چھوڑا ہے۔

اسی وجہ سے بعض فقہاء و محدثین نے رؤیت ہلال کے طریقہ پر اور فلکی حساب کے اختیار نہ کئے جانے پر امت کا اجماع نقل کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے (دیکھئے: فتح الباری ۶/۹۱-۱۰۲)۔

اصل مصیبت

تو شرعی اور قومی مصیبت دراصل شہر کے مسلمانوں کا متحد ہو کر مجلس ہلال کے فیصلہ پر عمل نہ کرنا ہے۔ ہر مسلمان اور ہر مسجد کے لوگ جو دل چاہتا ہے وہ کرتے ہیں اور اختلاف کا الزام ایک دوسرے پر ڈال دیتے ہیں۔

اس لئے ضروری کام یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی تربیت کریں اور ائمہ مساجد اور ذمہ داروں کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ سب تمام اداروں کی نمائندہ مجلس ہلال کے فیصلے اور اعلان کے مطابق عمل کریں۔ اس لئے ایسی مجلس ہلال اس معاملہ میں قاضی کے قائم مقام ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو جو بھی طریق کار تجویز کیا جائیگا وہ کھیل ہی بن کر رہے گا کیونکہ ہم عالمی اتحاد کی باتیں کرتے ہیں مگر اپنے شہروں میں اتحاد نہیں کرتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امت کا رمضان و عیدین کے تعلق سے ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ہم شریعت کے مقرر کردہ رؤیت ہلال کے نظام کو جو چودہ صدیوں سے متواتر چلا آرہا ہے خیرباد کہہ دیں۔

Marfat.com

فلکی حساب سے بھی اتحاد نہیں ہو سکا

دوسرے اگر حساب کے نظام کو اختیار کرتے ہوئے محاق اور مولد (NEWMOON) کو مہینہ کا نقطۂ آغاز بنائیں تب بھی عالمی اتحاد قائم نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ مثلاً اگر مکہ مکرمہ کے وقت کے لحاظ سے غروب آفتاب سے پہلے ہونے والے محاق کو مہینہ کی ابتداء مان لیں تو دنیا کے اس دوسرے حصے کے بارے میں کیا کرنا ہوگا جہاں مکہ مکرمہ میں غروب آفتاب کے وقت صبح صادق ہو رہی ہو تو اگر وہاں کے لوگ دوسرے دن عید کریں گے تو وہ مکہ کے لحاظ سے تیسرا دن ہوگا، اس صورت میں دن کا اتحاد کہاں رہا؟

ڈاکٹر قرضاوی بھی رؤیت کو ترجیح دیتے ہیں

ہمارے نزدیک سب سے آسان صورت وہی ہے جس کو ہم نے گذشتہ سطور میں اختیار کر رکھا ہے اور وہ یہ کہ شوال اور رمضان کا ایک مطلع مانتے ہوئے جس شہر سے بھی رؤیت ممکن کی رؤیت کی شہادت مل جائے اس کو قبول کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے۔ اس صورت میں مدار فیصلہ شہادت رؤیت کی اور شہادت کی صداقت کو جانچنے کے لئے حساب سے مدد لی جائے گی اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی کو ڈاکٹر قرضاوی صاحب نے ترجیح بھی دی ہے جیسا کہ ان کے مضمون کے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ پر درج ہے۔

Shaikh yusuf Al Qardawi Adds Here That His Own Preference: Al Murajjah Is That The Crescent Shuuld Be Visible To The Naked Eye This Rather Than Conjunction,Would Seem To Be Closer To The Letter and Sprit of the Texte of the Quran And the Sunnah on the Subject

(شیخ یوسف قرضاوی اس سلسلہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے مطابق ترجیح اس امر کو دینا چاہئے کہ چاند کو ننگی آنکھ سے (بغیر کسی آلے کی مدد کے) دیکھا جاسکے۔ فلکی اعتبار سے ان کا زمین کی سیدھ میں ہونا اہم نہیں اور یہی بات قرآن وسنت کے الفاظ ومفہوم سے قریب تر ہے)۔

Marfat.com

رؤیت ہلال کے احکام

مولانا محمد محی الدین بزدودی القاسمی

اختلاف مطالع کا مسئلہ اور منقح ہے۔ اختلاف مطالع کا تحقق بدیہی ہے۔

اختلاف اس میں ہے کہ الگ الگ مطالع کا حکم بھی جدا ہے یا ایک ہی حکم جملہ مطالع سے متعلق ہے؟ ایک مطلع پر چاند کی رؤیت واقع ہوگی تو جملہ مطالع پر رؤیت کا حکم ثابت ہو جائے گا؟ یا جملہ مطالع میں ہر ایک مطلع کا حکم جدا ہوگا اور ہر اہل مطلع اپنے اپنے مطلع کے پابند ہوں گے؟ تو حضرات شوافع اس بات کے قائل ہیں کہ ہر مطلع کا حکم جدا اور ہر اہل مطلع پر اپنے مطلع کا اعتبار کرکے عمل واجب العمل ہوگا۔ حضرات احناف متقدمین اس بات کے قائل ہیں کہ ہر اہل مطلع کے حق میں صرف ان کے مطلع پر ہی عمل واجب نہیں، بلکہ دوسرے مطلع کا حکم بھی ان پر لازم ہوتا ہے اور اس کے مطابق عمل واجب ہوگا۔ لیکن کس حد تک احناف کے یہاں اختلاف مطلع کا اعتبار نہیں ہوگا اور ایک مطلع کا حکم سب پر نافذ ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

چنانچہ حضرات علامہ زیلعی، علامہ ابو سعود مصری اور متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ بلدان نائیہ جن کے مابین مسافت ہو ان میں اختلاف مطالع معتبر ہوگا، یعنی ایک ماہ کی دوری میں مسافت والے ممالک ہیں ان پندرہ روز بعد پورے مہینے کے گزر جانے کے بعد شہادت رؤیت کا پہنچ جانا متعذر و مشکل تھا، یعنی ان کے نزدیک یہ مقصد ہی نہیں تھا کہ ایسے بلدان

تبیین الحقائق، البحر الرائق، ... [illegible]

تا کہ بعیدہ سے شہادت میسر ہو جائے، اس لئے ان کا کلام ان کے زمانہ کی مشرق ومغرب جہاں سے شہادت میسر ہونے کا امکان تھا مراد تھی، اس لئے جن روایات ظاہرہ میں اہل مغرب کی رؤیت پر اہل مشرق پر صوم کو لازم کہا گیا اس سے حدود ممکنہ وصول الشہادۃ کی مشرق ومغرب مراد ہے، نہ کہ پورے عالم کی مشرق ومغرب، اس لئے جہاں درحقیقت مطلع بدلتا ہو اس کا حکم جدا ہوگا، یہ احناف متاخرین کا مسلک ہے، چنانچہ علامہ کاسانی اپنی کتاب ”بدائع الصنائع“ میں لکھتے ہیں:

”اگر ایک شہر والوں نے تیس روزے پورے رکھ لئے اور دوسرے شہر والوں کے اس روز انتیس روزے ہی ہو رہے ہیں تو اگر تیس روزے والوں کے تیس روزے قاضی کے یہاں رؤیت ہلال کے ثبوت کی بنیاد پر ہوئے تھے یا شعبان کے تیس دن پورا ہونے کے بعد ہوئے تو انتیس والوں پر ایک روزے کی قضاء لازم ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہیں رکھا تیس والوں کی رؤیت سے رمضان ہو جانے کے ثبوت کی وجہ سے اور انتیس والوں کا چاند نہ دیکھنا تیس والوں کی رؤیت میں قادح ومعارض نہیں بن سکتا، کیونکہ وجود کا معارض نہیں ہے اور اگر تیس والوں کے روزے بلا رؤیت یا قاضی کے یہاں ثبوت یا شعبان کے تیس یوم کے بغیر ہی پورے ہونگے تو تیس والوں کی غلطی ہے انہوں نے برا کیا ایک روز پہلے روزہ رکھ کر رمضان کو متقدم کرلیا اور اس صورت میں انتیس والوں پر ایک روزہ کی قضاء لازم نہیں ہے، کیونکہ ہم لکھ چکے کہ مہینہ کبھی تیس دن کا اور کبھی انتیس کا ہوتا ہے (بدائع الصنائع)۔

یعنی مذکورہ دو شہروں میں ایک کی رؤیت دوسرے کو مستلزم ہو کر انتیس والوں کو ایک روزہ کی قضاء کا حکم اس وقت ہے جب کہ ان دونوں شہروں کے بیچ کی مسافت قریب ہو جس میں مطلع بدلتا نہ ہو، لیکن اگر مسافت بعیدہ ہو تو ایک شہر کا حکم دوسرے شہر پر لازم نہ ہوگا اور ابو عبداللہ ابن ابی موسیٰ الضریر سے منقول ہے کہ اہل اسکندریہ کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا کہ سورج وہاں غروب ہو جاتا ہے اور جو لوگ وہاں منارہ پر ہوتے ہیں ان کو اس کے بعد بہت دیر تک

Marfat.com

سورج نظر آتا رہتا ہے" تو فرمایا اہل شہر کے لئے افطار جائز ہے اور اہل منارہ کے لئے نہیں جو وہ سورج غروب ہوتا دیکھ رہے ہوں تو جائز نہیں ہے اس لئے کہ مغرب شمس بھی الگ الگ ہے جیسے کہ مطلع شمس الگ ہوتے ہیں، ہر مقام پر اس کی مغرب کا اعتبار ہوگا۔ ([illegible])

بالکل واضح ہے کوئی شک نہیں کہ صاحب بدائع حکم بیان فرما رہے ہیں کہ تحقق اختلاف مطالع ہو جائے تو اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا اور حکم بھی الگ ہوگا اور ابو عبداللہ رازی بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ ایک ہی شہر میں جب مغرب جدا ہوں تو افطار کا حکم بدل جاتا ہے منارہ والوں کے لئے افطار جائز نہیں ہے اور شہر والوں کے لئے جائز ہے تو اسی طرح دو شہروں کا مطلع جدا ہو تو ایک کے باشندوں کے لئے صوم واجب ہوگا اور دوسرے کے باشندوں پر ضروری نہیں۔ اگر رؤیت نہ ہوئی تو واجب بھی نہ ہوگا، بلکہ تحقق بھی نہ ہوگا کیونکہ ان کے حق میں رؤیت ثابت ہی نہیں ہوئی ہے جس طرح منارہ والوں کے لئے غروب ثابت نہ ہوا تو افطار بھی متحقق نہ ہوا۔

صاحب "بدائع" کی اس عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ایک ملک سے دوسرے شہر جن میں مسافت فاصلہ ہو تو وہ ایک دوسرے کی تحقق کے پابند نہ ہوں گے۔

ب- اختلاف مطالع کی حدود کے بارے میں حضرت علامہ ابن عابدین شامی دو قول نقل فرماتے ہیں۔

ا- ایک ماہ کی مسافت (یعنی اونٹ کی رفتار سے) مگر اس قول کا اعتبار نہیں ہے۔

۲- جو شیخ تاج تبریزی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اختلاف مطالع چوبیس فرسخ سے کم میں واقع نہیں ہوتا یعنی چوبیس فرسخ اور اس سے زیادہ کی مسافت میں اختلاف مطالع ممکن ہے (شامی ابن عابدین ج ۲ ص ۲۳۲)۔

تو اب جن متاخرین حنفیہ نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے ان سے اس کی تحدید

Marfat.com

منقول نہیں اس کی بنیاد ماہرین ہیئت کی تحقیق رہے کہ کس مقام کا طول بلد عرض بلد استواء سے اس کی جہت اور بعد کتنا ہے، اس پر موقوف رہے گی۔

اس سلسلہ میں ہمارے اسلاف کرام میں مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اور حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کا یہ مسلک رہا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار تو ہوگا مگر ان مقامات میں جن میں اس قدر مسافت ہو کہ ایک کے مطلع کا اعتبار کرنے سے دوسرے اہل مطلع کا مہینہ ۲۸ دن رہ جاتا ہو یا ۳۱ دن ہو جاتا ہو تو ایسے دو مقامات میں اختلاف مطلع کا اعتبار کر کے جدا حکم دیا جائے گا (جواہر الفقہ، رؤیت ہلال)۔

ان اسلاف کرام کا مطمح نظر یہ نہیں ہے کہ مطلقاً اختلاف مطالع کا اعتبار کر کے مسلک احناف سے بالکلیہ انحراف کیا جائے اور مثلاً ایک ہی ملک کے دو شہروں میں جن میں اختلاف مطلع کا تحقق ہو اختلاف مطلع کا اعتبار کر ہی لیا جائے، بلکہ جب تک تفاوت واضح دو مقامات میں نہ ہو وہاں تک مسلک احناف کا لحاظ رکھا جائے۔

غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے اوپر معلوم ہوا، ۲۴ فرسخ کے بعد اختلاف مطلع متحقق ہو سکتا ہے۔ چوبیس فرسخ کے تقریباً بہتر میل ہوتے ہیں اور بہتر میل کے کم و بیش ڈیڑھ سو کلومیٹر ہوتے ہیں تو دو شہر جن میں دو سو سے پانچ کلومیٹر کا فاصلہ ہو تو اگرچہ اختلاف مطلع کا تحقق تو ہو سکتا ہے مگر ایسے قلیل اختلاف کا اعتبار اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس سے طلوع وغروب میں تفاوت کم ہوتا ہے، یہ مان بھی لیا جائے کہ دو شہر جو ایک خط پر واقع ہیں اور ایک ہزار میل کا دونوں میں فاصلہ ہے تو طلوع وغروب میں ایک گھنٹہ تک فصل متوقع ہے، لیکن جس شہر میں ایک گھنٹے قبل غروب ہوا اور ہلال نظر آ گیا تو دوسرا شہر جہاں ایک گھنٹہ بعد غروب آفتاب ہوا ہے وہاں اگرچہ رؤیت ہلال نہیں ہوئی مگر ہلال کی افق مطلع پر موجودگی بہت ممکن ہے، کیونکہ جس طرح آفتاب اس دور کے شہر میں ایک گھنٹہ بعد غروب ہوا ہے تو چاند بھی اسی نسبت سے آفتاب کے پیچھے جا رہا ہے تو اس

Marfat.com

دوسرے شہر میں آفتاب کی شعاعوں کی تیزی یا اور کسی وجہ سے رؤیت نہ ہو سکی، لیکن اسی درجہ میں ہلال کی مطلع پر موجودگی بہر حال ثابت ہو جاتی ہے جس سے رؤیت حکمی ثابت ہو جاتی ہے، اور "صوموا لرؤیۃ وافطروا لرؤیتہ" کا مصداق ہونے کی وجہ سے رؤیت حقیقی نہ ہونے کے باوجود رؤیت حکمی سے ہلال کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس پانچ چھ ہزار میل کے فاصلہ پر بھی اسی طرح رؤیت کا لحاظ کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ترجیح بلا مرجح کی کوئی وجہ نہیں ہے، ہاں اگر اس قدر فاصلہ دو مقامات میں ہو کہ پہلے مقام پر غروب آفتاب اور رؤیت ہلال ہو رہی ہو تو اگلے مقام پر ابھی صبح صادق ہو رہی ہو تو ظاہر بات ہے کہ پچھلے مقام کی رؤیت کا اعتبار اگلے مقام پر نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس ہلال کو اس دوسرے اگلے مقام کا گذشتہ رات کا ہلال قرار دیا جائے اور مہینہ کے ختم کا حکم دیا جائے، حالانکہ اس شہر کے گذشتہ مہینہ میں ثبوت ہلال کے لحاظ سے آج وہاں ابھی انتیسواں روز ہو تو مہینہ اٹھائیس رہ جائے گا اور اس ہلال کو اگلی رات کا چاند مانیں اور اس شہر کے ثبوت ہلال کے لحاظ سے تیسواں روز ہو تو اکتیس کا مہینہ ہو جائے گا، اگر دو شہروں میں بارہ گھنٹہ یا کم گھنٹے غروب میں فرق ہو گا تو ضرور یہ صورت پیش آئے گی، اس سے کم چھ سات گھنٹے کے فرق میں بھی اس صورت کا پیش آنا ممکن ہے۔

اس لئے اکابر کا یہ معتدل مسلک ہی اقرب الی القبول ہے، جیسے حضرت علامہ شامی اور ان کے اتباع میں بعض علماء کا یہ مسلک ہے کہ ظاہر الروایۃ حنفیہ کی اعتبار نہ کرنے کی ہے تو بالکل اختلاف مطالع معتبر نہ ہو گا، مگر اس زمانہ میں خرابی لازم آئے گی، کیونکہ [illegible] مسافت بعیدہ تک شہادت کا پہنچنا ممکن ہو گیا ہے۔

حج وغیرہ دوسرے مسائل میں اختلاف مطلع کا اعتبار کیا گیا ہے، حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں، صرف روزہ کے بارے میں، کیونکہ نص ہے: "صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ" رؤیت پر مدار ہے، لہذا کہیں بھی رؤیت ہوگی تو رمضانیت کا اور ہلال کا ثبوت ہو جائے گا، اگرچہ

جواب دینے والوں نے جواب دیا ہے کہ خطاب ہر موقعہ کے لوگوں کے اپنے اپنے مطلع کے لحاظ سے ہوگا، ظاہر بات ہے کہ خطاب ان ہی کو ہوگا جن کے لئے رؤیت حقیقی یا حکمی کا تحقق ہو سکے، جس کے لئے ان کے مطلع پر رؤیت حکمی کا تحقق بھی نہیں ہو سکتا خطاب ان سے متعلق نہیں ہوگا (رد المحتار ۲/ ۳۹۴)۔

چنانچہ حضرت علامہ یوسف صاحب بنوریؒ نے پشاور اور ڈھاکہ میں اختلاف مطلع کے امکان اور اعتبار کا خیال ظاہر فرمایا ہے، جبکہ پاکستان کے چالیس علماء کرام نے بالکلیہ اختلاف مطلع کے غیر معتبر ہونے پر اتفاق کا فیصلہ فرمایا ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی خلجان کا اظہار فرمایا ہے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے رسالہ رؤیت ہلال اور ''جواہر الفقہ'' میں یہ بھی فرمایا کہ ایک ہی ملک میں ایک ہی روز عید منانے کی سعی اور اس کی شرعی لحاظ سے اہتمام کی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں نظیر نہیں ملتی، شرعی لحاظ سے یہ اہم اور ضروری چیز نہیں ہے۔

حضرت مولانا محمد صاحب بنوریؒ نے مطلع کے متحد ہوتے ہوئے بھی ایک ساتھ عید منانے کو ایک مشکل امر قرار دیا ہے (معارف السنن ۶/ ۱۸)۔

رہی یہ بات کہ صاحب احسن الفتاویٰ مطبوعہ پاکستان نے لکھا ہے:

مندرجہ بالا (متفقہ فیصلہ) تحریر کے بعد ۱۳ شوال ۱۳۶۸ھ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور بندہ کی رائے سے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دے کر ملک میں تنفید حکم کے لئے چند تجاویز حکومت کو بھیجی گئی تھی۔ الخ

تو بظاہر اس سے ایک ملک میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دینے پر حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا اتفاق ممکن ہے، لیکن اس سے بالکلیہ مسافت فاحشہ کے باوجود اختلاف مطالع کے غیر معتبر ہونے پر ان دونوں اکابر کے اتفاق کی کوئی دلیل

Marfat.com

نہیں۔ اس لئے اگر مہینہ اٹھائیس ہو جانے کا اندیشہ ہو جس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے تو بہر حال اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا، چنانچہ اس مسلک کی تائید میں حضرت علامہ بنوری کی معارف السنن میں اس تحریر سے ہوتی ہے کہ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

"أما الفطر فهو أن البلاد إذا لم يختلف مطلعها كل الاختلاف فيجب أن يحمل بعضها على بعض: لأنها في قياس الأفق الواحد، وأما إذا اختلف اختلافا كثيرا فليس يجب أن يحمل بعضها على بعض الخ" (معارف السنن ۶-۱۲)۔

نیز حضرت علامہ بنوری تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث کریب مولی ابن عباس میں اہل شام کی رؤیت کو اہل مدینہ کے لئے قبول نہ کرنے کی مختلف وجوہات ہیں جس کو "فتح القدیر" اور "البحر الرائق" میں ذکر کیا گیا ہے، مگر حدیث کریب سے اختلاف مطلع کے معتبر ہونے کی تائید کسی درجہ میں عہد سلف میں ہوتی ہے، بلکہ حدیث کریب اختلاف مطلع کے اعتبار میں بطور حجت پیش ہونے کے قریب ہے۔

"غير أن ذلك القدر ليستأنس به للقول بالعبرة للاختلاف في أقدم عهد السلف لا يكاد يحتج به" (معارف السنن ۶-۱)۔

اس لئے بالکلیہ کسی بھی مسافت کے لحاظ کے بغیر اعتبار کا انکار چند مشکلات کو مستلزم ہے اور نص سے بھی معارض ہے کہ مہینہ ۲۹ یا تیس کا ہوتا ہے، اٹھائیس اور اکتیس کا نہیں ہوتا۔

اور ظاہر بات ہے کہ کس ملک میں اس وقت غروب شمس ہو رہا ہے اور مسافت بعیدہ میں کس ملک میں طلوع شمس یا صبح صادق ہو رہا ہے؟ اس کو معلوم کرنے میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے نہ اختلاف مطالع قمر کے علم کے ماہرین کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی خود اختلاف کا کلی بلکہ معلوم کرنے کی ضرورت رہ گئی۔

کیونکہ عالمی جنتریوں سے پوری دنیا کا طلوع وغروب معلوم ہے۔

Marfat.com

''اور کہا جاتا ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف بعیدہ کا اعتبار ہوگا، زیلعی'' ''شارح الکنز'' فرماتے ہیں: یہی قول اشبہ ہے اور تجرید میں قدوری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جرجانی بھی اسی کے قائل ہیں، شیخ فرماتے ہیں: (علامہ انور شاہؒ) یہی فقط صواب ہے (ھذا ھو الصواب) فرماتے ہیں: زیلعیؒ کے قول کو تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ عید کا ۲۷/ ۲۸ یا ۳۱/ ۳۲ کو واقع ہونا لازم آئے گا، جبکہ دو ملکوں میں مسافت بعیدہ ہو جیسے ہند اور قسطنطنیہ میں طلوع ہلال دو روز پہلے ہو جاتا ہے، پس جبکہ بلاد الھند میں رؤیت ہلال قسطنطنیہ کے دو روز بعد ہوئی اور قسطنطنیہ کی رؤیت ہم تک (بطریق شرعی پہنچی تو عید کا تقدم لازم آئے گا، ایک شخص نے قسطنطنیہ میں چاند دیکھا اور عید سے قبل ہمارے پاس آ گیا تو وہ ہماری رؤیت پر عمل کرے گا یا خود کی رؤیت پر عمل کرے گا؟ الخ''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہند، بنگلہ دیش اور نیپال کا مطلع جدا ہو سکتا ہے۔

د- جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ مطلع ایک ہونے کی صورت میں اور اسی طرح اختلاف مطلع قلیل ہونے کی صوت میں سب جگہوں کا ایک ہی حکم ہے تو اگر کسی جگہ رؤیت شرعی طور پر ثابت ہوگئی اور شرعی طور پر اس کا ثبوت دوسرے شہر یا قاضی کو یا رؤیت ہلال کمیٹی کو پہنچ گیا تو قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہوگا، اگر کسی جگہ شرعی قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی شرعی نہج پر قائم نہ ہو یا کمیٹی نہ ہو تو دوسرے شہر کی رؤیت کا علم بطریق استفاضہ یا شہادت شرعیہ عوام تک پہنچ جائے، مثلاً عالم یا مفتی دوسرے شہر کی رؤیت کو معتبر قرار دیدیں تو عوام پر لازم ہوگا کہ وہ اسکے مطابق عمل کریں۔

چنانچہ عالمگیری فتاوی ہندیہ میں ہے کہ شہروں وغیرہ میں جہاں قاضی یا نائبین قاضی موجود ہوتے ہیں وہاں شہادت کے لئے قاضی کا فیصلہ ضروری ہے، لیکن دیہات میں جہاں ایسا کوئی نظم نہ ہو وہاں کوئی شخص رمضان کا چاند دیکھ کر گاؤں کی مسجد میں لوگوں کے سامنے گواہی

Marfat.com

دیدے تو لوگوں پر اس کے قول کے مطابق روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا جب کہ وہ شخص عادل ہو اور کوئی حاکم موجود نہ ہو جس کے پاس شہادت دی جائے (فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۱۹۷)۔

اور فتاوی قاضی خان میں ہے:

"ومن رأى هلال رمضان فى الرستاق وليس هناك وال ولا قاض، فإن كان الرجل ثقة يصوم الناس بقوله وفى الفطر أن أخبر عدلان برؤية الهلال لابأس بأن يفطروا" (قاضی خان علی ہامش ہندیہ ۱/ ۱۹۷)۔

قضاء یا رؤیت ہلال میں وغیرہ پر فیصلہ کو موقوف رکھنا صرف نظم کو برقرار رکھنے کے لئے ہے، اس لئے ہند جیسے ممالک میں خاص طور پر ان خطوں میں جہاں کوئی نظام قضاء شرعی طور پر موجود نہیں ہے وہاں شہرہ ہو یا دیہات ہو رؤیت کے ثابت ہو جانے پر صوم واجب لازم ہو جائے گی، چنانچہ وہ شخص جس نے بذات خود چاند دیکھا ہے اگر اس کی شہادت کسی وجہ سے قاضی نے رد کر دی تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہوگا اگر یہ شخص روزہ نہ رکھے تو اس پر قضاء واجب ہے۔

اس لئے اگر قاضی شرعی موجود نہ ہو اور عوام کے سامنے ثبوت رؤیت استفاضہ کے طور پر یا شہادت علی الشہادت کے طور پر ہو جائے تو عوام کے لئے اس کے مطابق عمل لازم ہوگا، بلکہ مذکورہ بالا مسئلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی ہلال کمیٹی وہاں دلی کر کے صحیح طور پر آنے والی شہادت یا استفاضہ کو رد کر دے تو عوام پر لازم ہوگا کہ وہ شہادت یا استفاضہ پر عمل کریں۔

چنانچہ پاکستان کے بیالیس مفتیان کرام کا فیصلہ ہے جس میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری بھی متفق ہیں کہ "جہاں مسلم حاکم موجود نہ ہو یا وہ فیصلہ شرعی نہ کرتا ہو وہاں اگرچہ جمیع معاملات میں تو عام ثقہ قاضی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا البتہ رؤیت وغیرہ بعض جزئیات میں ان کا فیصلہ حکم قاضی کے قائم مقام ہو جائے گا"

(ردالمحتار ۲/ ۳ ۳ ۱.۳ ۹ ۰ ۱۳ احسن الفتاوی ج ۴)۔

Marfat.com

ھ- ریڈیو ٹیلیفون تار برقی خط اور اخبار میں فرق ہے کہ تار برقی اور اخبار سوائے صورت استفاضہ کے ہرگز معتبر نہیں، البتہ خط "بشرط معرفة الكاتب وعدالته" اور ریڈیو ٹیلیفون "بشرط معرفت صاحب الصوت وعدالته" درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے شہادت میں نہیں متفقہ فیصلہ (احسن الفتاوی)۔

فیکس بھی ایک خبر ہے، لیکن اس میں معرفت کاتب وعدالتہ پر غلبہ ظن نہیں ہے، اس لئے اس کا حکم تار برقی یا مطلق خبر کا ہوگا، اس لئے استفاضہ کا محتاج ہوگا۔

الجواب ۲ الف- مدد لینے میں مضائقہ نہیں ہے تاکہ غلبہ ظن یا رؤیت میں سہولت ہو جائے مدار رؤیت پر رہے گا حساب کی بنیاد پر کوئی فیصلہ جائز نہیں۔

ب- رؤیت کی شہادت کو رد نہیں کیا جا سکتا، شہادت کو شارع نے یقین کے درجہ میں مانا ہے۔

حضرت علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: "وفي النهر فلا يلزم بقول الموقتين أنه رأى الهلال في السماء ليلة كذا وإن كانوا في الصحيح كما في الإيضاح"۔

اور حضرت علامہ سبکیؒ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (کیونکہ علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں: "لأن الحساب قطعي والشهادة ظنية"، علامہ سبکیؒ کے قول کو خود متاخرین شافعیہ ابن حجر اور رملی نے اپنی اپنی شرح منہاج میں رد کر دیا ہے اور شہاب رملی کبیر جو شافعی ہیں ان کی طرف سے علامہ سبکی نے جواب لکھا ہے، شیخ رملی کبیرؒ نے کہا کہ شہادت کو شارع نے بمنزلہ یقین رکھا ہے اور سبکیؒ نے جو کچھ کہا وہ مردود ہے۔ جس کو متاخرین کی ایک جماعت نے رد کر دیا ہے۔ علامہ سبکیؒ نے یہ جو کہا ہے انتیسویں کو طلوع شمس قبل دن میں چاند نظر آئے (یعنی صبح میں) اور بینہ شہادت پیش کرے تیسویں کی رات میں چاند دیکھنے (یعنی انتیسویں کی شام کو) کی تو شہادت کو حساب کے مقابلہ میں رد کر دیا جائے گا، کیونکہ حساب کے لحاظ سے مہینہ اگر انتیس کا ہوتا ہے تو

چاند ایک رات غائب رہتا ہے انتیسویں کی فجر میں نظر نہ آنا چاہئے اور مہینہ تیس کا ہوتا ہے تو چاند دو رات غائب رہتا ہے، ایسے ہی اگر ہلال تیسری رات میں وقت عشاء سے قبل ہی غروب ہو جائے تو بھی بینہ کو رد کیا جائے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ تیسری شب میں ہلال کے غروب کے ساتھ ہی عشاء کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

تو علامہ رملی نے فرمایا کہ یہ بھی درست نہیں بلکہ بینہ پر عمل کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی نماز کی مخالفت لازم نہیں آتی، کیونکہ شارع نے حساب کو معتمد قرار نہیں دیا ہے بلکہ بالکل لغو قرار دیا ہے، اپنے ارشاد میں: "نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا". قال ابن دقيق العيد الحساب لايجوز الاعتماد عليه في الصلاة" (فتاوی ۲ ـ ۲۲۱)۔

ج- ہاں زیادہ احتیاط یا تائید کے لئے ماہرین کے قول کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

د- اگر شعبان کی ۲۹ کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بنیاد پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کیا ہو مگر تیس روزے ہونے کے باوجود اور مطلع صاف ہونے کے باوجود ہلال نظر نہ آئے تو اگلے روز عید الفطر نہیں قرار دیا جائے گا، بلکہ شاہد کو غلطی پر تصور کیا جائے گا، بلکہ شاہد پر تعزیر جاری ہوگی اس کے کذب کے ظہور کی وجہ سے، لیکن حضرت امام محمد کے قول کے مطابق اگلے روز عید الفطر قرار دیا جائے گا، غایۃ البیان میں فرمایا کہ امام محمد کا قول اصح ہے اس لئے کہ فطر کا ثبوت نہیں ہوتا اور حضرت امام محمد سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قاضی کے فیصلہ کی بنیاد پر فطر کا ثبوت ہو رہا ہے ایک شخص کے قول پر نہیں ہو رہا ہے۔

یعنی قاضی نے ہلال رمضان کا فیصلہ قول واحد پر کیا ہے تو اس فیصلہ کی بنیاد پر تیس روزے پورے ہونے کی وجہ سے فطر ثابت ہوا، شمس الائمہ نے شرح الکافی میں فرمایا ہے یہ مسئلہ شہادت قابلہ کی نسب کے بارے میں نظیر ہے کہ نسب کے بارے میں دایہ کی شہادت مقبول ہے

Marfat.com

پھر اس کے نتیجہ میں میراث کا استحقاق بھی ہو جاتا ہے، حالانکہ میراث ابتداء دایہ کے قول سے ثابت نہیں ہوتی، مگر علماء پاکستان کا فیصلہ اس کے خلاف ہے ظاہر ہے کہ شیخین کے قول کو ترجیح ہے (ردالمحتار ۲/ ۳۹۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب ۳ الف- رمضان وعید کے ثبوت کیلئے جب کہ مطلع صاف ہو جم غفیر کی ضرورت ہے، جس طرح سے ظن غالب ہو جائے، لیکن ہلال رمضان میں بستی سے باہر سے آئے ہوئے یا موضع مرتفع سے دیکھنے والے ایک عادل شخص کی یا بستی کے دو عادل کی شہادت سے بھی اطمینان ہو جائے تو اس پر حکم دیا جا سکتا ہے۔

اگر کسی جگہ حاکم یا اسکے نائب (جماعت علماء یا عالم ثقہ فی القریہ) نے رؤیت ہلال کے باب میں فاسق کی شہادت کا غلبہ ظن کے بعد اعتبار کرتے ہوئے حکم دیدیا تو نتیجۃً وہ سب کے لئے قابل تسلیم سمجھا جائے گا، لیکن اس کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا (متفقہ فیصلہ پاکستان)۔

اس پر حضرت مفتی محمد شفیع نے لکھا ہے ''لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے'' محل تأمل ہے، کیونکہ جب شرعاً غلبہ ظن کی صورت میں قاضی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ فاسق کی شہادت قبول کرے تو پھر یہ کہنا کہ اسے ایسا نہ کرنا چاہئے تھا فی نفسہ بھی محل نظر ہے اور موجودہ زمانہ کے اعتبار سے تو یہ حکم شاید نا قابل عمل ہو جائے کیونکہ معاملات کے لئے قابل قبول شہادت ہزار میں ایک بھی میسر آنا مشکل ہو جائے گا، ہاں یہ ظاہر ہے کہ قاضی کے لئے غلبہ ظن بصدق مخبر ضروری ہے، جو فاسق اس درجہ میں نہ ہو اس کی شہادت رد کی جائے گی، ورنہ قبول کر لینا چاہئے تا کہ حقوق ضائع نہ ہو جائیں۔

''معین الحکام باب الثانی والعشرین'' میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کر کے اس کو ترجیح دی ہے (احسن الفتاوی ۴/ ۴۷۴)۔

اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت غلبہ ظن حاصل ہو جائے اور آدمی ایسا ہو کہ جھوٹ نہیں

ہو گا تو اگرچہ مستور الحال یا فاسق ہو اس کی شہادت معتبر ہوگی۔

ب- اگر چاند دیکھا ہے اور ان کے علاوہ دیگر شاہد نہیں اور ان کو اپنے حال کے لحاظ سے غلبۂ ظن ہے کہ ان کی شہادت رد نہ کی جائے گی تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ شہادت دیں، کیونکہ پہلے گذرا کہ خود ان کو روزہ رکھنا واجب ہے اگرچہ قاضی ان کی شہادت رد کرے۔ ان کی شہادت اصولی طور پر شہادت ہے لیکن مجلس قضاء اور شہادت کے سب شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں ہے، جیسے کہ گذرا کہ جہاں نظام قضا نہیں ہے یا دیہات ہیں تو ہلال عید، جماعت علماء یا ایک عالم ثقہ بھی کافی ہے۔

ج- شہادت اگرچہ تاخیر سے آئے اس کو قبول کرنا ضروری ہے، جبکہ شرائط شہادت کامل ہو، اگر زوال کے بعد آئی ہے تو نماز دوسرے روز پڑھے۔ عید الاضحیٰ میں تیسرے روز تک کی اجازت ہے، ہاں اگر اس قدر تاخیر کی جس سے خود شاہدوں کے بارے میں یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ انھوں نے قصداً تاخیر کی ہے اپنے فرض میں کوتاہی کی ہے اور حق ادا نہیں کیا تو اب قبول نہ کی جائے گی جب کہ تاخیر بھی بہت زیادہ ہو، لیکن زیادہ تاخیر کی کوئی معقول وجہ ہے تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی، البتہ رمضان پر چند ایام کی تاخیر یا عید الفطر میں چند گھنٹوں کی تاخیر یا چاند دوسری جگہ ثابت ہو چکا ہے اس کی شہادت علی الشہادت پہنچنے سے تاخیر ہوئی ہو تو اگرچہ کافی تاخیر ہو، مثلاً عید الاضحیٰ میں آٹھ دن کی تاخیر ہو جائے تب بھی حرج نہیں ہے، عوام کا انتشار قابل اعتبار نہیں ہے ان کو مسئلہ سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ علامہ ابن قاضی خان تحریر فرماتے ہیں: "اذا شهد الشهود على هلال رمضان فى اليوم التاسع والعشرين انهم رأوا هلال رمضان قبل صومهم بيوم ان كانوا فى هذا المصر ينبغى أن لا تقبل شهادتهم لانهم تركوا الحسبة وان جاءوا من بعيد جازت شهاتهم لانتفاء التهمة" (فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ۱/۱۹۱)۔

جب گواہوں نے ۲۹ رمضان میں یہ گواہی دی کہ انھوں نے شعبان کی انتیسویں کو چاند دیکھا تھا تو اگر وہ اسی شہر کے ہوں تو اگر ان کی گواہی اس لئے قبول نہ ہوگی کہ انھوں نے اپنا فرض ادا کرنے میں تاخیر کی ہے اور اگر وہ دور جگہ سے آئے ہوں تو ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی چونکہ کوتاہی اور عدم اخلاص کا شبہ نہیں ہے۔

بلکہ انتشار وغیرہ کے خوف سے قبول نہ کرنے میں عید الفطر کی نماز قضاء ہو جائے گی اور قربانی وغیرہ احکام پر اثر پڑے گا اس لئے قبول کرنا ضروری ہوگا۔

قاضی خان فرماتے ہیں: "فإن كانت صلواة الفطرفي اليوم الاول بعذر يصلى في اليوم الثاني وان فاتت بغير عذر لا يصلى في اليوم الثاني" (برحاشیہ ہندیہ ۱/ ۱۹۵)۔

اگر کسی عذر کی بنا پر پہلے روز نماز عید الفطر نہ ہوئی تو دوسرے روز پڑھے اور بلا عذر کے چھوٹ گئی تو دوسرے روز نہیں پڑھی جائے گی۔ اور حضرت علامہ حصکفیؒ درمختار میں لکھتے ہیں:

"وتؤخر بعذر كمطر إلى الزوال من الغد فقط فوقتها من الثاني كالأول وتكون قضاء لا أداء" (درمختار)۔

عید الفطر کی نماز کسی عذر کی وجہ سے بارش یا امام کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے روز تک ہی مؤخر ہوسکتی ہے، دوسرے روز اس کا وقت پہلے دن کی طرح ہے اور یہ دوسرے روز نماز پڑھنا قضاء ہوگا، ادا نہیں ہوگا۔

۴- الف- ضروری ہوگا

ب- فیصلہ شرعی بشرائط نشر کیا جائے تو اس کا حکم اعلان سلطان کا ہوگا۔

ج- اگر کوئی قاضی شریعت عام مقرر ہے تو ان تمام لوگوں کے لئے جن پر اس کی ولایت ہے عمل کرنا لازم ہوگا۔ اگر امیر شریعت عام نہیں، بلکہ امیر شریعت صوبہ ہے تو صرف اس

Marfat.com

صوبہ کی حد تک اس کے اعلان و اعلان سلطان کا حکم دیا جائے گا، بقیہ صوبے [illegible]
ہوگی۔

د- مسلم عادل ہونا ضروری ہے اور کمیٹی کی طرف سے نمائندہ ہونا ضروری [illegible]
کمیٹی نے کسی غیر مسلم یا فاسق کو مقرر کر دیا ہے اور وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی [illegible]
اور اس کی صورت یا صوت ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں پہنچائی جا سکتی ہے تو اعتبار [illegible]
واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب: الف- نہیں۔

ب- دیگر ممالک کے رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے۔

ج- اگر استفاضہ کی حد تک متعدد ریڈیو اسٹیشنوں سے خبر آ [illegible]
جائے اور غالب ظن حاصل ہو جائے تو دوسرے صوبے کے لوگ اعلان کی رؤیت [illegible]
اعلان کر سکتے ہیں، استفاضہ کے لئے تین صوبوں کا اعلان غالب ظن کے لئے مفید [illegible]
ذیلی کمیٹیاں ہوں اور تین صوبوں سے ذیلی کمیٹیوں کا فیصلہ تحقیق کر کے پہنچ جائے [illegible]
گمان غالب ہو جائے تو اعلان کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

رؤیت ہلال کا مسئلہ اور اختلاف مطالع کے حدود

مولانا محمد شعیب اللہ مفتاحی ☆

۱-الف- اختلاف مطالع

رؤیت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں زمانہ قدیم سے اختلاف پایا جاتا ہے۔

ایک جماعت: اختلاف مطالع کا مطلقا اعتبار کرتی ہے بلاد قریبہ میں بھی اور بلاد بعیدہ میں بھی ابن حجر عسقلانیؒ نے بحوالہ ابن المنذر اس قول کو عکرمہ، قاسم، سالم و اسحاق کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا کہ امام ترمذی نے اہل علم سے صرف اسی قول کو نقل کیا ہے اور ماوردی نے شافعیہ کا ایک قول یہی بیان کیا ہے (فتح الباری ۴/ ۱۲۳)۔

دوسرا قول: اس کے بالمقابل یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقا اعتبار نہیں ہے نہ بلاد قریبہ میں نہ بلاد بعیدہ میں، لہذا ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو بطریق موجب جس شہر علاقے میں بھی یہ خبر پہنچے، وہاں کے لوگوں پر رؤیت کا اعتبار کرنا لازم ہو جائے ہوگا، ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہؒ احمدؒ و مالکؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۵۵۰)۔

تیسرا قول: اس سلسلے میں یہ ہے کہ بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع معتبر نہیں اور بلاد بعیدہ میں معتبر ہے، لہذا ایک جگہ کی رؤیت اس جگہ سے قریب علاقوں میں مانی جائے گی اور اس سے

☆ بنگلور۔

Marfat.com

بعید علاقوں میں نہیں مانی جائے گی۔ شافعیہ میں سے اکثر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے (الفقہ علی المذاہب ۱/۵۵۰، فتح الباری ۴/۱۲۳)۔

ہمارے علماء احناف میں سے بھی بہت سے حضرات نے اسی تیسرے قول کو راجح قرار دیا ہے، جیسا کہ علامہ عبدالحی لکھنوی نے علامہ طحاوی، قدوری، صاحب "[illegible]"، علامہ [illegible]، صاحب "ہدایہ"، علامہ زیلعی اور دیگر فقہاء کی عبارات سے واضح کیا ہے اور خود علامہ عبدالحی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

واضح المذاہب عقلاً و نقلاً ہمیں است کہ چوں بعدے کہ فیما بین آں دو مقام باشد بحدے باشد کہ دراں اختلاف مطالع میشود و تقدیرش مسافت یک ماہ در ایں صورت حکم رؤیت یک بلد در بلد دیگر نخواہد شد و در بلاد متقاربہ کہ مسافت کمتر از یک ماہ داشتہ باشد حکم رؤیت یک بلد در بلد دیگر خواہد شد (مجموعہ فتاوی عبدالحی ۱/۳۵۶-۳۵۷)۔

نیز زمانہ قریب کے علماء میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری بھی اسی قول کے مؤید ہیں (العرف الشذی) [illegible] العلامہ البنوری فی معارف السنن اور مولانا [illegible] بھی اسی قول کے قائل ہیں [illegible] علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم میں اسی کو اختیار کیا ہے اور مفتی محمد شفیع بھی اسی کو راجح قرار دیتے ہیں (رویت ہلال ص ۱۶)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اپنے رسالہ "رویت ہلال" میں فرماتے ہیں:

آج کل ہوائی جہازوں نے ساری دنیا کے مشرق و مغرب کو ایک کر دیا ہے [illegible] شہادت دوسری جگہ پہنچا دینا کچھ مشکل نہیں [illegible] کی شہادت مغرب میں اور مغرب کی شہادت مشرق میں معتبر مانی جائے تو [illegible] دن [illegible] سے متعلق [illegible] (رویت ہلال ص ۱۶)۔

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ مطالع کا اختلاف ایک واقعاتی شئی ہے فقہاء نے اس کا اعتبار کیوں نہیں کیا، کیا ان کی نظر سے یہ امر مخفی رہا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ مطالع کا اختلاف ایک واقعاتی چیز ہے اور حضرات فقہاء بھی اس سے بے خبر نہیں ہیں، اور فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ اس واقعاتی شئی کے بارے میں نہیں، بلکہ اس میں اختلاف ہے کہ اس اختلاف مطالع کا اعتبار بھی ہے یا نہیں چنانچہ علامہ شامی نے لکھا ہے:

"اعلم أن نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه بمعنى أنه قد يكون بين البلدتين بعد بحيث يطلع الهلال ليلة كذا في البلدتين دون الأخرى إلى أن قال وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع الخ" (الدر المختار للشامی ۲/ ۳۹۳)۔

اب رہی یہ بات کہ پھر اس امر واقعی کا اعتبار بعض فقہاء نے جیسے ائمہ ثلاثہ نے کیوں نہیں کیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بعض احادیث جیسے "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته" کے عموم سے ان حضرات نے استدلال کر کے یہ حکم دیا ہے جس کی تفصیل کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے، مگر اس سے قطع نظر ایک اہم نکتہ اس سلسلہ میں مولانا یوسف بنوری نے پیش کیا ہے جس کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ:

ائمہ کرام کے زمانہ میں جو نظام مواصلات تھا اس کے اعتبار سے یہ ممکن نہ تھا کہ ایک رات کے اندر کوئی شخص اتنا طویل مسافت طے کر لے جس میں مطلع ہلال مختلف ہو جائے، پس کوئی شخص چاند دیکھ کر کسی دوسری ایسی جگہ نہیں پہنچ سکتا تھا جہاں کا مطلع پہلی جگہ سے مختلف ہو، اس لئے ان حضرات ائمہ نے فرمایا کہ ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ بھی معتبر ہے اور مطالع کے

(معارف السنن ۵/ ۳۳۶-۳۳۹)۔

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ اس زمانے میں جبکہ ذرائع مواصلات میں ترقی ہوئی ہو اب ہے تو وہ فقہاء بھی یہی کہتے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، لہذا اسی پر اعتماد ہونا چاہیئے۔

ب- مطالع کے حدود

دوسرا مسئلہ یہاں یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کئے جانے کی صورت میں اس کے حدود کیا ہوں گے؟ حافظ ابن حجر نے اس سلسلہ میں علماء کے پانچ اقوال نقل کئے ہیں(۱)

مگر سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ جن علاقوں میں اتنی دوری واقع ہو کہ ان میں عادۃً ایک دن کا فرق رؤیت میں ہو جاتا ہو وہ علاقے آپس میں جدا شمار ہوں گے اور ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا اور جن علاقوں میں عام طور پر رؤیت میں دن کا فرق نہیں ہوتا ان کو بلاد قریبہ قرار دیا جائے گا اور ان میں اختلاف غیر معتبر ہوگا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے علامہ شبیر احمد عثمانی کے حوالے سے یہی قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: جن بلاد میں اتنا فاصلہ ہو کہ ایک جگہ کی رؤیت کا دوسری جگہ اعتبار کرنے سے مہینہ ۲۸ دن کا رہ جائے یا ۳۱ کا ہو جائے وہاں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا اور جہاں اتنا فاصلہ نہ ہو وہاں نظر انداز کیا جائے گا (رؤیت ہلال ۲۱)۔

اور مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنی قرارداد نمبر ۳ [illegible] میں بھی یہی تحدید کی ہے۔

ج- ہندوپاک کا مطلع ایک ہے:

اس سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ [illegible] ہندوستان اور پاکستان [illegible]

[illegible] کا مطلع چونکہ ایک ہے [illegible]

[illegible]

لئے معتبر مانی جائے گی۔ مجلس تحقیقات شرعیہ نے اپنی تجویز میں کہا ہے:

"ہندوستان، پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں، مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہندوپاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالباً تجربے سے بھی یہی ثابت ہے ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

و- قاضی اور کمیٹی:

رہا یہ کہ اگر ان علاقوں میں سے کسی جگہ ۲۹ تاریخ کو رؤیت ہو جائے اور وہاں اس کا اعلان بھی کر دیا جائے تو دوسرے علاقوں کے لوگ اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں یا اپنے قاضی یا جہاں نہ ہو وہاں رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کریں؟ اور یہ کہ کیا دوسرے علاقوں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اس اعلان کی پابندی ہوگی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں:

۱- رمضان کا چاند ۲۹ تاریخ کو دیکھا جائے اور اس کا اعلان کیا جائے، تو اس صورت میں دوسرے علاقے کے اہل اسلام تک اس کی خبر بطریق موجب پہنچے تو ان کے لئے درست ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے وہ روزہ رکھیں، کیونکہ رمضان کے چاند کے لئے حسب تصریحات فقہاء قابل اعتماد خبر کافی ہے۔

۲- عید کا چاند ۲۹ تاریخ کو دیکھ کر اس کا اعلان کیا گیا ہو تو اس صورت میں دوسرے علاقوں کے مسلمان محض خبر پر اعتماد نہیں کر سکتے، بلکہ فقہاء کی تصریحات سے ثابت ہے کہ اس میں باقاعدہ شہادت شرعیہ کا ہونا ضروری ہے لہذا مقامی قاضی اور قاضی نہ ہونے کی صورت میں کوئی عالم ثقہ، یا معتمد کمیٹی کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ شہادت حاصل کر کے فیصلہ کرے اور مسلمانوں کے ذمہ ہوگا کہ اس کا انتظار کریں (البحر الرائق ۲/۲۶۱-۲۶۲، الدر المختار مع الشامی ۲/۳۸۵-۳۸۶)۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے چاند کی صورت میں خبر صادق کے پہنچنے پر اس کے مطابق عمل جائز ہے، مگر عید کے لئے شہادت کے ضروری ہونے کی وجہ سے صرف کسی خبر پر افطار درست نہیں، لہذا قاضی کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے۔

جہاں قاضی ہوں وہاں کا حکم تو صاف ہے کہ فیصلہ قضاء کا انتظار ضروری ہے، البتہ جہاں قاضی نہ ہوں جیسے ہندوستان کے اکثر شہروں کا حال ہے تو اس سلسلہ میں صاحب بحر و درمختار دونوں نے تصریح کی ہے کہ ایسے علاقوں میں ضرورت کی وجہ سے شہادت شرعیہ ساقط ہو جائے گی اور صرف دو ثقہ معتبر آدمیوں کی خبر پر افطار کیا جا سکتا ہے۔

"ولو كان ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين مع العلة للضرورة قوله لا حاكم فيها اى لا قاضى ولا والى كما فى الفتح قوله للضرورة اى ضرورة عدم وجود حاكم يشهد عنده" (درمختار و شامی [illegible])

اور علامہ طحطاوی نے اسی پر یہ فرمایا ہے کہ جہاں شرعی قاضی نہیں ہیں وہاں شہادت شرعیہ کا ادا کرنا ممکن نہیں ہے، لہذا عید میں صرف دو عادل آدمیوں کی خبر پر عید کرنا چاہئے (امداد الفتاوی [illegible])۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی نے مجموعۃ الفتاوی میں لکھا ہے:

"والعالم الثقة فى بلدة لا حاكم فيها قائم مقامه" (مجموعۃ الفتاوی [illegible])

اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے:

"جن شہروں میں اسلامی حکومت نہیں ہے، یا ہے مگر باقاعدہ شرعی قاضی [illegible] وہاں شہر کے عام دیندار مسلمان جس عالم پر اعتماد کریں [illegible] وہ بجائے قاضی کے قائم مقام سمجھا جائے گا اور رویت ہلال میں اس کا فیصلہ واجب التعمیل ہوگا" (رویت ہلال [illegible])۔

Marfat.com

موجودہ حالات زمانے کے لحاظ سے بھی بہتر یہی ہے کہ جہاں قاضی نہ ہوں وہاں کسی عالم یا جماعت و کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار کیا جائے، تا کہ انتشار وافتراق سے بچا جا سکے۔

ھ- رؤیت ہلال اور آلات جدیدہ

ایک علاقے کی رؤیت کی خبر کسی دوسرے علاقے میں جدید آلات جیسے ریڈیو، فیکس، ٹیلی گرام یا فون کے ذریعہ موصول ہو تو اس پر عمل کرنا لازم صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور یہ کہ ان کے اعتبار کے لئے کچھ شرائط ہیں یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تفصیل ہے، جو حسب ذیل ہے:

ریڈیو اور ٹیلی ویژن

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر سلسلہ رؤیت ہلال معتبر ہونے کی تفصیل یہ ہے:

۱- رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے ان کی خبر اس وقت معتبر ہو سکتی ہے جب کہ ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن اس بات کے پابند ہوں کہ بغیر علماء کے فیصلہ کے کوئی خبر ہلال کے بارے میں شائع نہ کریں، بلکہ علماء کے فیصلہ کے مطابق ثقہ لوگوں کے انتظام سے نشر کریں، اگر ثقہ لوگوں کے انتظام سے علماء کے فیصلہ کو نشر کیا جائے تو اس پر رمضان کے ثبوت مانا جا سکتا ہے ورنہ نہیں کیونکہ رمضان کے چاند کے لئے شہادت شرط نہیں ہے، بلکہ ثقہ و معتبر آدمی کی خبر کافی ہے (کما مر عن البحر والدر)۔

۲- عید کے چاند کے لئے چونکہ آسمان کے غبار آلود ہونے کی صورت میں شہادت شرعیہ شرط ہے، لہذا ریڈیو اور ٹی وی کا اعلان ہلال عید کے لئے کافی نہ ہوگا، کیونکہ یہ زیادہ سے زیادہ خبر صادق کا درجہ پائیں گے، نہ کہ شہادت کا، شہادت کے لئے گواہ کا مجلس ... قاضی میں

Marfat.com

حاضر ہوکر گواہی دینا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے، لہذا ہلال عید کے سلسلہ میں ان پر نشر ہونے والے اعلان پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔

۳- البتہ اگر مختلف طریقوں سے اتنی خبریں آجائیں کہ احتمال کذب وخطا ختم ہو جائے تو اس پر رمضان وعید دونوں کا ثبوت ہو سکتا ہے اس کو خبر مستفیض کہتے ہیں (شامی ۲: ۳۹۰)۔

استفاضہ کی صورت میں شہادت شرط نہیں ہے:

"قال الشامی علی قول الدر المختار: نعم لو استفاض من الخبر فی البلدة الأخرى لزمهم على الصحيح (قال الشامی)

" قلت وجه الاستدراک أن هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلک البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها" (شامی ۲: ۳۹۰)۔

خلاصہ یہ کہ ریڈیو سے مختلف اسٹیشن اگر کسی شہر کے بارے میں خبر دیں کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا اور علماء یا مفتی یا قاضی نے بعد شہادت چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے تو پھر اس خبر کو خبر مستفیض کہا جا سکتا ہے لہذا اس پر مقامی قاضی یا مفتی فیصلہ کردے گا تو درست ہوگا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اگر معاملہ رویت ہلال کسی شہر کے قاضی ومفتی کے سامنے شہادت گزرنے اور اس کے فیصلہ کی اطلاع مختلف شہروں اور مختلف اطراف کی ریڈیو نشرگاہوں سے آجائے تو اطلاع [illegible] مستفیض ہو جائے گی جس میں شرائط شہادت ساقط ہو جاتی ہیں ایسی صورت میں [illegible] ہلال عیدین دونوں میں ریڈیو کی خبر پر عمل درست ہوگا بشرطیکہ شہر کے قاضی مفتی [illegible] تحقیق کر کے [illegible] اس کا فیصلہ کریں (رویت ہلال [illegible])۔

[illegible] ریڈیو [illegible] اس سلسلہ میں ایک ہی حکم ہے۔ (ملخصاً جدید [illegible])

ٹیلیفون کی خبر

جن صورتوں میں محض خبر ثقہ ثبوت کے لئے کافی ہے ان میں ٹیلی فون، اسی طرح وائرلس کی خبر پر اعتماد کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ خبر دینے والا ثقہ آدمی ہو اور اس کی آواز اس طرح پہچان لی جائے کہ ظن غالب حاصل ہو جائے کہ یہ فلاں آدمی ہے۔

۲- جن صورتوں میں شہادت ضروری ہے، ظاہر ہے کہ ان میں محض ٹیلیفون یا وائرلس کی خبر کافی نہ ہوگی اگرچہ خبر دینے والا معتبر ہو اور پہچان لیا جائے، کیونکہ شہادت میں گواہی دینے والے کا روبرو حاضر ہونا ضروری ہے۔

۳- ہاں اگر متعدد لوگوں کی طرف سے اتنے فون ملیں کہ یقین حاصل ہو جائے اور استفاضہ کی صورت پیدا ہو جائے تو اس پر عید و رمضان دونوں میں اعتماع کرنا درست ہے۔

ٹیلی گرام اور فیکس

تار اور فیکس میں چونکہ خبر دہندہ کی نہ تحریر ہوتی ہے اور نہ دستخط ہوتا ہے، پھر غیر مسلم لوگوں کا دخل بھی ہوتا ہے، اس لئے علماء نے اس کے بارے میں زیادہ احتیاط برتی ہے۔ بعض نے اس کو مطلق غیر معتبر قرار دیا ہے اور بعض نے بشرائط بعض صورتوں میں اس کو معتبر مانا ہے علامہ عبدالحی لکھنوی نے مطلقاً ان کی خبر کو غیر معتبر قرار دیا ہے (مجموعہ فتاوی ۱/۴۰۸)۔

حضرت تھانوی نے بعض شرائط کے ساتھ تار کی خبر کو معتبر مانا ہے (امداد الفتاوی ۲/۸۸، ۲/۹۳)، اسی طرح مفتی عزیز الرحمان وغیرہ حضرات علماء نے بھی بعض صورتوں میں اس کا اعتبار کیا ہے (عزیز الفتاوی، ۳۔۳، فتاوی دار العلوم)۔

۱- رمضان کے چاند کی خبر بذریعہ تار اس وقت معتبر ہوسکتی ہے جب کہ خبر دہندہ شناسا ہو اور معتبر ہو اور حالت صحو میں خبر آئے اور ان خبروں سے کم از کم ظن غالب حاصل ہو جائے مثلاً دو

Marfat.com

تین لوگوں کے تار پہنچیں۔

۲- ظاہر ہے کہ تار کی خبر شہادت نہیں ہوسکتی لہذا ان صورتوں میں اس کا اعتبار نہ ہوگا جن میں شہادت شرط ہے۔

۳- مختلف لوگوں کے اتنے تار کسی علاقے کے متعلق چاند ہونے اور وہاں اس پر فیصلہ ہونے کے پہنچ جائیں کہ یقین حاصل ہوجائے تو یہ بھی خبر مستفیض ہوگی اس پر رمضان وعید دونوں میں اعتبار کیا جاسکتا ہے) (رؤیت ہلال ۴۲-۴۳)۔

ٹیلیکس کا حکم تمام احکام میں تار ہی کا حکم ہے۔

فیکس (FAX)

فیکس کا حکم خط کا ہے لہذا فقہاء نے جن مواقع پر جن شرائط کے ساتھ خط کا اعتبار کیا ہے وہاں فیکس بھی معتبر ہوگا اور جہاں خط کا اعتبار نہیں وہاں اس کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ (واللہ اعلم)

۲- الف- فلکیاتی حساب سے مدد

۲۹ تاریخ کو رؤیت بصری کا فنی اصولوں کے تحت امکان ہے یا نہیں؟ اس کو معلوم کرنے کے لئے جدید فلکیاتی تحقیقات سے مدد لینا درست ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے چونکہ آج فلکیاتی تحقیقات نے کافی ترقی حاصل کرلی ہے اور اس سلسلہ میں بعض جدید نقشہ جات بھی بنانے والوں نے بنائے ہیں، اس لئے اگر اس حد تک ان سے مدد لی جائے کہ افق پر ۲۹ تاریخ کو رؤیت بصری ممکن ہے یا نہیں معلوم ہو جائے تو اس میں شرعا کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

البتہ اس سے صرف اتنا ہی کام لینا چاہئے جتنا کہ اس کا دائرہ ہے مثلا قواعد وحساب

نے کسی جگہ ۲۹ تاریخ کو رؤیت کا امکان ظاہر کیا مگر چاند کی رؤیت نہ ہوئی تو ظاہر ہے کہ رؤیت کا فیصلہ نہ ہوگا۔

ب- اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو مثلاً نئے چاند کے پیدا ہونے کے بعد اس پر ابھی کم سے کم ۸ گھنٹے نہ گزرے ہوں تو چونکہ اس صورت میں چاند کی بصری رؤیت حد امکان سے باہر ہوتی ہے ایسے خطہ سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملے تو کیا کرنا چاہئے رد کرنا چاہئے یا قبول کر لینا چاہئے؟

راقم کا خیال ہے وایسی شہادت رد کی جاسکتی ہے جب کہ فلکیاتی حسابات قطعی ہوں اور کبھی خطا نہ کرتی ہوں مگر واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان حسابات میں قطعیت نہیں نظر آتی ایسا ہوتا ہے کہ محکمہ موسمیات کے ماہرین کسی تاریخ کو رؤیت بصری کا امکان ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے ماہرین فلکیات اس کا انکار کرتے اور عدم امکان کا فیصلہ سناتے ہیں، مفتی محمد شفیع نے رمضان ۱۳۸۰ھ کا واقعہ اپنی کتاب رؤیت ہلال میں پیش کیا ہے کہ کراچی میں محکمہ موسمیات ایک ہفتہ پہلے یہ اعلان کر رہا تھا کہ انتیس رمضان جمعہ کے دن غروب آفتاب کے بعد چاند تقریباً اکیس منٹ افق پر رہے گا اور دیکھا جاسکے گا جو تمام کراچی کے اخبارات میں شائع ہوا مگر پنجاب یونیورسٹی کے رصدگاہ کے حکام نے اس کی تردید کی اور اخبار ''ایوننگ اسٹار'' میں ان کا بیان شائع ہوا کہ یہ پیش گوئی غلط ہے، جمعہ کے روز ہلال عید نظر آنے کے غالباً بہت کم امکانات ہیں (رؤیت ہلال، ۲۲)۔

اس واقعہ کو پیش کر کے مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اتنی بات اس اختلاف میں سب کے لئے واضح ہوگئی کہ ان قواعد و آلات سے حاصل ہونے والے نتائج کو قطعی و یقینی کہنا محض خوش گمانی ہے، صحیح یہ ہے کہ اس میں بھی غلطیاں ہوسکتی ہیں (ایضاً)۔

ظاہر ہے کہ جب ایک جماعت رؤیت کا عدم امکان ظاہر کر رہی ہے اور دوسری امکان

Marfat.com

کا اظہار کر رہی ہے تو فیصلہ کن چیز یہ حساب نہ ہوا لہذا شہادت شرعیہ کا محض ان حسابات کی بنا پر رد کرنا صحیح نہیں ہے (شامی ۲/۱۳۶)۔

ج- محکمہ موسمیات سے اس طرح کی مدد لینا درست ہے مگر فیصلہ تو رویت پر ہوگا (تکملہ)۔

۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود تھا تو ایک شخص کی گواہی پر قاضی نے رمضان کا فیصلہ کر دیا، رمضان کے تیس دن ہو گئے مگر مطلع صاف ہونے کے باوجود رویت نہ ہوئی، جبکہ رویت کا اہتمام بھی کیا تو اب تیس دن کے بعد والے دن کو عید الفطر کہا جائے یا یہ سمجھیں رمضان کے چاند کی گواہی دینے والے نے دھوکہ دیا ہے یا غلط بیانی کی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ائمہ احناف میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عید نہیں کی جائے گی اور رمضان میں رویت ہلال کی گواہی دینے والے کو غلطی پر سمجھا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک اس صورت میں عید منائی جائے گی، امام ... نے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے قول کو اشبہ قرار دیا ہے (بحر، فتح، شامی ۲/۳۹۱)۔ لہذا شیخین کے قول کے مطابق مذکورہ بالا صورت میں عید و افطار نہ کیا جائے بلکہ روزہ رکھنا چاہئے اور پہلے شاہد کو غلط بیانی کی سزا دینا چاہئے (واللہ اعلم)۔

۳- الف- مطلع صاف ہونے کی صورت میں رمضان و عیدین دونوں کے چاند کے ثبوت کے لئے اتنے آدمیوں کی خبر ضروری ہے جن کی خبر سے ظن غالب حاصل ہو جائے (ہدایہ، فتح القدیر ۲/۳۱۰-۳۱۱)۔

علامہ ابن نجیم نے لکھا:

"وإن لم یکن بالسماء علة فیها یشترط أن یکون الشهود جمعا کثیرا یقع العلم بخبرهم أی علم غالب الظن لا الیقین" (البحر الرائق ۲/۲۶۱)۔

جمع عظیم کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ پچاس آدمی مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ اہل محلہ میں سے اکثر مراد ہیں اور بعض نے فرمایا کہ ہر شہر سے ایک دو آدمی ہوں تو جمع عظیم ہے خلف بن ایوب نے فرمایا کہ بلخ میں پانچ سو آدمی بھی قلیل ہیں (تو اس سے زیادہ ہونے چاہئیں) مگر ظاہر الروایۃ میں کوئی عدد مذکور نہیں ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ لوگوں کی تعداد جس پر جمع عظیم کا اطلاق ہو سکتا ہے امام المسلمین کی رائے پر منحصر ہے (البحر الرائق ۲/ ۲۶۸، شامی ۲/ ۳۸۸)۔

یہی آخری قول اکثر علماء احناف نے اختیار کیا ہے رمضان عید کے ہلال کے بارے میں بصورت عدم علت ایک قول یہ ہے جو ابھی گزرا اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس موقعہ پر بھی دو شاہدوں کی گواہی کافی ہے اس قول کو امام حسن نے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے اور صاحب ''البحر'' اور علامہ شامی نے اس قول کو اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے قابل عمل قرار دے کر راجح کیا ہے، علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

''وينبغي العمل عليها في زماننا؛ لأن الناس تكاسلت عن ترائي الأهلة فانتفى قولهم توجههم طالبين لما توجه هو إليه فكان التفرد غير ظاهر في الغلط'' (البحر الرائق ۲/ ۲۶۸)۔

علامہ شامی نے ''ردالمحتار'' و ''منحۃ الخالق'' میں ابن نجیم کے خیال کی بھرپور تائید کی ہے (منحۃ الخالق علی البحر الرائق وشامی ۲/ ۳۸۸)، وجہ یہ ہے کہ لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، لہذا اگر جمع عظیم کی قید لگائی جائے، جیسا کہ ظاہر الروایۃ میں ہے تو چاند کا ثبوت مشکل ہو جائے گا پھر لوگ رمضان کے چاند کے ثبوت پر خوش بھی نہیں ہوتے، بلکہ شاہدوں کو ایذاء بھی دیتے پائے گئے ہیں تو یہ فسق کا زمانہ ہے، اس لئے امام شامی وامام ابن نجیمؒ کی رائے ہے کہ بصورت عدم غیم وعلت بھی صرف دو شاہدوں کی گواہی کو معتبر قرار دینا چاہئے۔

راقم الحروف نے حضرات مفتیان کرام سے چاہا تھا کہ حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کریں۔ کیا چاند کے معاملہ میں تساہل کی وہی صورت حال آج پائی جاتی ہے یا نہیں اور اسی لحاظ سے فتویٰ دینا چاہئے جہاں تک احقر کی رائے ہے وہ یہ ہے کہ صورت حال آج ایسی نہیں ہے۔

عدل کا معیار

خبر مستفیض کی صورت میں عدالت شرط نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے: "ولا یشترط فیهم الاسلام ولا العدالة" (شامی ۲/ ۳۱۱)

ایک دو آدمیوں کی خبر کی صورت میں عدالت شرط ہے اور عدالت کی تعریف یوں کی ہے "والعدالة ملكة تحمل على ملازمة التقوى والمروة" اور ادنیٰ درجہ کافی ہے جیسا کہ علامہ شامی نے تصریح کی ہے: "والشرط ادناها وهو ترك الكبائر والاصرار على الصغائر وما يخل بالمروة" (شامی ۲/ ۳۱۵)

اسی طرح ابن نجیم مصری نے بھی ادنیٰ مرتبہ عدالت کو یہاں شرط قرار دیا ہے اور اس کی یہی تعریف کی ہے کہ کبیرہ سے اجتناب ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ ہو اور مروت کے خلاف کوئی حرکت نہ کی جائے (البحر ۲/ ۲۴۴)

ظاہر ہے کہ عدالت کی مذکورہ تعریف کے مطابق شہادت قبول کرنے میں آج کے دور میں کوئی پریشانی نہیں ایسے افراد جو تقویٰ و مروت کے اس ادنیٰ معیار پر پورے اترتے ہیں معاشرہ میں کم نہیں ہیں اگرچہ ایسے افراد بہ نسبت اس عہد میں کم ہو گئے ہیں لیکن ایسے افراد کم نہیں ہیں لہذا عدالت کی تعریف میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں۔

ہاں البتہ ضرورت ہے کہ فقہ پر غیر عادل کی روایت کی قبولیت کی بحث کی ہے اور ایسے مواقع میں صرف اتنا کافی ہے کہ اس کے ساتھ علامہ شامی کی تصریح کے مطابق شامی صاحب نے

''معین الاحکام'' کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ'' علامہ قرافی نے'' باب السیاست'' میں بیان کیا ہے کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ جب کسی جگہ شاہد عادل نہ ملیں تو ہم غیر عادل لوگوں میں سے جو دین کے اعتبار سے بہتر اور فسق میں کم ہو اس کو شہادت کے لئے قائم کریں گے اور ایسا کرنا اس زمانے کے قاضیوں کے لئے لازم ہے تاکہ لوگوں کے حقوق اور مصالح ضائع نہ ہو جائیں پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم وفقیہ اس بات سے اختلاف کرے گا (رؤیت ہلال ۳۸ بحوالہ معین الاحکام ۴۵)۔

خلاصہ یہ کہ ضرورت کے موقعہ پر فاسق کی شہادت بھی مقبول ہے، جبکہ وہ جھوٹا نہ ہو اور معاشرہ میں سچا سمجھا جاتا ہو، اگر چہ اصطلاح شریعت میں وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔

مستور الحال کی خبر

غیر ظاہر الروایۃ میں امام حسن نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ مستور الحال کی خبر رمضان کے چاند میں مقبول ہے امام بزازی نے اس کی تصحیح کی ہے (البحر الرائق ۲/ ۲۶۶، شامی مع الدر ۲/ ۳۸۵)۔

اور شامی نے اس رؤیت کو بھی ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے اور حاکم الشہید کی'' کافی'' سے ایک عبارت نقل کی ہے جس میں مسلم ومسلمہ کی شہادت کو معتبر قرار دیتے ہوئے تصریح کی گئی ہے کہ عدل ہو یا غیر عدل، اور عدل سے مراد مستور ہونا بیان کیا ہے (شامی ۲/ ۳۸۵)۔

ب-شہادت، مجلس قضا:

جہاں نظام قضاء موجود ہے وہاں قاضی کے پاس جا کر شہادت قائم کرنا ضروری ہے، فقہاء کی عام عبارات میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ رمضان کے چاند کی صورت میں ایک عادل کی خبر

Marfat.com

قبول کی جائے گی الخ۔ اس میں ظاہر یہی ہے کہ قاضی وحاکم قبول کرے گا۔ نیز استفاضہ کی صورت پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ کسی شہر کے بارے میں خبر متواتر پہنچے کہ وہاں حاکم کے فیصلے کے بعد ہی اس کا ثبوت ہوا ہوگا لہذا اس پر عمل درست ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"وقد ثبت بها أن أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأن البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلا بد من أن يكون صومهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي الخ" (شامی ۲/۳۹۰)۔ ہدایہ میں عبارت ہے: "وقبل الإمام شهادة الواحد العدل الخ" (۱/۱۹۵)۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے چاند کا مسئلہ بھی امام کے سامنے ہونا چاہئے)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی بلاد میں دستور یہی تھا کہ حاکم وقاضی ہی رمضان کا فیصلہ کرتا تھا، لہذا ضروری ہے کہ نظم وبرقرار رکھنے کے واسطے چاند دیکھنے والے قاضی کے پاس جاکر گواہی دیں اور جہاں نظام قضا نہ ہو وہاں جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے، علماء ثقہ یا مفتی اس کی قائم مقام ہوں۔ (مقدمہ ماخوذ)

رہا یہ مسئلہ کہ چاند دیکھنے والوں کا بیان شہادت ہے یا خبر؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان کے چاند کی صورت میں اس کی حیثیت محض خبر کی ہے اور عید کے چاند کی صورت میں شہادت کی ہے۔

"درمختار" میں ہے:

"وقبل بلا دعوى وبلا لفظ أشهد وبلا حكم ومجلس قضاء؛ لأنه خبر لا شهادة للصوم الخ" (مع شامی ۲/۳۸۵-۳۸۶)۔

"وشرط للفطر مع العلة العدالة نصاب الشهادة ولفظ أشهد الخ" (ایضاً)۔

Marfat.com

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عید کے چاند میں جب شہادت ضروری ہے تو اس کے باقی شرائط مثلاً مجلس قضاء وغیرہ بھی ضروری ہوں گے جہاں قاضی نہیں ہیں ان علاقوں کے بارے میں علامہ حمدانی کی رائے گذری کہ عالم ثقہ اس کے قائم مقام ہے اور علامہ بنوری کی رائے گذری کہ وہاں صرف خبر پر معاملہ ہوگا شہادت کی ضرورت نہیں، در مختار میں بھی اسی طرح لکھا گیا ہے صاحب بحر نے بھی اسی کو لیا ہے۔ یہ مسئلہ اوپر عرض کرچکا ہوں۔

ج- شہادت دینے میں تاخیر کرنا بعض صورتوں میں فسق کا موجب ہے جس سے شہادت مردود ہو جاتی ہے۔

"الاشباہ" میں ہے:

"شاهد الحسبة إذا أخر شهادته لغير عذر لا يقبل نفسه" (الاشباہ مع الحموی ۲: ۳۲۲)۔

مگر علامہ رافعی نے حاشیہ ابوالسعود سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ:

"يشترط نفسه بالتاخير بعد العلم بالحرمة من غير عذر ظاهر تعنيه لأداء الشهادة" (تقریرات الرافعی مع رد المحتار ۲۰۶)۔

اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر سے شہادت اس وقت مردود ہوتی ہے جب کہ

(۱) بلا عذر ہو (۲) تاخیر کی حرمت کا علم ہو (۳) دوسرا کوئی اور ادا شہادت کے لئے نہ ہو۔

پھر یہاں علماء میں اختلاف یہ بھی ہے کہ شہادت میں تاخیر سے اس کا غیر مقبول ہونا ہر قسم کی شہادت کے بارے میں ہے یا خاص حرمت فروج کے سلسلہ میں علامہ حمویؒ نے "حاشیہ اشباہ" میں اس پر کلام کیا ہے اور ہر قسم کی شہادت میں تاخیر کو موجب فسق قرار دیئے جانے کی تائید کی ہے (الاشباہ والنظائر مع الحموی ۲: ۳۲۲)۔

میں اگر با ضابطہ شہادت دینے میں تاخیر کی تو فاسق ہو جائے گا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس صورت میں چاند سے متعلق کسی شہادت کا دارومدار ہو [illegible] معاملہ رمضان و عید کا ہو تو اس کی اہمیت سب کو معلوم ہے، ایسی شہادت میں تاخیر ضرور موجب فسق ہونا چاہئے۔

رہا یہ مسئلہ کہ کیا تاخیر موجب رد شہادت ہوگی؟ تو فقہاء نے [illegible] کا ذکر کیا ہے کہ بعض فقہاء نے نقل کیا ہے کہ مدار اس پر ہے کہ قاضی کے پاس حاضر ہو کر شہادت دینے پر قدرت ہو لیکن اتنی تاخیر کرے کہ قاضی کے پاس حاضر ہونے سے [illegible] موجب فسق نہ ہو اس سے زائد تاخیر موجب فسق و رد شہادت ہے (شامی ۲/ ۲۲۳)۔

۲- الف - جہاں نظام قضا موجود ہو وہاں قاضی کا فیصلہ تمام مقامات کے مسلمانوں کے لئے لازم ہے۔

ب- قاضی کا اعلان ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ پہونچے تو یہ اعلان اس سے متعلق [illegible] کے لئے اعلان کے حکم میں ہوگا۔

ج- صرف اپنے صوبہ کے لئے اعلان کرنے کا حق ہوگا، [illegible] الناحیۃ لا یلزمهم بالشهادة الا لاهل البلد الذی ثبتت فیه الشهادة الا ان یثبت عند الامام الاعظم فیلزم الناس کلهم، لان البلاد فی حقه کبلدة واحدة اذا حکمه نافذ فی الجمیع" (شامی ۲/ ۲۲۳)۔

[illegible]

[illegible]

دال ہے جیسے تار وخط وغیرہ پر اعتماد کیا جاتا ہے، جبکہ ان سے لئے بھی غیر مسلم کا واسطہ ہوتا ہے۔

د- الف و ب- ایسے علاقوں میں ان کو قریب کے علاقوں کی رویت کا اعتبار کرنا چاہئے، جبکہ مطلع دونوں کا ایک ہو ہمیشہ تیس دن کا اعتبار کرنا اور اسکے قرب وجوار کے متحد المطلع علاقوں کی رویت کا اعتبار نہ کرنا صحیح نہیں اور محض ماہرین فلکیات کا قول اس بارے میں معتبر نہ ہوگا۔

ن- اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع و دیگر علماء نے جو تجویز کی ہے وہ بہتر ہے آپ نے "جواہر الفقہ" میں لکھا ہے:

"حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسے مستند علماء کو ضرور لیا جائے جو شرعی ضابطہ شہادت کا تجربہ رکھتے ہیں اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو، بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ تو شہادت کی بنیاد پر ہو چکا اب صرف اعلان کا کام باقی ہے اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار مرکزی کمیٹی کو ٹیلی فون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دے دے اور مرکزی کمیٹی اس صورت میں اس کو اپنا فیصلہ کہہ کر نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ بتلا کر اس طرح نشر کرے کہ مرکزی کمیٹی کے سامنے اگر کوئی شہادت نہیں آئی بلکہ فلاں ذیلی کمیٹی نے جس میں فلاں فلاں علماء شریک ہیں شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے ہم اس فیصلہ پر اعتماد کر کے اعلان کر رہے ہیں"

(جواہر الفقہ ۱/ ۴۰۲-۴۰۳)۔

اس تجویز میں حکومت کا ذکر ہے لیکن اگر اسلامی حکومت نہ ہو جیسے ہندوستان کو وہاں علماء بھی ہر شہر میں کمیٹیاں قائم کر کے ایک کو مرکز بنا سکتے ہیں اور کسی بھی ذیلی کمیٹی کے فیصلہ کا وہ اعلان ملک بھی کے لئے کر سکتی ہے، مگر صرف ریڈیو اسٹیشن کے اعلان پر جب کہ ایسی منظم صورت

Marfat.com

نہ ہو دوسری جگہوں کی کمیٹیاں فیصلہ نہ کریں، بلکہ اور ذرائع ابلاغ سے تحقیق کر کے فیصلہ کریں جس کی صورت اوپر لکھی گئی ہے ہاں، البتہ مختلف ریڈیو اسٹیشن کی جگہ کے بارے میں چاند ہونے کی خبر دیں اور استفاضہ کی صورت ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا درست ہے اور اس پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ کتنی جگہوں کا اعلان درکار ہوگا اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ اتنی کہ اطمینان ویقین ہو جائے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے:

بعض فقہاء نے پچاس اور بعض نے کم وبیش کا عدد متعین کیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ تعداد کوئی متعین نہیں قاضی یا ہلال کمیٹی کے اعتماد پر مدار ہے بعض اوقات سو آدمیوں کی خبر سے اور بعض اوقات دس بیس کی خبر سے ایسا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ (رویت ہلال ۴۳)

رؤیت ہلال اور مطالع کی تحدید

مفتی نسیم احمد قاسمی *

الف، ب- رؤیت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علماء کی دو آراء ہیں:

۱- بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ اگر کسی ایک جگہ رؤیت شرعی طریقہ پر ثابت ہو جائے تو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہو جائے گا۔ فقہائے احناف کا قول ظاہر اور امام نووی کی صراحت کے مطابق بعض شوافع کی یہی رائے ہے (حاشیہ مسلم شریف ۱/۳۴۸)۔

۲- دوسری رائے زیادہ مناسب اور قابل عمل ہے وہ یہ کہ قریبی ممالک میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور دور دراز کے ممالک میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اب رہا سوال کہ قریبی اور دور دراز ممالک کی مسافت کیا ہوگی۔ تو اس سلسلہ میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر ایک شہر کی رؤیت تسلیم کر لینے کے نتیجہ میں دوسرے شہر میں مہینہ ۲۹ ر دن سے کم یا ۳۰ ر دن سے زائد ہو جائے تو ایسے دو شہروں کا مطلع مختلف قرار دیا جائے گا اور ایسے دو شہروں میں سے ایک شہر میں رؤیت کا ثبوت دوسرے شہر میں واجب التسلیم نہیں ہوگا، مثلاً ہندوستان میں رمضان کا مہینہ ۲۹ شعبان کی مقامی رؤیت کی باضابطہ شہادت کے بعد شروع ہوا اور اس حساب سے جس دن

---

* نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ۔

Marfat.com

ہندوستان میں ۲۸ رمضان ہو اسی دن سعودیہ سے عیدالفطر کے چاند دیکھنے کا اعلان ہو اب سعودی عرب کے اس اعلان کو ہندوستان میں بھی تسلیم کر لیا جائے تو مہینہ ۲۸ دن کا رہ جاتا ہے۔

لہذا ہندوستان اور سعودی عرب کا مطلع مختلف قرار پائے گا اور ایک ملک کی رؤیت دوسرے ملک کے لیے معتبر نہیں ہوگی۔ اس کے برخلاف اگر کسی شہر میں رؤیت تسلیم کرنے کی صورت میں مہینہ ۲۸ دن یا ۳۱ دن کا نہ ہوتا ہو تو ایسے دو شہروں کا مطلع ایک سمجھا جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت کریب کی حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے ملک شام میں اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا یہ جمعہ کی شب تھی۔ حضرت امیر معاویہ نے بھی چاند دیکھا تھا اور اسی حساب سے انہوں نے روزہ رکھنا شروع کیا پھر رمضان کے آخر میں مدینہ آئے۔ جب انہوں نے ابن عباس سے شام میں چاند دیکھنے کا تذکرہ کیا تو ابن عباس نے اس کی تردید کی (مسلم شریف ۱/۳۴۸، ترمذی ۱/۱۴۸)۔

مدینہ میں ہفتہ کے دن چاند نظر آیا تھا اور ملک شام میں جمعہ کے دن۔ ملک شام میں وہ خود حضرت کریب اور امیر معاویہ نے چاند دیکھا اور اسی حساب سے روزہ رکھنا شروع کر دیا مگر ابن عباس نے اختلاف مطلع کا لحاظ کرتے ہوئے اہل مدینہ کے لیے شام سے ثابت رؤیت کو واجب التسلیم قرار نہیں دیا۔

مشہور فقیہ علامہ ابن رشد مالکی نے اپنی مشہور تصنیف بدایۃ المجتہد میں اس مسئلہ پر علماء کا اتفاق اور اجماع بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "أجمعوا على أنه لا يراعى ذلك في البلدان النائية كالأندلس والحجاز" (بدایۃ المجتہد ۱/۲۸۱) یعنی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بعید ملکوں میں اختلاف مطلع کا اعتبار کیا جائے (بدایۃ المجتہد ۱/۲۸۳)۔

مطالع کی تحدید

ق– جس مقام پر رؤیت کا ثبوت ہوا ہے اس سے اتنے دور مقام پر جہاں کی

تاریخوں میں ایک دن یا اس سے زیادہ کا فرق عادۃ نہ ہوتا ہو وہاں شرعی طریقہ کے مطابق رؤیت کے ثبوت کے بعد حکم رؤیت دونوں مقامات کے لوگوں کے لئے لازم ہو سکتا ہے، چونکہ ہندو پاک، بنگلہ دیش اور نیپال کے اکثر حصوں کے درمیان عام طور پر چاند کی تاریخوں میں ایک دن کا بھی فرق نہیں ہوتا ہے۔اس لئے ان قریبی ممالک یا ان کے شہروں میں کسی جگہ شرعی طریقہ کے مطابق ثبوت رؤیت فراہم ہو جانے کے بعد ان ملکوں کے دوسرے تمام علاقوں کے لئے رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔امارت شرعیہ بہار اڑیسہ کا اس سلسلہ میں یہ فیصلہ ہے:

''عام طور پر غیر منقسم ہندوستان کا مطلع ایک ہے۔البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان یا پاکستان کے بعض آخری کناروں کے شہر ایسے ہوں جو وسطی اور مرکزی ہندوستان کے بجائے دیگر ممالک سے اس قدر قریب ہوں کہ عادۃ وہاں کی رؤیت ان دوسرے ممالک کے مطابق ہوتی ہو۔مثلاً کیرالا کے ساحلی علاقوں کی دوسرے قریبی علاقوں کے ساتھ قربت یا پاکستان کے بعض سرحدی علاقوں کی ایران یا افغانستان سے قربت ایسی صورت میں دور دراز کے صرف ایسے شہروں میں رؤیت ہو اور اندرون ملک کہیں بھی رؤیت نہیں ہوتی ہو تو قاضی اور دیگر ذمہ دار علماء کو احتیاط اور تیقظ کے ساتھ فیصلہ کرنا ہوگا'' (تجاویز رؤیت ہلال منعقدہ مجلس ۱۹۹۳ء)۔

قاضی کا فیصلہ اپنے دائرہ اثر تک محدود رہے گا:

ب-اتحاد مطلع کی صورت میں کسی بھی علاقہ یا ملک میں اس علاقہ کے قاضی اور جہاں نظام قضا نہ ہو وہاں مقامی مستند علماء یا ذمہ دار رؤیت ہلال کمیٹی یا اس ملک کے ارباب حل وعقد کے ذریعہ کئے گئے فیصلہ کا نفاذ اسی علاقہ یا ملک تک محدود ہوگا، اس کا نفاذ دوسرے علاقوں یا ممالک کے لئے نہیں ہوگا، لہذا جب کسی مقام سے قاضی یا مقامی رؤیت ہلال کمیٹی کے ذریعہ رؤیت ہلال کے ثبوت کا فیصلہ ہوگا تو اس کا نفاذ اس خطہ تک محدود رہے گا دوسرے خطہ کے قاضی یا رؤیت ہلال

کمیٹی پر اس اعلان کی پابندی نہیں ہوگی "لأن اجتهاد القاضی لا یثبت فی ولایة غیره" (فتح القدیر)۔

ہدایہ میں ہے: "قضاء القاضی محدود فی ولایته"

علامہ ابن ہمام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ

مقررہ حدود اور دائرہ اختیار کے باہر قاضی کی حیثیت ایک عام آدمی جیسی ہوتی ہے اس لئے مقررہ حدود ہی تک اس کے فیصلہ کا نفاذ ہوگا اور باہر کے لوگوں کے حق میں اس کا فیصلہ لازم اور نافذ نہیں قرار پائیگا۔

اسی طرح مفتی اعظم ہند و پاک مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اگر مفتی صاحب خود بھی آکر دوسرے شہر کے قاضی یا مفتی کے پاس اپنا فتوی بطور شہادت بیان کریں جب بھی ان کے قول پر افطار کا حکم دینا اور افطار کرنا کسی کے لئے جائز نہیں (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۳ ص ۶۲)۔ ان فقہی عبارات اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال یا کسی بھی ملک میں وہاں کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے ذریعہ ہوا فیصلہ یا اعلان صرف اسی ملک یا علاقہ کے لئے ہوگا، ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے جائز نہ ہوگا کہ وہ مثلاً پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال وغیرہ دوسرے ملک کا اعلان سن کر اس کے مطابق عمل شروع کردیں، جب تک خود ان کے صوبے کے قاضی یا جہاں کوئی مرکزی قضاء قائم نہ ہو وہاں علاقہ کے ذمہ دار معتمد علماء یا نمائندہ رویت ہلال کمیٹی اصول شرع کے مطابق ثبوت و تحقیق کے بعد اپنے فیصلہ کا اعلان نہیں کردیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر کا حکم

اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ خبر نشر ہونے کی صورت ہوتی ہے:

Marfat.com

الف۔ ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر اس طرح نشر ہو کہ ۲۹ رشعبان و فلاں جگہ رمضان کا چاند نظر آیا یا چاند دیکھا گیا تو چاہے خبر نشر کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس خبر پر عمل کرنا اور اسے معتبر تسلیم کرنا درست نہیں ہوگا اور ریڈیو کی اسطرح کی خبر کا اعتبار کر کے اس کی بنیاد پر کسی دوسرے جگہ رؤیت کا فیصلہ کرنا درست نہیں ہوگا۔

ب۔ ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر رؤیت ہلال کی خبر نشر ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی صوبے کے قاضی یا مقامی نمائندہ رؤیت ہلال کمیٹی یا ذمہ دار علماء نے شرعی اصول کے مطابق شہادت اور تحقیق و تفتیش کے بعد رؤیت کا فیصلہ کیا اور اب محکمہ ریڈیو کی طرف سے اناؤنسر اس فیصلہ کو متعینہ الفاظ کے ساتھ اس قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی یا علماء کی طرف منسوب کر کے بحیثیت نمائندہ ریڈیو پر نشر کرتا ہے تو اس طرح کا اعلان درست اور قابل عمل قرار پائے گا۔

واضح رہے کہ ریڈیو کا اس طرح کا اعلان بھی صرف انہیں لوگوں کے لئے قابل عمل قرار پائے گا جو اسی شہر یا اس کے قرب و جوار کے رہنے والے ہیں جہاں کے قاضی یا نمائندہ رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف منسوب کر کے وہاں کے ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان نشر ہوا ہے ان لوگوں کے لئے اس اعلان کے مطابق رمضان کے چاند کی صورت میں روزہ رکھنا اور عید کے چاند کی صورت میں افطار واجب ہوگا۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں قاضی کا اعلان ۔اعلان سلطان کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ظن غالب حاصل ہونے کے لئے ریڈیو کی خبر توپ داغنے اور قندیلوں کو روشن کرنے سے زیادہ مفید ہے اور ریڈیو ٹیلی ویژن کی اطلاع واعلان پر اطمینان توپ کی آواز قنادیل کی روشنی سے حاصل شدہ اطمینان کے مقابلہ میں کہیں زیادہ قوی ہوتا ہے، نیز تجربات سے یہ بات ثابت ہے کہ ریڈیو اسٹیشن سے فیصلہ انہیں الفاظ اور متعینہ جملوں میں نشر ہوتا ہے جو اس کے حوالہ کیا جاتا ہے اس طرح ریڈیو کے ذریعہ غلبہ ظن ضرور حاصل ہو جاتا ہے اور رؤیت کے باب

Marfat.com

میں حصول غلبۂ ظن ہی کافی ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے: "غلبة الظن حجة موجبة للعمل" (رد المحتار ۲/۹۰۹)۔ البتہ ریڈیو یا ٹیلی ویژن کی خبر پر دوسرے علاقے کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے لئے اس کے مطابق فیصلہ کرنا درست نہیں ہوگا، بلکہ قاضی اور رؤیت ہلال کمیٹی کے لئے ضروری ہوگا کہ بذریعہ فون یا کسی اور معتمد ذریعہ سے جہاں سے رؤیت کے ثبوت کا اعلان ہوا ہے وہاں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں سے تحقیق کرے اور اس کی بنیاد پر فیصلہ کرے۔

ٹیلی فون کا حکم

ٹیلی فون خطوط کے مشابہ ہے اور خطوط کے بارے میں اگر یہ اطمینان ہو [illegible] ہے تو وہ اصل میں بعض امور میں معتبر ہیں تو ان سے متعلق پیش [illegible] فیصلہ [illegible] درست ہو [illegible] جب ٹیلی فون سے بات کرنے میں یہ اطمینان ہو جائے کہ یہ یقینی طور پر اسی شخص کی آواز ہے [illegible] ہے جو واقعی اسی کا ہے اور فون پر خبر سننے والا اس شخص کی آواز پہلے سے پہچانتا ہے [illegible] شخص صرف اپنے یہاں کی رؤیت کے فیصلہ کی اطلاع دے رہا ہو [illegible] کی خبر کو معتبر مان کر اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

یہ ضروری ہے کہ ٹیلی فون کے ذریعہ حاصل فیصلہ کی تصدیق کے [illegible] کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے لئے فیصلہ کرنا درست ہوگا۔

تنہا تار یعنی ٹیلی گرام اور وائرلیس کی خبر حجت اور قابل اعتبار نہیں ہے [illegible] کے ذریعہ خبر کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہوگا۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے:

وائرلیس یعنی لاسلکی پیغام اور ٹیلیگراف (تار) کی خبروں کا ثبوت ہلال وغیرہ امور دینیہ میں کسی حال میں اعتبار نہیں، نہ شہادت کے درجہ میں آسکتے ہیں اور نہ خبر شرعی ہے اور نہ ہلال رمضان ان سے ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ہلال عیدین (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند قدیم ۳/۲۰-۲۱)۔

روزہ وافطار کے لئے بصری رؤیت کا اعتبار ہے

اسلام کے احکام ومسائل کے مخاطب ہر عام وخاص، عالم وجاہل، ماہر فلکیات اور علم فلکیات سے نابلد اشخاص ہیں، اس لئے شریعت اسلامی نے احکام کا مدار ایسے امور پر نہیں رکھا ہے جن تک ہر شخص کی رسائی ممکن نہ ہو۔ ثبوت رمضان وعیدین کو بصری رؤیت سے متعلق کیا گیا ہے کہ ہر شخص چاند دیکھ سکتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو اور چاہے جاہل ہو یا عالم اس کا مدار فلکیاتی حساب آلات اور فنی چیزوں پر نہیں رکھا گیا ہے، کیونکہ ہر شخص ماہر فلکیات نہیں ہوتا ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"أنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا مرة تسعاً وعشرين ومرة ثلاثين" (بخاری شریف ۲۵۶/۱)۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ حساب وکتاب سے ناواقف ہیں مہینہ کبھی ۲۹ر دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ر دن کا ہوتا ہے۔

اور رمضان المبارک کا روزہ رکھنے اور عید الفطر کے لئے بصری رؤیت کو کافی قرار دیتے ہوئے فرمایا: "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن أغمي عليكم فاقدروا له ثلاثين" (مسلم شریف ۳۴۷/۱)، اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں جناب نبی کریم ﷺ نے ثبوت ہلال رمضان سے پہلے روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور ہلال رمضان کی رؤیت پر روزہ رکھنے اور ہلال عید کی رؤیت پر افطار کرنے کا حکم دیا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"قال رسول الله ﷺ: لا تصوموا قبل رمضان صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن حالت دونه غيابة فأكملوا ثلاثين يوماً" (ترمذی ۱۴۷/۱)۔

Marfat.com

ان احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ رمضان و عیدین کا مدار شریعت نے بصری رؤیت پر رکھا ہے لہذا ثبوت ہلال رمضان و عیدین کے لئے فلکی آلات اور دیگر چیزوں کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا ہے، اس کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے بس اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ ر تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطے سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو اسے اصول شرعی کی روشنی میں قبول کیا جائے گا اور شرعی طور پر چاند کی شہادت فراہم ہو جانے کے بعد یہ کہہ کر کہ چاند دیکھنے والے کو غلط فہمی ہوئی ہے شہادت رد کرنا درست نہیں ہوگا۔ فلکیاتی حساب سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا ہے، بلکہ محض علم ظنی حاصل ہوتا ہے۔ یہ انسان کا بنایا ہوا نظام ہے جس میں خطا و صواب کا احتمال ہے لہذا اسے بنیاد بنا کر شریعت کے اصول کو نظر انداز کرنا ہرگز درست نہیں ہوگا۔

رمضان کی رؤیت کا ایک شخص کی شہادت پر فیصلہ کرنا

اس صورت میں جبکہ ۲۹ ر شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بنا پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کر دیا ہو، اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہو چکی ہو اور ۳۰ ر شام کو موسم بالکل صاف ہو اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود کسی کو عید کا چاند دکھائی نہ پڑا، تو کیا اگلے دن کو عید الفطر کا دن قرار دے کر عید منائی جائے گی یا یہ سمجھا جائے گا کہ جب فرد واحد نے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا یا اس نے غلط بیانی سے کام لیا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی ۳۰ تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے شیخین امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اگلے دن کو رمضان کی ۳۰ ر تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ جب فرد واحد نے رمضان کی رؤیت کی شہادت دی تھی اسے

Marfat.com

مغالطہ ہوا یا کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا، مگر امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ اگلے دن کو عید الفطر کا دن قرار دیکر عید منائی جائے گی۔

البتہ اگر رمضان کے آغاز کا اعلان قاضی نے ۲۹؍شعبان کو مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں دوشخصوں کی شہادت کی بناء پر کیا تھا تو اس صورت میں بالاتفاق ۳۰؍رمضان کی شام کو چاند نظر نہ آنے کے باوجود اگلے دن کو عید الفطر کا دن قرار دے کر عید منائی جائے گی (فتاوی تاتارخانیہ ار ۳۵۷)۔

۳-الف- ثبوت رمضان کے لئے جب کہ مطلع صاف نہ ہو، غبار آلود یا ابر آلود ہو تو ایک عادل مسلمان مرد یا عورت آزاد یا غلام کی شہادت کافی ہے اور اس کے لئے لفظ شہادت اور مجلس قضا بھی ضروری نہیں ہے، اسی طرح ثبوت ہلال رمضان کے لئے مستور الحال کی شہادت بھی کافی ہے (ہدایہ ار ۹۵)۔

البتہ اس صورت میں ہلال عید الفطر کے ثبوت کے لئے نصاب شہادت ضروری ہے، یعنی یہ کہ کم سے کم دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں شہادت دیں (ردالمحتار ۲؍۳۸۶)۔

موجودہ عہد میں عدالت کے مطلوبہ معیار پر عام طور پر لوگ نہیں اتر پاتے ہیں، اس لئے اگر کوئی شخص صوم وصلوۃ کا پابند ہو اعلانیہ طور پر معصیت میں مبتلا ءنہ ہو اور معاشرہ میں جھوٹا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے عادل سمجھا جائے گا اور اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

اگر آسمان صاف ہو غبار آلود یا ابر آلود نہ ہو تو رمضان اور عید الفطر کے ثبوت کے لئے عام طور پر فقہاء احناف جمع کثیر کی خبر کو ضروری قرار دیتے ہیں اور جمع کثیر سے مراد یہ ہے کہ رمضان یا عید الفطر کی رؤیت کی خبر اتنے افراد دیں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو اور ان حضرات کی خبر سے غلبہ ظن حاصل ہو جائے (ہدایہ ار ۹۶)۔

اب رہا یہ سوال کہ کتنے افراد کو جمع کثیر کہا جائے گا اور کیا اس کی کوئی تعداد متعین ہے۔

اس سلسلے میں مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ کتنے افراد کو جم غفیر کہا جائے گا، یہ قاضی کی رائے اور فیصلہ پر منحصر ہے، جتنے لوگوں کی خبر سے قاضی کو غلبہ ظن حاصل ہو جائے اس کے نزدیک جم غفیر ہوگا۔
امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں دو اشخاص کے شہادت کو بھی کافی قرار دیا ہے صاحب "بحر" نے اسی کو اختیار کیا ہے، صاحب الفقیہ نے لکھا ہے کہ اگر شہر کے باہر سے آنے والے ایک شخص یا کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہونے والے ایک شخص نے آکر شہادت دی تو اس ایک شخص کی خبر کو بھی کافی جانا جائے گا (درمختار مع حاشیہ رد المحتار ۲: ۳۱۱)۔

علامہ ابن نجیم مصری اس روایت کو مفتی بہ قرار دیتے ہیں (حوالہ سابق)۔

ب- کیا قاضی کے پاس جا کر شہادت دینا ضروری ہے؟

رؤیت ہلال میں جہاں ایک طرف شہادت کی جہت پائی جاتی ہے وہیں دوسری طرف اس میں اخبار کی جہت بھی پائی جاتی ہے، اس لئے بنیادی طور پر فقہاء نے اس کے لئے مجلس قضاء اور عند القضاء کو ضروری قرار نہیں دیا ہے، البتہ جہاں نظام قضاء یا نظام امارت موجود ہو وہاں قاضی یا امام المسلمین کے پاس جا کر چاند دیکھنے والوں کے لئے شہادت دینا ضروری ہے۔

البتہ جن مقامات میں قضاء یا امارت کا نظام موجود نہ ہو یا موجود تو ہو مگر چاند دیکھنے والے دور کے علاقوں میں رہتے ہوں اور ان کے لئے مرکزی یا مقامی دار القضاء میں آکر شہادت دینا ممکن نہ ہو تو ایسے اشخاص اپنی آبادی کے مستند اور ثقہ علماء یا محلہ کی مسجد کے امام کے پاس جا کر شہادت دیں۔

فقہاء کرام نے رمضان کی رؤیت کو "اخبار" تسلیم کیا ہے اور اسی بنیاد پر رمضان کی رؤیت کی شہادت میں فقہاء نے شرائط شہادت اور الفاظ شہادت مثلاً "اشہد" وغیرہ کی قید نہیں لگائی ہے، البتہ عید الفطر عید الاضحی اور دیگر تمام مہینوں کی رؤیت کے لئے نصاب شہادت اور الفاظ شہادت ضروری ہے۔

Marfat.com

بلا عذر شہادت میں تاخیر

رؤیت ہلال کا مسئلہ ان امور دینیہ میں سے ہے جن پر شریعت اسلامی نے عبادات اور بعض احکام کی بنیاد رکھی ہے، لہذا شریعت اسلامی نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنے کا اہتمام کریں فقہاء کرام کی صراحت کے مطابق ۲۹ شعبان اور ۲۹ رمضان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا فرض کفایہ ہے، اگر آبادی کے چند افراد نے بھی چاند دیکھنے کی کوشش نہیں کی تو ساری آبادی کے لوگ گنہگار ہوں گے۔

ہر وہ شخص جس نے چاند دیکھا ہو اس کے لئے ممکنہ عجلت کے ساتھ اپنے متعلقہ ذمہ داروں تک پہنچ کر شہادت دینا ضروری اور لازم ہے تاکہ بروقت اعلان ہو سکے پردہ نشین خواتین نے بھی اگر چاند دیکھا ہو تو ان کے لئے ذمہ داروں تک پہنچ کر شہادت دینا ضروری ہے یہاں تک کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ امور دینیہ میں ادا شہادت میں بلا عذر تاخیر موجب فسق ہے اور اس بلا عذر تاخیر کی بنیاد پر قاضی ان کی شہادت رد کر سکتا ہے۔

البتہ عذر کی بناء پر تاخیر مثلاً ایک شخص نے دور دراز جگہ میں چاند دیکھا اور اس کے لئے معتمد عالم دین، امام مسجد یا مقامی رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں تک سواری نہ ہونے کی وجہ سے پہنچنا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے تاخیر موجب فسق نہیں قرار پائے گی، اسی طرح معمولی تاخیر بھی موجب فسق نہیں ہوگی۔

قاضی کا فیصلہ اپنے حلقہ تک محدود ہوتا ہے

۴- الف- اس صورت میں صوبہ بہار واڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضاء موجود ہے اگر وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا، اصل یہ ہے کہ جس علاقہ یا

Marfat.com

صوبہ میں ارباب حل و عقد نے کسی شخص کو "قاضی" منتخب کرلیا اور کسی شخص سے "امیر" ہونے پر اتفاق کرلیا اور اس امیر نے اپنی طرف سے قضاۃ مقرر کئے تو قاضی کا جو فیصلہ حدود اختیار اختیار بوقت تقرری مقرر کیا گیا اس کی حدود اور دائرہ اختیار کے تمام مسلمانوں پر قاضی کا فیصلہ نافذ اور لازم ہوگا اگر وہ ثبوت اور تحقیق کے بعد ۲۹ شعبان کو رمضان کے چاند دیکھے جانے کا اعلان کرے تو اگلے دن سے روزہ رکھنا اور ۲۹ رمضان کو عید الفطر کے چاند کے [illegible] میں افطار اور عید کی نماز پڑھنا لازم و ضروری ہوگا، البتہ جو لوگ قاضی کے حلقہ اور دائرہ [illegible] رہتے ہوں ان کے حق میں قاضی کا اعلان اور فیصلہ لازم نہیں ہوگا، جیسا کہ صاحب [illegible] نے لکھا ہے:

"قضاء القاضي محدود في ولايته" [illegible]

ریڈیو کے ذریعہ قاضی کا اعلان

اب قاضی کی طرف سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں نشر ہونے والا اعلان اعلان سلطان کے حکم میں ہوتا ہے اور جس طرح اعلان سلطان پر عمل ضروری ہے اسی طرح قاضی کی طرف سے متعینہ الفاظ اور وقت کے ساتھ کئے جانے والے اعلان پر بھی عمل ضروری ہوگا بلکہ ریڈیو، ٹیلی ویژن کے ذریعہ قاضی کے فیصلہ کا اعلان توپ داغنے اور قندیل کی روشنی [illegible] بھی زیادہ قوی اور اطمینان بخش ہے اور اس کے ذریعہ اس سے بدرجہ غالب ظن حاصل ہوتا [illegible]

ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف سے شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کیا جائے تو یہ اعلان صرف اس صوبہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا جہاں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے، دوسرے صوبہ اور علاقہ کے مسلمانوں کے حق میں وہ اعلان محض ایک خبر ہے ان

لوگوں کے حق میں اس اعلان کی حیثیت اعلان سلطان کی نہیں ہوگی ، لہذا لوگوں کے لئے اس اعلان کے مطابق روزہ رکھنا اور افطار درست نہیں ہوگا ، البتہ وہاں کے لئے مقرر قاضی رؤیت ہلال کمیٹی یا ذمہ دار علماء اسے تسلیم کرنے کا اعلان کردیں تو پھر وہاں کے مسلمانوں کے لئے اس پر عمل ضروری ہوگا (تجاویز رؤیت ہلال امارت شرعیہ منعقدہ مجلس ۱۹۸۳ء)۔

معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رؤیت ہلال کا مسئلہ دیانت کے قبیل سے ہے اور دیانت کے باب میں کافر کا قول معتبر نہیں ہے ، اس لئے اگر ریڈیو کا معلن کافر ہو تو اس اعلان کا اعتبار نہیں ہوگا ، مگر اس سلسلہ میں راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے ، بلکہ اگر تجربات سے یہ بات ثابت ہو کہ ریڈیو اسٹیشن سے قاضی کا اعلان انہیں متعینہ الفاظ اور جملوں کے ساتھ ہوتا ہے جو قاضی کی طرف سے محفوظ طریقہ سے بھیجا جاتا ہے اور اس میں اسٹیشن والوں کی طرف سے ردوبدل نہ کیا جاتا ہو اور معلن قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح نسبت کرتا ہو تو اس کے ذریعہ ہونے والے اعلان پر اعتماد کرلینا کافی ہوگا چاہے وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو۔

جہاں رؤیت ممکن نہ ہو وہاں کا حکم

ہ- الف- ب- وہ علاقے جہاں بالعموم مطلع ابرآلود رہتا ہے اور بہت کم چاند کی رؤیت قمری ماہ کی ۲۹ ؍ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے ، جیسے برطانیہ پارس جیسے دیگر ممالک۔ اس طرح

Marfat.com

کے علاقے اور ممالک کے مسلمانوں کو اگر قریبی بلاد یا ممالک سے اصول شرع کی روشنی میں ۲۹ شعبان کو رمضان کی رویت اور ۲۹ رمضان کو عید کی رویت کا ثبوت نہ ملے تو پھر ارشاد نبوی ﷺ: "فان اغمی علیکم فاقدوا له ثلاثین" (مسلم شریف [illegible]) کے بموجب وہاں کے مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ۳۰ دن کا مہینہ شمار کرکے رمضان و عید کا فیصلہ کریں۔

ریڈیو کے اعلان پر دوسرے صوبہ کے علاقہ کے ذمہ داران کا فیصلہ کرنا

ق- ملک کے چند شہروں یا صوبوں کی رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کی طرف سے رویت کے ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن ان کی طرف سے رویت کا اعلان کرتے ہیں دوسرے علاقوں کے ذمہ داران کس حد تک ان اعلانات پر اعتماد کرسکتے ہیں۔

یہ مسئلہ درحقیقت کتاب القاضی الی القاضی کے ذیل میں آتا ہے، جس کے لئے فقہاء نے بعض شرائط مقرر کی ہیں۔

ریڈیو کے ذریعہ قاضی کی طرف سے دیا جانے والا اعلان کتاب القاضی الی القاضی کے قبیل سے قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ ریڈیو کے اعلان کی صورت میں ان شرائط کا تحقق نہیں ہوتا ہے جو کتاب القاضی الی القاضی کے لئے ضروری ہے، لہذا محض ریڈیو کے اعلان پر چونکہ وہ اعلان کسی قاضی یا ذمہ دار رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے منسوب ہوتا ہے دوسرے علاقے کے قاضی یا دیگر ذمہ دار حضرات کے لئے فیصلہ کرنا درست نہیں ہوگا، بلکہ ضروری ہوگا کہ فون یا کسی اور مستند ذریعہ سے اس قاضی سے رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران سے اس اعلان کی تصدیق کرلیں جس کے حوالے سے ریڈیو نے اعلان کیا ہے پھر تصدیق ہوجانے کی صورت میں انہیں اعلان کرنے کا اختیار ہوگا۔

Marfat.com

رؤیت ہلال اور اعلان کے اصول وضوابط

مولانا محمد مصطفی عبدالقدوس ندوی*

صوم رمضان کا ثبوت

بنیادی طور پر رمضان کے روزے کا ثبوت دو طریقے سے ہوتا ہے، رؤیت ہلال جب کہ مطلع صاف ہو اور شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے جب کہ فضا ابر آلود ہو، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"فمن شهد منكم الشهر فليصمه" (بقرہ: ۱۸۵)

اور حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

"صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته، فإن غم عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين" (ابن ماجہ ۰ ۵۳)۔

رمضان کی بابت رؤیت ہلال کے اصول

اول یہ کہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس وقت اکثر علماء کے نزدیک رمضان کے ثبوت کے لئے ایک شخص کی شہادت کافی ہے (شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک ۲/ ۱۵۴، المسوق شرح ... صحیح قول کے مطابق یہی امام شافعی کا مذہب ہے، مہذب میں لکھا ہے:

---

* ... حیدرآباد۔

فی القدیم والجدید یقبل من عدل واحد وھوا لصحیح [illegible]

المہذب ۱ — ۲ [illegible] ۱۲۰۲ [illegible]

احناف اور حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے (المغنی ۳ — [illegible] ۱۶ ۵۵ [illegible] بدائع الصنائع ۲ / ۸۰ [illegible] ۲۱۲) عبداللہ بن مبارک، ابوثور اور ابن حزم کا رجحان اسی طرف ہے (ترمذی ۱ / ۱۴۸ [illegible] ۱۳ — ۱۲) اور دیگر علماء کرام بھی اسی طرف مائل ہیں (شرح مہذب ۲ / ۲۱۲) عطاء، عمر بن عبدالعزیز، اوزاعی، لیث، اسحاق بن راہویہ [illegible] ماجشون [illegible] ۲۱۱ [illegible] ۲۰۲ [illegible] (المغنی ۳ / ۱۵۶) اور امام مالک نے دو عادل اشخاص کی گواہی ضروری قرار دی ہے [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۳ [illegible] ۳ / ۱۵۶ [illegible]۔

جمہور علماء نے حدیث مرفوع اور آثار سے استدلال کیا ہے۔

الف — روی عن ابن عباس قال: جاء اعرابی الی رسول اللہ [illegible] فقال: ابصرت الھلال اللیلۃ فقال اتشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ، قال: نعم، قال یا بلال! اذن فی الناس فلیصوموا غدا [illegible]

[illegible]

ب — علامہ ابن قدامہ نے حضرت علی، ابوہریرہ اور عائشہ سے نقل کیا ہے۔

"قال علی و ابوھریرۃ و عائشۃ لان اصوم یوما من شعبان احب الی من ان افطر یوما من رمضان" [illegible]

ج — امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے۔

"قال ابن عمر اخبرت رسول اللہ [illegible] انی رایت الھلال فصام وامر الناس بالصیام" [illegible]

Marfat.com

صحیح علی شرط مسلم)۔

د- امام بیہقی حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔

"قال ابن عمر و ابن عباس: إن رسول الله ﷺ أجاز شهادة رجل على رؤية هلال رمضان" (السنن الکبری باب الشہادۃ علی رؤیۃ ہلال رمضان ۴/ ۲۱۲)۔

قسم (الف) والی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک اعرابی کی شہادت پر روزہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا، اسی طرح تیسری (ج) حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر کی رؤیت ہلال کی اطلاع پر خود بھی روزہ رکھنے اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، یہ امر مسلم ہے کہ آپ ﷺ کا ہر عمل ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے (بدائع الصنائع ۲/ ۸۱)، پھر یہ کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کے آثار سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ ایک شخص کی خبر ثبوت رمضان کے لئے کافی ہے۔

روزے میں احتیاط کا تقاضہ بھی یہی ہے (المغنی ۳/ ۷)، اس احتیاطی پہلو کے پیش نظر حضرت علیؓ نے ایک شخص کی شہادت کو قبول فرمایا۔

امام مالک اور دوسرے اہل علم حضرات رمضان کی رؤیت ہلال کو شوال و ذی الحجہ کی رؤیت ہلال پر قیاس کرتے ہیں (تفسیر قرطبی ۲/ ۲۵۴)، مزید ان کا مستدل درج ذیل احادیث بھی ہیں:

ا- "عن عبد الرحمن بن خطاب أن رسول الله ﷺ قال: فإن غم عليكم فأتموا ثلاثين يوما فإن شهد شاهدان مسلمان فصوموا وأفطروا (سنن النسائي، قال الشوكاني: ذكره إلى حافظ في التلخيص ولم يذكر فيه قدماء وإسناده لا بأس به على اختلاف فيه" (نیل الاوطار ۴/ ۲۷۳)۔

وشهد شاهدا عدل، نسكنا بشهادتها (المدونۃ الکبری ۱/ ۱۷۴)۔

Marfat.com

نیل الاوطار میں لکھا ہے

"سکت عنه أبو داؤد والترمذی، ورجاله رجال الصحیح. إلا الحسین بن الحارث الجدلی وهو صدوق، وفیه......والحارث بن حاطب المذکور له صحبة (نیل الاوطار ۴/۲۰۳)۔

ج-"روی عن علی بن أبی طالب قال: إذا شهد رجلان مسلمان علی رؤیة الهلال فصوموا أو قال: فافطروا" (المدونة الکبری ۱/۱۷۴)۔

جمہور کے دلائل پر ایک نظر

الف- امام ترمذی کے بقول اعرابی والی حدیث سماک بن حرب کے اکثر شاگرد مرسل کی روایت کرتے ہیں (سنن ترمذی باب فی الصوم بالشہادة) جب کہ ولید بن ابی ثور زائدہ سماک بن حرب سے متصل روایت کرتے ہیں (سنن ترمذی باب فی الصوم بالشہادة)۔

یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اعرابی والی حدیث بعض سندوں سے موصول مروی ہے اور بعض سندوں سے مرسل روایت کی گئی ہے محدثین کے نزدیک اس طرح کی حیثیت استدلال متصور ہوتی ہے۔ کیونکہ موصول روایت کے راوی ثقہ کی زیادتی مقبول ہے چنانچہ امام نووی نے ابن عباس کی روایت کی بابت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

ب- ابن عمر کی خبر کے بارے میں اشکال کیا جاتا ہے کہ وہ متفرد ہے ان سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا تھا لیکن یہ اشکال بادی النظر میں بے بنیاد معلوم ہوتا ہے ابن عربی فرماتے ہیں:

"وهذا تحکم وزیادة علی السبب ولو کان هذا جائزا لبطل کل خبر تقدیر الزیادة فیه" (حوالہ سابق)۔

امام دارقطنی کہتے ہیں:

"تفرد به مردان بن محمد عن ابن وهب وهو ثقة" (الجامع لاحکام القرآن ۲/ ۲۹۶)۔

حاکم فرماتے ہیں:

"صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه" (المستدرک ۱/ ۵۸۵)۔

امام نووی تحریر کرتے ہیں:

"إسناده علی شرط مسلم" (مرقاۃ ۲/ ۵۰۷)۔

۲- دوم یہ کہ اگر ۲۹/ ماہ شعبان کو مطلع ابر آلود فضا مکدر ہے اور کہیں سے رؤیت ہلال کی شہادت بھی نہیں آئی تو امام ابوحنیفہ، امام مالک اور صحیح قول کے مطابق امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزہ رکھنا شروع کریں گے (شرح صحیح مسلم للنووی ۱/ ۳۴۷، شرح الزرقانی ۲/ ۱۵۴، التعلیق الممجد علی موطا الامام محمد ۲/ ۲۹، الہندیہ الباب الثانی رؤیۃ الہلال ۱/ ۱۹۷، فتح الباری ۲/ ۱۵۶، شرح المہذب ۶/ ۲۷۹)، مذاہب اربعہ میں سے حنابلہ کے نزدیک ماہ شعبان کے تیسویں دن کا انتظار نہیں کیا جائے گا، بلکہ ماہ شعبان ۲۹/ ایام کے متصور ہوں گے اور رمضان شروع ہوجائے گا (المغنی ۳/ ۷)، یہی حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عمرو بن العاصؓ، ابوہریرہؓ، انسؓ، معاویہؓ، عائشہؓ اور اسماءؓ کا مذہب ہے، بکر بن عبداللہ، ابوعثمان نہدی، ابن ابی مریم، مطرف، میمون بن مہران، طاؤس اور مجاہد اسی طرف گئے ہیں (حوالہ سابق) گویا کہ ایسی صورت حال میں بقول جمہور وہ دن شعبان کی تیسویں تاریخ ہوگی اور حنابلہ کے بقول رمضان کا پہلا دن ہوگا۔

علماء کا ایک تیسرا طبقہ ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ مطلع کی آلودگی کے وقت علم نجوم اور فلکیاتی حساب پر عمل کیا جائے گا، اگر اس کے مطابق ۲۹/ شعبان کو چاند کا طلوع یقینی ہے تو رمضان ثابت ہوجائے گا گرچہ بصری رویت نہ ہوسکے، اس نقطۂ نظر کے حامل ابن قتیبہ (الجامع لاحکام القرآن ۲/ ۲۹۳، شرح المہذب ۶/ ۲۷۶)، ابوالعاص ابن سریج شافعی (شرح المہذب ۶/ ۲۷۶، فتح

Marfat.com

اور (المجموع ۶: ۲۷۰)، مطرف بن عبداللہ شخیر تابعی (احکام القرآن ۱: ۲۹۳، شرح مہذب ۶: ۲۷۰)، بعض شافعی محمد بن مقاتل (رد المحتار ابن عابدین ۲: ۸۷)، بعض جلیل القدر تابعین اور بعض فقہاء بصرہ قائل ہیں۔

تینوں طبقے کا مستدل حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے۔

"عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ ذكر رمضان فقال: لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فاقدروا له"

"فاقدروا له" کے معنی میں اختلاف ہے حنابلہ نے "ضيقوا له العدد وقدروه تحت السحاب" ترجمہ کیا ہے (مغنی ۳: ۹۱، شرح مہذب ۶: ۲۷۰)۔

بقول ابن قدامہ تضییق کا مطلب یہ ہے کہ شعبان کا مہینہ ۲۹ روز کا قرار پائے گا۔ "والتضييق له أن يجعل شعبان تسعة وعشرين يوما" (مغنی ۳: ۹۱)، مطرف بن عبداللہ اور ابن قتیبہ وغیرہ "قدروہ" حساب المنازل سے الفاظ ترجمہ کیا ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء نے "قدروا تمام العدد ثلاثين يوما" معنی بتایا ہے (شرح مہذب ۶: ۲۷۰، شرح مسلم للنووی ۱: ۳۴۷، احکام القرآن ابن عربی ۱: ۳۰)۔

حنابلہ کی دلیلیں

۱۔ قرآن مجید نے ایک جگہ اس معنی میں استعمال کیا ہے۔

"يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر" (الرعد: ۲۶)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"ومن قدر عليه رزقه" (الطلاق: ۷) "أي ضيق عليه" (مغنی ۳: ۹۱)۔

۲۔ دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل ہے (مغنی ۳: ۹۱، شرح مہذب ۶: ۲۷۰، فتح الباری ۴: ۱۲۱، ...)۔

Marfat.com

جمہور کی دلیلیں

جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجمل ہے اس کی تفسیر خود حضرت عبداللہ بن عمر کی دوسری روایت کرتی ہے:

"أن رسول الله ﷺ قال: فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين" (بخاری شریف ۲، ۳/ ۲۳ بیروت)۔

حاکم عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"...فإن غم عليكم فاقدرا له وأعلموا أن الشهر لا تزيد على ثلاثين" (المستدرک ۱/ ۵۸۵)۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

"عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: الشهر هكذا وهكذا ثلاث مرات بيديه، ثم قبض في الثالثة إبهامه، فإن غم عليكم فأتموا ثلاثين" (السنن الکبری، باب الصوم لرؤیۃ الہلال ۴/ ۲۰۵)۔

نیز حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کے شواہد بکثرت ہیں، ان میں چند پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ "عن أبي هريرة يقول: قال النبي ﷺ فإن غبي عليكم فأكملوا عدة ثلاثين" (بخاری شریف، مسلم باب وجوب رمضان لرؤیۃ الہلال ۱/ ۳۴۷)۔

۲۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے:

فإن حالت دونه غيابة فأكملوا ثلاثين يوما قال أبو عيسى: حديث ابن عباس حديث حسن صحيح (ترمذی باب فی الصوم لرؤیۃ الہلال والإفطار ۱/ ۱۴۸)۔

۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں:

Marfat.com

کان رسول اللہ ﷺ یتحفظ من ہلال شعبان مالا یتحفظ من غیرہ، ثم یصوم لرؤیتہ رمضان فإن غم علیہ عد ثلاثین یوما ثم صام (السنن الکبریٰ باب الصوم لرؤیۃ الہلال ۴/۲۰۶)۔

مزید حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کے شواہد حذیفہ کی حدیث ہے جس کو ابن خزیمہ نے نقل کی ہیں، ابوہریرہ، طلق بن علی کی روایتیں جنہیں امام بیہقی نے اپنے سنن میں جگہ دی ہیں، اس کے علاوہ اور بھی دوسرے صحابہ کرام سے شواہد ملتے ہیں (فتح الباری ۴/۱۰۲)۔

''صحیح بخاری'' کے مشہور شارح حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''ذکر البخاری حدیث ابن عمر من وجہ أحدھما بلفظ فإن غم علیکم فاقدروا لہ، والآخر بلفظ: فأکملوا العدۃ ثلاثین، وقصد بذالک بیان المراد من قولہ فاقدروا لہ (حوالہ سابق ۴/۱۵۳)۔

شارح بخاری علامہ کرمانی تحریر فرماتے ہیں:

''فاقدروا لہ' مجمل' و''فاکملوا العدۃ تفسیرہ'' (شرح البخاری للکرمانی ۹/۴۰)۔

ابوبکر جصاص رقم فرماتے ہیں:

''وقد بین فی حدیث آخر معنی قولہ فاقدروا لہ بنص لا تاویل فیہ، وھو عن نافع عن ابی عمر أن رسول اللہ ﷺ ذکر عندہ شہر رمضان فقال لا تصوموا حتی تروالھلال فإن غم علیکم فاقدروا ثلاثین'' (احکام القرآن للجصاص ۱/۲۰۲)۔

اصل مہینہ کا باقی رہنا ہے اور اس کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا لہٰذا اس اصل کو بغیر اسی درجہ یقین کے ترک نہیں کیا جا سکتا ہے اور وہ رؤیت ہلال ہے، لہٰذا اگر ۲۹ کو چاند نظر آ جاتا ہے تو دوسرے دن روزہ رکھیں گے ورنہ نہیں صاحب ''ہدایہ'' تحریر فرماتے ہیں:

"لأن الأصل بقاء الشهر فلا ينقل عنه إلا بدليل ولم يوجد" (ہدایہ ۱/ ۲۱۳)۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فعل کی بات ہے تو وہ حدیث موقوف کے درجہ میں ہے، اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب مرفوع اور موقوف احادیث باہم متعارض ہوں تو مرفوع حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

نیز حضرت عائشہ آپ ﷺ کا عمل نقل کرتی ہیں تیس دن شمار کرنے کے بعد روزہ رکھتے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ حضور ﷺ کا فعل صحابی کے عمل کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہے۔ ابوبکر جصاص نے تو ابن عمرؓ کا قول جمہور کے مثل نقل کیا ہے:

"والتأول الثانی هو الصحيح وهو قول عامة الفقهاء وابن عمر راوی الحديث" (احکام القرآن للجصاص ۱/ ۲۰۱)۔

لغوی معنی کے اعتبار سے دونوں ہی کا احتمال ہے، جہاں قدر، کے معنی تنگ کرنے کے آتے ہیں وہیں شمار واندازکرنے کے بھی آتے ہیں، لیکن جب متکلم بذات خود اس کے ایک معنی کی تعیین کردے تو پھر اب اس میں تاویل وتخصیص کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

"وأما المفسر فهو ما ظهر المراد به من اللفظ ببيان من قبل المتكلم بحيث لا يبقى معه احتمال التاويل والتخصيص" (اصول الشاشی ۲۲)۔

فلکیاتی حساب کا اعتبار

رؤیت ہلال کی بابت شمس وقمر اور ستارے کے حساب کا اعتبار جو لوگ کرتے ہیں ان میں قدیم علماء میں سے ابن قتیبہ، ابوالعباس سریج شافعی، شرف بن عبداللہ بن شغیر تابعی، سبکی شافعی، محمد بن مقاتل قاضی عبدالجبار، بعض اجلہ تابعین بعض فقہاء بصریین (شرح المہذب ۶/ ۲۷۹)

اور بعض فقہاء احناف کی بھی یہی رائے ہے (رسائل ابن عابدین ۱/۲۲۵-۲۲۴، ...) قاضی ابوالطیب نے بھی اس رائے کو اختیار کیا (شرح مہذب ۶/۲۷۰)، عصر حاضر کے بعض ارباب علم و فن بھی اس کے قائل ہیں۔ محدث مطرف کی جانب اس رائے کی نسبت مشکوک ہے، ابن عبدالبر کہتے ہیں:

"انہ لا یصح عن مطرف" (شرح الزرقانی ۲/۱۵۵)۔

ابن عربی نے بھی تحقیق کی روشنی میں لکھا ہے

"ولیس بصحیح عنہ واللہ اعلم" (تفسیر قرطبی ۲/۲۹۳)۔

بعض کتابوں میں امام شافعی کی طرف بھی یہ رائے منسوب کی گئی ہے لیکن یہ نسبت درست نہیں ہے (فتح الباری ۴/۱۲۲)۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"والمعروف عن الشافعی ما علیہ الجمہور" (شرح مہذب ۶/۲۷۰، تفسیر قرطبی ۲/۲۹۳، شرح الزرقانی ۲/۱۵۵)۔

علم نجوم و فلکیات کے قائلین کی دلیل

ان حضرات کی دلیل درحقیقت قیاس ہے، وہ یہ کہ علم ہیئت و فلکیات کے ذریعہ چاند کے طلوع ہونے کا غالب ظن حاصل ہوتا ہے، جس طرح کہ ایک قابل اعتماد شخص کی خبر پر قاضی امر کے ثبوت کا فیصلہ کرتا ہے، جب کہ خبر واحد سے غالب ظن ہی حاصل ہوتا ہے، لہٰذا علم نجوم و ہیئت و فلکیاتی حساب خبر واحد کے مشابہ ہو گئے۔

"لأنہ سبب حصل لہ بہ غلبة ظن، فاشبہ مالو اخبرہ ثقة شاہدہ" (شرح مہذب ۶/۲۷۰)۔

Marfat.com

دوسری دلیل "فاقدروا له" ہے جس کا معنی قدروه بحساب المنازل کرتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء اس نظریہ کے مخالف ہیں (رسائل ابن عابدین ۱/۲۲۶-۲۲۹)۔

جمہور فقہاء ان مذکورہ تمام احادیث سے استدلال کرتے ہیں جو صحیح ہونے کے ساتھ صریح ہیں۔ امام نووی رقم فرماتے ہیں:

"واحتج الجمهور بالروايات التى ذكرها وكلها صحيحة صريحة فاكملوا لعدة ثلاثين، واقدروا له ثلاثين وهى مفسرة روايته فاقدروا له المطقة" (شرح المہذب ۶/۲۷۰-۲۷۹)۔

اہل نجوم وحساب کی دلیل پر ایک ناقدرانہ نظر

چاند وستارے کے منازل سے "فاقدروا له" کی تاویل نادرست ہے، کیونکہ یہ تاویل قرآنی آیت سے متصادم ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"يسئلونک عن الأهلة، قل هى مواقيت للناس" (بقرہ)۔

ابوبکر رازی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: "فعلق الحكم فيه برؤية الأهلة" (احکام القرآن ۱/۲۰۱)۔

اس کی تائید ان تمام احادیث سے ہوتی ہے جن سے جمہور علماء استدلال کرتے ہیں ،جن میں روزہ رکھنے اور افطار کو رویت ہلال پر معلق کیا گیا ہے اور ابن عمر کی مطلق حدیث فاقدروا لہ کی تفسیر وثلاثین سے کی گئی ہے آیت احکام کے مشہور مفسر ابوبکر حصاص کہتے ہیں:

"وليس هذا القول ممايسوغ الاجتهاد فيه لدلالة الكتاب ونص السنة وإجماع الفقهاء بخلافه وقوله العلماء صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته، فإن غم

Marfat.com

عليكم فعدوا ثلاثين هو أفضل فى اعتبار الشهر ثلاثين، إلا أن يرى قبل ذلك الهلال" (حوالہ سابق نیز دیکھئے: تمہید ۱۴/ ۳۵۲)۔

علامہ محمد زرقانی کہتے ہیں:

"والإجماع حجة عليهم" (شرح الزرقانی ۲/ ۲۵۴)۔

خاتم المحققین شاہ ولی اللہ دہلوی نے کہا:

"وقيل: فاقدروا بحساب منازل القمر وهو ضعيف" (مصفی شرح الموطا ۱/ ۲۶۰)۔

شریعت پوری انسانی دنیا کے لئے نازل ہوئی اس میں عالم انسانی کی فطرت وطبیعت کا حتی الوسع لحاظ رکھا گیا ہے، خاص طور پر عبادات میں انسان کو ایسی بات کا مکلف بنایا گیا ہے جس کا حصول آسان ہو، ہر خاص و عام کے دسترس میں ہو، اس کی واضح نظیر استقبال قبلہ ہے جس میں اشتباہ قبلہ کے وقت بندہ کی خود تحری جس رخ کی طرف نشاندہی کرے وہی اس کا قبلہ قرار پاتا ہے، جدید کمپاس وغیرہ قبلہ نما کا مکلف نہیں بنایا، اسی طرح نمازوں کے اوقات کے علم کا دارومدار سورج کی واضح گردش پر رکھا گیا ہے جسے تمام نوع انسان چشم بینا سے دیکھ کر نماز کے وقت پتہ لگا سکتا ہے، رمضان کا روزہ اور عیدین بھی عبادت ہے۔

ان میں بھی شریعت نے علم ہیئت ونجوم اور فلکیاتی تحقیق کے تکلف میں پڑنے کے بجائے رؤیت ہلال کو معیار قرار دیا، چنانچہ حدیث میں اس کی صراحت ہے:

"صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته"

"كان رسول الله ﷺ يتحفظ من هلال شعبان ما لا يتحفظ من غيره، ثم يصوم لرؤية رمضان، فإن غم عليه عد ثلاثين يوما ثم صام" (حوالہ سابق ۲/ ۲۰۲)۔

اور ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل بہترین نمونہ ہے۔ "لقد كان لكم

فی رسول الله أسوة حسنة (محمد)۔

بلکہ نجومیوں کے پاس جانے سے حدیث میں ممانعت آئی ہے اگر کوئی نجومی کی بات تصدیق کرتا ہے تو اس سے کفر لازم آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من أتی کاهنا أو منجما فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔

علامہ شامی اس حدیث کی تحقیق ان الفاظ میں کی ہے:

"قال العلامة نوح فی حاشیة الدرر والغرر: والحدیث أخرجه أصحاب السنن والحاکم، وصححه بلفظ من أتی کاهنا أو منجما فصدقه بما قال فقد کفر بما انزل علی محمد وأخرجه أبویعلی بسند جید من أتی عرافا أو ساحرا أو کاهنا" (رسائل ابن عابدین ۱/۲۴۵)۔

نجومی کے قول یا فلکیاتی حساب کو صحیح سمجھنا درست نہیں ہے بلکہ اگر کوئی فلکیاتی تحقیق کو حدیث کے مقابل میں اٹل تسلیم کرتا ہے تو اس کا ایمان خطرہ میں ہے اگر صرف علامات کی حد تک مانتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں علامہ شامی نے کہا "هو أصل المذهب فاحفظه" (حوالہ سابق ۱/۲۴۶)۔

رمضان وعیدین عبادت ہے اللہ تعالیٰ عبادات میں بندوں کو اتنے ہی کا مکلف بناتا ہے جتنا عام انسانوں کے بس میں ہو، جیسا کہ قرآن مجید میں بالتصریح موجود ہے۔

"لا یکلف الله نفسا إلا وسعها" (بقرہ) ابوبکر جصاص کی تحریر ملاحظہ ہو:

"فعلق الحکم برؤیة الأهلة ولما کانت هذه عبادة تلزم الکافة لم یجز أن یکون الحکم فیه متعلقا بما لا یعرفه إلا خواص الناس"

لہذا اگر فلکیاتی حساب کا لوگوں کو مکلف بنایا جائے تو ان کے حق میں باعث مشقت ثابت ہوگی، کیونکہ اس علم سے مخصوص افراد ہی واقف ہیں:

Marfat.com

"لأن الناس لو كلفوا ذلك لشق عليهم، لأنه لا يعرفه إلا أفراد والشرع إنما يكلف الناس بما يعرفه جماهيرهم" (الشرح الصغیر ۲/۲۰۰)۔

نتیجۃً اختلاف پیدا ہوگا، ایک علاقہ کے لوگ روزے سے ہوں گے اور دوسرے علاقہ کے لوگ غیر روزے دار ہوں گے۔

"ويصح أن يرى في إقليم دون آخر فيؤدي ذلك إلى اختلاف الصوم عند أهلها مع كون الصائمين منهم لا يصومون على طريق مقطوع به"

جہاں تک ان حضرات کا یہ استدلال ہے کہ اس سے غلبۂ ظن حاصل ہوتا ہے، اس لئے یہ خبرِ واحد کے مشابہ ہے۔

اول: اس سے غلبۂ ظن کا دعویٰ قرین صواب نہیں، جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اہلِ فن کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی رہتی ہیں، ہر ایک کی اپنی ایک تحقیق ہوتی ہے جس کا تجربہ آئے دن کیلنڈروں، جنتریوں اور تقویموں کے سلسلے میں ہوتا رہتا ہے، علم ریاضی کے مشہور معروف امام ابو ریحان البیرونی نے اپنی کتاب "والآثار الباقية عن القرون الخالية" میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ہلال کے سلسلے میں قطعی حساب لگانا ممکن نہیں ہے۔

"ولا يثبت الهلال بقول منجم أي حاسب يحسب سير القمر لا في حق نفسه ولا غيره، لأن الشارع أناط الصوم والفطر والحج برؤية الهلال لا بوجوده إن فرض صحة قوله فالعمل بالمراد الفلكية وإن كانت صحيحة لا تجوز (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۶۰۰)۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کی تجویز یہاں نقل کردی جائے جس میں چشم رؤیت ہلال کو ترجیح دی گئی ہے اور فلکیاتی حساب کا اعتبار نہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

"فإن للمسلمين في تلك المناطق وما شابهها أن يأخذوا بمن يثقون

به من البلاد الاسلامية التى تعتمد على الرؤية البصرية الهلال دون الحساب بأى شكل من الأشكال" (قرارات مجلس المجمع الفقہ الاسلامی ۲۶، ط ۱۰، ۱۴۱۰ھ)۔

۳- اگر مطلع صاف ہو تو شوافع کے نزدیک ثبوت رمضان کے لئے ایک عادل شخص کی شہادت کافی ہے (شرح المہذب ۶/ ۲۷۶) جب کہ مالکیہ خبر مستفیض کو ضروری قرار دیتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۶۰۰)، یہی قول احناف کا بھی ہے (احکام القرآن للجصاص ۱/ ۲۰۲، ہندیہ ۱/ ۱۹۸، سراجیہ/ ۳، رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۳۴)، خبر مستفیض کا مطلب یہ ہے کہ ایک اتنی بڑی جماعت چاند دیکھنے کی شہادت دے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا عادۃً محال ہو (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۳۴، نیز ملاحظہ ہو: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۶۰۰)۔

عید الفطر کی بابت رویت ہلال کے اصول

۱- اگر مطلع ابر آلو ہو تو سوائے ابوثور (احکام القرآن لابن العربی ۱/ ۸۴، فقہ السنہ ۱/ ۳۶۷، شرح الزرقانی ۲/ ۱۵۴) کے ائمہ اربعہ (التمہید ۱۴/ ۳۵۵، عمدۃ القاری ۵/ ۱۰/ ۲۸۱، المدونۃ الکبری ۱/ ۱۷۴، احکام القرآن لابن العربی ۱/ ۸۳، ہندیہ ۱/ ۱۸۹)، اور تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ دو عادل گواہان سے رویت ہلال ثابت ہوگی، علامہ عبد البر لکھتے ہیں:

"فأجمع العلماء على أنه لا تقبل فى شهادة شوال فى النظر إلا رجلان عدلان" (التمہید ۱۴/ ۳۵۴)۔

۲- فضا غبار زدہ ہے کہیں سے رویت بصری کی اطلاع بھی دستیاب نہیں ہوئی ایسی صورت حال میں اکثر فقہاء کے نزدیک دوسرے روز رمضان کی تیس تاریخ کو بھی روزہ رکھیں گے، حنابلہ اس دن عید الفطر منانے کے قائل ہیں وہ ایسی صورت میں ۲۹/ روز کا مہینہ مانتے ہیں، اصل ان کی دلیل عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث "فاقدروا له أى ضيقوا له العدد" ہے اس کا

Marfat.com

تفصیلی جواب پیچھے گزر چکا ہے، اس لئے یہاں اس اعادہ مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ذكر البخاري حديث ابن عمر من وجهين أحد بلفظ "فإن غم عليكم فاقدروا له والآخر بلفظ فأكملوا العدة ثلاثين وقصد بذلك بيان المراد من قوله فاقدروا له فأكملوا العدة يرجع إلى الجملتين" (فتح الباری ۴: ۱۵۳)۔

ایک روایت میں بالتصریح ہے:

"فإن غم عليكم فأكملوا صوم ثلاثين ثم أفطروا" (مسلم)۔

۳- اگر مطلع بے غبار ہو، فضا صاف ہو تو مالکیہ واحناف کے نزدیک ثبوت ہلال کے لئے خبر مستفیض ضروری ہے دیگر حضرات کے یہاں دو شہادات کافی ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲: ۶۰۰)۔

دوسرے فقہاء کی دلیل حضرت عبدالرحمان بن زید بن خطاب ربعی بن حراش کی مرفوع روایتیں ابن عمر ابن عباس اور عمر کے آثار ہیں، مالکیہ واحناف ان احادیث وآثار کو غیم سے مقید کرتے ہیں اور دوسری حدیث مرفوع سے استدلال کرتے ہیں: "الصوم يوم تصومون والفطر يوم تفطرون قال ابو عيسى: غريب حسن" (ترمذی)۔

خبر مستفیض شرط کی تحقیق

اگر مطلع صاف ہے تو احناف و مالکیہ کے نزدیک خبر مستفیض کی شہادت ضروری ہے، خواہ ماہ رمضان ہو یا شوال لیکن اب تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ خبر مستفیض کا اطلاق کتنی تعداد پر ہوگا۔ اس سلسلے میں مالکیہ کے نزدیک عرف پر مبنی ہے کہ اتنی بڑی تعداد رویت ہلال کی شہادت دے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً و عادۃً ناقابل تصور ہو، ڈاکٹر وہبہ زحیلی کے الفاظ میں:

Marfat.com

"رؤیة الجماعة الکثیرة یومن تواطؤھا علی الکتاب و یفید خبرھا العلم" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۶۰۰)۔

احناف فقہاء کی آراء مختلف ہیں، امام ابو یوسف سے پچاس کی تعداد مروی ہے (الہندیہ ۱/ ۳۰)، ابن خلف بن ایوب پانچ سو کی تعداد کو بھی کم تصور کرتے ہیں اور امام محمد بلا تعیین امام وقت کے صواب دید کی طرف محول کرتے ہیں (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۳۴، مزید دیکھئے: الہندیہ ۱/ ۱۹۸، فتح القدیر ۲/ ۳۲۲، الہندیہ ۱/ ۳۰)۔ علاء الدین حصکفی امام محمد کے قول کو علی المذہب قرار دیا ہے (الدر المختار علی ہامش الرد ۲/ ۱۰۱)۔ مواہب میں اس کی تصحیح کی گئی ہے، شرنبلالی کا بھی یہی خیال ہے (رد المحتار ۲/ ۱۰۱)، "بدائع الصنائع" میں ظاہر الروایہ کی صراحت ہے (بدائع الصنائع ۲/ ۸۰)۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ ہر مسجد سے ایک دو لوگ آ کر رویت ہلال کی اطلاع دیں (البحر الرائق ۲/ ۲۶۹)، علامہ ابن الہمام صاحبین کے صحیح قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "والحق ما روی عن محمد وأبی یوسف أیضا أن العبرة لتواتر الخبر ومجیئة من کل جانب (فتح القدیر ۲/ ۳۲۲)۔

رسائل ابن عابدین میں اسکی وجہ پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے۔

"لا مجرد الاستفاضة: لأنھا قد تکون مبنیة علی إخبار رجل واحد فیشیع الخبر عنه" (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۵۳)۔

خبر مستفیض کی شرط اس لئے لگاتے ہیں کہ مطلع بے غبار کے وقت ایک آدمی کو رویت میں مغالطہ ہو سکتا ہے، مشہور حنفی فقیہ برھان الدین مرغینانی لکھتے ہیں:

"لأن التفرد بالرؤیة فی مثل ھذہ الحالةیوھم الغلط، فیجب التوقف فیه حتی یکون جمعا کثیرا" (ہدایہ)۔

حسن امام ابوحنیفہ سے ایک دوسری روایت نقل کرتے ہیں کہ مطلق دو شخص کی شہادت

Marfat.com

کافی ہے خواہ مطلع ابر آلود ہو یا صاف ہو، چنانچہ علامہ ابن نجیم اپنی مایہ ناز کتاب "البحر الرائق" میں رقم کرتے ہیں۔

"وروى الحسن عن أبي حنيفة أنه يقبل فيه شهادة رجلين وامرأتين سواء كان بالسماء علة أو لم يكن كما روى في هلال رمضان أنه تقبل فيه شهادة الواحد العدل سواء كان في السماء علة أولم يكن" (البحر الرائق ۲/ ۲۶۹، نیز ملاحظہ ہو: رد المحتار ۲/ ۱۰۱، بدائع الصنائع ۲/ ۸۱)۔

اسی قول کو علامہ ابن نجیم اور شامی نے ترجیح دی ہے۔ انھوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ حالات و زمانہ پر یہ مسئلہ مبنی ہے، پہلے صورت حال یہ تھی کہ لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے، بڑے شوق و ذوق سے ہلال کا معائنہ کرتے تھے۔ اب ایسی بات نہیں رہی، لوگوں نے سستی و کاہلی کو راہ دینے ہی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ دیکھنے والے پر تہمت چسپاں کرتے ہیں، انہیں برا بھلا کہتے ہیں، لہذا:

"ينبغي العمل على هذه الرواية في زماننا" (البحر الرائق ۲/ ۲۶۹، رد المحتار ۲/ ۱۰۱)

علامہ شامی اس روایت کو ترجیح دینے کا سبب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ولو اشترط في زماننا الجمع العظيم لزم أن لا يصوم الناس إلا بعد ليلتين أو ثلاث وحينئذ فليس في شهادة الإثنين تفرد بين الجمع الغفير حتى يظهر غلط الشاهد فانتفت على ظاهر الرواية فتعين الإفتاء بالرواية الأخرى" (رد المحتار ۲/ ۱۰۱)۔

زیر بحث مسئلہ میں معتدل راہ

ہمارے خیال میں فی زمانہ حسن کی روایت کو ترجیح حاصل ہونی چاہئے، کیونکہ رؤیت

ہلال کے مسئلہ میں بنیادی عنصر قاضی یا ہلال کمیٹی کو اطمینان قلب ہونا ہے اس کی تائید رؤیت ہلال سے متعلق دوسری فقہی جزئیات سے ہوتی ہے، بیرون شہر سے وارد شخص کی رؤیت ہلال کی اطلاع یا بلند مقام پر سے دیکھنے والے کی شہادت کی اساس و بنیاد پر بصری رؤیت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے جب کہ مطلع صاف ہو، البتہ شاہد کا عادل ہونا شرط ہے اس کی وجہ تیقن کا حصول ہے۔

"لأنه يتيقن في الرؤية في الصحاری مالم يتيقن في الأمصار لما فيها من الكثر الغبار، وكذا إذا كان في المصر في موضع مرتفع وهلال الفطر إذا كانت السماء مصحية كهلال رمضان، فهذا يدل على ترجيح رواية الحسن" (البحر الرائق ۲؍ ۲۶۹)۔

نیز ظاہر الروایہ کے مطابق اصل تعداد معتبر ہے نہ کہ جم غفیر (حوالہ سابق، رسائل ابن عابدین ۱؍ ۲۳۵)، جیسا کہ اس سے قبل گزرا اس کی تائید نصوص سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس کا قول ہے:

"إن رسول الله ﷺ أجاز شهادة رجل على رؤية هلال رمضان وكان رسول الله ﷺ لا يجيز على شهادة الإفطار إلا شهادة رجلين" (السنن الکبری، باب الشہادۃ علی رؤیۃ ہلال رمضان ۴؍ ۲۱۲)۔

اس کے علاوہ حضرت عمر کا مکتوب اہل خانقین کے نام حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب اور حضرت ربعی بن حراش کی مرفوع حدیثیں جن میں دو مسلم گواہان کا تذکرہ ہے ان احادیث میں فضا کی آلودگی یا بے غبار ہونے کی کوئی تفصیل نہیں ہے، مطلق کو مقید کرنے کے لئے دلیل چاہئے قیاس سے نص کو مقید کرنا درست نہیں جب کہ اس پر عمل کرنا ممکن ہو:

إن المطلق من كتاب الله تعالى إذا أمكن العمل باطلاقه فالزيادة عليه بخبر الواحد والقياس لا يجوز (اصول الشاشی ۱۰۹)۔

Marfat.com

عید الفطر حقوق العباد کے قبیل سے ہے اس لئے اس میں شہادت کی تعداد ضروری قرار پاتی ہے تاکہ ثبوت میں شبہ کا امکان باقی نہ رہے۔

چاند دیکھنے والے کا فریضہ

جس کسی نے بھی چاند دیکھا ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا لونڈی باندی، تو اس کی ذمہ داری ہے کہ فوری قاضی، حاکم یا ہلال کمیٹی، کے پاس آ کر رؤیت ہلال کی اطلاع دے (البحر الرائق مع حاشیہ الہندیہ ۲/ ۲۴، الہندیہ ۱/ ۱۹۶، الدر المختار)۔

اگر خدانخواستہ اس کے علاقہ میں ان میں سے کوئی نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ جامع مسجد میں آئے اور رؤیت ہلال کی گواہی دے (ہندیہ ۱/ ۱۹۵)، اگر رمضان کا مہینہ ہے تو ایک شخص کی گواہی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے، بشرطیکہ عادل ہو اور لوگوں کی افواہ پر نظر رکھنا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر عید الفطر ہے یا عید الاضحیٰ، تو کم سے کم دو عادل گواہان ہوں جو رؤیت ہلال کی شہادت دیں، تب روزہ موقوف کرنا درست ہے (ہدایہ ۱/ ۳۱، البحر الرائق مع الہندیہ ۲/ ۲۴، البحر الرائق ۲/ ۱۲۶)، علامہ شامی فوری اطلاع دینے کی علت پر حلوانی کے حوالے سے روشنی ڈالتے ہیں:

"قال الحلوانی: یلزم العدل و لو أمة أو مخدرة أن یشهد فی لیلة کی لا یصوم مفطرین، وهی من فروض العین" (ہندیہ ۱/ ۱۹۵)۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رائی ہلال پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے قاضی کے پاس جا کر چاند دیکھنے کی شہادت دے، اگر نظام قضا نہ ہو تو رؤیت ہلال کمیٹی کے پاس یا مقامی علماء جن کے اوپر وہاں کے باشندگان مسلمان کا اعتماد ہو کے پاس جا کر رؤیت ہلال کی شہادت دے، اگر اس منطقہ میں علماء بھی نہ ہوں اور نہ رؤیت ہلال کمیٹی ہو تو ایسی صورت حال میں جامع مسجد میں جا کر عام لوگوں کے سامنے شہادت دینا ضروری ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر

Marfat.com

نے چاند دیکھنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس جا کر رؤیت ہلال کی خبر دی (ردالمحتار ۲، ۲۹)۔ اسی طرح ابن عباس کی حدیث میں ایک اعرابی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور رؤیت ہلال کی اطلاع دیتا ہے اور آپ ﷺ اس کی شہادت قبول فرماتے ہیں (سنن ترمذی باب فی الصوم بالشہادۃ ۱، ۱۴۸)۔

شہادت کی تاخیر

رؤیت ہلال کی شہادت میں حتی الوسع تاخیر سے بچا جانا چاہئے، تاہم پھر بھی چند گھنٹے کی تاخیر سے منفی اثر مرتب نہیں ہوگا جیسا کہ بعض فقہی جزئیات سے معلوم ہوتا ہے، حلوانی کا مذکورہ قول اسی طرف ہے، البتہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ قاضی وغیرہ کو غور وفکر اور تحقیق کرنے کا موقع نہ مل سکے اور دوسرے دن وہ روزہ نہ رکھ سکیں، چنانچہ داماد آفندی رقم فرماتے ہیں:

"وفیه إشارة إلى أن شهادته لازمة لئلا یفطر الناس" (مجمع الانہر ۱/ ۲۳۸)۔

"موسوعۃ فقہیہ" کی عبارت سے یہی بات عیاں ہے:

"وإن وقت أعلام بالنسبة لرمضان، هو ما قبل فجرا لیوم منه" (موسوعہ فقہیہ ۲۲/ ۲۹)۔

اگر کوئی معقول عذر پیش ہو تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے کو رؤیت کی پوری کیفیت بتا کر شہادت کے لئے روانہ کرے، ایک دن یا اس سے زائد تاخیر کے بعد شہادت دے، تو اس میں تفصیل ہے اگر وہ شہر کے باہر سے آرہا ہے اور اس کو راستے میں اتنی تاخیر ہوگئی تو اس کا عذر مقبول ہے اور شہادت قبول کی جائے گی جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

"من رجل من أصحاب النبی ﷺ قال: اختلف الناس فی آخر یوم من رمضان، فقدم اعرابیان، فشهدا عند النبی ﷺ باللّٰه لأهلا الهلال أمس

Marfat.com

عشية فامر رسول الله ﷺ ان يفطروا" (ابوداؤد، باب شہادۃ رجلین علی رؤیۃ ہلال شوال)۔

اس شرط کے ساتھ مطلع ایک ہو یا معمولی فرق ہو اور اگر وہ اندرونی شہر رہتے ہوئے ایک دن کی تاخیر سے شہادت دے رہا ہے تو اس کی شہادت رد کردی جائے گی۔

۱-الف-اختلاف مطالع کی تحقیق:

مطلع کے معنی آتے ہیں چاند نکلنے کی جگہ، اس طرح اختلاف مطالع کا مطلب ہوگا کہ ایک جگہ چاند نمودار ہو اور دوسری جگہ روپوش ہو، یہ عین ممکن ہے کہ کسی جگہ ایک دن چاند دکھائی دے، دوسری جگہ دوسرے دن۔

یہاں دو اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں، اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟

اگر معتبر ہے تو اس کے حدود کیا ہیں؟

اثبات شدہ ہے کہ اختلاف مطالع پایا جاتا ہے، کیونکہ آج کل کے جدید دریافت شدہ بعض خطے ایسے ہیں کہ جہاں چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن اور بعض علاقے ایسے ہیں جہاں چند گھنٹوں کی رات ہوتی ہے بعض منطقے ایسے ہیں جہاں ایک منطقہ میں رات ہے تو عین اسی وقت دوسری جگہ دن ہے، کہیں عشاء کی نماز کا وقت ہے تو اس وقت دوسری جگہ ظہر کی نماز کا وقت ہے، کہیں فجر کی نماز کا وقت ہے تو عین اس وقت دوسری جگہ عصر یا مغرب کا وقت ہو چکا ہوتا ہے۔

اختلاف مطالع کے معتبر ہونے اور عدم اعتبار کے سلسلے میں بعض امور میں علماء کا اتفاق پایا جاتا ہے اور بعض امور میں اختلاف، اس بات پر تمام علماء متفق ہیں کہ ایک شہر کے حق میں رؤیت ہلال لازم ہے، اختلاف اس میں ہے دوسرے خطے کے لوگوں کے حق میں بھی اس کی رؤیت ہلال لازم ہے یا نہیں؟

جمہور علماء اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۶۰۵، فتح

السنہ ۱/ ۲۶۸)، لہذا ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر والے کے لئے لازم ہوگی؟ یہی "ظاہر الروایۃ" کے مطابق احناف کا مشہور مسلک ہے، علامہ محقق ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں:

"الأخذ بظاهر الرواية أحوط" (فتح القدیر ۲/ ۳۱۴)۔

علامہ شامی بمالکیہ اور حنابلہ کا مذہب یہی نقل کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں:

"لكن المعتمد الراجح عندنا أنه لا اعتبار به، وهو ظاهر الرواية، وعليه المتون كالكنز وغيره، وهو للصحيح عند الحنابلة كما في الإنصاف، وكذا هو مذهب المالكية" (رسائل ابن عابدین)۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"وإذا رأى الهلال أهل بلد لزم جميع البلاد الصوم" (مغنی ۳/ ۵)۔

امام ابولیث اور بعض شوافع بھی اس کے قائل ہیں (مغنی ۳/ ۵، شرح المہذب ۶/ ۲۷۳)۔

علماء کی ایک معتد بہ مقدار اختلاف مطالع کو معتبر مانتی ہے، یہی عکرمہ قاسم بن محمد سالم بن عبداللہ، ابن عباس، اسحاق بن راہویہ اور امام بخاری کا قول ہے (الجامع لاحکام القرآن ۲/ ۲۹۵)، جیسا کہ امام بخاری نے اپنے ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ فرمایا: "لأهل كل بلد رؤيتهم" احناف میں امام زیلعی (تبیین الحقائق ۱/ ۳۲۱) اور علامہ کاسانی (بدائع الصنائع ۲/ ۸۳) نے اسی کو اختیار کیا ہے، شوافع کا مختار مذہب یہی ہے، امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

"وبهذا قطع المصنف والشيخ أبو حامد البندينجي وآخرون، وصححه العبدري، والرافعي والأكثرون" (شرح المہذب ۶/ ۲۷۳)۔

مالکیہ کے نزدیک تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر امام اعظم امیر المومنین تمام لوگوں کو ایک دن عید الفطر منانے کا اعلان کریں اور ان کے نزدیک رؤیت ہلال ثابت ہو چکی ہو تو پھر ایک شہر کی رؤیت دوسرے اہل شہر کے لئے لازم ہے، ابن ماجشون لکھتے ہیں:

Marfat.com

"لایلزم بالشهادة إلا لأهل البلد یثبت فیه الشهادة إلا أن یثبت عند الإمام أعظم ، فیلزم الناس کلهم، لأن البلاد فی حقه کالبلد الواحد، إذ حکمه نافذ فی الجمیع" (فتح الباری ۴/ ۱۵۵)۔

قرطبی فرماتے ہیں: "فإن حمل، فلا تجوز مخالفته" (الجامع لاحکام القرآن ۲/ ۹۵)۔

ابن عربی مالکی نے اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کو صحیح قرار دیا (تمہید ۱۴/ ۳۵۸)۔

علامہ ابن عبدالبر نے اسی کو اختیار کیا ہے:

"إلی القول الأول أذهب، لأنه فیه أثرا مرفوعاً ، وهو حدیث حسن تلزم به الحجة" (تمہید ۱۴/ ۳۵۸)۔

"الموسوعہ الفقہیہ" میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کو ترجیح دی گئی ہے (موسوعہ فقہیہ ۲۲/ ۳۶)۔

مانعین کی دلیل

جو لوگ اختلاف مطالع کو معتبر نہیں مانتے ہیں، ان کی دلیل آپ ﷺ کا قول، "صوموا لرؤیته، وافطروا لرؤیته"۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ خطاب عام ہے، علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں:

"عموم الخطاب فی قوله صوموا "مطلقا بمطلق الرویة فی قوله "لرؤیته" وبرؤیة قوم بصدق اسم الرؤیة فیثبت ماتعلق به من عموم الحکم فیعم الوجوب" (فتح الباری ۲/ ۳۱۴)۔

جب روزہ رکھنے اور موقوف کرنے کا حکم مطلق رؤیت ہلال پر اور مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے لہذا جم غفیر کی رؤیت یا فرد واحد کی شہادت سے ثبوت رمضان تمام مسلمانوں کے حق میں لازم ہوگا۔

قائلین کی دلیل

جو لوگ اختلاف مطالع کے قائل ہیں ان کی دو دلیلیں ہیں، ایک حدیث کریب ہے جسے ترمذی نے روایت کی ہے (ترمذی باب اہل اہل بلد رؤیتہم ۱/۱۴۹)۔

۲- اوقات صلاۃ اختلاف مطالع معتبر مانتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ روزے میں معتبر نہ مانا جائے

''الموسوعۃ الفقہیۃ'' میں تصریح ہے۔

''فقرر بعد ماننانه اختلاف الهلال باختلاف الآفاق وجوب أن يكون لكل قوم رؤيتهم فى الهلال كما أن لكل قوم أوقات صلوتهم'' (موسوعہ فقہیہ ۲۲/۳۶، تبیین الحقائق ۱/۳۲۲)۔

۳- ''وروى أن ابا موسى الضرير قدم الاسكندرية فسأل عمن صعد على منارة الاسكندرية فيرى الشمس بزمان طويل بعد ما غربت عندهم فى البلد أيحل له أن يفطر؟ فقال لا ويحك لأهل البلد: لأن كلا مخاطب بما عنده'' (تبیین الحقائق ۱/۳۲۱)۔

مانعین کی دلیل پر ایک نظر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ روزہ رکھنا اور موقوف کرنا رؤیت ہلال سے متعلق ہے، لیکن ہر مسلمان کی رؤیت مراد نہیں ہے اور ایسا ممکن بھی ہے کہ تمام مسلمان دیکھ سکیں، بلکہ بعض اشخاص کی رؤیت مقصود ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۶۰۹)، لہذا یہ خطاب عام نہیں رہا نیز اگر ایک شہر کی رؤیت دوسرے اہل شہر کے لازم قرار دیا جائے تو گویا کہ ایسی چیز کا انہیں مکلّف بنا رہے ہیں جو ان سے مخفی ہے حالانکہ انسان اس کا مکلّف نہیں ہے ''لا يكلف الله نفسا إلا وسعها

(سورۂ بقرہ) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں: "لأن الناس لا يكلفون علم ما غاب عنهم في غير بلدهم ولو كلفوا ذلك لضاق عليهم" (تمہید ۱۴/۳۵۶)۔

قائلین کی دلیل کا ایک جائزہ

۱- ابن عباس کی حدیث سے استدلال کرنا غیر واضح ہے، کیونکہ اس میں دوسرے احتمالات بھی ہیں، ممکن ہے کہ:

الف- خبر واحد کی وجہ سے کریب کی شہادت کو رد کر دیا ہو (اعلاء السنن)۔

ب- خبر واحد قبول کرنے کے لئے جو شرائط مطلوب ہیں وہ ان کے نزدیک پوری نہ ہوتے ہوں (اعلاء السنن ۹/۱۰۲-۱۰۳)۔

ج- کریب نے دوسرے سے ایک شخص کی شہادت نقل کی ہو، نہ کہ قاضی کے فیصلہ کی، اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو انہوں نے لفظ شہادت استعمال نہیں کیا اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ لفظ شہادت ہے تب بھی ایک شخص کی شہادت سے ایک قاضی کا فیصلہ دوسرے قاضی کے لئے لازم قرار نہیں پاتا ہے کہ وہ بھی ایسا ہی فیصلہ کرے۔

"لا يثبت بشهادة وجوب القضاء على القاضي" (فتح القدیر ۲/۳۱۴، ... ۲/۳۰۲)۔

تو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اختلاف مطالع کے سبب کریب کے قول کو رد کر دیا ہو، علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں:

"وذلك محتمل لكون المراد أمر كل أهل مطلع بالصوم لرؤيتهم" (فتح القدیر ۲/۳۱۴)۔

۲- دوسری دلیل قابل اعتبار ہے کیونکہ شریعت نے جس طرح نماز کے واسطے مشرق

سورج کو اوقات صلاۃ کے لئے معیار بنایا اسی طرح رؤیت ہلال کو ثبوت رمضان اور عیدین کے لئے معیار قرار دیا ہے "الموسوعۃ الفقہیہ" میں لکھا ہے:

"أن البلاد المشرقية إذا كان الهلال فيها في الشعاع وبقيت الشمس تترك مع القمر إلى الجهة الغربية فما تصل الشمس إلى أفق المغرب وقد خرج الهلال عن الشاع فيراه أهل المغرب ولا يراه أهل المشرق" (موسوعہ فقہیہ ۲۲/۳۶)۔

اختلاف مطالع کی بابت حنفی نقطۂ نظر

اس سے پہلے گزرا کہ احناف کا مشہور مذہب عدم اعتبار کا ہے، لیکن موجودہ دور میں تقریبا حنفی علماء اختلاف مطالع کے قائل نظر آتے ہیں اور متاخرین علماء میں بہتیرے فقہاء معتبر مانتے ہیں جن کے سرخیل امام زیلعی ہیں وہ رقم طراز ہیں:

۱- "والأشبه أن يعتبر؛ لأن كل قول مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار (تبیین الحقائق ۱/۳۲۱)۔

۲- ملک العلماء کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

"فيعتبر في أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر" (بدائع الصنائع ۲/ ۸۳)۔

۱-ب- اختلاف مطالع کے حدود

جو لوگ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قریب ملکوں میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے (شرح المہذب ۶/ ۲۷۳، فتح الباری ۴/ ۱۰۵، فتح العلام ۴/ ۱۸،

Marfat.com

البحر الرائق ۲/۲۷۰، بدائع الصنائع ۲/۸۳، یہ فقہی نقطہ نظر سے ہیں تو ان سابق ملاحظہ ہو)۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنی دوری اس کے لئے درکار ہے؟

اس کی بابت علماء کے آراء مختلف ہیں، حافظ ابن حجر نے پانچ اقوال نقل کئے ہیں:

۱— "أحدهما: اختلاف المطالع قطع به العراقيون والصيدلاني وصححه النووي في الروضة وشرح المذهب" (فتح الباری ۴/۱۲۳)۔

۲— "ثانيها: مسافة القصر قطع بها الإمام والبغوي وصححه الرافعي في الصغير والنووي في شرح مسلم وبهذا قال الفوراني وإمام الحرمين والغزالي والبغوي وآخرون من الخراسانيين وضعفه النووي" (فتح الباری ۴/۱۲۳)۔

۳— "ثالثها: اختلاف الأقاليم، وبهذا قال الصيمري وآخرون"۔

۴— "رابعها: حكاه السرخسي، فقال: يلزم كل بلد لا يتصور خفاؤه عنهم بلا عارض دون غيرهم"۔

۵— "خامسها: قول ابن الماجشون المتقدم قال ابن الماجشون: لا يلزم الشهادة إلا لأهل البلد تثبت فيه الشهادة إلا أن عند الإمام الأعظم فيلزم الناس كلهم" (فتح الباری ۴/۱۲۳)۔

علامہ شوکانی نے چھٹے قول کا اضافہ فرماتے ہیں:

۶— "سادسها: أنه لا يلزم إذا اختلف الجهتان ارتفاعا وانحدارا كأن يكون أحدهما سهلا والآخر جبلا، أو كان بلد في إقليم" (نیل الاوطار)۔

ان کے علاوہ بھی اقوال ملتے ہیں، علامہ شامی نے قہستانی سے حوالے سے ایک ماہ کی مسافت نقل کیا ہے:

"وذكر القهستاني عن الجواهر تحديده بمسيرة شهر فصاعدا اعتبار

القصة سليمان عليه السلام قال: فانه قد انتقل كل غدو ورواح من إقليم إلى إقليم، وبين كل من مسيرة شهر انتهى" (رسائل ابن عابدين ۱/ ۲۵۰، قال تعالى: غدوها شهر ورواحها شہر یعنی دونوں مسافت چار دن کی ہوتی ہے (قضایا معاصرہ ۲۹۵-۲)۔ میل برابر ۱۶۰۹ء۱ کلومیٹر (المعجم الوسیط ملحقات فرق)۔

۸- ۲۴ فرسخ ایک فرسخ تین شرعی میل کا ہوتا ہے، ایک شرعی میل چار ہزار ذراع کا ہوتا ہے، علامہ شامی نے اس کی توضیح کی ہے:

"وقد نبه التاج التبريزي على أن اختلاف المطالع لا يمكن في أقل من اربعة و عشرين فرسخا".

وأفتى به الوالد، والأوجه أنه تحديدة (رسائل ابن عابدين ۱/ ۲۵۰)۔

۹- بعض نے مبتلی بہ کی طرف محول کیا ہے، جیسا کہ محدث یوسف بنوری لکھتے ہیں:

"وحد البعد مفوض إلى رأى المبتلى به، وليس له حد معين" (معارف السنن ۵/ ۳۴۴)۔

۱۰- بعض علماء نے ایک دن کے فرق کو اختلاف مطالع کا معیار قرار دیا ہے، علامہ شبیر احمد عثمانی نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: "ينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم التفاوت بين البلدين بأكثر من يوم واحد" (فتح الملہم ۳/ ۱۱۳)۔

شوافع کے نزدیک پہلا قول راجح ہے،

"والبعد يعتبر باختلاف المطالع وهو الأصح عند الشوافع" (فتح الملہم ۳/ ۱۰۶)۔

علماء احناف میں علامہ عبدالحی لکھنوی نے ساتویں قول کو ترجیح دی ہے۔ "وتقدیرش مسافت یک ماہ است دریں صورت حکم رؤیت یک بلدہ بہ بلد دیگر نخواہد شد، ودر بلاد متقاربہ کہ

Marfat.com

مسافت کم از یک ماہ داشتہ باشد حکم رویت یک بلدہ بہ بلدہ دیگر لازم خواہد شد [illegible]

باشد، (اشعۃ اللمعات ۲/۱۵۶)

”مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ“ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

محققین احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے۔

۱- بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ باہم اس قدر دوری واقع ہو کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن کے بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رویت دوسرے کے لئے لازم کی جائے تو مہینہ کبھی ۲۸ دن کا ہو جائے گا اور کبھی ۳۱ دن کا قرار دیا جائے گا، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

۲- بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رویت میں عادتاً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا، فقہاء نے بعض دوری مسافت کی دوری کی وجہ سے یعنی ۵۰۰ یا ۶۰۰ میل ہوتا ہے، بلاد بعیدہ قرار دیا ہے جن کی مسافت اس سے کم ہو بلاد قریبہ، مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت محسوس کرتی ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ کتنی مسافت پر مطلع بدلتا ہے اور کن ملکوں کا مطلع ایک ہے [illegible]

[illegible] (۱۱-۳۰۲)

دوسرا قول حق سے قریب تر ہے، کیونکہ حدیث میں ۲۹ یا ۳۰ دن کا مہینہ ہونے کی صراحت ہے، لہٰذا اگر کسی ۲۸ تاریخ کو رویت ہلال کی شہادت ملے یا ۳۱ تاریخ کو تو قبول نہیں کی جائے گی، حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”الشهر هكذا وهكذا وخنس سليمان اصبعه في الثالثة يعني تسعا وعشرين وثلاثين“ [illegible]

برصغیر کا مطلع

۱- ان مذکورہ تصریحات سے واضح ہوتا ہے ایک دن کا فصل اختلاف مطالع کا معیار ہے اور ظاہر ہے کہ برصغیر ہندوستان بشمول پاکستان و بنگلہ دیش و نیپال وغیرہ کے مطالع کے درمیان ایک دن کا فرق واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ چند منٹوں یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کا فرق ہوتا ہے، لہذا از روئے شرع ان ملکوں کا مطلع ایک ہوگا، اس کی بابت "مجلس تحقیقات ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ" نے بھی واضح طور پر اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

"ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اس بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

مصر و حجاز سے دور دراز ملکوں کا مطلع ہند و پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے، یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں کے لئے ہر حالت میں لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہند و پاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

اگر ملک کے کسی حصہ میں ۲۹ تاریخ کو رؤیت ہلال کا ثبوت ہو گیا، تو مطلع ایک ہونے کی وجہ سے دوسرے خطہ کے مسلمانوں پر اس پر عمل اس وقت لازم ہوتا ہے، جبکہ وہاں کے مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کے نزدیک اس رؤیت ہلال کے شرعی ثبوت متحقق ہو جائے (شرعی ثبوت کے شرائط شہادت علی القضاء ملاحظہ ہو)۔

Marfat.com

قاضی کے فیصلہ کی تحدید

۲- الف - جس علاقہ میں نظام قضا موجود ہے جیسے کہ بہار، اڑیسہ، آندھرا پردیش وغیرہ دیگر صوبوں میں نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کا قاضی ثبوت رمضان وعید الفطر کا اعلان کرتا ہے تو اس حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوگا، چنانچہ صاحب ہدایہ اپنی کتاب ”التجنیس“ میں تحریر فرماتے ہیں:

اشتبه فشهدا أن قاضي بلد كذا قضى بثبوته بالشهود، لا يظهر ذلك في حق مصر آخر، ويظهر في حق رأوه (التجنيس [illegible])

شیخ الاسلام ابوالحسن کا یہ فتویٰ ملاحظہ ہو:

”وفي فوائد نجم الدين النسفي: سئل شيخ الإسلام أبو الحسن عن قاضي قضى برؤية هلال رمضان بشهادة شاهدين عند اشتباه في مصر هل يظهر حكمه في حق مصر آخر فقال: لا، لأنه ليس تبعا له بخلاف قرى هذا المصر ومحاله وما ينسب إليه“ ([illegible])

بذریعہ تحریر اطلاع کی حیثیت

۳- الف - شریعت میں تحریر کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، قرآن مجید نے معاملات میں قرض کے لکھنے کا حکم دیا ہے ولا تسأموا أن تكتبوه ... فاكتبوه [illegible]

معمولی شناخت ہونا، مدرساں کا قابل اعتماد ہونا تحریر کا ممتاز ہونا وغیرہ ہیں (دیکھئے: رد المحتار)۔

واضح رہے کہ یہ تحریر اطلاع کی حیثیت خبر ہونے کی ہوگی نہ کہ شہادت کی اس لئے کہ شہادت کے لئے مجلس قضاء اور قاضی کے روبرو پیش ہونا ضروری ہے لہذا یہ تحریر ثبوت رمضان کے لئے قابل اعتناء ہوگی نہ کہ عید الفطر کا۔ اسی طرح جب مطلع صاف ہو تو اس وقت یہ ثبوت رمضان کے لئے بھی کافی نہ سمجھی جائے گی۔ ہاں البتہ مختلف تحریریں اگر خبر مستفیض کو پہنچ جائے تو رمضان اور عید الفطر دونوں ثابت ہو جائے گی، چنانچہ موصوف عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں:

واقعی در رؤیت ہلال شہرت اخبار معتبر است اگر از شہرے خبرے رسیدہ کہ بہ شب گزشتہ درآنجا رؤیت ہلال شدہ یا بوساطت تار برقی دریافت ایں امر شد تا وقتے کہ شہرت آن نشود از تحریرات شتی و اخبار عدیدہ معلوم نہ شود اعتبار آں نباید ساخت (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ۱/۲۵۶)۔

بذریعہ ٹیلی فون اطلاع کی حیثیت

ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاع کی حیثیت تحریر خبری کی سی ہے جس طرح تحریروں میں باہم مماثلت ہوتی ہے اسی طرح آوازوں کے درمیان مشابہت بڑی حد تک پائی جاتی ہے، بلکہ مختلف آوازوں کی نقالی ایک فن کی حیثیت رکھتا ہے ایسی صورت حال میں ٹیلی فون کے ذریعہ کی اطلاع اس وقت معتبر سمجھی جائے گی، جبکہ ٹیلی فون کے ذریعہ خبر دینے والے شخص سے ایک گونہ شناسائی ہو، اس شخص کو اس غرض کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا گیا ہو وقت کی تعین بھی کر دی گئی ہو اس طرح احتیاطی امور کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہو تو کوئی بعید نہیں ہے، اس سے غالب گمان حاصل ہو جاتا ہے اور خبر واحد میں غالب گمان کافی ہے البتہ عید الفطر اور، جبکہ مطلع صاف ہو تو رمضان کے ثبوت کے لئے ٹیلیفون کی اطلاع ناکافی ہوگی الا یہ کہ مختلف مقامات سے اس قدر فون آئے خبر

مستفیض ہونے کی حد تک پہنچ جائے تو قابل قبول ہے، جیسا کہ تیسری اطلاع کے بارے میں ذکر ہوا۔

اگر ایسا انتظام ہو کہ رویت ہلال کمیٹی یا قاضی مرکزی کی جانب سے مختلف اضلاع و علاقے میں ان کے لوگ متعین ہوں جو وہاں کی رویت کی بابت دیکھنے والے سے گواہی لے لیں اور فون کے ذریعہ مرکزی قاضی یا ہلال کمیٹی کو اطلاع کر دیں تو اس وقت عیدالفطر مطلع بے غبار کی صورت میں رمضان بھی ثابت ہوگا۔

ریڈیو اور ٹی وی کی اطلاع:

د- ج-

الف- جواب ج- ریڈیو اور ٹی وی کی اطلاع خبر ہے، اس وجہ سے کسی شہر میں رویت ہلال ہونے کی اس کی خبر ریڈیو ٹی وی سے نشر ہوتی رہے کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا ہے تو خبر کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، ہاں اگر قاضی یا رویت ہلال کمیٹی نے رویت ہلال کا فیصلہ کرنے کے بعد ریڈیو ٹی وی کو ہدایت دی کہ وہ اس خبر کا اعلان کر دیں تو ایسی صورت میں یہ اعلان حجت ہوگا جبکہ اعلان کرنے والا قاضی شریعت یا رویت ہلال کمیٹی کی طرف منسوب کر کے اعلان کرے، اس اعلان پر اس حلقۂ قضا کے ذمہ داران ہلال کمیٹی کے تحت مسلمانوں پر عمل ضروری ہوتا ہے۔

دوسرے صوبہ والے کے لئے اس اعلان پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ دوسرے لوگوں کو اپنے صوبہ والے قاضی یا ذمہ داران ہلال کمیٹی سے اعلان کا انتظار کرنا ہوگا، دوسرے صوبہ والے باشندگان کے لئے اس رویت پر عمل کرنا اس وقت ضروری ہوگا جب کہ وہاں کے قاضی یا ذمہ داران ہلال کمیٹی نے بذریعہ اس رویت کو شرعی ثبوت تسلیم کر لیا ہو اور ثبوت ہلال کا اعلان کر دیں۔

"ولو شهدوا ان قاضي بلد كذا شهد عنده اثنان برؤية الهلال في ليلة

کذا وقضی بشهادتها جاز لهذا القاضی أن یحکم بشهادتها؛ لأن قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به" (فتح القدیر ۲/ ۳۱۴، نیز ملاحظہ ہو البحر الرائق ۲/ ۲۷۰، الہندیہ ۱/ ۱۹۹، فتاویٰ ہندیہ بر ہامش الخیریہ ۱/ ۱۱)۔

البتہ اس کے لئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ مطلع کا اختلاف نہ ہو:

"فیجب أن یکون هذا الجواب إذا لم یکن بینهما من البعد ما تختلف به المطالع" (خیریہ ۱/ ۱۵)۔

مختلف صوبوں سے ریڈیو اور ٹی وی سے رؤیت ہلال کے ثبوت کا اعلان کیا جارہا ہو، یہاں تک کہ وہ خبر مستفیض کی حیثیت اختیار کرلے تو ایسی صورت میں دوسرے صوبے وملک والوں کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری قرار پاتا ہے جب کہ ان کا مطلع ایک ہو (ردالمحتار ۲/ ۱۰۲)۔

"معارف السنن" میں ریڈیو کے بارے میں لکھا ہے:

"نعم: إذا تواردت أخبار رادیو متعددة من شتی الجهات، ولا تختلف جهات الأنباء عن البلد الذی لم یر فیه الهلال ببعد یختلف فیه المطالع، فیسوغ العمل بهذه الأنباء المرسلة، وتدخل فی حد الاستفاضة المفیدة للطمأنینة" (معارف السنن ۵/ ۳۴۰)۔

اگر پورے ملک کا مرکزی نظام قضاء کا قیام عمل میں آجائے، جس کے پاس صوبائی نظام قضا یا ہلال کمیٹی کے ذمہ داران رؤیت ہلال کی پوری کارروائی سرانجام دینے کے بعد مرکزی نظام قضاء کو بذریعہ تحریر یا فون اطلاع کردیں اور مرکز ریڈیو خود سے اعلان کرے یا اپنی طرف منسوب کرواکر اعلان کروائے، تب پورے ملک کے مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کی حیثیت سلطان کے اعلان کی ہوگی۔

"خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان أو فاسقا" (ہندیہ ۵/ ۳۰۹، کتاب الکراہیہ)۔

Marfat.com

تار اور فیکس کی اطلاع:

تار اور فیکس کی اطلاع تحریر و ٹیلی فون کی اطلاع سے بالکل مختلف ہے، ان میں خبر دینے والے کی بذات خود تحریر ہوتی ہے اور نہ اس کی آواز جس سے خبر دینے والے شخص کی ذات کی شناخت ہو سکے اور نہ کوئی خارجی ایسے قرائن ہیں جن سے غالب گمان حاصل ہو سکے، لہذا ان پر اطلاع دی جانے والی خبر کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ "مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ" نے خط، تار اور ٹیلی فون کی خبروں کی بابت جو فیصلہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

"تار، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار، ٹیلی فون اور خطوط آئیں، اور علماء محسوس کریں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے تو اس بنیاد پر رمضان کا فیصلہ قابل قبول ہوگا" (جدید فقہی مسائل ۲/ ۲۰۲)۔

ریڈیو اور ٹی وی کے معلن کا مسلمان ہونا:

اس سے پہلے پڑھا ہے کہ رمضان وعید الفطر کی رؤیت ہلال کی خبر دینے والے کے لئے اسلام شرط ہے، لیکن رؤیت ہلال ثابت ہونے کے بعد کیا اس کے اعلان کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے؟

فقہی جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ معلن کے لئے اسلام شرط نہیں ہے، چنانچہ یہ

ہے

"خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا" (رد المحتار)

علامہ شامی توپ وغیرہ کی آواز اور چراغ کی روشنی وغیرہ اعلان کے ذرائع کے متعلق لکھتے ہیں

جب کہ دیہاتیوں کو اس کا اعتقاد ہو جائے تو ان پر روزہ لازم ہو جاتا ہے:

"والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع او رؤية القناديل

من المصر، لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به" (بدائع الصنائع ۲/ ۲۳۲)۔

نیز معلن کی حیثیت وکیل ہونے کی ہے، اور وکیل کے لئے اسلام شرط نہیں ہے: "ولا تشترط كونه مسلما صحيحا" (ہندیہ ۳/ ۵۶۲ طباعت ہند)۔

فلکیاتی تحقیق کی رعایت

۲-ب، ج- رمضان وعید الفطر کا ثبوت رؤیت ہلال ہی سے ہوگا، اس پر تمام فقہاء کا تقریباً اتفاق ہے کہ فلکیاتی تحقیق دوسرے کے حق میں ملزم نہیں ہے، لیکن ماہر فلکیات اپنے علم و تحقیق پر عمل کرسکتا ہے؟

اس سلسلے میں شوافع کے نزدیک مختلف اقوال ملتے ہیں، امام نووی کے بقول اس کے حق میں درست ہے کہ وہ روزہ رکھے لیکن اس سے فرضیت ادا نہیں ہوگی (بدائع الصنائع ۲/ ۲۳۱)۔

لیکن رملی کے بقول فرضیت کے لئے کفایت کرجائے گا (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۲۸)۔

علامہ شامی نے مفصل بحث کے بعد اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"فيمكن التوفيق بين الأقوال الماضية بحمل القول بالعمل به على الجواز لنفسه، أو لمن صدقه، والقول بعدمه على الوجوب، فلا يلزم الأخذ بقوله، ولا يثبت به الهلال اتفاقا، هذا ما ظهر لي والله تعالى أعلم" (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۴)۔

علامہ شامی کی رائے کی تائید دوسرے فقہی جزئیہ سے ہوتی ہے کہ اگر کسی کی شہادت رد کردی جاتی ہے، تو دوسرے کے حق میں رؤیت ثابت نہیں ہوتی لیکن چونکہ اس نے دیکھا ہے، اس لئے اس کے اوپر روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے۔

فلکیاتی حساب سے اس حد تک مدد لی جا سکتی ہے کہ فلکیاتی تحقیق سے جس روز رؤیت ہلال کا امکان نہ ہو اس روز شہادت قبول کرنے میں کافی تحقیق و جستجو اور ناقابل تردید تعداد کی گواہی ناگزیر ہوگی اور جس روز رؤیت ہلال کا امکان ہے اس دن زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ معمولی خبر پر بھی اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ رؤیت ہلال میں اصل قاضی کے قلب کو اطمینان حاصل ہونا ہے: چنانچہ مشہور شارح حدیث ابن بطال تحریر فرماتے ہیں: "انما المعول علی رؤیة الهلال، وانما لنا أن ننظر فی علم الحساب، ما یکون عیانا أو کالعیان" (عمدۃ القاری ۱۰/ ۲۹۹)۔

محقق حافظ ابن حجر نے صراحت کی ہے کہ اگر فلکیاتی حساب سے رؤیت ہلال ممکن ہے اس پر تمام ماہرین فلکیات کا اتفاق ہے، اس کی خبر دینے والوں کی تعداد اتنی ہو جنہیں جھوٹ پر اتفاق کرنا ناقابل تصور ہو تو شہادت رد کر دی جائے گی۔

اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی ابھری رؤیت کا امکان نہ ہو تو اس وقت خبر مستفیض ثبوت رؤیت ہلال کے لئے ضروری ہوگی، دو گواہوں کی خبر رؤیت کے ثبوت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں غور کرنا چاہئے۔

محکمہ موسمیات سے مدد

محکمہ موسمیات سے اس حد تک مدد لی جا سکتی ہے کہ اگر جب محکمہ موسمیات مطلع صاف ہونا ظاہر کی طور پر فضا کثافت زدہ ہو تو اس وقت شہادت قبول کرنے میں کافی چھان بین اور تحقیق کرنی ہوگی، اس صورت میں ہمارے خیال میں دو گواہاں کی خبر پر رمضان کی رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جائے اور اگر محکمہ موسمیات کے اعتبار سے مطلع ابر آلود ہے تو اس وقت خبر واحد ثبوت رمضان کے لئے کافی سمجھا جائے اور اگر محکمہ موسمیات یا فلکیاتی تحقیق کے مطابق ہر کی رؤیت

ناممکن ہے، لیکن اس کے باوجود ناقابل انکار تعداد رؤیت ہلال کی اطلاع دے رہی ہو، یعنی گویا کہ خبر مستفیض ہو تو رؤیت ہلال کا فیصلہ کردیا جائے گا، لیکن دو گواہ بصری رؤیت کی خبر دیں تو کیا ان کی تکذیب کی جائے گی؟ اس کی بابت غور وفکر کی ضرورت ہے، کیونکہ معاملات میں دو شاہد سے اطمینان قلب ہو جاتا ہے، اور رؤیت میں بھی اصل یہی ہے کہ قاضی کا قلب مطمئن ہو جائے۔

واضح رہے کہ مذکورہ تفصیلات اس وقت ہے جب کہ اس روز ماہ قمری کی ۲۹ر تاریخ ہو۔

دائمی کثافت زدہ علاقے کا حکم

۵-الف-ب- ایسے علاقوں جہاں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہو، یا دائمی فضا کثافت زدہ رہتی ہے، ۲۹ر تاریخ کو بہت کم چاند نظر آتا ہے، اگر ۳۰ر دن پورے کرنے کا حکم دیا جائے تو دیگر ممالک اسلامیہ کے حساب سے چار سال میں ایک ماہ کا فرق واقع ہو جائے گا، تو کیا ایسے مقامات میں ماہر فلکیات کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے چاند کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے یا دوسرے پڑوسی ممالک کی رؤیت ہلال پر عمل کیا جائے؟ "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، فإن غم عليكم فعدوا الثلاثين" کا تقاضا یہی ہے کہ اگر ۲۹ر کو چاند نظر نہیں آیا تو تیس پورے کرو، احکام القرآن میں رقم فرماتے ہیں:

"هو أصل في اعتبار الشهر ثلاثين إلا أن يرى قبل ذلك الهلال، فإن كل شهر غم علينا، فعلينا أن نعده ثلاثين، هذا في سائر الشهر التي يتعلق بها الأحكام، وإنما يصير إلى أقل من ثلاثين برؤية الهلال" (احکام القرآن للجصاص ۱ر ۲۰۲)۔

اصل بات یہی ہے جیسا کہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"لأن الأصل في الشهر ثلاثون يوما، والنقصان عارض، فإذا لم يعلم،

عمل بالاصل" (بدائع الصنائع ۲/ ۸۳)۔

اختلاف مطالع کا بھی یہی تقاضا ہے، کیونکہ بقول زیلعی "لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم" (تبیین الحقائق ۱/ ۳۲۱)۔

مجلہ مجمع فقہ اسلامی میں جوار ملکوں کی رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کرنے کو ترجیح دی گئی ہے (مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی الدورۃ الثالثۃ العدد الثانی ۲/ ۹۹۶)۔

تاہم اس موضوع پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

ثبوت رؤیت ہلال کے شرعی اصول وضوابط

مولانا محمد ابوبکر قاسمی ☆

۱-الف- رؤیت ہلال کے سلسلہ میں حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، لہذا اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر روزہ فرض ہو جائے گا، لیکن شوافع کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، لہذا اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر روزہ فرض نہیں ہوگا اور بعض علماء کے نزدیک بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اور بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، پھر بلاد قریبہ اور بعیدہ کی تحدید کیا ہے تو اس سلسلہ میں بعض حضرات علماء کا خیال ہے کہ ایک ماہ کی مسافت سے کم پر جو شہر واقع ہو وہ بلاد قریبہ کے حکم میں ہے اور جو اس سے زیادہ دور ہوں بلاد بعیدہ کے حکم میں ہے اور بعض علماء نے بلاد قریبہ وبعیدہ کی تحدید مسافت سفر سے کی ہے اور دوسرے بعض علماء نے دو ملکوں کو آپس میں بلاد بعیدہ کے حکم میں داخل مانا ہے اور ایک ملک کو بلاد قریبہ کے حکم میں رکھا ہے اور کچھ علماء کا خیال ہے کہ بلاد قریبہ بعیدہ کی کوئی تحدید نہیں ہے مبتلی بہ جس شہر کو قریب تصور کرے وہ بلاد قریبہ میں داخل ہے اور جس کو وہ دور سمجھے وہ بلاد بعیدہ میں داخل سمجھا جائے گا، لیکن بے غبار بات یہ ہے کہ بلاد قریبہ وبعیدہ کی تحدید کے لئے کوئی حد فاصل قائم کرنا نہایت مشکل امر ہے ساتھ ہی جن لوگوں نے تحدید کا کوئی قول کیا ہے وہ دعویٰ بلا دلیل ہے، اسی لئے بعض علماء محققین نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیتے

☆ سابق نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ۔

Marfat.com

ہوئے اس کے معتبر قرار دینے کے قول کو مرجوح قرار دیا ہے اور ظاہر مذہب اور مفتی بہ قول کا بھی تقاضا یہی ہے کہ اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں ہے (فتح القدیر ۲؍۳۱۳)۔

اور بعض علماء و فقہاء کے کلام سے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا معتبر ہونا اجماعی مسئلہ ہونا معلوم ہوتا ہے وہ کلام مؤول ہے (ملاحظہ ہو فتح الملہم ۳؍۱۱۳، احسن الفتاوی ۴؍۴۵۹)۔

اب یہاں ایک بات غور طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ مفتی بہ قول کے مطابق جو اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے تو کیا یہ صوم کے ساتھ خاص ہے یا حج و قربانی وغیرہ دوسری مثالیں بھی شامل ہیں؟ علامہ ابن عابدین شامی کے بقول صرف صوم کے ساتھ مخصوص ہے۔

لیکن حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے عدم اعتبار کو تمام ابواب کے لئے عام قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو احسن الفتاوی ۴؍۴۵۹، امداد الفتاوی ۲؍۱۰۶)۔

ب- بعض اکابر اہل علم حضرات علماء نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا معتبر تسلیم کیا ہے ان کے نزدیک بلاد قریبہ و بعیدہ کی تحدید میں مختلف اقوال ہیں جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے لیکن یاد رہے کہ بلاد قریبہ و بعیدہ کی تحدید نہایت مشکل امر ہے (امداد الفتاوی، فتح الملہم ۳؍۱۱۳)۔

ج- چونکہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال کا مطلع ایک ہی ہے لیکن یاد رہے کہ رویت ہلال کی خبر موجب عمل اور حجت ملزمہ قرار دیا جانا ضروری ہے کہ وہ قاضی یا حاکم کے فیصلے سے ہو کر ہو تب جا کر دوسروں کے لئے حجت ملزمہ اور واجب العمل ہوتی ہے، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ کسی قاضی کے یا حاکم کے فیصلے کی خبر اس کے حدود ولایت ہی میں موجب عمل قرار دی جاتی ہے، دوسری جگہوں پر اس سے موجب عمل، بلکہ مجوز عمل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں بھی قاضی کا یہ فیصلہ یا رویت ہلال کی خبر شرعی اصولوں کے مطابق شہادت علی الرویت یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القضاء یا استفاضہ خبر

Marfat.com

کے ذریعہ پہونچے، پھر وہاں کا حاکم یا قاضی اس کوسن کر رؤیت ہلال کا فیصلہ کر کے اعلان کردے تو دوسری جگہوں پر وہ خبر موجب عمل ہوگی، بغیر ان شرعی طریقوں کے دوسری جگہوں پر نری خبر کا پہنچ جانا وہاں کے لوگوں کے لئے نہ ہی موجب عمل ہے اور نہ ہی مجوز عمل: ''اعلم أن الهلال بالشهادة على الرؤية أو الشهادة على الشهادة أو الشهادة على القضاء أو استفاضة الخبر من جهات شتى اهـ'' (معارف السنن ۵/ ۳۴۳)۔

علامہ ابن رشد مالکی علیہ الرحمہ کے اس کلام سے جو بعض حضرات علماء نے یہ سمجھا ہے کہ ''بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا معتبر ہونا اجماعی مسئلہ ہے (کما قال العلامۃ محمد یوسف البنوری فی أحسن الفتاوی ۴/ ۴۰۴)۔

احقر کے خیال میں علامہ ابن رشد کے مذکورہ کلام سے یہ مطلب کشید کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کلام کا بے غبار مطلب یہ ہے کہ کسی حاکم وامام کا رؤیت ہلال کا فیصلہ اس کے حدود ولایت سے خارج بلاد بعیدہ میں حجت نہیں ہے، بلکہ وہاں اس کے حجت ہونے کے لئے ضروری ہے، کہ وہ فیصلہ بلاد بعیدہ میں شرعی گواہوں کے ذریعہ پہنچے، چنانچہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''فتح الباری'' میں علامہ ابن رشد مالکی کے قول ہی کے مثل حافظ ابن عبد البر کا قول نقل کیا ہے اور پھر علامہ قرطبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کسی جگہ رؤیت ہلال کا قطعی ثبوت ہو جائے پھر اس کو دوسری جگہوں تک شرعی گواہوں کے ذریعہ پہنچایا جائے تو دوسری جگہ کے لوگوں پر روزہ رکھنا ضروری ہوگا، علامہ ابن حجر کے حافظ ابن عبد البر کے قول کے بعد علامہ قرطبی کے قول کے نقل کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن عبد البر مالکی یا ابن رشد مالکی کے قول سے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کو اجماعی مسئلہ سمجھنا صحیح نہیں ہے، بلکہ حضرات مالکیہ کا مشہور مذہب خود حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے یہی نقل کیا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک مطلقاً اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے: ''إذا رأى ببلدة لزم أهل البلاد كلها وهو المشهور عند المالكية لكن حكى ابن عبد

Marfat.com

البر الإجماع على خلافه، وقال: أجمعوا على أنه لا تراعى الرؤية فيما بعد من البلاد كخراسان والأندلس. قال القرطبي: قد قال شيوخنا: إذا كانت رؤية الهلال ظاهرة قاطعة بموضع ثم نقل غيرهم بشهادة اثنين لزمهم الصوم" (فتح الباری ۴/ ۱۲۷)۔

اور علامہ شوکانی نے تو حافظ ابن عبد البر کے اجماع کے دعویٰ ہی کو باطل قرار دیا ہے (نیل الاوطار ۴/ ۱۹۵)۔

اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم شرح مسلم میں حضرت علامہ ابن رشد اور ابن عبد البر علیہ الرحمہ کے قول کی ایک دوسری توجیہ کی ہے، لیکن احقر کے خیال میں وہ تکلف سے خالی نہیں ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الملہم ۳/ ۱۱۳) اور "بدائع الصنائع" کی جس عبارت سے اختلاف مطالع کا معتبر ہونا معلوم ہوتا ہے اس کی عمدہ توجیہ مفتی رشید احمد صاحب نے "احسن الفتاویٰ" (۴/ ۴۵۹) میں کردی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ بلاد قریبہ اور کسی حاکم کے حدود ولایت میں تو اس حاکم کا فیصلہ حجت ملزمہ ہوگا، وہاں کسی علیحدہ حجت کی ضرورت نہیں ہے، البتہ حدود ولایت سے باہر بلاد بعیدہ میں حاکم کا فیصلہ حجت ملزمہ نہیں ہوگا، بلکہ اس کے حجت ملزمہ ہونے کے لئے مستقل حجت (شہادت علی الشہادۃ یا شہادت علی القضاء یا استفاضۂ خبر) ضروری ہے (بدائع ۲/ ۸۳)۔

یاد رہے کہ "بدائع" کی مذکورہ عبارت کے آخری جملہ میں جو بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر قرار دیا گیا ہے، وہ رؤیت ہلال کے ظاہری مشاہدے کے اعتبار سے ہے، حکم شرعی کے اعتبار سے نہیں، کیونکہ ہلال رمضان میں حکم شرعی اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ بلاد قریبہ و بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل اوپر گذری (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۵۹، امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۰۵، ۲/ ۱۰۹)۔

Marfat.com

د- ہندوستان وغیرہ ممالک کے کسی خطہ میں اگر رؤیت ہلال کے ثبوت ہو جانے کی وجہ سے رؤیت کا اعلان و فیصلہ کردیا گیا تو جس خطہ میں یہ اعلان ہوا ہے اس خطہ میں قاضی یا حاکم کے حدود ولایت تک وہ اعلان موجب عمل ہے لیکن حدود ولایت سے باہر دوسرے خطوں میں وہ اعلان موجب عمل نہیں ہے، اور نہ دوسرے خطے کے قاضی کے لئے اس اعلان کی بنیاد پر رؤیت کا اعلان کرنا جائز ہے، جب تک کہ اس کے نزدیک طریق موجب سے رؤیت کا ثبوت نہ ہو جائے اور وہ طریق موجب جن سے باہر سے آنے والی رؤیت ہلال کی خبر کو معتبر تسلیم کیا جاتا ہے، چار ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) شہادۃ بالرؤیہ، (۲) شہادۃ علی الشہادۃ بالرؤیہ (۳) شہادۃ علی الحاکم والقاضی (۴) استفاضۃ خبر من جہات شتی۔ (کما فی امداد الفتاوی ۲/ ۹۹، ۱۱۱، معارف السنن ۵/ ۳۳۵)۔

اس لئے ہندوستان وغیرہ ممالک کے جن خطوں میں چاند نہ دیکھا گیا ہو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ دوسری جگہوں سے آنے والی رؤیت کی خبروں پر عمل کرنے کے بجائے اپنے علاقے کے ہلال کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

ھ- اگر اس جگہ چاند کی رؤیت نہ ہو اور دوسری جگہوں سے رؤیت کی خبر بذریعہ فون، یا فیکس، یا ٹیلی گرام یا ریڈیو سے خبر آئے تو اس پر عمل جائز نہیں ہے، ہاں اگر یہ خبر اتنی جگہوں سے پہنچے جو استفاضہ کا درجہ اختیار کرلے اور قاضی کو یا ہلال کمیٹی کے ارکان علماء کو اس خبر کے صحیح ہونے پر یقین یا ظن غالب ہو جائے تو اس پر عمل درست ہے (رسائل ابن عابدین ۱/ ۲۵۲)۔

لیکن یاد رہے کہ آلات جدیدہ کے ذریعہ کسی خبر کے درجۂ استفاضہ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے، کہ ان کے ذریعہ کسی ملک یا کسی شہر کے اتنے حصوں سے آجائے کہ سننے والوں کو خبر دینے والوں کی پوری شناخت ہو جائے اور وہ یہ بیان کردیں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے یا یہ کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کے سامنے شہادت پیش ہوئی، اس نے شہادت کا اعتبار کر کے چاند ہونے کا فیصلہ کردیا ہے، محض ایسی مبہم خبر کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا ہے،

Marfat.com

استفاضۂ خبر کے لئے کافی نہیں ہے، نیز ٹیلی گرام اور وائرلیس سے آئی ہوئی خبروں میں پیغام دینے والوں کی شناخت نہیں ہو سکتی، اس لئے محض ایسی خبروں سے ہلال ثابت نہیں ہو سکتا، البتہ ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، ریڈیو پر آواز کی شناخت ہو جاتی ہے، اس لئے اگر ان آلات کی خبروں سے کوئی خبر مستفیض (مشہور) ہو جائے تو اس پر عمل کرنا شرعاً درست ہے، واللہ اعلم (رؤیت ہلال مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، ص ۵۰-۵۱)

الف-۲- اسلامی شریعت کی بنیاد یسر و سہولت پر رکھی گئی ہے اور وہ شہروں، دیہاتوں، جنگلوں، پہاڑوں، اور جزیروں میں بسنے والوں اور سمندروں سے گزرنے والوں، خواندہ، ناخواندہ سب افراد کے لئے یکساں ہیں، اس لئے شریعت کے جتنے بھی احکام ہیں ان کی بنیاد یسر و سہولت پر قائم ہونے کے باعث شریعت نے ان کے ثبوت کے قواعد بھی آسان رکھے ہیں، مثلاً رؤیت ہلال ایک شرعی مسئلہ ہے اس کے ثبوت کے لئے مذہب اسلام نے جو قواعد بیان کئے ہیں وہ اس قدر آسان ہیں کہ جنگل یا شہر، خواہ وہ پڑھے ہوں یا ان پڑھ، حساب جانتے ہوں یا حساب سے ناواقف ہوں سب اس کے مطابق عمل کر کے یہ جان سکتے ہیں کہ آج چاند ہوا ہے یا نہیں، اس کے برعکس فلکی حساب کا حال یہ ہے کہ اس کے جاننے والے بہت کم ہیں، نیز خود ان کے درمیان اختلاف ہوتا رہتا ہے، اس لئے مذہب اسلام نے ... ہلال کا ثبوت رؤیت پر رکھا ہے اور اس کو فلکی حساب پر موقوف نہیں رکھا، لہذا اگر کوئی شخص رؤیت ہلال کے احکام جاننے کی غرض سے فلکی حساب ... اس کے لئے گنجائش ہے ... علاوہ ازیں رؤیت ہلال کے ... نہیں ہے، جب چاند کی رؤیت مشاہدہ کی آنکھوں سے دیکھنے کا ... مدار ہوتا تو ہم ... فلکیات کی طرف رجوع کیا جاتا ... صورت میں ... فلکیات سے مدد لینا لا حاصل ہے اور نہ اس کی بنیاد پر چاند کی

شہادت کو قبول کرنا یا رد کرنا جائز ہے (کما حققہ المفتی محمد شفیع فی کتاب رؤیۃ الہلال ر ۱۳)۔

ب- چاند کی رؤیت کے لئے محکمۂ موسمیات سے بھی مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق اس سے نہیں ہے، بلکہ چاند کا دیکھنا تو عبادت کا ذریعہ ہونے کے سبب خود عبادت ہے، اسی لئے مذہب اسلام میں چاند کے دیکھنے کا حکم حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے، اگر چاند نظر آجائے یا اس کے نظر آنے کا کوئی شرعی ثبوت فراہم ہو جائے تو بہتر، ورنہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ مہینہ کو ۳۰ ر دن پر ختم کر کے پہلی تاریخ کا آغاز کر دیا جائے، چنانچہ ترمذی شریف کی ایک صحیح حدیث میں فرمان نبوی ہے: "صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته، فإن غم علیکم فعدوا ثلاثین، ثم أفطروا، اھ" (ترمذی شریف باب ماجاء لا تتقدموا الشهر بصوم) اس حدیث نبوی اور اس کے مثل دیگر فرمان نبوی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو چاند کی رؤیت کے امکان، یا مطلع کے گرد آلود ہونے یا صاف ہونے کے جاننے کے لئے محکمۂ موسمیات سے مدد لینے کا محتاج نہیں بنایا ہے، اب اگر کوئی اس سے مدد لیتا ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک عبادت کے معاملہ میں دوسرے انسان کی کورانہ تقلید میں مبتلا ہے، جس سے اس کے مذہب نے اس کو محفوظ رکھا ہے (مزید احسن الفتاوی وغیرہ میں ملاحظہ)، "وهل یرجع إلی قول أهل الخبرة العدول ممن یعرف علم التجوید الصحیح أنه لا یقبل کذا فی السراج الوهاج" (عالمگیری ار ۱۹۷)۔

د- ۲۹ ر شعبان کو مطلع کے ابر آلود ہونے کے سبب قاضی نے ایک شخص کی شہادت کی بنا پر اگلے دن رمضان ہونے کا اعلان کر دیا، اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہو چکی اور اس تاریخ کو موسم بھی صاف تھا، نیز لوگوں نے عید کے چاند کو دیکھنے کی بہت کوشش کی، مگر اس کے باوجود چاند نظر نہ آیا تو اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ جس شخص واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اسے مغالطہ ہوا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی تیس تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا

Marfat.com

جائے گا (شامی ۲؍ ۱۰۳)۔

الف-۳- رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے جب کہ مطلع صاف ہو، بعض فقہاء کی تصریحات کے مطابق دو عادل گواہوں کی شہادت کافی ہے، نیز رمضان کے ثبوت کے لئے خارج بلد یا مکان مرتفع سے آنے والے ایک عادل کی خبر بھی معتبر ہے، ہاں عیدین کے ثبوت کے لئے ایک عادل کی خبر کا اعتبار نہیں ہے، مگر دور حاضر میں جو عام بے احتیاطی اور بے راہ روی پائی جاتی ہے اس کے سبب مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعیدین کے چاند میں دو عادل گواہوں کی شہادت پر اور رمضان کے چاند میں ایک عادل کی خبر رؤیت ہلال پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، نیز علامہ شامی نے مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں دو عادل گواہوں کی شہادت کے قبول کرنے کی علت "تکاسل الناس عن رویة الھلال" بیان کی ہے اور موجودہ دور میں چاند کی رؤیت میں تکاسل نہیں پایا جاتا ہے، لہٰذا اگر مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعیدین دونوں کے ثبوت کے لئے جم غفیر کی رؤیت ضروری ہے ([illegible] ۲؍ ۱۰[illegible])۔

ب- ہلال رمضان کی خبر دیانت کے قبیل سے ہے، اس لئے مطلع کے نا صاف ہونے کی صورت میں ایک عادل شخص کی خبر سے بھی ہلال رمضان کا ثبوت ہو جاتا ہے، نیز مطلع کے ابر آلود ہونے کے وقت ہلال رمضان کی خبر کے مقبول ہونے کے لئے نہ لفظ شہادت شرط ہے اور نہ دعویٰ ضروری ہے اور نہ قاضی کے فیصلہ کی شرط ہے اور نہ ہی مجلس قضا ضروری ہے، البتہ ہلال عیدین کی خبر معاملات کے قبیل سے ہے، اس لئے اس کے لئے عدالت شرط ہے، نیز نصاب شہادت ہے اسی طرح گواہوں کا آزاد ہونا، محدود فی القذف نہ ہونا، لفظ شہادت نیز مجلس قضا [illegible] ہے (دیکھئے: رسائل ابن عابدین [illegible] ۲۴۳)۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ مطلع کے صاف نہ ہونے کی صورت میں ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے شہادت ضروری نہیں ہے، بلکہ ایک عادل کی خبر بھی معتبر ہے [illegible]

Marfat.com

علاوہ دیگر مہینوں کے چاند کے ثبوت کے لئے شہادت کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، مثلاً گواہ کا مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، بینا ہونا، شاہد کا عادل ہونا، لفظ شہادت، مجلس قضاء، نیز جس واقعہ کی وہ گواہی دے رہا ہے اس کو اس نے بچشم خود دیکھا ہو، واللہ اعلم (مستفاد از رویت ہلال مفتی محمد شفیع)۔

ج- چاند دیکھنے والوں کے لئے فوری طور پر شہادت ضروری ہے، خواہ آزاد شخص ہو یا غلام ہو، مرد ہو یا عورت ہو، یہاں تک کہ اگر پردہ نشیں باندی ہو تو اس کے لئے بھی بغیر آقا کی اجازت کے گھر سے نکل کر حاکم یا قاضی یا اس کے قائم مقام کے پاس پہنچ کر شہادت دینا ضروری ہے، اسی طرح اگر کسی فاسق آدمی نے چاند دیکھا ہو تو اس پر بھی ضروری ہے کہ وہ قاضی کے پاس پہنچ کر چاند کی شہادت دیدے، اور اگر کوئی شخص شہر کے اطراف کا رہنے والا ہو تو اس پر ضروری ہے کہ وہ اپنی بستی کی مسجد میں پہنچ کر چاند دیکھنے کی شہادت دیدے اور اگر وہاں کوئی حاکم نہ ہو تو وہاں کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اس خبر کو سن کر روزہ رکھنا شروع کردیں جب کہ یہ خبر دینے والا عادل ہو (دیکھئے: فتاوی عالمگیری ۱؍۱۹)۔

اور اگر چاند دیکھنے والا فوری طور پر شہادت نہیں دیتا ہے بلکہ دو چار گھنٹے کی تاخیر کرتا ہے یا رات کو شہادت دینے کے بجائے کسی وجہ سے صبح کو شہادت نہیں دیتا ہے، تو اگر وہ عادل ہے تو اس کی گواہی کو قبول کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اگر ایک دن یا اس سے زیادہ کی تاخیر کر کے شہادت دیتا ہے تو اس کی شہادت رد کردی جائے گی، کیونکہ اس کی شہادت کو قبول کرنے کا مطلب لوگوں میں انتشار کو پھیلانا ہے، جو شرعاً ممنوع ہے، ارشاد باری ہے: "الفتنة أشد من القتل" (القرآن آیت ۱۹۱) واللہ اعلم۔

۲- الف- صوبۂ بہار اڑیسہ یا ملک ہندوستان وغیرہ کے جن صوبوں میں نظام قضاء موجود ہے اگر وہاں کے قاضی نے چاند ہونے کے ثبوت فراہم ہونے کے بعد اعلان کردیا تو اس کے حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس اعلان پر عمل کریں اور اگر کہیں دار القضاء کا

Marfat.com

[illegible]

[illegible] لسلطان مقبول عدلا كان [illegible]

الإحلاطي [illegible]

[illegible]

ہے اور نہ ہی ممکن ہے، بلکہ شہادت تو دراصل قاضی کے پاس پہنچتی ہے، پھر وہ شہادت وغیرہ کی سماعت کر کے ثبوت ہلال کا فیصلہ واعلان بذریعہ خبر واحد یا ضرب طبول، یا آلات جدیدہ ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ کرتا ہے اور یہی چیز عوام وخواص کے لئے ثبوت ہلال کی دلیل بن کر موجب عمل ہوتی ہے، اب کسی بھی قاضی کے فیصلہ کی خبر دوسرے قاضی کے لئے اسی وقت موجب عمل ہوگا جب وہ شہادت علی القضاء کی شرائط کے مطابق پہنچے، یا دوسرے طریق موجب سے پہنچے، بغیر اس کے وہ فیصلہ اس دوسرے قاضی کے حق میں موجب عمل یا مجوز عمل نہیں ہوگا (الدر المختار مع رد المحتار ۲/ ۱۰۵)۔

ہاں جب دوسرے قاضی کے پاس رؤیت ہلال کی خبر یا ایک قاضی کے فیصلے کی خبر طریق موجب کے ذریعہ پہنچے گی اور اس پر عمل کرنا واجب اور اس کے خلاف کرنا معصیت ہوگا، البتہ اگر کسی قاضی وغیرہ کے اجتہاد میں وہ طریق موجب نہ ہو تو وہ معذور ہے اور رمضان کے ثبوت کے لئے جس طرح ایک عادل شخص کی رؤیت کی خبر معتبر ہے، اسی طرح اس رؤیت ہلال رمضان کی شہادت پر ایک عادل شخص کی شہادت بھی معتبر ہے (دیکھئے: فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۹۷)۔

اور جہاں حاکم نہ ہو، وہاں فطر میں عدد تو ضروری ہے، لیکن لفظ شہادت ضروری نہیں ہے، لیکن صاحب صاحب بحر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم حاکم کی عدم موجودگی میں شہادت ممکنہ کا اعتبار ضروری ہے (بحر ۱/ ۳۶۷)۔

مذکورہ تفصیل سے بات واضح ہوگئی کہ اگر مسلم حاکم کسی ملک میں موجود نہ ہو، جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں تو ہلال فطر کے اثبات کے لئے کل شرائط شہادت کا سقوط نہ ہوگا، بلکہ شرائط ممکنہ کا اعتبار ضروری ہے، چنانچہ خود درمختار کی عبارت میں عدد کا لزوم مصرح ہے حالانکہ عدد بھی شروط شہادت میں سے ہے (مستفاد از احسن الفتاوی ۴/ ۴۵۵)۔

مذکورہ تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ ہندوستان اور اس جیسے دیگر ممالک میں اگر ایک

Marfat.com

صوبہ کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کیا تو جس صوبہ میں یہ اعلان ہوا یا جس قاضی کے حدود قضاء میں یہ اعلان ہوا وہاں کے مسلمانوں کے لئے تو یہ اعلان موجب عمل ہوگا، لیکن دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کے لئے یہ اعلان اس وقت موجب عمل ہوگا جبکہ وہاں کے قاضی تک یہ اعلان شرعی اصول کے مطابق شہادت علی القضاء یا شہادت علی الشہادۃ یا استفاضۂ خبر کے ذریعہ سے پہنچے ورنہ اس اعلان کی حیثیت دوسرے علاقے کے مسلمانوں کے حق میں محض ایک خبر اور افواہ کی ہوگی اور اس کا درجہ دوسرے علاقہ والوں کے حق میں اعلان سلطان کا نہ ہوگا، ہاں جب تمام صوبے کے مسلمان کسی ایک باثر شخصیت پر اعتماد کرلیں اور ان کو اپنے دینی معاملات کی انجام دہی کے لئے اپنا حکمراں تسلیم کرلیں تو پھر اس کا اعلان ان تمام صوبے کے لوگوں کے حق میں اعلان سلطان کا حکم رکھے گا (دیکھئے: احسن الفتاوی ۴؍۴۵۸)۔

۷- معاملات دینیہ میں خبر کے معتبر ہونے کے لئے مخبر کا مسلمان ہونا اور عادل ہونا ضروری ہے جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے (ملاحظہ ہو: احسن الفتاوی ۴؍۴۰۸)، اس اصول کا تقاضا ہے کہ ریڈیو کے ذریعہ رؤیت ہلال کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان و عادل ہونا ضروری ہے، چنانچہ "جمعیۃ علماء ہند" کی طرف سے ہندوستان کے مستند علماء کا جو فیصلہ وفتوی حضرت مولانا محمد میاں صاحب نے مرتب کرکے شائع کیا ہے، اس کا متن یہ ہے: "ریڈیو کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے، یہ اعلان اگر رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے یا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ بھی باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رؤیت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا معتمد عمومی اور نمائندہ متعلقہ کمیٹی یا قاضی یا امیر [illegible] اعلان [illegible] رؤیت ہلال کا فیصلہ [illegible]" (رؤیت ہلال [illegible] ص ۱۹۲)۔

لیکن احقر کا خیال یہ ہے ریڈیو کے اعلان کو بہت سے ماہرین فقہ وفتاوی نے منادی سلطان کی خبر کا درجہ دیا ہے اور منادی سلطان کے سلسلہ میں "فتاوی عالمگیری" وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس کی خبر مقبول ہے، خواہ وہ عادل ہو یا فاسق ہو "خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان أو فاسقا كذا فی جواهر الاخلاطی" (فتاوی عالمگیری ۵/ ۳۰۹)، اس عبارت میں جہاں فاسق منادی سلطان کی خبر کی مقبول قرار دیا گیا ہے وہیں اس کے مسلمان ہونے کی کوئی تصریح نہیں کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ رؤیت ہلال کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، نیز اس سلسلہ میں ذیل کا جزئیہ ملاحظہ ہو:

"ولا يقبل قول الكافر فی الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر المعاملات يتضمن قبوله فی الديانات، فحينئذ تدخل الديانات فی ضمن المعاملات، فيقبل قوله فيها ضرورية، هكذا فی التبيين" (فتاوی عالمگیری ۵/ ۳۰۸)۔

مذکورہ تصریحات فقہاء کی روشنی میں احقر کا ناقص خیال یہ ہے کہ ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضرور نہیں ہے، بلکہ کوئی بھی شخص اعلان کرے اگر تجربات سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شخص قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح نسبت کرتا ہے تو اس کے اعلان پر اعتماد کرنے کی گنجائش ہے

مگر یاد رہے کہ ریڈیو کے اس اعلان کی حیثیت منادی سلطان کی اسی قاضی کے حدود دقضاء میں ہوگی جہاں سے وہ اعلان نشر ہورہا ہے دوسری جگہ نہیں۔

۵-الف- جن ملکوں یا صوبوں میں مطلع ہمیشہ ابر آلود رہتا ہے یا بالعموم ایسا ہوتا رہتا ہے تو ایسے ممالک کے لئے شرعاً حکم یہ ہے کہ جہاں ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو کے اعلان پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ضوابط شرعیہ کے مطابق رؤیت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے، خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی

Marfat.com

دوسرے علاقے کے کسی معتبر عالم سے بذریعہ ٹیلی فون معلوم کرکے اس کے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ اس عالم کی آواز کی پہچان ہو جائے یا کسی دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹیلی فون پر وہی بول رہا ہے یاد رہے کہ اکثر ائمہ کے نزدیک بلاد بعیدہ میں بھی اختلاف مطالع غیر معتبر ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ چنانچہ اس مفتی بہ قول کے مطابق اہل مغرب کی رویت کی رویت سے اہل مشرق پر روزہ فرض ہو جاتا ہے (فتاوی عالمگیری ۱ر۱۹۹)۔

فقہاء کرام کے اس مفتی بہ قول کا تقاضا یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں اس پر عمل کیا جائے اور ضرورت کے پیش نظر بلاد بعیدہ میں فرق کے قائلین کو بھی وسعت سے کام لینا چاہئے اور ہلال عیدین سے متعلق اگر خبر مستفیض موصول ہو جائے یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القضاء یا رویت کی شہادت حاصل ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے ورنہ تکمیل شعبان لازم ہے۔

ب۔ دور دراز شہروں کے ثبوت کے لئے دیگر مواصلات سے رویت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے جب کہ وہ اعلان وہاں تک خبر مستفیض کے ساتھ پہنچے یا شہادت علی قضاء القاضی یا شہادت علی الشہادۃ او الشہادۃ علی القضاء او استفاضۃ الخبر من جہات شتی (رد المحتار ۲ر۳۳۲)۔

ج۔ ثبوت رویت ہلال کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد نہیں ہے۔

د۔ ہلال رمضان کا مسئلہ چونکہ دیانات کے قبیل سے ہے اس لئے اس کے ثبوت کے لئے قضاء قاضی کا متحقق ہونا ہے اور اس میں رویت عامہ نہ ہونے کی صورت میں شہادت کی ضرورت پڑتی ہے (شامی ۲ر۱۰۲) ہلال رمضان اور ہلال عید کے اسی فرق کی وجہ سے ایک دو شہروں یا چند شہروں میں ہلال رمضان کے اعلان کی صورت میں دوسرے شہروں میں ہلال رمضان کے ثبوت کا اعلان کیا جاسکتا ہے مگر ہلال عید میں یہ بات نہیں ہے جب تک کہ ہلال عید

Marfat.com

کے اعلان کی اطلاع دیگر صوبوں کے قاضی کو شہادت شرعی کے اصول کے مطابق شہادت علی القضاء، یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی الرویۃ کے ذریعہ نہ ہو جائے، ہاں اگر وہ اعلان خبر مستفیض کا درجہ اختیار کر لے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کم از کم چھ آدمی کی خبر یا چھ جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن یا چھ جگہوں کے ٹیلی فون سے ہلال عید کے اعلان کا ثبوت فراہم ہو جائے تو اس دوسرے صوبہ کے قاضی کے لئے بھی ہلال عید الفطر کا اعلان اپنے حدود قضاء میں کر دینا واجب ہے۔

Marfat.com

رؤیت ہلال موجودہ تناظر میں

مولانا محمد عزیر اختر القاسمی

ا-الف

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ سورج و چاند کبھی غائب نہیں ہوتے، بلکہ ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے یہ سورج کسی جگہ بوقت صبح مشرق سے نمودار ہوتا ہے اور دوسرے مقام پر یہی سورج نصف النہار کو واضح کرتا ہے اور تیسری جگہ یہی سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے بعینہ چاند کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ یہ کسی مقام پر ہلالی شکل مغرب کے افق پر ہلکی و کمزور روشنی کے ساتھ نظر آتا ہے تو ٹھیک اسی ساعت میں دوسری جگہ ڈوبتی ہوئی شکل میں چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے اور کسی تیسری جگہ بالکل نظروں سے غائب ہوتا ہے۔ اس واضح حقیقت کے ماننے میں کسی کا نہ کوئی اختلاف ہے اور نہ کوئی اعتراض، مگر چونکہ ہلال کے ثبوت و عدم ثبوت پر بہت سے شرعی احکام کی بناء ہے۔ اس لئے اس کے معتبر ہونے نہ ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوگیا ہے یعنی اگر مشرقی دنیا کے افق پر ثبوت رؤیت ہلال ہوجائے تو کیا اسی ثبوت پر مغرب کے باشندے ابتداء ماہ و ماہ کر اس کے اندر کی جانے والی خاص عبادتیں، مثلاً روزہ وغیرہ رمضان شروع کردیں یا نہ کریں۔

تو ایک قول یہ ہے کہ اگر مشرقی افق پر ثبوت رؤیت ہلال ہوجائے تو مغرب والوں پر اس کا ماننا مطلقاً لازم ہوجائے گا، خواہ ان دونوں شہروں کے درمیان مسافت بعیدہ ہو یا نہ ہو، یعنی

Marfat.com

دنیا کے کسی گوشہ میں ثبوت رؤیت ہو جائے تو دوسرے تمام مقامات کے باشندوں پر اس کا ماننا لازم وضروری ہوگا اور اسی کے مطابق رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ جیسی پاکیزہ و متبرک عبادتیں متعینہ دنوں میں ادا کرنی لازم ہوگی اگرچہ ان کے یہاں اختلاف مطالع کی بناء پر ثبوت رؤیت نہ ہوا ہو، نہ یہ ممکن ہے، کیونکہ جس وقت مشرق میں مثلاً رؤیت ہلال ہوا اس وقت مغرب میں ٹھیک نصف النہار تھا یا صبح ہو رہی تھی اور افق مشرق پر سورج نمودار ہو رہا تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مطلق اختلاف مطالع معتبر ہوگا۔ خواہ دو شہروں کے درمیان تفاوت بعیدہ ہو یا نہ ہو، یعنی اگر کسی شہر میں رؤیت ہلال ثابت ہو جائے تو دوسرے شہر والوں کے لئے کہ جہاں ثبوت رؤیت نہ ہوا ہے سابقہ شہر کی رؤیت لازم نہ ہوگی اور نہ یہ لازم ہوگا کہ اول شہر میں ثبوت رؤیت ہلال کی وجہ رمضان کا آغاز ہو چکا ہے تو دوسرے شہر والے کے لئے اسی ثبوت کو مان کر روزہ رکھنا لازم نہ ہوگا۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر دو شہروں کے درمیان تفاوت بعیدہ ہے تو اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور اگر تفاوت بعید نہیں ہے تو اختلاف مطالع معتبر نہ ہوگا، یعنی اگر ایک شہر میں ثبوت رؤیت ہلال ہو جائے تو ایسے دوسرے شہر کہ جن کے درمیان تفاوت بعیدہ ہیں ثبوت رؤیت لازم نہ ہوگا کہ ایک شہر اس کا اعتبار کر کے اپنے یہاں بھی مثلاً روزہ و عیدین وغیرہ ادا کریں، بلکہ وہ اپنے یہاں ثبوت رؤیت کا انتظار کریں اور اگر تفاوت بعیدہ نہ ہو تو سابقہ شہر کی رؤیت کا اعتبار کر کے دوسرے شہر والے بھی کسی بھی مہینہ کا آغاز مان کر اس کے اندر کی جانے والی خاص عبادتیں سابقہ شہر کے مطابق ادا کریں۔

فقہاء کرام کے درمیان یہ اختلاف کوئی نیا نہیں ہے، بلکہ بہت پہلے سے ہوتا ہوا آرہا ہے، چنانچہ فقہ کی تمام متون وشروح میں اس کا پتہ ملتا ہے چنانچہ "کنز الدقائق" میں عبد اللہ ابن احمد نسفی نے فرمایا: "لا عبرة لاختلاف المطالع" (ص ۶۷)، اختلاف مطالع کا کوئی

Marfat.com

اعتبار نہیں ہے۔ اور اسی سے حاشیہ میں مولانا محمد احسن نانوتوی نے بحوالہ عینی تحریر فرمایا ہے کہ جب ایک شہر والے ہلال دیکھیں تو دوسرے شہر والوں پر بھی رؤیت لازم ہوگی خواہ دونوں شہروں کے درمیان تفاوت بعید ہو یا نہ ہو، عبارت ملاحظہ ہو

"قوله لا عبرة الخ اذا رأى الهلال اهل بلدة يلزم ذالك اهل بلدة اخرى فى ظاهر الرواية مطلقا سواء كان بين البلدتين تفاوت اولا وعليه الفتوى"

دوسرا قول علامہ عینی کے حوالے سے مولانا محمد احسن صاحب نے یہ نقل کیا ہے کہ ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر والوں پر لازم نہ ہوگا اور یہی اشبہ ہے "وقال بعضهم لا يلزم ذالك وهو الأشبه" (حاشیہ ۵ ص ۲) اور علامہ شامی نے "رد المحتار" میں لکھا ہے کہ علامہ عینی شارح کنز اور صاحب "تجرید" کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک یہی قول ہے (۲، ۴۳۲)۔

"تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں علامہ زیلعی نے اپنی رائے کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم ان کے وقت کے مخاطب ہوا کرتے ہیں اور یہ بات ہے کہ اختلاف مطالع سے ہر جگہ نماز کے اوقات بدل جاتے ہیں جیسا کہ اوقات نماز میں مطالع کے اختلاف سے فرق ہوتا ہے۔ عبارت ان کی یہ ہے (اختلاف امصار کے تحت ہیں): "الأشبه أن يعتبر لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف المطالع كما فى دخول وقت الصلوة وخروجه يختلف باختلاف الأقطار" فتاوی خانیہ بر حاشیہ ہندیہ میں ان قول وقال بعضهم سے زیادہ بیان کیا ہے کہ اعتبار اختلاف مطالع معتبر ہو (ج ۱ ص ۱۹۸)۔

اور تیسرے قول کو علامہ نووی شارح صحیح مسلم نے حضرت کریب اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے درمیان جو ہلال رمضان کے ثبوت رؤیت کی متعلق پیش آیا اس کے ذیل میں تحریر فرمایا: "إنما رده، لأن الرؤية لا يثبت حكمها في حق البعيد" یعنی حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کریبؒ کی بات کہ ہم لوگوں نے اور امیر معاویہ نے جمعہ کو چاند دیکھا ہے اور شنبہ سے روزہ ہیں اور آپ لوگوں نے شنبہ کو چاند دیکھکر یکشنبہ سے روزہ ہیں رد فرمادیا، کیونکہ رؤیت کا حکم دوسرے شہر میں تفاوت بعیدہ کی بناء پر معتبر نہیں ہوتا ہے اور صاحب "مستخلص الحقائق" نے اس کی مزید وضاحت فرمائی کہ اختلاف مطالع کا اعتبار اس وقت نہ کیا جائے گا، جبکہ دوشہروں کے درمیان تفاوت بعیدہ نہ ہو اور اگر دوشہروں کے درمیان تفاوت مزید ہوں تو اختلاف مطالع معتبر ہوگا، یعنی جب ان دونوں شہر میں سے کسی ایک میں ثبوت رؤیت ہو جائے تو دوسرے شہر والوں پر سابقہ رؤیت لازم نہ ہوگی اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوگا۔ شیخ ابوالحسن القدوری اور شیخ المشائخ علامہ برہان الدین اور علامہ ابن ہمامؒ صاحب "فتح القدیر" کی متفقہ یہی رائے ہے، حضرت مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی نے یوں فرمایا کہ ایسے دوشہر جن کے درمیان تفاوت بعید ہے وہاں اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور جن دوشہروں کے درمیان تفاوت بعید نہیں ہے وہاں اختلاف مطالع معتبر نہ ہوگا، حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے اختلاف مطالع اسی تفصیل کے مطابق معتبر ہے، گرچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی رائے کے مطابق اختلاف معتبر یہاں نہیں ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ مشرق میں رؤیت ہلال حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے فرماتے ہیں کہ (فتاویٰ رشیدیہ ۱/ ۳۶۷)، لیکن خاتم المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہوگا، یہ مذکورہ اختلاف اختلاف مطالع کے متعلق زمانہ قدیم سے ہوتا آرہا ہے اس لئے عمل کرنے کے لئے اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایک رائے کو راجح قرار دیا جائے تا کہ عمل کرنا آسان

ہو جائے اور امت میں انتشار نہ پیدا ہو۔

اس لئے عرض یہ ہے کہ قول ثالث چند وجوہ سے راجح ہے ایک تو اسلئے کہ حدیث یہ قول حجت ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے وضاحت فرمائی کہ حضرت کریب کی بات دوری کی کہ تفاوت بعید وہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کے لئے ثبت ہے اور حضرت ابن عباس نے اسی وجہ سے رد فرمایا۔ دوسرے اس وجہ سے کہ دین کی بنیاد آسانی اور سہولت پر ہے اگر مطلقاً اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا جائے تو امت پریشانی میں گرفتار ہو جائیگی اور ہمیشہ دنیا کے کسی حصہ میں رمضان انتیس دن کا ہوگا اور ایک یا دو روزہ قضا کرنا پڑے گا۔ تیسرے اس وجہ سے کہ گذشتہ زمانے میں نسبتاً ذرائع ابلاغ محدود تھے جس کی وجہ سے خبر رسانی انہیں جگہوں تک ممکن تھی جہاں کا مطلع مختلف نہ ہوتا تھا، چوتھے اس وجہ سے کہ اختلاف مطالع کا غیر معتبر ہونا حدیث صحیح کے خلاف ہے یعنی صوموا لرؤیتہ الخ کے خلاف ہے۔

ب — حدود: چونکہ مطلع شمس و قمر ہر آن مختلف ہوتا ہے، چونکہ مثلاً سورج جب ایک درجہ حرکت کرے گا تو اس وقت ایک قوم کے لئے طلوع شمس کا موقع ہوگا اور ٹھیک اسی وقت دوسری قوم کے لئے صبح صادق اور کسی قوم کے لئے نصف النہار کا موقع ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس چاند کے مطلع میں بھی اختلاف ہوتا ہے اس لئے چند حدود کا تعین ضروری ہے کہ کس کے اندر اختلاف مطالع معتبر نہ ہو اور اس سے باہر اختلاف مطالع معتبر مانا جائے۔

چنانچہ صاحب تنقیح الحقائق نے وضاحت فرمائی کہ اگر دو شہروں کے درمیان تقارب ہو تو اختلاف مطالع معتبر نہ ہوگا اور اگر تفاوت ہو تو اختلاف معتبر ہوگا یعنی ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے لازم نہ ہوگی۔ اور یہی رائے "تجرید" میں ہے اکثر متاخرین کی رائے ہے اور صاحب "در مختار" علامہ شامی نے بھی اسی قول کو اختیار فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ دو شہروں کے درمیان ایک ماہ یا اس سے زائد کی مسافت ہو تو ایسے دو شہروں کے درمیان اختلاف

مطالع معتبر ہوگا یعنی ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر والوں کے لئے لازم نہ ہوگی اور اگر اس سے کم کا فاصلہ ہو تو اختلاف مطالع معتبر نہ ہوگا یعنی ایک شہر رؤیت دوسرے شہر والوں کے لئے لازم ہوگی عبارت اس طرح ہے۔

"وقدر البعد الذی تختلف فیه المطالع مسیرة شهر أو أكثر علی ما فی القهستانی الخ" (۲/۳۲۲)۔

علامہ طحطاوی نے "مراقی الفلاح" کے حاشیہ میں تحریر فرمایا کہ اختلاف مطالع ایک ماہ کی کم از کم مسافت پر متحقق ہو جاتا ہے فرماتے ہیں: "وأقل ما اختلف المطالع مسیرة شهر كما فی الجواهر" (ب) حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے فرمایا کہ "اصح المذاہب عقلاً و نقلاً ہمیں است کہ ہر دو بلدہ کہ فیما بین آنہا مسافتے باشد کہ دراں اختلاف مطالع می شود و تقدیرش مسافت یک ماہ است الخ"۔ یعنی عقل و نقل کے لحاظ سے صحیح ترین مسلک یہی ہے کہ ایسے دو شہر کہ جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کا مطلع مختلف ہو جائے جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے انمیں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے لازم نہ ہوگی۔ "مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ" نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ جن دو شہروں کے درمیان ایک ماہ یا اس سے زائد کی مسافت ہو اس میں سے ایک شہر والوں کیلئے لازم نہ ہوگی۔

مذکورہ تفصیلات تو اس وقت کی ہے جب کہ سفر اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعہ کی جاتی تھی لیکن آج جب کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کیا جاتا ہے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے اس کی حد میلوں کے ذریعہ مقرر کی جائے چنانچہ سفر شرعی جسمیں مکلف کو رخصت کا جواز ملتا ہے بقول حضرت امام اعظم کے تین دن کی مسافت ہے اور حضرت امام شافعیؒ کے بقول چار برید کا ارادہ کرنا ضروری ہے اور ایک برید بارہ میل کا ہوتا ہے اس طرح اڑتالیس میل تین کی مسافت کے برابر ہوتا ہے اور حضرت مولانا مفتی شفیعؒ صاحب نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے تو دو شہروں کے

Marfat.com

درمیان تفاوت بعید ہونے کے تحقق کے لئے ایک ماہ کی مسافت کے بجائے اگر مذکورہ مسافت کا حساب لگایا جائے تو پتہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدود اس طرح مقرر کئے جائیں کہ ایسے دو شہر جن کے درمیان کم از کم پانچ سو یا چھ سو میل (علی اختلاف الاقوال) کی دوری ہو تو اختلاف مطالع معتبر مانا جائے گا (جدید فقہی مسائل)۔

ج- ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ جو مطالع مختلف ہونے کے باوجود ایک ہی حکم رکھتے ہیں، خواہ ان میں سے بعض سطح سمندر سے بلندی کی وجہ سے مختلف ہیں، پس مقام بلند پر رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو پست زمین کے باشندوں کے لئے وہ رویت لازم ہوگی۔ چنانچہ فتاوی ہندیہ، درمختار وغیرہ میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ شہر کے باہر سے آ کر کوئی شخص تنہا رویت ہلال کی شہادت دے تو قابل قبول ہوگی اور اسی طرح کوئی شخص مقام بلند سے آ کر ثبوت رویت کی شہادت دے تو بھی قابل قبول ہوگی، عبارت ملاحظہ ہو: "وذکر الطحاوی أن تقبل شهادة الواحد إذا جاء من خارج المصر وكذا إذا كان على مكان مرتفع" ان مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مقام بلند پر ثبوت رویت نیچے والوں کے لئے لازم ہوگی، ان ممالک میں بلندی کی وجہ سے گرچہ مطالع مختلف ہے اور مطلع اگرچہ بالفرض مختلف ہیں لیکن بہت زیادہ ان میں کمی بیشی نہیں، ثبوت رویت ہلال ہو جانے سے سب والوں کے لئے لازم ہوگی، شرعی ثبوت رویت ہلال کی طریق موجب حاصل ہو جائے تو اس لئے کہ ان ممالک کے درمیان فاصلہ کم ہے۔ اس لئے اختلاف مطالع معتبر ہونا چاہئے تو عرض ہے کہ جب ممالک ایک دوسرے سے پہونچ جاتے ہیں اور ان کے درمیان اتفاق ہے، ان کے درمیان غروب آفتاب کے ایک ان کا فرق پیدا ہوتا ہے جو مشرق و مغرب کے اعتبار سے غروب میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کا فرق ہوتا ہے اور اتنے فرق کی وجہ سے اختلاف مطالع نہیں ہوگا، اس کا شرعی لحاظ سے کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور یہ بات فقہی اور فلکی ہے۔

Marfat.com

ان پڑوسی ملکوں میں مطالع کا اختلاف اس قدر نہیں ہے کہ جس کا اعتبار کیا جائے چنانچہ مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ کے زیر اہتمام ۳ / ۴ / ۱۹۶۷ کو ملک کے مقتدر علماء اور مختلف مکاتب فکر کے اکابر نے رؤیت ہلال کے متعلق متفقہ طور پر چند فیصلے فرمائے تھے اس میں سے ایک فیصلہ بعینہ پیش خدمت ہے ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں، مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہند و پاک کا ہمیشہ عمل اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو اس بنیاد پر اندونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

د۔ مذکورہ بالا بیان سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مذکورہ مقامات کے مطالع کا ایک حکم ہے تو یہ لازمی نتیجہ ہوگا ایک جگہ کا ثبوت رؤیت ہلال دوسرے ملکوں کے باشندوں کے لئے لازم ہوگا بشرطیکہ ثبوت رؤیت کی خبر بطریق موجب موصول ہوئی ہو، جیسا کہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نے فرمایا کہ مشرق والوں کی رؤیت مغرب والوں پر ثابت ہو جائے گی اور حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے (فتاویٰ رشیدیہ ۳۶۷)۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی تحریر فرمایا کہ اگر دوسری جگہ سے خبر آجائے تو اس کے معتبر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے، اور طریق موجب چار ہیں (۱) شہادت بالرؤیت (۲) شہادۃ علی الشہادت بالرؤیت (۳) شہادت علی حکم الحاکم (۴) استفاضہ جو حکم حاکم کے حکم میں ہے اور جب ان ذرائع سے خبر آوے گی تو اس پر عمل واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ترک واجب معصیت ہے (امداد الفتاویٰ ۲ / ۱۱۸-۱۲۰)۔

فتاویٰ ہندیہ میں جو عبارت ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بطریق موجب خبر موصول ہو جائے تو اس عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اس میں ’’یجب‘‘ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے

اور کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے کہ اپنے یہاں کے فیصلہ کا انتظار کرنا ضروری ہوگا بلکہ مطلق ہے۔ عمل کرنا واجب ہے عبارت پیش خدمت ہے: "لو رأى أهل مغرب هلال رمضان يجب على أهل مشرق. كذا في الخلاصة ثم إنما يلزم الصوم على متأخر الرؤية إذا ثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب الخ" (۱۹۹)۔

نیز [illegible] یہ مسئلہ [illegible] ہے کہ اگر کسی فاسق نے رویت ہلال رمضان کی [illegible] اور قاضی نے اس کو قبول کر کے لوگوں کو روزہ کا حکم دیا [illegible] شخص [illegible] [illegible] کہ ایسے شخص پر [illegible] واجب ہوگا [illegible] شوال [illegible] کہ اگر کسی شہر کے قاضی اور حکام نے چاند دیکھا [illegible] دوسرے شہر والوں نے یہ [illegible] کے قاضی کے پاس [illegible] گواہوں نے [illegible] اور قاضی صاحب نے ان دونوں کی شہادت پر ثبوت رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے تو اس شہر کے [illegible] ثبوت رویت ہلال کا فیصلہ [illegible] یہ شہادت علی قضاء القاضی ہے اور قاضی [illegible] ثابت ہو [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] ایک شہر سے [illegible] دوسرے شہر والوں نے [illegible] شہر والوں پر رویت ہلال کا [illegible] واجب ہوگا [illegible] علامہ ابن عابدین شامی نے [illegible] شہر والوں سے [illegible] "فکل من استفاض عندهم خبر تلك البلدة يلزمهم اتباع اهلها الخ" [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ثبوت رویت [illegible] [illegible] [illegible]

Marfat.com

کے لئے یہ اعلان واجب العمل ہوگا کہ جہاں کا مطلع مختلف ہونے کے باوجود کسی وجہ سے ایک ہی مطلع کے حکم میں ہے بشرطیکہ اس اعلان کی اطلاع بطریق موجب موصول ہو۔

اور اگر کسی خطہ کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے ثبوت رؤیت ہلال کا اعلان کردیا تو اس خطہ کے تمام لوگوں پر عمل کرنا واجب ہوگا دوسری جگہ کے لوگوں کے لئے یہ اعلان ملزم نہ ہوگا حتی کہ فتاویٰ بزازیہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی شہر کا قاضی بنادیا جائے تو اسکے دیہات حلقہ قضاء میں داخل نہ ہوں گے، ہاں اگر حلقہ قضاء کی تعمیم کردی جائے تو حلقہ قضاء عام ہوگا اور تمام لوگوں کے لئے قاضی کا اعلان واجب العمل ہوگا۔ عبارت اس طرح ہے: "قلده قضاء بلد كذا لا يدخل السواد والقراء بلا نص عليه" (حاشیہ فتاویٰ ہندیہ ۵/ ۱۳۵)۔

اور جن جن لوگوں نے قاضی یا ہلال کمیٹی کے اعلان اور احکام کو اپنے لئے واجب العمل قرار دیا ہے یا قاضی وغیرہ کے حدود قضاء کے اندر رہتے ہیں ان لوگوں پر عمل کرنا لازم وضروری ہوگا بشرطیکہ قاضی نے رؤیت ہلال کی شہادت لیکر موافق شرع رؤیت ہلال کے ثبوت کا اعلان کیا ہو تو یہ اعلان حدود قضاء کے لوگوں کے لئے چند وجوہ سے ملزم ہوگا۔

۱- اس وجہ سے کہ قضاء قاضی ایک مستقل حجت شرعی ہے، جیسا کہ "درمختار" میں ہے: "لأن قضاء القاضي حجة" (۲/ ۱۲۱)۔

۲- اس وجہ سے کہ قاضی حکومت کا مقرر کردہ ہے، لہذا قاضی کا اعلان گویا کہ سلطان وقت کا اعلان ہے اور سلطان کا اعلان واجب العمل ہوتا ہے، اس لئے ایسے قاضی کا اعلان بھی واجب العمل ہوگا یا مسلمانوں کی ایک متدین جماعت نے قاضی مقرر کیا ہے اور ایسے قاضی کے حکم کا ماننا نص قطعی سے ثابت ہے قرآن کریم میں ہے: "أطيعوا الله وأطيعوا الرسول واولى الأمر منكم" (سورہ؟؟؟) اور باتفاق اکثر مفسرین أولوا الأمر قاضی ہیں۔

۳- اس وجہ سے بھی کہ شریعت کا مقصود ایمانیات کے علاوہ عبادات اور معاملات کے

Marfat.com

ثبوت کے لئے قطعی اور یقینی دلائل کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ دلیل ظنی کا ہونا کافی ہے، چنانچہ شریعت کے عام مسائل ایسے دلائل سے ثابت ہیں جو ظنی ہیں مثلاً خبر واحد یا قیاس چنانچہ صاحب "منار" نے لکھا ہے کہ خبر واحد حقوق اللہ کے لئے حجت ہے عبارت ملاحظہ ہو

"القسم الثالث في بيان محل خبر الذي جعل الخبر فيه حجة فإن من حقوق الله تعالى يكون خبر الواحد فيه حجة"۔

آگے ملا جیون نے تشریح فرمائی "سواء كان العبادات والعقوبات أو دائرة بينهما أو مؤنة مع أحدهما" (نور الانوار ۱۶۲)۔

اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب دارالعلوم دیوبند نے ایک جگہ تحریر فرمایا کہ جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شرعیہ کے مطابق رؤیت ہلال کا ثبوت حاصل کرکے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اس پر عمل رائج ومشہور ہو تو وہاں متفق طور سے پورے حدود مملکت کے اندر مطلق اعلان بھی مثل اعلان قاضی شرع معتبر ہوگا خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ اور اس اعلان پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اس کی علت میں حضرت نے فرمایا: "لحصول غلبة الظن بهذا الطريق في هذه الصورة" نیز دارمی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی مسلمان سے رؤیت ہلال کی خبر پر حضرت بلال کو یہ حکم دیا تھا کہ تمام مسلمانوں میں یہ اعلان کردو کل رمضان کا روزہ رکھیں تو اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کے نزدیک غلبہ ظن مطلوب ہے قطعی ویقینی دلیل کا ہونا ضروری نہیں [illegible] سے کے [illegible] متعین ہونا ضروری نہیں، بلکہ قاضی کا اعلان [illegible] سلطان کا درجہ [illegible] اعلان سلطان بذریعہ [illegible] متعین ہونا ضروری نہیں الخ [illegible]

اور [illegible] قاضی [illegible] اعلان [illegible] حکومت [illegible]

مسلمانوں کی متدین اور قابل اعتماد جماعت نے قاضی مقرر کیا ہے تو انھی امور پر ثابت کیا گیا ہے کہ اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، لیکن ایسے قاضی کا حلقہ اثر تمام حدود مملکت کو محیط نہ ہوگا، بلکہ جس خطہ کے لئے وہ قاضی مقرر کئے گئے ہیں اور جہاں کی عوام نے انہیں اپنا قاضی تسلیم کیا ہے صرف اسی خطہ کے لوگوں پر عمل کرنا واجب ہوگا، دوسری جگہ کے لوگوں کے لئے اس قاضی کا اعلان ایک خبر محض کی حیثیت رکھے گا اور محض خبر رؤیت ہلال کے باب میں بھی معتبر نہیں ہے چنانچہ (درالمختار میں ہے): "لا لو شهدوا برية غيرهم لأنه حكاية" اس کے آگے "رد المختار" میں ہے: (قوله لأنه حكاية) ... قلت وكذا لو شهدوا بروية غيرهم وإن قاضي تلك المصر أمر الناس بصوم رمضان لأنه حكاية (۲/ ۱۲۸)۔

اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "جہاں حکومت کی طرف سے رؤیت ہلال کا اعلان کرنے والا اور کوئی مسلمان حاکم ایسا نہ ہو تو ہلال کمیٹی جس کے تمام افراد مسلمان باشرع ہوں اور اس کی پوری کارروائی میں مستند و تجربہ کار مفتی یا مفتی شہر یا مقتدر عالم و متدین شریک ہو کر یہ اعلان کرے کہ یہ اعلان شرعی ثبوت کے بعد کیا جا رہا ہے اور قرائن شرعیہ سے صحت کا ظن غالب ہو تو مقامی طور پر یہ اعلان قابل عمل ہوگا اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعلان کسی رؤیت ہلال کمیٹی یا قاضی کی طرف منسوب ہو تو اسی علاقہ کے لوگوں پر عمل کرنا واجب ہوگا دوسرے علاقہ کے لوگوں کے لئے یہ اعلان ایک خبر کا درجہ رکھے گا، لہذا دوسری جگہ کے لوگوں کو اس پر عمل کرنا لازم نہ ہوگا، بلکہ وہاں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلہ پر عمل موقوف ہوگا کہ اگر وہاں کے قاضی یا کمیٹی نے اس اعلان کو جو بمنزلہ خبر ہے کافی سمجھ کر فیصلہ کر دیا تو وہاں کے لوگوں پر عمل کرنا واجب و لازم ہوگا ورنہ نہیں۔

ھ- اگر رؤیت ہلال ایک خطہ میں ثابت ہو جائے اور دوسرے خطہ میں اس کی خبر بذریعہ فون یا فیکس یا ٹیلی گرام یا ریڈیو ملے تو اس دوسرے خطہ کے لوگوں کے لئے عمل کرنا بعض

حضرات کی رائے کے مطابق مطلقاً جائز ہے، لیکن محقق اور راجح بات یہ ہے کہ چند شرائط کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ رؤیت ہلال کی خبر بذریعہ فیکس ملتی ہے تو اس موصولہ تحریر کی دو حیثیت ہے ایک تو یہ ہے کہ مشہور قاعدہ ہے: "الخط یشبه الخط" ([illegible] ۲) اس لئے تحریر میں شبہ واقع ہو جاتا ہے اور کوئی مشتبہ شی ثابت نہیں ہو سکتی، اس لئے بذریعہ فیکس موصولہ تحریر کے ذریعہ سے رؤیت ہلال کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے اور دوسری حیثیت تحریر کی یہ ہے کہ تحریر سے بہت سی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن نے کہا ہے کہ جب تم کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ "اذا تداینتم بدین الی" ([illegible]) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے بہت سارے خطوط تبلیغ احکام کے لئے لکھوائے، مثلاً ہرقل کی جانب اس طرح لکھوایا: من محمد الی هرقل عظیم الروم (بخاری [illegible]) فقہی معاملہ میں بھی تحریر کا کوئی وافی اعتبار کیا جاتا ہے، مثلاً طلاق و نکاح سے متعلق "ردالمحتار" میں یہ عبارت ہے: "قال ینعقد النکاح بالکتابة کما ینعقد بالخطاب" (۲/ ۲۴۲) "کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع" ([illegible] ۲/ ۵۱۶) وغیرہ، اس کے مطابق یہ کہنا کہ بذریعہ فیکس موصولہ تحریر سے ثبوت رؤیت ہلال درست ہی نہیں ہے، بہت زیادہ قرین صواب [illegible] میں بھی اسی طرح کیا جاتا ہے اسی طرح رؤیت سے متعلق [illegible] اور مختلف [illegible] کے ثبوت رؤیت ہلال [illegible] [illegible]

اور مرسل کا اس خط پر ممتاز دستخط بھی ہو۔ پھر مرسل الیہ کے پاس اس بات کی شہادت بھی بہم پہنچنا ضروری ہے کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے اور انہوں نے مجلس قضاء میں ہمارے حوالہ کیا اور مضمون پڑھ کر سنادیا تھا اور میرے سامنے ہی اس پر مہر ثبت کیا تھا (ملخصا من ص ۲۰۹-۲)۔

پھر تمام شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مطلع صاف نہ رہا ہو، لہذا جب کسی قاضی کا خط بذریعہ فیکس موصول ہو مذکورہ تمام شرائط کے ساتھ تو مرسل الیہ قاضی کے لئے اس خط کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہوگا واجب نہ ہوگا، اسی طرح قاضی مقرر کردہ کسی فرد کی طرف سے یا کسی رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف سے شہادت لے کر قاضی شریعت کو بذریعہ فیکس اطلاع دی جائے تو مذکورہ شرائط معتبرہ کے ساتھ اس کا اعتبار کیا جائے گا اور قاضی شریعت کے لئے آمدہ اطلاع کی روشنی میں فیصلہ کرنا جائز ہوگا، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے بذریعہ اخبار موصولہ خبر کا اعتبار کرکے صوم وافطار کی اجازت کے متعلق جواز کی رائے دی ہے اور فرمایا کہ عمل کرنا واجب نہ ہوگا، کیونکہ اس کے ذریعہ غالب ظن ہوسکتا ہے یقین نہیں ہوسکتا ہے (کفایت المفتی ملخص) ہاں اگر بذریعہ فیکس موصولہ خبر کے بعد شہادت رؤیت کی ضرورت محسوس ہو تو ایسی صورت میں اس تحریر کا اعتبار صحیح نہ ہوگا، کیونکہ گواہ کا قاضی وحاکم کے روبرو گواہی دینا ضروری ہے تحریری گواہی معتبر نہیں۔

بذریعہ فون موصولہ خبر کے متعلق بھی کچھ ایسی ہی بات ہے کہ "الصوت یشبه الصوت" اس لئے آوازوں کا فرق براہ راست بھی بسا اوقات محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ اشتباہ ہوجاتا ہے اور بذریعہ فون موصولہ آواز تو اور بھی مشکل سے شناخت میں آتی ہے اور جب دور دراز سے خبر آتی ہے تو عموما آواز کی کیفیت بدل جاتی ہے اور شناخت متعذر رہو جاتی ہے، مگر جس طرح تحریر قرائن، شرائط اور دوسرے خارجی اسباب کے ذریعہ منسوب الیہ کی تحریر ہونے کا گمان غالب ہونے کی بناپر قابل عمل ہو جاتی ہے علی ہذا القیاس فون کے ذریعہ موصولہ خبر بھی قرائن، خارجی اسباب اور چند شرائط کے ساتھ قابل عمل وقابل فیصلہ ہوگی، پہلی شرط یہ ہے کہ بذریعہ فون خبر دینے

Marfat.com

وہ شخص قاضی کا مقرر کردہ ہو کر رؤیت ہلال شرعی ثبوت کے بعد اطلاع دے یا اس جگہ کے قاضی کے فیصلہ کی اطلاع دے، دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مقرر کردہ شخص حکم کے مطابق وقت پر بذریعہ فون اطلاع بھی دے، نیز مرسل مخبر کی آواز کو ایک گونہ پہچانتے بھی ہوں یا مقرر کردہ شخص سے خود قاضی فون سے رابطہ کر کے دریافت کر لے اور وہ شخص شرعی ثبوت کے بعد اطلاع دے تو عمل کرنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہوگا، لیکن اگر فیصلہ کے لئے قاضی شہادت کی ضرورت محسوس کرے تو بذریعہ فون شہادت کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

اور اگر وہ شخص جو مخبر ہے قاضی کا مقرر کردہ نہیں ہے بلکہ از خود رؤیت ہلال سے متعلق قاضی کو بذریعہ فون خبر دے تو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کی رائے کے مطابق ایسی خبر پر عمل کرنا یا فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر فون قاضی کے پاس اس کثرت سے آئیں کہ وہ مفید غلبہ ظن ہو تو صوم وافطار کا حکم دیا جا سکتا ہے (کفایت المفتی ۲ / ۲۰۹)۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحب کی رائے یہ ہے کہ بذریعہ فون خبر اس طرح آئے کہ میں فلاں ابن فلاں، فلاں جگہ سے یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ میرے سامنے فلاں کی شرعی رؤیت ہلال کمیٹی نے کہ جس کے تمام افراد شرعاً متعین ہیں یا فلاں مفتی یا عالم یا مسلمان حاکم نے بذریعہ ثبوت شرعی کے بعد ثبوت رؤیت کا حکم یا فیصلہ دیا ہے، اور یہ مخبر بھی معتمد ہو تو اس خبر پر عمل کرنا جائز ہوگا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا بھی درست ہوگا۔

اور اگر مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق بذریعہ فون خبر نہ آئے، بلکہ ایسے لوگوں یا اشخاص کی طرف بطریق مذکورہ نہ آئے یا کثیر تعداد میں بذریعہ فون خبر آئے جو مذکورہ شرائط سے خالی ہوں، بلکہ یہ خبر ہو کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا یا فلاں فلاں شخص نے چاند دیکھا یا کسی شہر یا بستی میں چاند دیکھا گیا تو ان تمام صورتوں میں نہ عمل کرنا جائز ہوگا اور نہ فیصلہ کرنا، کیونکہ یہ ایک حکایت ہی اور حکایت نہ قابل عمل ہے اور نہ قابل فیصلہ جیسا کہ درمختار میں ہے: "لا لو شہدوا برؤیۃ

غیرهم لأنه حکایة" (۲ / ۱۲۱)، ہاں اگر کسی کو غالب ظن ہو جائے تو وہ تنہا عمل کرنے کا مجاز ہو سکتا ہے۔

تار یا ٹیلیگرام کے ذریعہ موصولہ خبر بھی چند شرائط کیساتھ معتبر مانی جا سکتی ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی نے "امداد الفتاوی" میں تفصیل ذکر فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ تار خط کے مشابہ ہے کہ جس طرح خط کے ذریعہ معنی مقصود پر دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہوتی ہے ایسی ہی تار میں بھی معنی مقصود پر دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہوتی ہے لیکن دونوں میں فرق ہے خط میں حرف کے نقوش ہونے کی بنا پر علامت ممیزہ پائی جاتی ہے مگر تار میں یہ علامت معدوم ہوتی ہے۔ نیز خط میں معنی مقصود پر دلالت واضح ہوتی ہے اور تار میں مبہم ہوتی ہے کہ میں فلاں ٹرین سے آرہا ہوں تو آفس کا آدمی پیتل کی تلی پر ہاتھ رکھ کر کھٹ کھٹ شروع کی تو آپ کہیں گے کہ بڑا احمق آدمی ہے کہا آنے کی اطلاع دینے کو اور یہ کھٹا کھٹ شروع کر دیا ہے تو آپ کو یہ شخص احمق اسی لئے معلوم ہوا کہ اس کھٹا کھٹ دلالت معنی مقصود پر واضح نہیں ہے مختصر یہ کہ تار میں معنی مقصود پر دلالت واضح نہیں ہوتی ہے، لہذا خط کے مقابلہ میں تار کا اعتبار کمزور ہوگا اور خط کے متعلق حضرت تھانوی نے اپنے خاص اصطلاحی الفاظ میں یوں فرمایا کہ تحریر امور ملزمہ میں باستثناء مواضع معدودہ ضرورت شدیدہ بشرط امن من التزوی مثل فرامین شاہی وغیرہ کے بدون اقرار کاتب یا قیام بینہ حجت نہیں الخ (امداد الفتاوی ۲ / ۸۸)۔

۲-فلکیاتی حساب سے مدد لینا

نفاذ حکم کے لئے فلکیاتی حساب کا اعتبار تو بہرحال کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اس کا اعتبار کرنا متعدد احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، جیسے "نحن أمة أمية لا نكتب الخ" اور "صوموا لرؤيته الخ" وغیرہ نیز ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام شافعیؒ کے علاوہ کسی امام کے

Marfat.com

نزدیک نہ فلکیاتی حساب سے نفاذ حکم برائے عامۃ المسلمین جائز ہے اور نہ خود حساب داں شخص کے لئے حجت برائے عمل ہے، حضرت امام شافعیؒ کے قول کی تفصیل اس طرح ہے کہ جو شخص حساب داں کے قول کو صحیح یقین کرتا ہو تو اسے بمطابق فلکیاتی حساب عمل کرنا درست ہے اور جو شخص اس کو نہ مانتا ہو تو ایسے شخص کے لئے ان کے یہاں بھی عمل کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ "رد المحتار" میں ہے: "لا یعتبر قولهم بالإجماع ولا یجوز أن یعمل بحساب نفسه وفي النهر فلا یلزم بقول الموقتین أنه أی الهلال یکون فی السماء لیلة کذا وإن کانوا عدولا" (٢/ ٣٨٧) اور حضرت امام شافعیؒ کی طرف اعتبار کرنے کا قول مذکورہ تفصیل کے ساتھ منسوب ہے چنانچہ "الفقه علی المذاهب الأربعة" میں علامہ عبدالرحمن الجزیری نے یہ تفصیل نقل فرمائی ہے، ملاحظہ ہو: "الشافعیة قالوا یعتبر قول المنجمین فی حق نفسه وحق من صدقه ولا یجب الصوم علی عموم الناس بقولهم علی الراجح" (١/ ٥٥١)

اصحاب امام شافعی اس سے شیخ شہاب الدین رملی شافعی اور علامہ تاج الدین سبکی شافعی نے پوری طاقت صرف کردی ہے، دلائل پیش کرنے میں کہ فلکیاتی حساب سے ثبوت رؤیت ہلال بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے، کیونکہ شہادت ظنی ہے اور حساب قطعی ہے اور اس پر تفریع کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی تاریخ کی شب میں ٢٩ کا چاند ہونے کی شہادت دی جائے اور حساب سے یہ ثابت ہو رہا ہو کہ آج شام چاند کی رؤیت کا امکان نہیں ہے تو بمطابق حساب عمل کیا جائے گا اور شہادت کو رد کیا جائے گا۔ (معارف الدر)

تو غرض یہ ہے کہ شوافع کا یہ قول کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے، اس لئے چند وجوہ سے مردود ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ تمام متأخرین فقہاء نے اس کو مردود قرار دیا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ جس چیز کو انہوں نے بطور دلیل پیش کیا ہے، درحقیقت وہ بھی ایک دعویٰ بلا دلیل ہے، کیونکہ علامہ سبکی نے جو احتمال بیان فرمائے ہیں مثلاً "لأن الشاهد قد تشتبه الحال علیه

میں فرمایا: "لأن الحساب قطعي" (رد المحتار ۲/ ۲۶-۱۲۵) تو چونکہ یہ احتمال بھی ناشی بلا دلیل ہے،اس لئے ان سب باتوں کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، نیز اس وجہ سے بھی یہ قول قابل اعتبار نہیں ہے کہ یہ اجماع امت کے خلاف ہے،جیسا کہ ابن المنذر نے "الاشراف" میں ذکر کیا ہے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ فلکیاتی حساب پر عمل کرنے والا شخص شریعت کی نگاہ میں مبتدع اور گمراہ تو ہے ہی ایسا شخص عقلی اور فلکیاتی حساب کے اعتبار سے بھی غلط پر ہے،اس لئے یہ یقینی اور قطعی فیصلہ متقدمین فقہاء کرام کا راجح ہے: "لا عبرة بقول الموقتين"۔

اب رہی بات کہ فلکیاتی حساب کے ذریعہ اس سلسلے میں مدد لی جاسکتی ہے یا نہیں کہ کیا آج ہلال کی بصری رؤیت کا امکان ہے یا نہیں تو میری ناقص رائے میں اس سے مدد لینا بھی چند وجوہ سے ناجائز ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔

۱- تو اس وجہ سے کہ فلکیاتی حساب خود مبنی علی المقدمات الفاسدہ ہے اور اس سے مدد لینا بھی فاسد ہے، کیونکہ ہلال کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب ۲۹/تاریخ گزر جائے اور ۳۰/تاریخ کی شام آجائے تو افق آسمان پر چاند تلاش کرنا فرض ہے، يفترض على المسلمين فرض كفاية أن يلتمسوا الهلال" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ/۵۵۱) اور جب فلکیاتی حساب سے استعانت کو جائز قرار دے دیا جائے تو لوگ ۲۹/تاریخ کی شام اور ۳۰/کی شب میں چاند تلاش کرنے کے بجائے حساب کو تلاش کرنے لگیں گے اور جب معلوم ہوجائے گا کہ آج افق پر چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہیں ہے تو لوگ تلاش کرنا جو فرض کفایہ تھا کو بالکل چھوڑ دیں گے کہ جب رؤیت بصری کا امکان ہی نہیں ہے تو تلاش کرنا فضول ہے تو گویا اس طرح امت ایک فرض کفایہ کو اجتماعی طور پر ترک کردیگی۔

۲- فلکیاتی حساب سے استعانت اس لئے بھی صحیح نہیں کہ جو حساب کیا جائے گا کوئی ضروری نہیں ہے کہ صد فیصد ٹھیک ہی ہو غلط ہوسکتا ہے اور غلط ہونا کئی وجہوں سے راجح ہے، اولاً

اس وجہ سے کہ غلطی کرنا انسانی فطرت ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ فلکیاتی حساب چند مقدمات مفروضہ پر مبنی ہوتا ہے جن میں سے چند مقدمات کا مخدوش ہونا دلائل سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا ہے (امداد الفتاوی ۲: ۱۱۱)۔

تیسرے اس وجہ سے بھی فلکیاتی حساب غلط ہے کہ ہر بعد میں آنے والا فلکی اپنے متقدمین کے نظریات کو غلط ثابت کرتا ہے علی ھذا القیاس ایک موقت حساب کرکے ثابت کرتا ہے کہ مثلاً ۳۰ کی شب میں چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہیں ہے اور دوسرا موقت یہ ثابت کرتا ہے کہ ۳۰ کی شب میں چاند کی بصری رؤیت کا قوی امکان ہے، اسی طرح ایک سائنس داں ایک قسم کے خیالات رکھتا ہے تو اس کے کس خیال سے تعاون لیا جائے گا مثلاً کراچی سے ایک ماہنامہ رسالہ "روحانی دنیا" نے جنوری ۱۹۷۱ء کے حوالے سے لکھا ہے کہ گرین آبزرویٹری نے ایک تحقیق پیش کی جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے جب تک چاند کی عمر کم از کم تیس گھنٹے کی نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی بھی نہیں دیکھا جا سکتا ہے اور سائنس داں نذیر کا ایک دوسرا قول اس طرح ہے کہ چند ایسی معتبر اطلاعات بھی نذیر ہیں کہ جہاں بہت اچھی کیفیتوں میں چاند اس وقت دیکھا گیا ہے اس کی عمر صرف بیس گھنٹے کی تھی (تقریر دلپذیر ص ۱۹۷۲ء)۔

۳- اس وجہ سے بھی اس سے تعاون لینا درست نہیں کہ ابتدائی طور پر تعاون لینے کی اجازت مرور ایام سے بعد فلکیاتی حساب پر عوام کا کلی اعتماد ایک فریضہ عام سے ترک کی جانب مفضی ہوتی ہے اس لئے سد الذرائع مصلحتاً اس سے لینے کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں جو خاص خاص بت مثلاً ود، سواع، یغوث وغیرہ تھے ان کے متعلق امام بخاری نے ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کیا ہے کہ یہ در اصل مختلف قوموں کے بزرگوں کے نام ہیں جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کی قبروں پر مسجدیں اور عبادت خانوں میں ان کی تصویریں بنائی گئیں تاکہ اسے دیکھ کر عوام الناس کو عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہو۔

Marfat.com

اور مرورِ ایام کے ساتھ ان تصویروں کا مقصد لوگوں کے دل و دماغ سے محو ہو گیا اور اس تصویر و مجسمہ کرکے اس کی پوجا و پرستش ہونے لگی (س ۹-۱-۳۲-)۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے سداً للذرائع تصویر کشی و مجسمہ سازی کو حرام فرمادیا۔

۴- وجہ یہ ہے کہ شریعت کی نگاہ تمام احکام میں یسر و سہولت پر ہے اسی وجہ سے رؤیت ہلال کے متعلق تین باتوں میں سے ایک بات پر عمل کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے ایک یہ ہے کہ رؤیت عامہ ہو تو عمل کرنا ضروری ہوگا، دوسرے یہ کہ اگر رؤیت عامہ کا ثبوت نہ ہو تو ایک دو فرد نے چاند دیکھ کر قاضی یا ہلال میٹی یا عوام الناس کے مجمع میں شہادت دی ہو کہ میں نے دیکھا ہے تب عمل کرنا واجب ہوگا اپنی شرطوں کے ساتھ، تیسری صورت صورت یہ ہے کہ اگر ۲۹ رتاریخ گذار رؤیت ہلال نہ ہو تو تکمیل ثلاثین ضروری ہوگا، اب اگر فلکیاتی حساب سے استعانت کو جائز قرار دیا جائے تو امت حساب کے چکر میں پڑ جائے گی جو ایک امر صعب ہے اور اس امت کے مزاج کے خلاف ہے، کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ "لا نکتب ولا نحسب" یعنی نہ ہم رؤیت ہلال کے لئے لکھنے اور نہ حساب کرنے کے مکلف ہیں، کیونکہ اس سلسلے میں ہم امت امیہ ہیں، لہذا استعانت کی صورت میں شریعت کے احکام جو اکثر و بیشتر یسر پر مبنی ہیں وہ عسر سے متبدل ہو جائیں گے اس لئے فلکیاتی حساب سے مدد لینا چاند کی رؤیت بصری کے لئے جائز نہ ہوگا۔

۲- ب- شہادت رؤیت اور فلکیاتی حساب کے تعارض کے وقت عمل شرعی شہادت پر ہوگا۔

قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان و عدم امکان باعتبار فلکیاتی حساب سوائے بعض اصحاب امام شافعیؒ باتفاق فقہاء وغیر معتبر ہے، چنانچہ فقہ شافعیؒ کی کتاب "الانوار" میں لکھا ہے کہ چاند کے منازل وحساب کی واقفیت کی وجہ سے حساب اور غیر حساب

Marfat.com

والوں پر روزہ فرض نہیں ہوتا۔ علامہ ابن حجر نے "شرح منہاج" یعنی "تحفہ" میں لکھا ہے کہ اگر فن والے اپنے علم پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ رکھیں تو یہ روزہ رمضان سے ان کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا۔ حضرت امام مالک نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو مجتہد حساب و فلکیات پر اعتماد کرتا ہو اس کی اتباع و اقتداء نہ کی جائے گی، قرافی کی بھی یہی رائے ہے، ابن دقیق العید نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ فلکیین کے حساب کی وجہ سے قمری ماہ کی ابتدا نہیں ہوگی [illegible] ابن مفلح حنبلی نے اپنی کتاب "الفروع" میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص حساب و نجوم کی بنیاد پر روزہ رکھے گا اس کا روزہ نہ ہوگا [illegible] حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ [illegible] حساب پر عمل [illegible] روافض کا قول ہے [illegible] علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ حساب و فلکیات پر اعتماد کرنے والا شخص گمراہ اور مبتدع ہے۔

(مذاہب اربعہ [illegible] ص [illegible])

"ادارة البحوث العلمیة والافتاء" کے تحت فقہی مجلس اور [illegible] حساب سے متعلق علماء نے ۱۳۹۲ھ کے اجلاس میں بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ رویت کے ثبوت میں حساب و فلکیات کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ حدیث "صوموا لرؤیته الخ، لا تصوموا حتی تروہ الخ" ہی پر عمل ضروری ہے۔

مذکورہ مسئلہ سے متعلق احناف کا یہی قول ہے، شوافع [illegible] حساب کا اعتبار نہیں ہے، اس لئے کہ [illegible] ثبوت [illegible] علامہ سبکی کا قول علامہ شامی نے "ردالمحتار" میں نقل [illegible] ہیں کہ حضرت امام شافعی کا قول [illegible] میں [illegible] حساب کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ (۱/ ۱۲۲)

[illegible] سے [illegible] چند ایسے مقدمات پیش [illegible]

کا تعلق ہے اور چاند کا دیکھنا ایک فریضہ دینی اور عبادت ہے اور قرآن وحدیث کے بیشتر مضامین اور عناوین میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت انہیں طریقوں سے کرنا ضروری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے واضح فرمایا ہے، اس لئے محکمہ موسمیات سے یہ مدد لینا چاند کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں درست نہ ہوگا، نیز افق آسمان پر چاند کا وجود شرعی نقطہ نگاہ سے کافی نہیں بلکہ اس کی رؤیت بصری ضروری ہے اور محکمہ موسمیات سے تعاون لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ چاند کے افق آسمان پر ہونے کو واضح کرے گا اور اس کی عمر کو بتائے گا اور یہ واضح کرے گا کہ مثلاً افق آسمان پر جب چاند کی عمر تیس منٹ کم از کم ہوگی تب چاند کی رؤیت ممکن ہوگی۔ حالانکہ رؤیت بصری کے لئے عمر کا تیس منٹ ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ اس سے کم مدت میں بھی دیکھا جا سکتا ہے اور کبھی یہ ممکن ہوگا کہ محکمہ موسمیات کی طرف اعلان ہو جائے کہ آج چاند دیکھا جائے گا لیکن ایسی شہادت ملتی ہے کہ متعینہ دن رؤیت بصری کیا ہوتی کہ اس کے اگلے دن بھی رؤیت نہ ہو سکی تیسرے دن رؤیت ہوئی۔ اس لئے یقین کے ساتھ کہا جائے گا کہ محکمہ موسمیات کی یہ اطلاع کہ رؤیت بصری کا امکان آج ہے مثلاً غیر یقینی ہے اور قاعدہ ہے کہ جو شئی خود ثابت نہ ہو اس کو اثبات کے لئے ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا ہے اور نفی غیر کے لئے ہے، نیز محکمہ موسمیات ہوں یا فلکیاتی حساب اس کے ذریعہ دی جانے والی خبر کسی سائنس داں نے جو مقدمات متعین کیا ہے، دوسرا سائنس داں اس کی تردید وتغلیط کر سکتا ہے، جیسا کہ گذشتہ زمانوں میں ہوا کہ بہت سی نئی تحقیقات نے پرانے فلسفے اور ریاضی کے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں اور گذشتہ ریاضات کے خلاف مشاہدہ کرا دیا، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آج ایک محقق ماہر فن نے جو کچھ کہہ دیا وہ حرف آخر ہے، بلکہ اسی دور کے دوسرے ماہرین اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں، بلکہ خود ایک ہی شخص کا کبھی کبھی دو خیال ہو جاتا ہے اور خود اپنے ایک قول کی تغلیط دوسرے قول سے کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی شفیع صاحب پاکستان نے تحریر فرمایا ہے کہ ۱۳۸۰ھ میں محکمہ

Marfat.com

موسمیات ایک ہفتہ قبل سے اعلان کر رہا تھا کہ ۲۹ رمضان بروز منگل چاند افق آسمان پر تقریباً اکتیس منٹ رہے گا اور دیکھا جاسکے گا اور ٹھیک ۲۹ رمضان کو اخبار ایوننگ اسٹار کراچی میں پنجاب یونیورسٹی کی رصدگاہ کے ذمہ دار افسر اور ماہرین فن سائنس داں جگتی صاحب کا اعلان یہ شائع ہوا کہ محکمہ موسمیات کی پیش گوئی کہ ۲۹ رمضان کو چاند دیکھا جاسکے گا غلط ہے اور مزید یہ کہا کہ ۳۰ رمضان بروز بدھ ہلال عید کے نظر آنے کا غالب امکان ہے۔

انہوں نے دعوی کی تائید میں دو دلیلیں پیش فرمایا۔ اول یہ کہ ہلال کا سائز اور اس کی روشنی اس قدر کم ہوگی کہ معمولی نگاہیں نہ دیکھ سکیں گی۔ اور ثانی یہ کہ غروب آفتاب سے نصف گھنٹہ کے اندر ہی ہلال غروب ہو جائے گا اور آسمان پر اس قدر تاریکی نہیں چھا سکتی جس میں ننھا اور باریک چاند نظر آسکے۔ (رؤیت ہلال وفن کے شرعی مسائل)

یہ تو ماہرین کے مختلف بیانات تھے اور کبھی ایک شخص دو قسم کے نظریات رکھتا ہے، جیسا کہ ماہنامہ "القمر دیوبند" نے گرینوچ آبزرویٹری کے دو مختلف بیانات شائع کئے ہیں، چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ "چاند پہلی مرتبہ اس وقت تک نہیں دکھائی دے سکتا ہے جب تک کہ اس کی عمر تیس گھنٹوں سے زائد نہ ہو جائے" اور اسی کا یہ دوسرا قول یہ ہے کہ "چند ایسی معتبر اطلاعات موجود ہیں جہاں بہت اچھی کیفیتوں میں چاند اس وقت دیکھا گیا جب اس کی عمر صرف بیس گھنٹے تھی" اور ماہرین فن کا خود اس قسم کا بیان ہے کہ رؤیت ہلال کے بارے میں کوئی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے جیسا مسٹر ڈی ڈونالڈ اسپنسر ڈائریکٹر شعبہ علوم فلکیات و طبیعیات یونیورسٹی آف لندن اور رائل گرینوچ آبزرویٹری انگلستان کا بیان ہے کہ "درحقیقت رؤیت ہلال سے متعلق کوئی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا اور رؤیت ہلال سے متعلق کوئی بھی پیشین گوئی غیر یقینی ہوتی ہے" اور جناب محمد نعیم صاحب پاکستانی نے اپنے ایک مقالہ "بعنوان پاکستان کا عام اسلامی اور اسلامی کیلنڈر" میں جو دنیا کراچی میں شائع ہوا ہے عینی مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت کردیا ہے کہ ماہرین فن

کا بیان غلط ہوتا ہے (ماہنامہ القاسم دیوبند ۱۹۸۳ء ج ۱)۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور اسلامی فلاسفر اور ماہر نجوم وفلکیات ابو ریحان بیرونی اپنی کتاب "الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ" میں آلات رصدیہ کے ان نتائج کے غیر یقینی ہونے کے مسئلہ کو تمام ماہرین فن کا اجماعی اور اتفاقی نظریہ بتلایا ہے، عبارت اس طرح ہے: "إن علماء الهيئة يجمعون على أن المقادير المفروضة في أواخر أعمال رؤيت الهلال هي أبعاد لم يوقف عليها إلا بالتجربة" یعنی علماء ریاضی وہیئت اس پر متفق ہیں کہ رؤیت ہلال کے عمل میں آنے کے لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن کو صرف تجربہ ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے اور آگے لکھتے ہیں کہ "فضائی وفلکی حالات ایسے ہیں کہ ان میں جو بھی ذرا غور کرے گا تو رؤیت ہلال کے ہونے نہ ہونے کا کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکے گا اور کشف الظنون میں محمد ابن واجہ علی کا چالیس سالہ تجربہ لکھا ہے کہ ان مقامات میں کوئی صحیح اور یقینی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی جس پر اعتماد کیا جا سکے (رؤیت ہلال مفتی شفیع پاکستان)۔

د- قمری ماہ کی ۲۹ر تاریخ کو مطلع کے غبار آلود ہونے کی صورت میں ایک آدمی کی شہادت رؤیت کا اعتبار۔

اگر ۲۹ر تاریخ کو مطلع غبار آلود تھا اور ایک شخص نے قاضی کے پاس آکر یہ شہادت دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے اور قاضی اس ایک شخص کی شہادت کو معتبر مان کر فیصلہ کر دے کہ، مثلاً کل رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی اور عوام الناس نے اس کے مطابق عمل بھی کیا کہ رمضان کے تیس روزے مکمل کر لئے اور اتفاق یہ ہے کہ اس دن بھی افق آسمان غبار آلود ہے تو باتفاق فقہاء اگلا دن یکم شوال اور عید الفطر کا دن ہوگا۔ جیسا کہ "فتاویٰ ہندیہ" میں ہے: "فأما إذا كانت متغيمة فإنهم يفطرون بلا خلاف كذا في الذخيرة" (۱/ ۱۹۸) اور درمختار میں بھی بحوالہ زیلعی یہی لکھا ہے کہ اگر صورت مذکورہ میں تیس روزہ مکمل کر لینے کے بعد اگر افق آسمان غبار آلود ہو تو افطار

Marfat.com

باتفاق فقہاء حلال ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو: "نقل ابن کمال عن الذخیرۃ إن غم ھلال الفطر حل اتفاقا وفی الزیلعی الأشبہ إن غم حل وإلا لا" (۲/۱۲۵)۔

اور اگر آسمان صاف ہو اور تیس روزے مکمل ہو چکے ہوں پھر بھی چاند نظر نہ آئے تو حضرات شیخین کی رائے یہ ہے کہ اکتیسواں دن یوم شوال اور عید الفطر کا دن نہ ہوگا اور [illegible] کیونکہ وہ دن رمضان ہی کا آخری دن ہوگا اور جس گواہ نے ہلال رمضان کی رؤیت کی [illegible] اس نے غلط بیانی سے کام لیا یا اس کو دھوکہ ہو گیا تھا۔

لہذا اس گواہ کی غلط بیانی واضح ہونے کی [illegible] اتفاق ہوگا اور حضرت امام محمد کی رائے یہ ہے کہ [illegible] دن یوم شوال کا دن ہوگا اور [illegible] روزہ رکھنا حرام ہوگا، جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں یہ تفصیل مذکور ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو: "إذا صاموا بشہادۃ الواحد وأکملوا ثلاثین یوما ولم یروا ھلال شوال لا یفطرون فیما روی الحسن عن أبی حنیفۃ رحمہما اللہ تعالی للاحتیاط وعن محمد أنہم یفطرون کذا فی التبیین" (۱/۱۹۷) اور درمختار میں بھی یہی تفصیل [illegible] شیخین کی رائے یہ ہے کہ افطار حلال نہ ہوگا [illegible] ثبوت [illegible] رمضان [illegible] محقق [illegible] شیخین [illegible] مذہب [illegible] عبارت [illegible] "قولہ لا یحل الفطر إذا لم یر الھلال قال فی الدرر وبعد ذلک [illegible]" (۲/۱۲۵) اور امام محمد [illegible] فتاوی [illegible] ہندیہ میں امام محمد کی رائے سے متعلق [illegible] اتفاق [illegible] شامی نے [illegible] قول [illegible]

سے ثابت ہونے کی علت یہ ہے کہ تیس روزے مکمل کرنے کے بعد افطار کا حکم اس ایک شخص کی شہادت سے ابتداءً ثابت نہیں ہو رہا ہے جس نے ثبوت رمضان کی شہادت دی تھی بلکہ بناءً وتبعاً ثابت ہو رہا ہے اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اس طرح قصداً ثابت نہیں ہوتی ہیں لیکن ضمناً ثابت ہو جاتی ہیں۔ عبارت اس طرح ہے: "قال فی غایة البیان وجه قول محمد وهو الاصح ان الفطر ما ثبت بقول الواحد ابتداء بل تباء وتبعا فکم من شئ یثبت ضمنا او لا یثبت قصدا (ج ۲)، شمس الائمہ حلوانی نے اس کی ایک نظیر پیش فرمایا کہ ثبوت نسبت کے سلسلہ میں بچہ جنانے والی دایہ واحدہ کی شہادت معتبر ہے اور اسی شہادت کے ذریعہ اس بچہ کے لئے ثبوت وراثت بھی ضمناً ہو جائے گا حالانکہ ایک دایہ کسی کے لئے ثبوت وراثت کی شہادت دے تو اس کی شہادت سے ثبوت وراثت نہیں ہو سکتا علی هذا القیاس ثبوت رمضان ایک شخص کی شہادت سے قصداً واصالۃً ہوا اور اسی کے ضمن میں تیس روزے مکمل کرنے کے بعد چاند کی بصورت رؤیت مطلع کے صاف ہونے کے باوجود نہ ہونے کی صورت میں بھی ثابت ہو جائے گا (ردالمحتار ۲: ۱۲۹)۔ حکیم الامت مولانا تھانوی نے فرمایا کہ صورت مسئولہ مختلف فیہ ہے اور علامہ شامی کا رجحان امام محمدؒ کے قول کی تصحیح وترجیح کی طرف ہے کہ صورت مذکورہ میں مطلع صاف ہونے کے باوجود عید منائی جائے گی لیکن جہاں تشویش عوام کا اندیشہ ہو شیخین کے قول پر فتوی دینا مناسب ہے (امداد الفتاوی ۲: ۱۰۶)۔

الف - رؤیت ہلال سے متعلق قاضی کا حکم

ایک قاضی کا کوئی بھی فیصلہ تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا یا نہیں؟

تو عرض یہ ہے کہ حدیث کی عام کتابوں میں حضرت کریب کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ شام میں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تھے کہ رمضان کا چاند جمعہ کی شب میں دیکھا گیا اور تمام

Marfat.com

باشندگان شام جمعہ کو رمضان کا پہلا روزہ رکھا اور جب مدینہ واپس تشریف لائے تو حضرت ابن عباسؓ نے دریافت کیا کہ آپ نے پہلا روزہ کب رکھا تو انہوں نے کہا کہ جمعہ کو اور یہاں مدینہ میں پہلا روزہ شنبہ کو رکھا گیا تھا تو حضرت ابن عباسؓ نے دریافت کیا کہ آپ نے پہلا روزہ کب رکھا تو انہوں نے کہا جمعہ کو اور یہاں مدینہ میں پہلا روزہ شنبہ کو رکھا گیا تھا تو حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو حضرت امیر معاویہؓ کی رویت کافی نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم تو تیس روزے ہی پورا کریں گے جب تک چاند نظر نہ آئے یعنی حضورؐ کا یہی حکم دیا گیا ہے اور حالانکہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ یہ واقعہ ایک خاص مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے اور حضرت نے نقل کیا ہے لیکن اس حدیث کی وجہ میں یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایک قاضی یا ایک حاکم کا حکم و فیصلہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل نہیں، بلکہ ایک حد تک اس کا حکم و فیصلہ واجب العمل ہوگا اور اس کے بعد واجب العمل نہ ہوگا۔ لیکن یہ حد کیا ہے جب کہ وہ قاضی مقرر کیا گیا ہے تو اس کے حدود بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں اور حدود مقرر کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ وہ حدود اس ایک شہر کا قاضی ہوگا اور یہ بات اس کے حلقہ قضاء میں داخل نہ ہوگا (معارف السنن)۔

لہٰذا صحیح بات وہ آئی ہے اور ملک کے دیگر حصوں میں جہاں کسی مرکزی قضاء قائم ہے قاضی نے ثبوت رویت ہلال کے بعد اعلان کیا ہے تو اس حلقہ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوگا جیسا کہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے جدید فقہی مسائل میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ اگر یہ اعلان کسی رویت ہلال کمیٹی یا قاضی شریعت کی جانب سے منسوب ہے تو اس علاقہ کے لوگوں کے لئے اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ لیکن اس کے علاوہ اعلان پر عمل کرنا واجب ہوگا لہٰذا قاضی ایک مستقل حجت شرعیہ ہے اور جب وہ کسی بات سے ثابت ہو جائے تو اس کا فیصلہ اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جب ہو جائے تو اس سے

ہے وہ طریق موجب سے پہنچے اور طریق موجب چار ہیں ان میں سے کسی ایک ذریعہ سے جب خبر موصول ہو تو اس پر عمل کرنا واجب اور خلاف معصیت ہوگا (ملاحظہ امداد الفتاوی ص ۹۹ ج ۲) اور طریق موجب میں حکم حاکم پر شہادت کو ذکر فرمایا ہے، ان تمام تفصیلات سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک یہ کہ قاضی کا اعلان ثبوت رؤیت کے بعد جب ہو جائے تو اس کا ماننا ضروری ہوگا خلاف کرنے کی صورت میں مرتکب معصیت ہوگا اور دوسری یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک قاضی کا فیصلہ اس کے حلقہ قضاء کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا اس کے باہر کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل نہ ہوگا، کیونکہ دوسرے خطہ کے لوگوں نے اس کو اپنے عمل کے لئے حکم کا مجاز نہیں بنایا ہے۔

ب — ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر

کسی قاضی شرعی کی طرف سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ ومخصوص الفاظ کے ذریعہ اعلان ہوتا ہے تو اس اعلان کے مطابق اس قاضی کے حلقہ وقضاء کے مسلمانوں پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کے خلاف کرنا معصیت ہوگا۔ جیسا کہ مفتی نظام الدین صاحب دارالعلوم دیوبند "رؤیت ہلال کے بارے میں ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ شرعی حکم" نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "محقق اور راجح قول یہ ہے کہ اگر بایں الفاظ اعلان یا خبر نشر ہو کہ میرے سامنے فلاں حاکم شرعی یا ہلال کمیٹی نے کہ جس کے تمام افراد شرع ہیں یا فلاں مفتی شہر یا فلاں عالم مقتدا ومتدین نے یا فلاں مسلمان حاکم نے یا فلاں وزیر نے کہ جس کو حکومت کی جانب سے بااختیار بنایا گیا ہو بعد ثبوت شرعی حاصل کرنے کے ثبوت رؤیت کا حکم یا فیصلہ دیدیا ہے اور ان الفاظ کا نشر کرنے والا شخص بھی معتبر وثقہ ہو تو اس نشریہ پر عمل کرنا درست ہوگا (ص ۱۹)، اسی طرح حضرت مفتی شفیع صاحب نے اپنی کتاب آلات جدیدہ کے شرعی احکام میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شہر میں کسی قاضی یا

Marfat.com

ہلال کمیٹی نے کسی شہادت پر اطمینان کر کے عید وغیرہ کا اعلان کر دیا ہو اور اس اعلان کو ریڈیو پر نشر کیا جائے تو جس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے اس شہر اور اس کے مضافات و دیہات کے لوگوں کو اس ریڈیو کے ذریعہ آمدہ اعلان پر عید وغیرہ کرنا جائز ہوگا، شرط یہ ہے کہ ریڈیو اسٹیشن والوں کو پابند کیا جائے کہ وہ چاند کے متعلق مختلف خبریں نشر نہ کریں اور صرف وہی فیصلہ نشر کریں جو اس شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے اس کو دیا ہے اور اس فیصلہ کو نشر کرنے میں پوری احتیاط سے کام لے نیز وہ فیصلہ کے وہی الفاظ نشر کرے جن الفاظ میں فیصلہ دیا گیا ہے۔

اور جس طرح ایک شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ اس شہر اور اس کے مضافات کے لئے واجب العمل ہے اسی طرح اگر کوئی قاضی یا مجسٹریٹ یا ہلال کمیٹی پورے ضلع یا صوبہ یا پورے ملک کے لئے ہو تو اس کا فیصلہ اپنے حدود ولایت میں واجب العمل ہوگا (ص ۱۹۵)۔

اور اعلان قاضی کے واجب العمل ہونے نہ ہونے کے متعلق اکابر بزرگان دین سے اقوال نقل کئے گئے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ قاضی کا اعلان اس کے حلقہ اور حدود ولایت کے تمام مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا جس کی چند وجہیں ہو سکتی ہیں، ایک تو اس لئے کہ ثبوت ہلال کا حکم قضاء قاضی کے سبب سے ہوگا اور قضاء قاضی ایک مستقل حجت شرعی ہے، جیسا کہ حضرت امام محمد کا قول "ردالمحتار" میں نقل کیا گیا ہے کہ اگر ایک عادل شخص کی شہادت سے قاضی نے ثبوت رمضان کا اعلان کر دیا اور تیس دن مکمل ہونے کے بعد مطلع صاف اور افق آسمان پر چاند نظر نہ آئے تو اعلان عید کا دن شمار کیا جائے گا، کیونکہ رمضان کے ہلال کا ثبوت اگرچہ ایک عادل شخص کی شہادت سے ہوا تھا لیکن عید کا ثبوت شہادت کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ قضاء قاضی کی وجہ سے ہوا [illegible] اس لئے قاضی یا ہلال کمیٹی کی طرف منسوب شدہ ہلال رمضان وعید سب کے لئے واجب العمل ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح کی حکومت کا بادشاہ یا [illegible] کسی عام اعلان کرتا

ہے تو اس کی تمام رعایا کو اس اعلان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اور قاضی کی حیثیت اپنے حلقہ قضاء کے اعتبار سے بادشاہ کی طرح ہے، لہذا جس طرح بادشاہ کی طرف نشریہ واجب العمل ہوتا ہے اسی طرح قاضی وغیرہ کی طرف منسوب نشریہ واجب العمل ہوگا اور جیسے اعلان سلطان کے لئے معلن کا عادل ہونا ضروری نہیں، بلکہ اگر کوئی فاسق آدمی بھی اعلان کرتا ہے اور بادشاہ وقت کی طرف منسوب کرتا ہے تو عوام الناس کو اس کے خلاف کرنے کی بالکل اجازت نہ ہوگی، بلکہ اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہو، اسی طرح قاضی کی طرف منسوب اعلان کے لئے معلن کا عادل ہونا ضروری نہ ہوگا بلکہ معلن اگر فاسق بھی ہو تو اعلان قابل اعتبار ہوگا۔ ''فتاوی ہندیہ'' میں ہے: ''خبر منادی السلطان مقبولاً عدلاً كان أو فاسقاً كذا في جواهر الاخلاطی'' (۵؍۳۰۹)۔

د- معلن کا مسلمان ہونا

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ رؤیت ہلال کا اعلان جو کسی قاضی یا ہلال کمیٹی کی طرف منسوب کر کے کیا جائے تو اصل کے اعتبار سے اس کو رمضان وعیدین کے اعتبار سے دو حیثیت حاصل ہوگی، ایک تو یہ ہے کہ اعلان ایک امر دینی کی اطلاع ہے کیونکہ صاحب ''بحر'' نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ رمضان کے چاند کی اطلاع ایک امر دینی کی اطلاع کی طرح ہے عبارت اس طرح ہے ''(قبل بعلة خبر عدل الخ) لأن صوم رمضان أمر ديني فأشبه رواية الأخبار الخ'' (۲؍۲۶۶) اور امور دینیہ کے متعلق خبر کے معتبر ہونے کے لئے ایک مسلمان عادل کا کم از کم ہونا ضروری ہے، یعنی غیر مسلم کی خبر مطلقاً معتبر نہ ہوگی عبارت اس طرح ہے: ''خبر الواحد يقبل في الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة إذا كان مسلما عدلاً'' اس کے بعد تیسری سطر میں ہے: ''ولا يقبل قول الكافر في الديانات'' (فتاوی

ہندیہ ۵: ۳۰۱)۔ اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امور دینیہ میں کافر کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا، بنا بریں صوم رمضان کے اعلان کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہوگا۔

دوسری حیثیت اس کے حقوق العباد ہونے کی ہے کیونکہ عید کے ساتھ بندوں کا حق یعنی افطار متعلق ہے، جیسا کہ بحر الرائق میں آگے لکھا ہے: "وأما هلال الفطر فلأنه تعلق به نفع فأشبه سائر حقوقهم (۲: ۲۶۱)۔

یعنی عید الفطر کے چاند کے ساتھ چونکہ بندوں کا نفع متعلق ہے اس لئے یہ دیگر حقوق کے مشابہ ہوگیا، اور حقوق العباد ایک عادل شخص کے بیان سے ثابت نہیں ہوتا، بلکہ دو شاہد عادل کا ہونا ضروری ہے، مگر یہاں بذریعہ ریڈیو جو اعلان ہوتا ہے اس کی ایک تیسری حیثیت بھی ہے اور واقعی حیثیت یہی ہے کہ یہ اعلان اعلان سلطان کا درجہ رکھتا ہے اور اعلان سلطان کے معتبر ہونے کے لئے معلن کا عادل ہونا ضروری نہیں، معلن فاسق کا اعلان بھی معتبر ہوگا، جیسا کہ "فتاوی ہندیہ" میں لکھا ہے: "خبر منادي السلطان مقبول عدلا كان أو فاسقا (۵: ۳۰۸)۔

نیز موجودہ ریڈیو اسٹیشن پر ہمارے زمانہ میں کافروں کا غلبہ ہے تو اگر معلن کے مسلمان ہونے کی شرط ضروری قرار دی جائے تو یہ اعلان مشکل ہو جائے گا اور ایک صوبہ یا ملک کے تحقیق ہلال عید کے فیصلہ و شہادت تمام مسلمانوں تک پہنچانا متعذر ہو جائے گا اور یہ معلوم ہے کہ دین امت مشقت میں واقع ہو جانے کی اور قاعدہ ہے: "المشقة تجلب التيسير" [illegible] (۲۴)۔ اس لئے اجازت دی جانی چاہئے کہ اگر معلن کافر ہو تو بھی خبر قبول کی جائے [illegible] معلن غیر ریڈیو اسٹیشن کو چند باتوں کا پابند کیا جا سکتا ہے ایک یہ کہ چاند سے متعلق کسی خبر میں اپنی طرف سے [illegible] بلکہ تحقیق ہلال کمیٹی کی طرف سے جو فیصلہ کیا جائے اسی کو نشر کرے، دوسرے یہ کہ جن الفاظ میں فیصلہ کیا گیا ہے ٹھیک انہی الفاظ کے ساتھ نشر کرے، اس میں کسی طرح کی ترمیم نہ کرے۔

جن مقامات میں رؤیت ہلال ۲۹ تاریخ کو ممکن نہیں وہاں فلکیاتی حساب کا تعاون وغیرہ

وہ مقامات کہ جہاں ۲۹ تاریخ کو چاند کی رؤیت مطلع کے گرد آلود ہونے کی وجہ سے سال کے اکثر مہینوں ممکن نہیں ہوتی تو ایسے مقامات میں بھی فلکیاتی حساب کا قطعاً اعتبار نہ کیا جائے گا، جیسا کہ فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں تقریباً یہی لکھا ہوا ہے کہ لا عبرۃ بقول الموقتان" اور علامہ سبکی شافعی وغیرہ حضرات نے جو یہ فرمایا کہ فلکیاتی حساب پر عمل کیا جائے تو علامہ شامی نے ردالمحتار میں اس کی سخت تردید فرمائی ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ علامہ سبکی شافعی کے قول کی دوسرے شافعی المسلک لوگوں نے بھی کی ہے چنانچہ علامہ شامی نے فرمایا کہ امام سبکی کے قول کو متاخرین فقہاء نے رد کر دیا ہے اور خود ان کے ہم مذہب لوگوں میں سے ابن حجر اور شہاب رملی نے بھی رد کر دیا ہے (۲/ ۱۲۵)، نیز اگر فلکیاتی حساب پر عمل کیا جائے تو چند در چند مفاسد ہو جائیں گے جیسا کہ جواب ۲ کے "الف" اور "ب" کے تحت ذکر کر چکا ہوں۔

فلکیاتی حساب کے معتبر ہونے کی ایک وجہ سمجھ میں آ رہی ممکن ہے کہ اس وجہ سے فلکیاتی حساب کا اعتبار کیا جانا درست ہو جائے وہ یہ ہے کہ جب سال کے اکثر مہینوں میں ۲۹ تاریخ کو رؤیت ہلال ممکن ہی نہیں ہوتی تو ضرورت یا حاجت کا تحقق ہوتا ہے اور جب ضروریات یا حاجت کا تحقق ہو جائے تو ممنوع چیزوں کا استعمال مباح ہو جاتا ہے، جیسا کہ مشہور فقہی قاعدہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات" (الاشباہ/ ۱۴۰) لہذا فلکیاتی حساب جو عموماً معتبر نہیں، لیکن ان مقامات کے لئے اس کو معتبر ماننا چاہئے، لیکن یہاں ضروریات یا حاجت کا تحقق ہی نہیں ہوتا ہے اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ ضرورت یا حاجت کا تحقق ہوتا ہے تو اس جگہ ممنوع یعنی فلکیاتی حساب مباح، یعنی قابل اعتبار نہ ہو سکے گا، کیونکہ اس کا معتبر ہونا اس وقت ممکن ہوتا جب کہ اس کا دوسرا کوئی شرعی حل موجود نہ ہو اور اس جگہ حل موجود ہے اس لئے فلکیاتی

Marfat.com

حساب پر عمل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری نے فرمایا: "المشقة والحرج انما یعتبران فی موضع لا نص فیه اما مع النص (ای تصریح الفقهاء) بخلافه فلا" (ص ۳۶۱) اور ان حالات کا شمار کل ان سائل میں ہے جو ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے مطابق جس کا معلوم کرنا اور جس کا حصول ہوتا ہے، لہٰذا ان میں فلکیات سے قول کا اعتبار نہیں ہے یہ صرف ان کی خلاف ورزی لازم آتی ہے اور ایک خاص بات یہ ہے کہ فلکیاتی حساب پر عمل کرنے سے پہلے حساب کا تحقق اور یقینی ہونا ضروری ہے لیکن فلکیاتی حساب غیر یقینی ہے جیسا کہ ... دیوبند کے شعبہ علوم فلکیات و ہیئت ... نے ... حقیقت رویت ہلال سے متعلق ... ہے ... اور ... کی تحقیق ... حاصل ... نے ... رویت ہلال سے متعلق ... یقینی ... ہے (ماہنامہ دیوبند ... ۱۹۹۲ء) اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے ... فلکیات کے قول کا اعتبار ... نہ کیا جائے ... قرآن ... اور ... جس کا ... نہیں ہے ... رویت ہلال سے متعلق ... یقینی ... ہے۔

... رویت ہلال میں ... ہے ... ہے۔

... رویت ہلال میں ... ثبوت ... فیصلہ ... اور ان فیصلہ ... قاضی ... قابل اعتماد ہے اور ... الفاظ کے ذریعہ خبر ... ہے، مثلاً یہ اعلان ... فلاں جگہ رویت ہلال ہوئی ... یا فلاں مفتی نے ثبوت شرعی ... حاصل

کر کے ثبوت رؤیت کا حکم یا فیصلہ دیا ہے تو اس نشریہ پر تمام لوگوں کے لئے عمل کرنا درست ہے اور دوسرے علاقہ کے لوگوں کے لئے یہ نشریہ محض ایک خبر و حکایت ہوگی شہادت نہ ہوگی کیونکہ شہادت کے لئے شاہد کا مجلس قضا میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

اس نشریہ کے متعلق غور طلب بات یہ ہے کہ اس کی حیثیت دوسری جگہ کے قاضی کے نزدیک کیا ہوگی؟ تو یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ اس اعلان کو دوسری جگہ کے لئے جو اس قاضی کے حلقہ قضاء سے باہر ہے اعلان سلطان کی طرح نہ ہوگا، لیکن دوسری حیثیت اس نشریہ کی یہ ہے کہ یہ خبر ٹیلیفون کے ذریعہ موصولہ خبر کے مشابہ ضرور ہے کہ دونوں خبر بذریعہ قضا ایک خاص آلہ کے ذریعہ دوسری جگہ کے قاضی کو موصول ہوئی ہے اور ٹیلی فون کے ذریعہ موصولہ خبر کے متعلق حضرت اقدس مولانا تھانوی کے حوالہ سے نقل کر چکا ہوں کہ اگر قرائن سے متکلم کی تعیین ہو جائے اور وہ شخص عادل اور مسلمان یا مسلمان مستور الحال ہو تو خبر معتبر ہوگی، علی ھذا القیاس ریڈیو کے ذریعہ موصولہ خبر کے بارے میں معلن کی تعیین ہو جائے اور معلن عادل یا مستور الحال ہو تو دوسری جگہ کے قاضی کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس اعلان پر اعتماد کر کے اپنے یہاں بھی فیصلہ کر دیں اور مزید دوسری جگہ سے خبر کے آنے کا انتظار نہ کریں۔

اور اگر اعلان کو شہادت علی حکم الحاکم کی حیثیت دی جائے تو ہلال فطر کے ثبوت کے لئے مجلس قضاء اور لفظ شہادت کے شاہد کا مجلس میں حاصر ہونا ضروری ہے یا اگر شاہد مستور الحال ہو تو اس کی تعیین کے لئے دوسرے ایسے شخصوں کا مجلس قضاء میں اس شاہد مستور کی تعیین کی شہادت دینا ضروری ہے جو اس شاہد کو دیکھ رہے ہوں تو بھی دوسرے قاضی کے لئے ہلال عید کا فیصلہ کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ یہ معلن عادل ہو اور دوسرا اعلان بھی اس کے مطابق آ جائے اور اگر ہلال رمضان کا موقعہ ہو تو چونکہ اس موقعہ پر نہ لفظ شہادت ضروری ہے اور نہ مجلس قضا ضروری ہے، اس لئے دوسرے قاضی کے لئے صرف ایک قاضی کے اعلان کے مطابق دوسرے قاضی کو فیصلہ کرنا جائز

Marfat.com

ہوگا۔ بشرطیکہ اس معلن کی تعیین وتعدیل ہوجائے یا قرائن خارجیہ سے اور تجربہ سے اس کا صادق ہونا معلوم ہوجائے اور مطلع بھی غبار آلود ہو۔ اگر مطلع صاف ہو تو کم از کم ایک طرح کے تین اعلانوں کا موصول ہوجانا ضروری ہوگا۔

اور اگر اس اعلان کو محض ایک خبر کا درجہ دیا جائے تو اس کے معتبر ہونے کے لئے مستفیض ہونا ضروری ہے لہذا جب اس طرح کی خبریں بذریعہ ریڈیو موصول ہوجائیں کہ تمام اعلانوں کا مبنی علی الکذب ہونا عادۃً محال ہو تو رمضان وعید کے ہلال کے لئے دوسرے قاضی کو فیصلہ کرنا جائز ہوگا۔ چنانچہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے جدید فقہی مسائل میں تحریر فرمایا "جب کہ دوسرے علاقوں میں اس کی حیثیت منادی سلطان کی نہیں ہے، کیونکہ وہاں کے مسلمانوں نے انکو اپنے علاقہ کے لئے مجاز تسلیم نہیں کیا ہے لہذا ان کے لئے یہ محض اطلاع ہوگی اعلان نہ ہوگا اور وہاں کے ذمہ داروں پر موقوف ہوگا کہ وہ اس کی روشنی میں فیصلہ کریں اور اگر قابل اعتماد نہ سمجھیں تو دوسری خبروں کا انتظار کریں۔

لہذا اگر دوسرے صوبہ کے قاضی کا اعلان خاص انداز میں متعینہ الفاظ کے ذریعہ نشر کیا جائے اور ناشر مسلمان معتبر ومعلوم ہے اور قرائن سے اس اعلان کی صحت کا ظن غالب ہوجائے تو دوسرے قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ اس اعلان پر اعتماد کرکے یہ اعلان کردیں کہ فلاں جگہ کے قاضی یا ہلال کمیٹی نے کہ جس میں فلاں فلاں عالم دین ومفتیان کرام شریک ہیں یہ فیصلہ دیا ہے ہم اس پر اعتماد کرکے ہلال رمضان وعید کے ثبوت کا فیصلہ واعلان کرتے ہیں اور مزید کسی دوسرے اعلان کا انتظار کرنا ضروری نہ ہوگا۔

Marfat.com

رؤیت ہلال ایک تفصیلی بحث

مولانا سعید الرحمن القاسمی

کیا اختلاف مطالع معتبر ہے

چاند وسورج ایک متحرک چیز ہے مشرق و مغرب تک چکر لگانا ان کی طبیعت میں داخل ہے، سورج کی گردش کی وجہ سے کسی جگہ روشنی ہوتی ہے تو کسی جگہ اندھیرا ہوتا ہے اور اسی سورج کے اردگرد چکر لگانے اور اس سے روشنی عاریت لینے والا جب اس سے بہت دور ہوتا ہے تو مکمل درخشاں رہتا ہے، لیکن جب اس سے بہت قریب ہو جاتا ہے تو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

پھر جب دوبارہ اذن خدا سے دوری شروع ہوتی ہے تو بتدریج ہلال بن کر قمر بن جاتا ہے اسی طرح گردش اور مختلف مقامات پر صبح وشام میں اختلاف کی وجہ سے چاند کی رؤیت مختلف وقت میں ہوتی ہے، اس لئے اختلاف مطالع کا ثبوت لازمی ہے۔

اختلاف مطالع سے متعلق علماء کرام کے اقوال اگرچہ مختلف ہیں لیکن اثبت اور اشبہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے۔ صاحب ''مراقی الفلاح'' فرماتے ہیں۔

''(صوموا لرؤیته) بدل من الخطاب فإنه علق الصوم بمطلق الرؤیة و هی حاصل برؤیة قوم فیثبت الحکم احتیاطا و اختاره صاحب التجرید وهو الأشبه وإن کان الأول أصح کذا فی السید'' (مراقی الفلاح ۳۰۹، فتاوی عبدالحی ۱/۳۴۸)۔

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

ہوگا، کیونکہ اس زمانہ کے فقہاء تو الگ رہے اول درجہ کے جغرافیہ داں اور سیاح بھی (بلکہ بہت بعد کے لوگ بھی) دنیا و ربع مسکون سمجھتے تھے، اس لئے کہ آسٹریلیا اور امریکا دریافت نہیں ہوا تھا اور بہت سے شرقی اور شرق بعید کے جزائر کا پتہ نہیں تھا اور مغرب جزائر کو دنیا کا آخری سرا تسلیم کیا جاتا تھا چنانچہ طول البلد کا خط وہیں سے شروع ہوتا تھا اس طرح دنیا کو ہفت اقلیم کہا جاتا تھا (حاشیہ رسالہ ۱۲۵)۔

اس پس منظر کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ اخذ کرنا شاید غلط نہ ہوگا کہ اس مسلک کی تعبیر کے لئے جو عبارت میں جتنے عام الفاظ استعمال کئے گئے ہوں، مگر مراد وہ نہیں ہے جو آج کے حالات میں سمجھی جا رہی ہے یا سمجھی جا سکتی ہے، بلکہ ان عبارتوں کی یہ توجیہ کرنا بعید از حقیقت نہ ہوگا کہ مقام رؤیت سے دور و دراز ممالک کے لئے رؤیت کا اعتبار اس وقت ہوگا جب اس کا شرعاً ثبوت ہو جائے نیز عملاً اور عقلاً وہاں کے لئے ایسا کرنا ممکن ہو اس لئے کہ موجودہ دور کی وسیع و عریض آبادی میں یہ بات تقریباً محال ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام دنیا کے لئے لازم العمل ہو اس پہلو سے غور کرنے پر اختلاف مطالع کا معتبر ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

لیکن یہاں یہ دھیان رکھنا بھی ضروری ہے کہ اصل اختلاف مطالع کے معتبر ماننے میں ہے نہ کہ اختلاف مطالع کے وجود میں، اس لئے کہ نفس اختلاف مطالع کا انکار حقیقت کا انکار کرنا ہے چنانچہ علامہ شامی نے فرمایا۔

"اعلم أن نفس اختلاف المطالع لا نزاع فيه بمعنى أنه قد يكون"

(شامی ۱/۱۰۵)۔

اختلاف مطالع کے اعتبار پر عمل

اب تک جانبین کے اقوال مع دلائل بیان کئے گئے، لیکن سوال یہ ہے کہ جو لوگ

Marfat.com

اختلاف مطالع کو غیر معتبر مانتے ہیں یا ان کے قول پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کا جواب نفی میں ہی دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ جب دنیا کے کسی ملک میں رؤیت ہلال کا اعلان ہو جاتا ہے تو عوام یا خواص بھی اس کی جانب متوجہ ہو کر رؤیت کی شرعی حیثیت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں، بلکہ ہر ملک کے علماء کرام اور ذمہ دار حضرات اپنے ہی ملک میں مستقل طور پر رؤیت کے ثبوت کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت پوری دنیا کے لئے معتبر نہیں ہے، بلکہ مستقل طور پر رؤیت کے ثبوت پر عملاً اختلاف ہو رہا ہے تو پوری دنیا کے لئے ایک جگہ کی رؤیت کا اعتبار بدرجہ اولیٰ اختلاف کا ذریعہ بنے گا۔ مزید برآں مقام واحد کی رؤیت پوری دنیا کے لئے لازم کرنا محال نہیں تو غیر ممکن ضرور ہے۔ کیونکہ جب عملاً سب کا اتفاق ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے خود علامہ محی الدین نووی شارح شوافع کا یہی قول بیان کرتے ہیں۔

”والصحيح عند أصحابنا أن الرؤية لا تعم الناس بل تختص بمن قرب على مسافة لا تقصر فيها الصلوة، وقيل إن اتفق المطلع لزمهم“ (١٣٦)

(ہمارے اصحاب کے یہاں صحیح بات ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام لوگوں کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ اتنی دور تک اس کا حکم ہوگا جہاں تک جانے میں نماز میں قصر نہ کیا جائے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر (جغرافیائی طور پر) مطلع ایک ہے تو یہ حکم لازم ہو جائے گا)۔

اس بارے میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کا اسم گرامی سرفہرست ہے، انہوں نے حضرت کریب کی شہادت رؤیت اور اہل شام (جن میں معاویہ بھی ہیں) سے مدینہ تک ایک روز قبل روزہ رکھنے والے واقعہ کو حجت ماننے اور اس پر فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا، حدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت کریب سے روایت ہے کہ ام الفضل بنت الحارث نے انہیں حضرت معاویہ کے پاس ملک شام بھیجا، حضرت کریب کہتے ہیں کہ میں شام پہنچا اور ان کا کام کیا اور میں وہیں

تھی کہ رمضان کا چاند ہو گیا، میں نے خود چاند دیکھا جمعہ کی شب میں، پھر رمضان کے آخر میں مدینہ آیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس نے دریافت کیا اور چاند کا ذکر کیا اور کہا کہ تم نے (رمضان کا) چاند کب دیکھا؟ تو میں نے کہا ہم نے جمعہ کی شب میں دیکھا تو میں نے کہا ہم نے جمعہ کی شب میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے خود دیکھا جمعہ کی شب میں، تو میں نے کہا ہاں (اور میرے علاوہ) اور بہت سے لوگوں نے دیکھا اور سب نے روزہ رکھا حضرت معاویہ نے بھی روزہ رکھا، پس ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب میں دیکھا ہے اس لئے ہم لوگ اس وقت تک روزے رکھیں گے جب تک تیس روزے پورے نہ ہو جائیں یا چاند دیکھ لیں، تو میں نے کہا کیا آپ حضرت معاویہ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کو اپنے لئے کافی (دلیل) نہیں سمجھتے، انہوں نے فرمایا ''نہیں، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی امر فرمایا ہے'' مذکورہ روایت اختلاف مطالع کے اعتبار کی ترجیح پر واضح دلیل بن سکتی ہے، اس لئے کہ عبداللہ بن عباس نے حضور ﷺ کے قول ''صوموا لرؤيته'' کا صحیح مصداق ومفہوم کو اپنے قول وفعل سے واضح فرمادیا وہ یہ کہ اس روایت ''صوموا لرؤيته'' کا مصداق صرف اس حد تک ہے جہاں تک اختلاف مطالع غیر معتبر ہو، پوری دنیا کے لئے یہ حکم نہیں ہے ورنہ عبداللہ ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی اس پر عمل کیوں نہ کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع معتبر ہے'' (مسلم ۱؍۳۴۸)۔

اسی کے مطابق علماء احناف میں بہت ممتاز افراد ان کے ہم خیال ہیں چنانچہ علاء الدین کاسانی کا بیان:

''اگر کسی شہر کے لوگوں نے تیس روزے رکھے اور دوسرے شہر کے لوگوں نے ۲۹؍ روزے رکھے اگر پہلے شہر میں یقینی ذریعہ سے رؤیت متحقق ہو جانے کی بناء پر روزہ رکھے گئے ہیں تب تو دوسرے شہر کے لوگوں کو ایک روزہ قضاء کا ضرور رکھنا چاہئے، اس لئے کہ ان لوگوں نے رمضان میں (پہلے دن کا) ایک روزہ نہیں رکھا، کیونکہ رمضان کی آمد ہو چکی تھی پہلے شہر میں رویت

[illegible] اور دوسرے شہر میں چاند نظر نہ آنے سے عمل میں کوئی فرق نہ ہوگا [illegible]
جگہ عدم رؤیت سے اس کی نفی نہیں ہو پاتی یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں شہروں کے درمیان
زیادہ فاصلہ نہ ہو بلکہ دونوں شہر اتنے قریب ہوں کہ مطلع نہ بدل جاتا ہو اور اگر دونوں شہروں میں
فاصلہ زیادہ ہو تو یہاں کا حکم وہاں نافذ نہ ہوگا [illegible]
کے مطلع کا اعتبار ہوگا (اور وہیں کے لوگوں پر اس کا لزوم ہوگا) [illegible]
عبارت پر غور کرنے سے اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے والوں کی بات میں وزن محسوس ہوتا ہے
[illegible]

"اختاره صاحب التجريد كما إذا زالت الشمس عند قوم وغربت عند غيرهم، فالظاهر على الأولين لا المغرب لعدم انعقاد السبب في حقهم"
(مراقی ... [illegible])

صاحب ترجیح نے اس کی [illegible] مثال دی ہے کہ کسی جگہ [illegible] ہوا تو پہلے مقام کے لوگوں پر ظہر فرض ہوگی نہ کہ مغرب، یعنی مغرب کا سبب ان کے حق میں نہیں پایا گیا۔

اختلاف مطالع کے معتبر ہونے میں متقدمین و متاخرین کا فرق

[illegible] متقدمین میں اس اختلاف [illegible] انداز میں بیان [illegible]
مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں، البتہ متاخرین حنفیہ میں سے [illegible]
[illegible] بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے [illegible]
[illegible]

نیز آیت قرآنی "یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس و الحج" (...) دلالت کرتی ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالی نے سوال "یسئلونک عن الأهلة" کے جواب میں "مواقیت للناس و الحج" فرمایا یعنی لوگوں اور حج دونوں کے لئے چاند پیمانہ ہے صرف "للناس" کیوں نہیں فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ عام مہینوں میں ہر آدمی اپنے اپنے علاقہ کے چاند پر عمل کریں گے لیکن جب حج کے لئے آئیں گے تو تمام لوگوں کو ایک ہی رؤیت (مکہ کی رؤیت) پر عمل کرنا ہوگا۔

اختلاف مطالع کے اعتبار کے حدود

جب یہ بات تقریبا مسلم ہو چکی ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار عملا اور استدلالا دور کے علاقہ میں ہے لیکن قریبی مقامات میں غیر معتبر ہے تو اب مسئلہ یہ ہے کہ قریب و بعید کے درمیان وجہ الاعتبار کیا ہے جس کی وجہ سے یہ فرق کیا جا سکے کہ یہ بعید ہے اور قریب ہے تو اس کے متعلق قدیم زمانہ سے فقہاء کے مختلف اقوال منقول ہیں جسے بالترتیب یہاں ذکر کئے جا رہے ہیں۔

۱- علم ہیئت کے اعتبار سے جتنی مسافت پر مطلع بدل جاتا ہو وہ بعید ہے۔

"و قیل إن اتفق المطلع لزمهم" (شرح مسلم ۱/۳۴۸، فتاوی عبدالحی ۱/۳۴۶)۔

۲- مقام رؤیت سے اتنا فاصلہ جہاں عادتا چاند نظر آنا چاہئے (اگر کوئی مانع نہ ہو) قریب ہے اس سے زیادہ بعید ہے "رابعها أنه یلزم أهل کل بلد لا یتصور خفائه عنهم بلا عارض دون غیرهم" (نیل الاوطار ۴/۲۶۱)۔

۳- سلطان کے نزدیک اگر رؤیت ثابت ہو جائے تو وہ اپنے حدود مملکت میں (چاہے وہ جتنے وسیع ہوں) تمام لوگوں پر اس حکم کو نافذ کر سکتا ہے گویا ایک ملک کا ہر حصہ قریب ہے اور بیرون ملک بعید ہے۔

Marfat.com

”وثانيها أنه لا يلزم أهل بلد رؤية غيرهم إلا أن يثبت عند الإمام الأعظم فيلزم الناس كلهم، لأن البلاد في حقه كالبلد الواحد إذ حكمه نافذ في الجميع“ (نیل ص ۳ ۲۶۸، فتح الباری ۴ ۱۲۳)۔

۴- ایک اقلیم کے تمام حصے قریب ہیں اور دوسرے اقلیم کے تمام حصے بعید ہیں (معارف السنن ۵ ۳۳۶)۔

۵- مقام رؤیت سے جو جگہ مختلف ہو بعید ہے اس کے علاوہ قریب ہے ”وفي ضبط البعد أوجه أحدهما اختلاف المطالع“ (نیل ص ۳ ۲۶۸)۔

۶- ایک مہینہ کی مسافت بعید ہے اور اس سے کم مسافت قریب ہے (فتاویٰ ج ۲ ص ۳۶۲)

۷- چوبیس فرسخ بعید ہے ایک فرسخ تین میل شرعی کے برابر ہوتا ہے اور ایک شرعی میل چار ہزار ذراع کا ہوتا ہے۔ ”الفرسخ ثلاثة أميال والميل أربعة آلاف ذراع“ (شامی ۵/۱۰)۔

۸- ان کے علاوہ ایک قول یہ بھی ہے کہ مدینہ منورہ اور شام سے جو مسافت ہے وہ بعید ہے، حضرت ابن عباس کی روایت سے بظاہر یہی استدلال ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا اقوال پر ایک نظر

مذکورہ اقوال پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی قول ایسا نہیں جس پر آج عمل کیا جا سکے، کیونکہ ہندوستان کے علاقے اور اس سے دور دراز ملکوں تک پھیلے ہوئے ہیں، شام میں رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو ہزاروں میل دور کے علاقوں میں اس کا اعتبار کیا جائے، مثلاً ملکوں کی شہادت پر فیصلہ ہوتا ہے ...

مسافت اس کثرت شہادت کی وجہ سے اس بات کا ثابت کرنا چنداں دشوار نہیں رہتا کہ ہندو پاک سے ملکوں میں اختلاف مطالع غیر معتبر ہے۔ لہذا ہندوستان میں اگر ثبوت رویت ہو جائے تو پاکستان میں بھی شہادت ہو سکتی ہے اس لئے کہ نص (مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے) دلالت کرتی ہے کہ بلاد قریبہ میں وہ سب ممالک داخل ہوں گے جہاں جہاں عام تاریخ یکساں رہتی ہے اسی کو علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے یوں فرمایا:

مناسب یہ ہے کہ ایسے مقامات کے درمیان اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے جہاں دونوں میں ایک دن سے زیادہ کا فرق عادتاً ہوتا ہو، کیونکہ نصوص میں تصریح ہے کہ مہینہ ۲۹ر یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے تو ایسی جگہ کی شہادت پر عمل نہیں کیا جائے گا جہاں کی شہادت پر عمل کرنے سے ۲۸ سے کم یا ۳۰ دن سے زیادہ کا مہینہ بن جاتا ہو" (فتح الملہم شرح مسلم ۳ر۱۱۳)۔

یعنی کسی جگہ کی رویت کی بنا پر دوسری ایسی جگہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا جہاں منصوص مقررہ تعداد ۲۹ یا ۳۰ دن میں فرق آجائے کہ اس صورت میں نصوص کی خلاف ورزی لازم آئے گی خاص طور پر آج کل جبکہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایک جگہ کی رویت کی خبر دوسری جگہ پہنچائی جا سکتی ہے لیکن اس کی وجہ (عدم اعتبار اختلاف مطالع) سے کسی جگہ مہینہ ۲۸ر کا تو کسی جگہ ۳۱ کا ہو جائے گا۔

خلاصہ بحث

اختلاف مطالع سے متعلق بالترتیب ۹ر اقوال ذکر کئے گئے اور آخر میں ایک قول بطور فیصلہ کے ذکر کیا گیا اس طرح کل ۱۰ر اقوال (عشرۃ کاملہ) ہوئے ان تمام اقوال میں سے آخری قول کو نص (مہینہ ۲۹ر یا ۳۰ر دن کا ہوتا ہے) کی روشنی میں ترجیح دی جاسکتی ہے علاوہ ازیں اس قول سے قریب و بعید اختلاف مطالع کے مابین فرق کرنا بھی آسان تر ہے، یہی بات حضرت علامہ انور

Marfat.com

تو وہ شخص کے اعتدال سے خارج ہوتی ہے۔

زیلعی کا قول تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ورنہ تو لازم آئے گا کہ عید ۲۸ اور ۳۱، ۳۲ تاریخ کو بھی پڑ سکتی ہے۔ اس لئے کہ قسطنطنیہ کے شہروں میں ہمارے یہاں سے کبھی کبھی دو دن قبل چاند نظر آجاتا ہے۔ دریں صورت ہم اگر اپنے یہاں کے اعتبار سے روزے رکھنا شروع کریں تو بعد ازیں وہاں سے کوئی معتبر خبر چاند نظر آجانے کی ہمارے پاس آجائے (اور ہم اس پر فیصلہ کریں) تو ایک دو دن قبل عید کرنا پڑے گی اور اس طرح وہاں سے خبر لانے اور روزہ رکھ کر آنے والے کو ۳۱ یا ۳۲ روزے رکھنا پڑ جائیں گے (اور اگر اس نے ہماری اتباع کی) اس آنے والے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے اس کا جواب مجھے فقہ حنفی کی کتابوں میں نہیں ملا اھ (ج ۲ ص ۹۰)۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال کا مطلع ایک ہے، اس لئے کہ ان علاقوں میں مسافت قریب ہی رہتی ہے۔ جب صورت حال ایسی ہے تو اگر پاکستان یا بنگلہ دیش سے شرعی رویت کی اطلاع ہندوستان پہنچ جائے تو یہاں والوں کے لئے اس رویت پر عمل واجب ہوتا ہے۔

قاضی و حاکم کے حدود

جب کسی علاقہ میں رویت کا ثبوت ہو جائے اور اس کا اعلان قاضی وقت کی طرف سے ہو جائے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اعلان کرنے والے کا دائرہ کہاں تک ہے۔ اگر علاقائی قاضی ہے تو اس کا اعلان اپنے ہی علاقہ تک محدود رہے گا اور دوسرے علاقہ میں وہ قاضی کا حکم نہ رکھے گا۔ اس کا اعلان دوسرے علاقہ والوں پر عمل ضروری نہ ہوگا۔ البتہ اس علاقے کے قاضی یا مفتی نے اپنے شہر پر اعلان کر دیا تو یہ لازم ہو جائے گا کہ ان اعلان کرنے والوں کا

وقت یا من جانب حکومت مقرر عالم دین جوان کاموں کے لئے ہوتو پھر پورے ملک کے لئے ایک ہی اعلان کافی ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے۔

"لا يقبل إخباره (القاضي) قاضيا آخر في غيره عمله أو غيره عملها ولو كان على قضائه لأنه بالنسبة إلى العمل الآخر كواحد من الرعايا غير أن لكتاب خص من ذلك بالاجماع (فتح القدیر ۳۸۹/۱)، اسی طرح مفتی شفیع صاحب نے اپنے ایک رسالہ میں فرمایا۔

قاضی یا ہلال کمیٹی کے فیصلے کو صرف اسی شہر اور اس کے مضافات کے اندر رہنے والوں کے لئے واجب العمل قرار دیا جائے گا جو اس کے دائرہ اثر میں ہیں (رسالہ ص ۵۰)

اور اگر کوئی ملک یا علاقہ ایسا ہو جہاں مستقل قاضی یا حاکم نہ ہو (جیسا کہ ہندوستان کے اکثر مقامات) تو پھر علماء یا دیندار طبقہ پر مشتمل رؤیت ہلال کمیٹی ہو تو ان کے اعلان کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

آلات جدیدہ کے احکام

دور جدید میں بہت سے ایسے آلات جدیدہ ایجاد ہو چکے ہیں مثلاً ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ ان آلات کے ساتھ بعض احکام شرعیہ متعلق ہیں، لیکن ان کی وجہ سے ایک طرف بہت آسانیاں ہیں تو دوسری طرف بعض اعتبار سے پریشانیاں بھی ہیں اس کی وجہ بعض شرائط کا مفقود ہونا ہے اس لئے فقہاء کے ذکر کردہ شرائط کی روشنی میں ان آلات کا جائزہ لینا ہے تاکہ درپیش پریشانیاں دور ہوں اور امت کے درمیان اختلاف وانتشار نہ پیدا ہوں۔

ان آلات کے مابین شرائط واحکام کے اعتبار سے قدرے فرق پایا جاتا ہے اس لئے سب کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ریڈیو

بذریعہ ریڈیو جو اعلان نشر کیا جاتا ہے، جیسے خبر اس نوعیت سے رؤیت کا حتمی اعلان ہوتا ہے کہ اعلان سننے والوں پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا شرعاً ضروری نہیں ہوگا، مثلاً خبر دی جائے فلاں جگہ چاند ہو گیا، نظر آیا، دیکھا گیا ہو، یا کسی جگہ کی رؤیت کے بارے میں یہ اطلاع دی جا رہی ہو کہ فلاں جگہ کے بارے میں اس صورت میں ریڈیو کی خبر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، چنانچہ فقہاء نے اس نوعیت کی خبر کے متعلق صراحت کر دی ہے کہ اگر ایک جماعت یہ بیان کرے تب بھی اس پر اعتماد کر کے دوسری جگہ رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

''ایک جماعت آکر (کسی دوسرے چاند دیکھنے کی بات اس طرح) بیان کرے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن قبل چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے اور آج ان کے حساب سے ۳۰ تاریخ ہے حالانکہ ان لوگوں (بیان دینے والوں) نے خود چاند نہیں دیکھا تھا (بلکہ رؤیت سے علاوہ) دوسرے شہر کے لوگوں کا دن جیسا بتاتا ہے اور نہ چاند دیکھنے والوں کی شہادت پر شہادت دی ہے (اس کا اعتبار نہیں) ہاں اگر کسی قاضی یا حاکم کی طرف سے اعلان کرے، مثلاً یوں کہے کہ فلاں قاضی یا حاکم نے اعلان کیا ہے کہ فلاں جگہ رؤیت ہوئی ہے، بنا بریں یہ دن ہے جس کا اعلان کرنے والا مسلمان ہوا اور چونکہ قاضی کے اعلان کی حیثیت میں کافی حجت معتبر ہے'' (فتح القدیر ۲/۳۲۳)

''لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا'' (النساء)

''خبر منادي السلطان مقبول عادلا كان او فاسقا كذا في شرح الإخلاص'' (عالمگیری ۲/۲۲۲)

(یعنی شاہی طرف سے اعلان کرنے والے کی بات مانی جائے گی، چاہے وہ عادل ہو یا فاسق ہو)۔

ریڈیو کی خبر کی حیثیت

ریڈیو کے ذریعہ جو اعلان کیا جاتا ہے وہ ایک خبر کی حیثیت رکھتا ہے نہ کہ شہادت کی، اس لئے کہ شہادت میں شاہد کا موجود ہونا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے۔

"وفی عرف اهل الشرع أخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء" (فتح القدیر ۶ / [illegible])۔

رویت ہلال کا اعلان ایک خبر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن چاند دیکھنے والا جب کسی قاضی یا ہلال کمیٹی کے پاس خبر دے گا تو اس کی حیثیت شہادت کی جگہ لے لے گی، پھر جب اس خبر کو قاضی یا حاکم ریڈیو کے ذریعہ اعلان کرائے تو اس کو بعینہ قاضی اور حاکم کی خبر سمجھی جائے گی اور اپنے اپنے دائرے کے لحاظ سے عمل لازم ہو جائے گا جیسا کہ مولانا برہان الدین صاحب اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔

مسلمانوں میں سے کسی ثقہ متدین عالم کو حکومت حکم رویت کے اعلان کے بارے میں مختار عام بنادے جس کا فیصلہ تمام اہل ملک کے لئے نافذ ہو سکے اور پھر اس فیصلے کا اعلان ریڈیو کے ذریعہ کیا جائے (مذکورہ شرائط کے مطابق) تو وہ تمام اہل ملک کے لئے نافذ العمل ہوگا (ص ۹۱)۔

ٹیلی ویژن و ٹیلی فون

ٹیلی ویژن پر آنے والی خبر کا حکم بھی ریڈیو کی طرح ہے یعنی جو شرائط ریڈیو سے متعلق ہے وہی اس کے لئے وہ یہ کہ کسی کمیٹی یا قاضی کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے اور کل عید منائی جائے وغیرہ۔

ٹیلی ویژن سے ثبوت رویت کی ایک دوسری شکل

ثبوت رویت کی دوسری شکل یہ ہے کہ ٹیلی ویژن ایکس چینج کے ذمہ دار بعینہ چاند کی

کا ثبوت خط اور ٹیلی فون سے نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ آواز پہچان لی جائے کیونکہ اس میں شہادت کی ضرورت ہے حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی ٹیلی فون کے متعلق فرماتے ہیں۔

گو ان دونوں بلاؤں کی شہادت میں بعض احکام اختلاف یعنی تفاوت بھی ہے لیکن یہ شرط مشترک ہے کہ شاہد عدل یا مستور یعنی غیر معلوم الوصف ہو اور یہاں وہ خود غیر معلوم بالذات ہے باقی آواز تو ٹیلی فون میں صاف پہچانی نہیں جاتی دوسرے اگر پہچانی بھی جاوے تب بھی آواز وں میں تشبہ ہوا کرتا ہے اور جو شرط ہے مخبر کے تعین کی۔ یہ یہاں ممکن نہیں ،لہذا یہ شہادت ٹیلفون کے واسطے سے رمضان یا فطر میں معتبر نہیں (امداد الفتاوی ۲/ ۹۴)۔

اس پر ایک حاشیہ ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر صورت وغیرہ سے مخبر کا امتیاز ہو جائے اور وہ عادل بھی ہو تو رمضان میں یہ خبر معتبر ہے ،البتہ فطر میں بہرکیف معتبر نہیں۔

اور ایسا کرنا ممکن بھی ہے کہ جس صاحب نے فون کیا ان سے فون نمبر لے کر دوبارہ فون کیا جائے تو اس طرح یقین ہو جائے گا کہ فلاں نے ہی فون کیا خود حضرت مولانا تھانویؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ جن احکام میں حجاب مانع قبول ہے اس میں غیر معتبر ہے اور ان میں حجاب مانع نہیں اس میں اگر قرائن قویہ سے متکلم کی تعین معلوم ہو جائے تو معتبر ہے (امداد الفتاوی ۲/ ۹۰)۔

جب قرائن قویہ سے مخبر کی معرفت ہو جائے تو اس کی خبر کے مطابق عمل کیوں نہیں کیا جا سکتا جب کہ موجودہ اور بعض گذشتہ دور کے اکابر ٹیلی فون کو خط پر قیاس کرتے چلے آئے ہیں خط کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر تحریر سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ فلاں نے لکھا ہے ،جیسا کہ خود حضور ﷺ کے زمانہ میں بہت سے احکام خط کے ذریعہ ارسال کئے گئے اور اس پر عمل بھی ہوا اگرچہ اس میں جعل وتزویر کا احتمال ہے ،لیکن جب یقین ہو جائے کہ فلاں کا خط ہے تو عمل کرنا درست ہوگا جب کہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تحریر خط جو شکل دستور کے لکھا آیا ہے از طرف مثلا اور مکتوب الیہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کا ہی خط ہے تو اس کا لکھنا خبر رؤیت ہلال کے بارے میں معتبر ہوگا اور اس پر عمل کرنا درست ہوگا۔

فتح القدیر میں ہے:

"من نسي شهادته ووجد خطه وعرفه هل يسعه أن يشهد قال: إذا كان الخط في حرزه يسعه أن يشهد" (فتح القدیر ۶/۲۶۰)۔

(جو شخص اپنی شہادت بھول گیا اور اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا واقعہ کا خط دیکھ کر اس نے پہچان لیا (کہ یہ میرا ہی خط ہے اور وہ واقعہ اس میں مکتوب رہے تو) کیا اس کے لئے گواہی دینے کی گنجائش ہے؟)۔

فرمایا اگر خط اس کے پاس محفوظ تھا تو گواہی دینے کی گنجائش ہے۔

دیکھئے فقہاء نے خط کے ذریعہ یقین ہو جانے کے بعد اس کو حقوق العباد میں بھی معتبر مانا ہے حالانکہ اس معاملہ میں پابندیاں زیادہ ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ جہاں خطوط میں احتمال جعل و تزویر اور اس کا گمان نہ ہو وہاں ان پر عمل کرنا درست ہوگا اور اوپچی خطوط جو عام طور باہمی تعلقات یا قرابتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو لکھے جاتے ہیں تزویر کا احتمال بہت کم ہوتا ہے اس لئے ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

ٹیلی فون کے بارے میں ابن ہمام کے قول سے لطیف استدلال

"ولو سمع من وراء حجاب كثيف لا يشف من ورائه لا يجوز له أن يرويه: لأن النغمة تشبه النغمة إلا إذا أحاط بعلم ذلك، لأن المسوغ هو العلم غيره أن رؤيته متكلما باتعصد طريق العم به، فإذا فرض يحقق طريق آخر جاز

Marfat.com

(فتح القدیر ۲/ ۲۴۳)۔

غور کیجئے اس عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل چیز یقین کا حاصل ہونا ہے۔

ٹیلی فون سے ہلال عید کا ثبوت بھی ہوسکتا ہے

اکثر علماء فون کے ذریعہ آنے والی اطلاع کو خبر کا درجہ دے کر ثبوت رمضان تک محدود رکھا ہے (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) لیکن سید محمد میاں صاحب نے فرمایا کہ فون سے آنے والی خبر کو اگر استفاضہ کی شان حاصل ہوجائے تو اس کے مطابق عید بھی منائی جاسکتی ہے اور دلائل کی رو سے یہ بات راجح معلوم ہوتی ہے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں۔

جب متعدد مقامات سے ٹیلی فون کرکے تحقیق کرلی جائے تو اس میں استفاضہ کی شان پیدا ہوجاتی ہے اور استفاضہ کی بناء پر ہلال عید کا بھی فیصلہ دیا جاسکتا ہے (الرسالہ ص ۲۰)

خبر مستفیض کی تعریف اور اس کا حکم

مختلف مقامات پر خبر مستفیض کا تذکرہ آنے کی وجہ سے مناسب ہے کہ اس کی مختصر تحقیق کردی جائے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"اعلم أن الهلال يثبت بالشهادة على الرؤية أو شهادة على الشهادة أو شهادة على القضاء إلا فاضة أى التواتر" (العرف الشذی حاشیہ ترمذی ۱/ ۱۴۹)۔

بہت سے فقہاء اور علماء کے کلام سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خبر مستفیض اس کو کہتے ہیں جس سے علم یقین یا قریب بہ یقین حیثیت حاصل ہوجائے، اگرچہ مصداق میں اختلاف ہے، چنانچہ علامہ انور شاہؒ نے استفاضہ کو تواتر کے ہم معنی قرار دیا اسی طرح فقیہ ابن رشد کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

Marfat.com

"إذا بلغ الخبر مبلغ التواتر لم يحتج فيه إلى الشهادة" ([illegible])۔

ریڈیو ٹیلی ویژن اور فون کی اطلاع اگر خبر مستفیض کے درجہ کو پہنچ جائے تو علم یقین یا قریب بہ یقین کی حیثیت حاصل ہو جائے گی، اس لئے اس اعلان کے مطابق رمضان اور عید منائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اعلان خبر مستفیض کی حد کو پہنچ جائے۔

خبر مستفیض کے قائل دو افراد سے زیادہ ہونے چاہئیں

جس خبر کے لئے محدود طرق ہوں لیکن دو سے زیادہ ہوں تو اس کو محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت مستفیض کہتی ہے۔

"ماله طرق محصورة بأكثر من اثنين وهو المشهور عند المحدثين سمي بذلك لوضوحه وهو المستفيض على رأي جماعة من أئمة الفقهاء" (فتح القدیر ۲: ۲۵۲)۔

تار، ٹیلیکس اور فیکس کا حکم

جب یہ بات واضح ہو چکی کہ فون کے ذریعہ آنے والی اطلاع کو خط پر قیاس کرتے ہوئے معتبر مان لی گئی لیکن تار یا ٹیلیکس کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں، اس لئے ان کے ذریعہ آنے والی اطلاع کو قطعی معتبر نہیں ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ تار کے ذریعہ آنے والی اطلاع اور تحریر بعینہ مخبر کی تحریر نہیں رہتی یہی حال ٹیلیکس کا ہے جس کی وجہ سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ خبر دینے والا کون ہے یعنی کیا وہ عادل ہے یا نہیں، اس لئے کہ انہیں بعض اوقات کذب کا غالب امکان ہے بخلاف فیکس کے کیونکہ اس کے ذریعہ آنے والی اطلاع وتحریر بعینہ مخبر کی تحریر ہوتی ہے بلکہ خط سے بھی بڑھ کر جعل وتزویر سے زیادہ محفوظ رہتی ہے اسی طرح فیکس کی اطلاع بھی مانی جا سکتی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ ان آلات میں اصل مدار اعتماد کے حاصل ہونے پر ہے اس قاعدہ پر نظر کرتے ہوئے تار کی اطلاع کو معتبر مان لیا جائے تو اس کے مطابق بھی عمل کیا جا سکتا ہے، لیکن آج کل خاص طور سے ہندوستان، جیسے ملک میں اعتماد حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے تار اور ٹیلیکس کے ذریعہ آنے والی اطلاع کو غیر معتبر ہی سمجھا جائے گا۔

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ جن ذرائع سے شرعاً رؤیت کا اعلان معتبر ہو جاتا ہے اگر یہ حاصل ہو جائے تو ملکی کمیٹی کی جانب سے اعلان ہو جانے کے بعد ہر ایک کو ماننا ضروری ہو جائے گا، اور اگر کسی علاقائی کمیٹی کی طرف سے اعلان ہوا تو پھر دوسری کمیٹی کو چاہئے کہ قاعدہ کے مطابق ثبوت حاصل کرے اعلان کرے چاہے ایک جگہ سے ہی اعلان کیوں نہ ہوا ہو۔

رؤیت کے بارے میں شریعت کی روح کیا ہے

شریعت اسلامیہ کے احکام تا قیامت اور ہر انسان کے لئے نازل کئے گئے ہیں چاہے وہ انسان دنیا کے کسی خطہ یا کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو اسی طرح کم پڑھا زیادہ پڑھا سب ان کے مخاطب ہیں۔

رؤیت ہلال کا مسئلہ ایک عمومی مسئلہ ہے اس کی ضرورت ایک شہری سے لے کر دیہاتی تک کو پڑتی ہے اسی وجہ سے ہلال کے ثبوت کا مدار رؤیت پر رکھا جاتا ہے کسی نادر اور فنی چیزوں پر اس کا مدار نہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو بہت سے لوگوں، بلکہ اکثر کے لئے اس پر عمل مشکل ہو جاتا، کیونکہ اسلام جس کے مخاطب کالے اور گورے دیہاتی اور شہر غرضیکہ ہر طرح کے لوگ ہیں اس کے قوانین میں سب کی رعایت کی گئی ہے، اس لئے ہر کام کا وہ طریقہ بتایا گیا ہے جو سب کے لئے آسان ہو اور اس پر عمل کرنا تکلیف مالا یطاق کا مصداق نہ ہو۔

اس رؤیت کو یعنی چاند کو کھلی آنکھوں سے نظر آنے کو مدار حکم دیا گیا، یہی وجہ ہے کہ

Marfat.com

حدیث پاک میں وہی فطری اور سادہ اصول بتایا گیا ہے صوموا لرویته وافطروا لرویته
وان اغمی علیکم فاقدروا له ثلاثین (مشکوٰۃ شریف [illegible])۔

فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو بادلوں کی وجہ سے رویت نہ ہو
سکے تو ۳۰ دن مکمل کر لو یعنی سادہ حکم دیا گیا کہ جس میں کوئی پریشانی نہیں ہے ہر آدمی آسانی
سے معلوم کر سکتا ہے اس کو دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا۔

عن النبی ﷺ قال انا امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا
وهكذا مرة تسعا وعشرين ومرة ثلاثين ([illegible])۔

(آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ حساب و کتاب سے واقف نہیں ہیں مہینہ
(کبھی) ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا)۔

مہینہ کی آمد و رفت میں حساب دانوں کا قول غیر معتبر ہے اس کے متعلق بہت [illegible]
سے فقہاء قدیم و جدید سے اقوال منقول ہیں۔

ہوائی جہاز اور دوربین

اس لئے رویت ہلال کے لئے ہوائی جہاز، دوربین اور فلکیاتی حساب سے مدد [illegible]
شریعت اسلامیہ کی روح کے خلاف ہے اور [illegible] ہے کہ ان کے ذریعہ سے [illegible]
جدید وہ حساب سے ذریعہ رویت میں غلطی کا امکان زیادہ رہتا ہے اس لئے کہ [illegible]
ساعت سورج سے قریب ہونے سے بعد میں شروع ہوتی ہے [illegible]
تک نہیں ہوتا جب تک رویت کی [illegible] جب [illegible]
دن میں [illegible] نظر آ سکتا ہے) [illegible] ذریعہ حاصل ہونے والی رویت [illegible]
سے پہلے رویت ثابت ہو جائے [illegible] ۲۱ [illegible]

خلاف نص ہے لیکن ایسا دوربین جسے لوگ ہاتھوں ہاتھ لئے پھرتے ہیں اس طرح کے دوربین سے حاصل ہونے والی رؤیت معتبر ہوگی اس لئے کہ اس کی رؤیت بصری رؤیت کے ہم مانند ہے۔ اس کی مزید وضاحت مولانا تھانوی کے ایک فتویٰ سے ہوتی ہے فرماتے ہیں۔

دوربین محض آلہ تحدید بصر است ورؤیت بصر واقع است پس حکمت مثل عینک یا شدند وبریں دیدن رؤیت کہ مدار وجوب احکام است صادق است پس لامحالہ صحیح ومعتبر م مناط احکام باشند البتہ اگر بدلائل فن ایں امر بہ ثبوت پیوندد کہ خاصیت آن دوربین چنیں است کہ ہلال باوجود تحت افق بودن بواسطہ آں بنظر آید حتی کہ شمس ہم باوجود طلوع از افق درآں مطالع می آید آرے صحیح ومعتبر نباشد (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۰۹)

حسابی قواعد سے رؤیت ہلال کی پیش قیاسی

اس بات کو مولانا برہان الدین صاحب نے اپنی کتاب میں ایک مشہور صاحب قلم ضیاء الدین کے حوالہ سے لکھا ہے جو ضیاء الدین لندن آبزرویٹری کے شعبۂ فزکس وعلوم فلکیات کے رسنٹ ڈائرکٹر سے اس موضوع پر خط وکتابت کر کے معلومات حاصل ہوئیں، ڈائرکٹر صاحب نے جو اس خط کا جواب دیا اس کا خلاصہ ضیاء الدین صاحب کے الفاظ میں یہاں مختصراً پیش کیا جارہا ہے۔

آپ (ضیاء الدین صاحب کے استفسار کے متعلق کے رصدگاہی سائنسداں کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیش قیاسی کی جاسکے، مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے، آگے چل کر ڈائرکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں:

درحقیقت رؤیت ہلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا، مجھے افسوس ہے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا سائنسی طریقہ نہیں ہے جس سے اس موقعہ پر اسلام کی ضروری شرائط

(آنکھ سے نیا چاند دیکھنے کی بابت) پوری کی جاسکیں۔

ضیاء الدین صاحب نے اپنے رسالہ میں مشہور عالم رصدگاہ گرین وچ کی سائنس ریسرچ کونسل کی فلکیاتی قرطاس کا ترجمہ بھی دیا ہے یہاں اس کا ایک حصہ نقل کیا جا رہا ہے: ہم نئے چاند کے پہلی مرتبہ نظر آنے والی تاریخوں کے متعلق پیش گوئی کرنا ممکن نہیں، کیونکہ اب تک کوئی قابل اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہوئے جنہیں ان شرائط کو متعین کرنے میں استعمال کیا جاسکے جو چاند کے اول بار نظر آنے کے لئے کافی ہوں۔

مزید لکھتے ہیں۔

یہ امر واضح ہے کہ رؤیت ہلال کے متعلق کوئی بھی قیاس غیر یقینی ہوتی ہے۔ ان سب تخمینات کے پیش نظر صادق ومصدوق (ﷺ) کے ارشاد: ''أنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا مرة تسعا وعشرين ومرة ثلاثين'' کی معنویت وصداقت اور بھی زیادہ واضح اور مدلل ہوجاتی ہے اور ثابت ہوجاتی ہے۔ امت مسلمہ کے لئے اس کے رسول ﷺ نے قیامت تک کے لئے جو اصول بتایا ہے وہ عملی طور پر بھی اکمل ہے (رؤیت ہلال ۴۳-۴۴)۔

رؤیت ہلال کے لئے افراد کی تعداد

غرض ثبوت رؤیت کا اصل مدار رؤیت بصری پر ہے لیکن ثبوت رؤیت کے لئے ہر آدمی کو دیکھ لینا ضروری نہیں، بلکہ ممکن بھی نہیں ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر آسمان صاف ہو تو ثبوت ہلال کے لئے ایک جم غفیر کا ہونا ضروری ہے، اور اگر آسمان صاف نہ ہو تو رمضان کے لئے ایک عادل آدمی کافی ہے اور عید کے لئے دو مرد یا ایک مرد دو عورت سے رؤیت کا ثبوت ہوجائے گا (تفصیل کیلئے دیکھئے الایضاح ۱۳۹)۔

عادل سے مراد

عادل سے مراد وہ شخص ہے جو صوم وصلوۃ کا پابند ہو اور معاشرہ میں نیک سمجھا جاتا ہو وہ مراد نہیں ہے جو فقہاء کی اصطلاح میں مراد لیا جاتا ہے اس لئے کہ بعض مرتبہ ایک داڑھی منڈا شخص بظاہر فاسق ہے لیکن کسی بات کو نقل کرنے میں بہت احتیاط کرتا ہے بخلاف بعض اس شخص کے جو بظاہر متشرع ہے لیکن کذب بیانی میں دریغ نہیں کرتا اس لئے رؤیت جیسے ضرورت عامہ کے لئے ایسا شخص بھی کافی ہوگا جو مستور الحال ہو یا معاشرہ میں اچھا سمجھا جاتا ہو۔

چنانچہ قاضی خان نے اس مسئلہ سے متعلق تفصیل کی ہے کہ بہت سے لوگ اگرچہ فاسق ہوتے ہیں لیکن با مروت اور باوجاہت ہونے کی وجہ سے جھوٹ بولنے کو بہت برا سمجھتے ہیں، اس لئے کوئی فاسق ہو تو تحقیق کے بعد کہ وہ جھوٹ کے معاملہ میں محتاط ہے اسی کو باری تعالی نے فرمایا "ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا" (سورہ حجرات) معاشرہ میں باوقار سمجھا جانا ہی تحقیق وتبیین ہے، اس لئے ایسے شخص کی بات مان لی جائے گی، مفتی نظام الدین نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

"ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانے والا شخص مثلا اگر صوم وصلوۃ کا پابند ہے معاملات کا سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا یا ذی وجاہت وذی مروت ہے یا وقار ہے جھوٹ بولنے کو یا شخص اپنے معاملات میں اپنی تحقیر وتوہین سمجھتا ہے یا اس میں اس کی تحقیر وتوہین لازم آئے گی تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی" (نظام الدین، ۲۲۴)۔

قاضی خان فرماتے ہیں کہ شاہد بننے سے مانع فسق ہونا نہیں ہے، بلکہ کذب کی تہمت مانع ہے خود ان کی زبانی ملاحظہ ہو:

"فسق اس کو شاہد بننے کی صلاحیت سے نہیں روکتا، بلکہ کذب کی تہمت کی وجہ سے شہادت ادا کرنے (اور قبول کرنے) سے روکتا ہے اور علماء نے اس فسق کے بارے میں جو

Marfat.com

ادائے شہادت سے روکتی ہے پوری تفصیل فرمائی ہے، علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جب نابینا شخص اہل اعلان کرنا قبول شہادت سے روک دیتا ہے اور صغیرہ کا اعلان کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس قسم کا ہو جس سے شنیع و قبیح درجہ کا فسق نمایاں ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے لوگ ان کو فاسق کہنے لگتے ہوں تو اس کی شہادت بھی مقبول نہ ہوگی (فتاویٰ ہندیہ [illegible])۔

اگر اس طرح ہے کہ کسی ایک شخص کی اطلاع پر رمضان کی ابتداء ہوئی تھی، رمضان کے تیس دن گزرنے کے بعد مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ بدگمانی ہوگی کہ یہ سمجھا گیا کہ اس کو غلطی ہوئی یا غلط بیانی سے کام لیا اس لئے اس دن رمضان کی ۳۰ تاریخ قرار دے کر روزہ کا فیصلہ کیا جائے گا، فقہاء اس کے متعلق تفصیل کرتے ہیں کہ اگر ۳۰ رمضان کو آسمان صاف ہو پھر بھی چاند دکھائی نہ دے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے غلط دیکھا تھا، اس لئے عید نہ کی جائے گی، وجہ یہ کہ آج چاند نظر نہیں آیا، اس لئے کہ مہینہ ۳۱ کا تو ہوتا نہیں، لہٰذا عید نہیں منائی جائے گی بلکہ ایک اور روزہ رکھا جائے گا اور اگر آسمان صاف نہ ہو تو عید منائی جائے گی، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ چاند بادل کی وجہ سے دکھائی نہیں دیا ہو اور اس شخص کی روایت سے رمضان کا ثبوت ہو چکا تو پھر دونوں صورتوں میں افطار کیا جائے گا۔

"قال الشرح والاشبه ان يقال ان كانت السماء مصحية لا يفطرون لظهور غلطه وان كانت مغيمة يفطرون لعدم ظهوره ولو ثبت برجلين افطروا" (الہندیہ [illegible] ۱۲۲)۔

چاند دیکھنے والے قاضی کی حیثیت

جو شخص چاند دیکھے اور وہ عادل یا قاضی ہو تو اس کی [illegible] قاضی نے چاند دیکھا ہے تو [illegible] ثابت [illegible] اعلان رمضان سے پہلے [illegible] متعلق [illegible] عادل یا [illegible] آدمی [illegible]

شہادت کے ذریعہ گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ مطلع ابر آلود ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو ہلال رمضان یا غیر رمضان سب میں عادل یا مستور الحال ثقہ مسلمانوں کی شہادت (گواہی کے الفاظ کے ساتھ) اتنی تعداد میں ہو کہ رؤیت ہلال کے ثبوت کا ظن غالب ہو جائے تب معتبر ہوگی، اگر مقام ایسا ہو کہ جہاں قاضی یا ہلال کمیٹی وغیرہ نہ ہو تو لوگ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق عادل یا مستور الحال کی خبر پر عمل کریں (درمختار ۲/۹۱)۔

شہادت حسبہ

اگرچہ بعض شکل میں رؤیت ہلال کی اطلاع شہادت کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن اس کی نوعیت اور حکم عام شہادتوں کی طرح نہیں ہے، اس لئے کہ عام شہادتیں بعد طلب دی جاتی ہیں اور رؤیت سے متعلق بے غیر طلب کے دی جاتی ہے، اس لئے اس کا درجہ "شہادت حسبہ" کا درجہ رکھتی ہے، اس کا حکم فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ایسی شہادت میں اگر شاہد تاخیر کرے تو غیر معتبر ہوگا، لہذا چاند دیکھنے والے کو چاہئے کہ دیکھتے ہی قاضی یا ہلال کمیٹی کو مطلع کرے تاکہ اس کے مطابق اعلان کیا جا سکے۔ اس کی وضاحت صاحب "البحر" نے فرمائی ہے۔

"وفرعوا عليه ما لو شهدوا في تاسع عشرين رمضان إنهم رأوا هلال رمضان قبل صومهم بيوم إن كانوا في هذا المصر لا تقبل شهادتهم تركوا الحسبة وإذ جاءوا من خارج قبلت" (البحر الرائق ۲/۲۶۷)۔

"(وقوله لأنهم تركوا الحسبة) فإن شاهد الحسبة إذا أخر شهادته بلا عذر لفسق وإلا تقبل شهادته كما في الأشباه والنظائر" (۲/۲۶۷)۔

لیکن کسی عذر کی وجہ سے دیر ہوگئی جیسے قاضی کسی دور مقام پر رہتا ہے اور چاند دیکھنے والا دیکھتے ہی اس کی طرف جانا شروع کردے، مگر پھر بھی پہنچنے میں تاخیر ہو تو اس تاخیر کی وجہ سے

Marfat.com

شہادت رد نہیں کی جائے گی یا اس کے علاوہ کوئی اور عذر معقول ہو۔

یہ تفصیل ان علاقوں کے لئے ہے جہاں رویت ہلال کا وقوع اور امکان ہو۔ لیکن دنیا کے بعض ممالک سے بذریعہ ریڈیو یا ٹیلی ویژن یا فون رویت کی اطلاع آجائے اور اس اطلاع سے علم الیقین یا قریب بہ یقین حاصل ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ریڈیو وغیرہ کے مذکورہ شرائط ملحوظ رہے اور علم الیقین کے حاصل ہونے میں عام لوگوں کے علم کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ قاضی یا ہلال کمیٹی کے علم و یقین کا اعتبار ہوگا اگر یہ دونوں نہ ہوں تو جامع مسجد کے خطیب صاحب اس اطلاع کو قبول کر کے اعلان کریں۔

"ولو كان ببلدة لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلين مع العلة لضرورة" (درمختار ۲/ ۱۱۱)۔

رؤیت ہلال کمیٹی

قاضی محمد حسین آسی ☆

۱: الف- رؤیت ہلال کے سلسلے میں مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

الجواب نمبر ۱: الف- اس میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم میں یہ اختلاف معتبر ہے یا نہیں محققین فقہائے احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں (مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، اجلاس منعقدہ ۳، ۴ مئی ۱۹۶۷ء)۔

ب- اگر مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے تو اس کے حدود کیا ہیں؟

بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اسکے حدود یہ ہیں کہ ان میں باہم اس قدر دوری ہو کہ عادتاً رؤیت میں ایک دن کا فرق ہو جاتا ہو اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے لازم کر دی جائے تو مہینہ کسی جگہ ۲۸ر دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ۳۱ر دن کا قرار پائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں پر دن کا فرق جس حد تک نہیں پڑتا وہ ایک مطلع ہے اور اس کی یہی حد ہے (مجلس تحقیقات)۔

ج- ہندوستان بشمول پاکستان، بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے یا مختلف؟

☆ رکن آل انڈیا ملی کونسل ضلع ناسک۔

بالخصوص جب کہ ان علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف ہے؟

الجواب: ج – ہندوستان بشمول پاکستان بنگلہ دیش و نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینے میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، لہٰذا ان ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔ (مجلس تحقیقات)

۵- اگر مطلع ایک ہے تو کیا کسی خطے میں ۲۹ تاریخ کو رویت ہلال کا ثبوت اور اس کا اعلان بھی کر دیا جائے اور ملک کے دوسرے خطے کے مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اس اعلان کے مطابق عمل کریں یا اپنے متعلق قاضی اور جہاں نظام قضا نہ ہو وہاں کی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کریں؟ اور کیا دوسرے اس خطے کے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی اس اعلان سے پابند ہے؟

الجواب: – جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے کہ اس سے پہلے ضروری یہ ہے کہ تحقیق ہو اور ذمہ دار عالم کی طرف سے ہو اور انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت سے رویت ہونے کا فیصلہ کیا ہو، تب دوسرے خطے کے ذمہ دار علماء یا قاضی یا ہلال کمیٹی پر لازم ہے کہ اس اعلان کو تسلیم کرے اور اپنے خطے میں اعلان کریں اقتضی کیا ہے۔

۶- ایک خطے میں اگر رویت ہو جائے تو دوسرے خطے تک اس کی خبر یا ٹیلیفون یا ٹیلیکس یا ٹیلیگرام یا ریڈیو سے پہنچتی ہے تو اس خبر پر عمل کرنا صحیح ہوگا؟ بیان سے اعلان ہے یا شہادت ہے؟ اور بیان سے شرعی فرق ہے؟

الجواب: – یہ تحقیق ہے کہ ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلیگرام وغیرہ کی خبر یا اعلان شہادت شرعیہ نہیں ہے، معاملات میں بالکل ناقابل عمل اور ناقابل اتفاق اور یہ شرعی حق نہیں، البتہ اس میں

کچھ تفصیل ہے کچھ قیود وشرائط ہیں ان کے ساتھ ریڈیو کا نشریہ اور اعلان معتبر وقابل عمل ہوسکتا ہے۔

جہاں حکومت کی جانب سے قاعدۂ شرعی کے مطابق رؤیت ہلال کا ثبوت حاصل کرکے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اس پر عمل رائج ومشہور ہو تو وہاں مقامی طور سے پورے حدود مملکت کے اندر عمل کرنے کے لئے یہ مطلق اعلان ہی مثل اعلان قاضی ومثل طبل قاضی معتبر ہوگا۔ خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ اس اعلان اور نشریہ پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اس صورت میں حدود مملکت سے باہر بھی اس اعلان ونشریہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ بشرطیکہ مہینہ ۲۹/ یا ۳۰ دن ہونے کے بجائے ۲۸/ یا ۳۱ دن کا نہ ہو رہا ہو۔ ہمارے ملک میں آج کل ریڈیو کی خبریں اکثر ایسی ہوتی ہیں کہ عوام بھی اکثر بلالحاظ شرائط وقیود اس کو معتبر اور قابل عمل قرار دے کر عمل کر بیٹھتے ہیں اور ان ہی وجوہ کی بناء پر بعض علماء نے ریڈیو کی خبروں کو مطلقاً غیر معتبر و ناقابل عمل قرار دیا ہے، ورنہ راجح اور محقق ہے کہ اگر بایں الفاظ اعلان یا نشر خبر ہو کہ، میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہیں یا فلاں مفتی شہر نے یا فلاں عالم مقتدیٰ نے یا فلاں مسلمان حاکم یا مسلمان وزیر نے ثبوت شرعی حاصل کرکے ثبوت رؤیت کا حکم یا فیصلہ دے دیا ہے اور ان الفاظ کو نشر کرنے والا شخص بھی معلوم ومعتبر ہو تو اس نشریہ پر عمل کرنا درست اور صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ نظامیہ)

سوال نمبر ۲: ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اکثر موسم کا فرق رہتا ہے اور فضا میں ابر گرد وغبار یا مختلف قسم کی کثافت کے اعتبار سے بھی ان کے مابین فرق ہے، اس لئے قمری مہینے کی ۲۹/ تاریخ کو ہر جگہ مطلع یکساں صاف یا گرد آلود نہیں رہتا تو:

الف- کیا رؤیت کے لئے فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ آج افق پر چاند کی بصری رؤیت کا امکان ہے یا نہیں۔

Marfat.com

الجواب ۲ الف- موقتین کے کہنے سے لازم نہیں آتا کہ چاند اس رات آسمان میں موجود ہی ہو، گو یہ لوگ از روئے شرع عادل ہی کیوں نہ ہوں مذہب مختار کے مطابق موقتین کے قول کا کچھ اعتبار نہیں وہبانیہ میں کہا ہے، کہ موقتین کے قول سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ (شامی ج ۲ ص ۱۲۵)

ب- بعض قدیم اور جدید علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اس کے باوجود اس خطے سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو کیا اسے قبول کیا جائے گا، یا یہ کہ کر ان کو غلط فہمی ہوئی ہے شہادت رد کر دی جائے گی؟

الجواب- ب- اگر رؤیت ہلال کی شرعی شہادت قیود و شرائط کے ساتھ ملتی ہے تو یہ شہادت قبول کی جائے گی فلکیاتی حساب کا کچھ اعتبار نہیں (شامی ۲ ص ۱۲۵)۔

ج- چاند کی رؤیت کے لئے کیا محکمہ موسمیات سے مدد لی جاسکتی ہے۔ یعنی اس کے علم کے لئے کہ آج مطلع صاف ہے یا گرد آلود و کثافت زدہ ہے اور چاند کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں؟

الجواب: ج- دین کی بنیاد ہی سادگی اور فطرت پر ہے جو علوم ہندسہ و ریاضیہ کی کشاکش سے معریٰ ہے اسی طرح تکلفات و تدقیقات سائنسیہ سے مبرہ ومنزہ ہے۔ لہذا نہ خوردبین سے تلاش ہلال کی ضرورت ہے نہ فضا میں پرواز کی حاجت ہے، بلکہ اگر نصوص فقہیہ ومتون شرعیہ صحیحہ میں غور کیا جائے تو یہ امر بالکل واضح طور پر نمایاں ہوجاتا ہے کہ تکلفات و تدقیقات غیر مطلوب ہی نہیں، بلکہ غیر مستحسن بھی نہیں بلکہ بعض اوقات شرعاً غیر معتبر بھی ہوں گی، جس طرح اگر بغیر تدقیق و تحقیق اور بغیر اہتمام والتزام کے کوئی حکم ان سے مل جائے تو معتبر اور مقبول ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ثبوت رؤیت کا مدار یا تو خود رؤیت پر ہے یا شہادت پر ہے۔ شہادت

Marfat.com

میں قاضی شرعی، مجلس قضاء وغیرہ شرط ہے اور بسا اوقات اس کا فقدان ہوتا ہے ایسے مواقع میں عادل مسلمان کی خبر بھی قواعد وشرائط کے ساتھ جب اس طرح پر ہو کہ اس سے ثبوت کا ظن غالب حاصل ہو جائے تو کافی ہو جاتی ہے (کذا فی التنویر)

"تنویر الابصار" میں ہے کہ اگر لوگ ایسے شہر میں ہوں جس میں کوئی حاکم شرعی نہ ہو تو لوگ اس میں ایک ثقہ معتبر آدمی کے قول پر روزہ رکھیں اور دو ثقہ عادل شخصوں کی خبر پر افطار کریں، یہ حکم ضرورت کی وجہ سے ہے (شامی ۲/ ۱۲۵)۔

د- اگر ۲۹ رشعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بناء پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کر دیا ہو اس کے بعد رمضان کی ۳۰ رتاریخ ہو چکی ہو ۲۹ رمضان کی شام کو موسم بالکل صاف ہو اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود کسی کو عید کا چاند دکھائی نہ پڑا ہو تو کیا اگلے دن کو عید الفطر کا دن قرار دے کر عید منائی جائے گی یا یہ سمجھا جائے گا کہ جس فرد واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا یا اس نے غلط بیانی سے کام لیا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی ۳۰ رتاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔؟

الجواب: د- جس فرد واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا یا اس نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، لہذا دوسرے روز رمضان کی ۳۰ رتاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے گا (دمختار ۱/ ۲۰۰ ے ۱۴)۔

سوال نمبر ۳ (الف) رمضان وعید کے ثبوت کے لئے جب مطلع صاف ہو تو کتنے افراد کی چاند دیکھنے کی شہادت کافی ہوگی، چاند دیکھنے والوں کے لئے عدل کا وہ معیار ضروری ہے جو فقہاء نے عام طور پر لکھے ہیں یا موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرے میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا اور صوم وصلوۃ کا پابند ہے اور کیا مستور الحال کی شہادت معتبر ہوگی؟

الجواب: الف- جب آسمان صاف ہو اور گرد وغبار ہو، بادل نہ ہو تو اس وقت ایک

Marfat.com

[illegible] کا قول قبول کیا جائے گا۔

تو کیا ان کی خبر سے غلبہ ظن حاصل ہو سکتا ہے اور امام اعظم سے دو آدمیوں کی شہادت مطلع صاف ہونے کی صورت میں قبول ہونا مروی ہے۔ بلکہ [illegible] سے آیا ہے ایک معتبر شخص کی گواہی پر باوجود مطلع صاف ہونے کے [illegible] کی گواہی کا اعتبار کیا جائے گا۔ [illegible] (۲۰۰ [illegible] ۲۲۵)۔

چاند دیکھنے کے بارے میں ایک ثقہ معتبر آدمی کے قول پر روزہ رکھے اور دو ثقہ عادل شخصوں کے قول پر افطار کریں [illegible] (شامی ج ۲ ص ۱۲۵) [illegible] دور میں رویت ہلال [illegible] کی گواہی معتبر ہے [illegible] شرعی امور [illegible] مرتب ہوں۔

۳: ب — چاند دیکھنے والوں کے لئے قاضی کے پاس [illegible] شہادت دینا ضروری ہے [illegible] دیکھنے والوں کا [illegible] شہادت [illegible] قضا اور شہادت کی [illegible] پایا جانا ضروری ہے؟

جواب ۳: ب — [illegible] شہادت [illegible] رمضان [illegible] شہادت [illegible] کہ یہ شہادت نہیں ہے [illegible] (۱۲۲ [illegible])۔

اور چاند دیکھنے والوں پر واجب ہے کہ قاضی [illegible] چاند ہونے کی گواہی دے [illegible] (۱۲۲ [illegible])۔

۳: ج — دیکھنے والوں کے لئے [illegible] شہادت دینا ضروری ہے [illegible] چاند

دیکھنے کے بعد چند گھنٹوں کی تاخیر یا ایک دن یا اس سے زائد کی تاخیر کے بعد شہادت دے تو کیا ان کی شہادت قبول کی جائے گی یا رد کردی جائے گی خصوصا جب کہ رمضان وعید الفطر کے موقعوں پر تاخیر سے اعلان کی صورت میں مسلمانوں کے مابین شدید انتشار و اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

الجواب: ج- دیکھنے والوں کے لئے فوری طور سے شہادت دینا ضروری ہے یہاں تک کہ پردہ نشین لونڈی پر لازم ہے کہ وہ رمضان اور عید کا چاند دیکھنے والا رات میں اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکلے اور قاضی کے پاس جا کر چاند ہونے کی گواہی دے اور یہی حکم آزاد عورت کے لئے بھی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نکل کر جائے اور گواہی دے (درمختار ۲/ ۱۴۲)۔

تاخیر چند گھنٹوں کی ہو یا ایک دن کی بلا عذر اگر شہادت میں تاخیر ہوگئی ہو تو جو نماز اگلے دن بلا عذر پڑھی جائے گی وہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر عذر کے ساتھ ہو تو صحیح ہوگی، لیکن وہ بھی قضا ہوگی ادا نہ ہوگی اور شہادت اگر شرعی قیود و شرائط کے ساتھ دی گئی ہو اور کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی ہو تو شہادت رد نہیں کی جائے گی۔

سوال نمبر ۴: الف- صوبۂ بہار و اڑیسہ اور ملک کے دیگر صوبوں میں جہاں نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کے قاضی چاند کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو کیا اس حلقۂ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب ۴: الف- جی ہاں! قاضی کے اعلان کے بعد اس حلقۂ قضا کے تمام مسلمانوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ب- قاضی کے طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو اس کا اعلان اعلانِ سلطان کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ب- جی ہاں! قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے متعینہ الفاظ میں اعلان ہوتا ہے تو یہ اعلان اعلانِ سلطان کے حکم میں ہوگا۔

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملک میں اگر ایک صوبے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی نے شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کیا تو کیا صرف اسی صوبے کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا یا پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے؟ نیز دوسرے علاقے کے مسلمانوں کے حق میں وہ محض ایک خبر ہے یا ان کے حق میں بھی اعلان سلطان کا درجہ رکھتا ہے؟

الجواب ۴: ج- قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اگر شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کرتے ہیں تو یہ اعلان پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا اور ان کے حق میں بھی یہ اعلان اعلان سلطان کا درجہ رکھتا ہے۔

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کے اعلان کے معتبر ہونے کے لیے معلن کا متعین ہونا ضروری ہے یا کوئی بھی شخص اعلان کرے اور تجربات سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شخص قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی طرف خبر کی صحیح نسبت کیا کرتا ہے تو کیا اس پر اعتماد کرلینا کافی ہے؟

الجواب د:- اگر رؤیت ہلال کمیٹی کا ایک ذمہ دار فرد بحیثیت معلن اعلان کرے یا کمیٹی اپنی طرف سے ایک متعینہ شخص کو مقرر کردے جس کے ذریعہ شرعی قاعدے کے مطابق رؤیت ہلال کا ثبوت حاصل کرنے کی تائید ہو اور ریڈیو سے نشر کی جائے چاہے نشر کرنے والا غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو یہ اعلان واجب العمل ہوگا اور اس پر اعتماد کرنا کافی ہوگا۔

سوال نمبر ۵ (الف) بعض علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے اور بہت کم چاند ۲۹ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے، جیسے برطانیہ کے سال کے بیشتر یا اکثر مہینوں میں وہاں چاند ۲۹ تاریخ کو نظر ہی نہیں آتا تو کیا ایسی جگہوں پر ہمیشہ ۳۰ دن کا مہینہ شمار کرکے رمضان وعیدین کا فیصلہ کیا جائے۔

الجواب: الف- جہاں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے اور بہت کم رؤیت چاند ۲۹ تاریخ کو ہوتی ہے وہاں ہر مہینہ ۳۰ دن کا شمار کرکے رمضان وعیدین کا فیصلہ کرنا غلط اور غیر شرعی ہے۔

Marfat.com

ب- اور ہر مہینہ ۳۰ دن کا شمار کیا جاتا ہے تو سال کے دنوں میں دیگر ممالک اسلامیہ کے حساب سے بقدر دس دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے اور ۳ سال میں ایک ماہ کا فرق ہو جاتا ہے تو کیا ایسی جگہوں میں چاند کی رؤیت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کیا جائے، یا دیگر ممالک میں رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے؟

الجواب لہٰذا ب- جہاں مطلع بالعموم ابر آلود رہتا ہے وہاں کے لوگوں کا ماہر فلکیات پر اعتماد کرنا جائز نہیں، بلکہ دیگر ممالک میں رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کرنا ہوگا۔

ج- ملک کے چند شہروں یا صوبوں کے رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کی طرف سے رؤیت کے ثبوت کا فیصلہ ہو جانے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشن ان کی طرف سے رؤیت کا جو اعلان کرتے ہیں دوسرے علاقے کے ذمہ داران کس حد تک ان اعلانات پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ کیا ان اعلانات کی بنیاد پر وہ رؤیت کا ثبوت مان کر اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں اور اس کے لئے کیا کم از کم ۳ جگہوں کا اعلان درکار ہوگا؟

الجواب: ج- ملک کے چند شہروں یا صوبوں کی اگر ہلال کمیٹی رؤیت کا ثبوت حاصل کرکے ان کی طرف سے رؤیت کا اعلان کردے تو اس اعلان پر دوسرے علاقوں کے ذمہ دار رؤیت کا ثبوت مان کر اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں اور ہلال عید کے لئے کم از کم دو کی تعداد میں معتبہ مضمون کا نشریہ مختلف مقامات سے آنا ضروری ہے اور اگر موقع ہلال رمضان کے ثبوت کا ہو تو ایک نشریہ بھی عمل کے لئے کافی ہے، اسی پر قیاس ٹیلیفون کا بھی کر سکتے ہیں۔

جہاں چھ مہینہ دن اور چھ مہینہ رات ہو

وہاں پر اطراف کے وہ ملک جہاں رات اور دن ۲۴ گھنٹے میں بدلتے رہتے ہیں ان سے رابطہ قائم کرکے ہلال رمضان وعید اور افطار و نماز کے اوقات چاند کی خبر شرعی قواعد کی روشنی

میں معلوم ہو سکے اور ان مقامات کی ہلال کمیٹیوں سے رابطہ قائم کر کے [illegible]

خلاصہ یہ کہ ہندوستان کے کسی بھی خطہ یا صوبہ یا ضلع یا تحصیل میں رویت ہلال [illegible] ہو جائے اور شرعی قواعد کی روشنی میں وہاں کی ہلال کمیٹی اپنے متعینہ الفاظ میں اعلان [illegible] ریڈیو یا ٹیلیویژن یا فیکس کے ذریعہ ہندوستان کے [illegible] ہلال کمیٹیوں [illegible] ان کمیٹیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ شرعی قواعد کی روشنی میں [illegible] اعلان [illegible] اپنے اپنے علاقے میں [illegible] قرار دیں [illegible] غالب [illegible] تحقیق [illegible] مسئلہ [illegible] مختلف مقامات سے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

دوسرا باب

مختصر تحریریں

Marfat.com

Marfat.com

رؤیت ہلال اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کے ہفت روزہ الجمعیۃ میں "مسئلہ رؤیت ہلال اور ریڈیو" سے متعلق جمعیۃ علماء ہند کے ۱۹۵۸ء کے فیصلہ اور مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنؤ کے فیصلہ پر چند سوالات قائم کئے گئے ہیں:

ادارہ اس مسئلہ پر [illegible] مختلف اوقات میں [illegible] ہو چکا ہے [illegible] رمضان المبارک اور عیدین کے موقع پر [illegible] سوالات [illegible] ہوتے ہیں [illegible] تحقیقات پر [illegible] مختلف اوقات میں اس مسئلہ پر [illegible] کے مطابق جواب [illegible]

حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] اس مسئلہ [illegible] اور اس کی تحقیق میں [illegible] چند سوالات قائم کئے ہیں:

۱- ریڈیو کی خبر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۲- ریڈیو کی خبر کا دائرہ عمل کیا ہوگا؟

[illegible] رؤیت سے متعلق [illegible]

[illegible]

مسئلہ جس قدر حل طلب ہے اسی دائرہ میں کلام ہونا چاہئے۔

۱- بنیادی چیز یہ ہے کہ شریعت نے اس مسئلہ میں معیار، رؤیت کو قرار دیا ہے۔ اور رؤیت کے ثبوت کے لئے آسمان پر کوئی علت ہونے کی حالت میں رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں کے لئے نصاب شہادۃ شرط قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ اس سے غلبہ ظن حاصل ہوجاتا ہے اور وہی موجب عمل ہے۔

"وقوله هو غلبة الظن: لأنه العلم الموجب للعمل لا العلم بالمعنى الميقات الخ" (ردالمحتار ۲: ۱۰۰)۔

عدم شہادت کی صورت میں فقہاء کرام نے موجب عمل خبر استفاضہ کو قرار دیا ہے اور خبر استفاضہ کے بارے میں فرمایا ہے:

"ومعنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبرون عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن روية لا مجرد الشيوع من غير علم بمن أشاعه، كما قد تشيع اعتبار يتحدث بها سائر أهل البلدة ولا يعلم من إشاعها الخ" (ردالمحتار)۔

یعنی خبر استفاضہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ لوگ اپنا مشاہدہ بیان کریں، نہ یہ کہ سنی سنائی باتیں نشر کرنی شروع کردیں، اسی مشاہدہ کی بناء پر خبر استفاضہ کو یقین کا درجہ دیا گیا ہے۔

"الاستفاضة تفيد اليقين"۔

اس کے علاوہ خبر استفاضہ کو اسی شہر کے لئے نقل حکم حاکم کا درجہ دیا گیا ہے: "فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل حكم الحاكم المذكور وهي أقوى من الشهادة الخ" (ردالمحتار)۔

تیسری چیز اثبات رؤیت کے لئے علامات کا وجود ہے، یعنی شہر میں نقاروں اور سائرن

Marfat.com

کا بجنا، قنادیل کا روشن ہونا یہ شہر سے متصل دیہات والوں کے لئے علامت ہے کہ چاند ہو چکا ہے
بہر حال مندرجات بالا سے چند چیزیں ظاہر ہوئیں۔

۱- اثبات رؤیت ہلال کیلئے نصاب شہادۃ کا ہونا۔

۲- شہادت نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسرے شہر سے آمدہ اطلاعات کا خبر استفاضہ بن جانا۔

۳- خبر استفاضہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مشاہدہ پر مبنی ہو نہ کہ محض سنائی باتوں پر۔

۴- خبر استفاضہ نقل حکم حاکم کا درجہ رکھتی ہے جس کی حیثیت شہادۃ سے بھی زیادہ ہے کیونکہ جہاں سے خبر چلی ہے وہاں شرعی قیودات کے ساتھ فیصلہ کا ہونا ضروری ہے۔

۵- علامات اور اعلام سے بھی رؤیت ثابت ہو جاتی ہے۔

ان مندرجات کے بعد ریڈیو کی شرعی حیثیت متعین کرنا ہے۔ میرے نزدیک یہ بات غلط ہے کہ ریڈیو کی حیثیت مقامی حدود (جہاں ریڈیو اسٹیشن ہے) میں خبر مستفیض یا اعلان کی ہے اور ذرا غور کیا جائے تو مولانا والی بات کی کمزوری معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ ریڈیو کا یہ اپنے مخصوص آلات کی بنا پر اس آواز و نشر کرنا ہے جو ریڈیو اسٹیشن میں بولی جاتی ہے۔ وہ ریڈیو اسٹیشن سے متصل کمرہ میں بھی رکھا ہوا ہوتا ہے اس سے بھی وہی آواز نکلتی ہے اور کئی میل کے فاصلہ پر بھی رکھا ہوتا ہے اس سے بھی وہی آواز نکلتی ہے۔ آخر متصل والے کی بھی آواز وہی ہے تو پھر یہاں اس کی مثل بعینہ ایسی ہے کہ کسی جلسہ میں بہت سے لوگ اور بہت سے لاؤڈ اسپیکر ہوتے ہیں اور بعید فاصلہ پر آخر ان جلسہ والوں تک قیاس کیا جاتا ہے اور یہاں تک کہ یہ بات ہے کہ مولانا نے معاملہ کا اتفاقی طور پر سہارا لے کر تلاش کی ہے۔

بہر حال مولانا نے مقامی حدود تک ریڈیو کو خبر استفاضہ یا اعلان کا درجہ دیا ہے لیکن زیادہ معقول اور قوی بات یہ ہے کہ ریڈیو کی خبر نہ مقامی طور پر خبر استفاضہ ہے اور نہ بیرونی طور پر

استفتاء میں وہ خبر محض ہے یا اعلان ہے، یاد رہے مقامی حدود سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے وہ خبر نشر ہو رہی ہے یعنی ریڈیو اسٹیشن۔

اب یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ ریڈیو کی اطلاع یا خبر محض ہے یا اعلان محض، ہم اکابر جمعیۃ علماء کے فیصلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

اگر ریڈیو کے ذریعہ آنے والی خبر کے متعلق یہ اطمینان ہو جائے کہ جس جگہ سے ریڈیو کی خبر دی جا رہی ہے وہاں کے علماء نے چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا حکم کر دیا ہے، خبر دینے والا بھی متعین ہو کہ کوئی مسلم معتمد خبر دیتا ہو تو اسی اعلان پر اعتماد کر کے دوسرے مقامات میں بھی چاند ہو جانے کے حکم پر حکم کیا جانا جائز ہے اور تمام شہروں اور قصبوں میں متعین ذمہ دار جماعات اس کے موافق حکم کریں تو اس پر عمل کیا جائے۔ یہ حکم تمام ہندوستان اور پاکستان کیلئے ہے۔

مذکورہ بالا فتوے میں لفظ "خبر اور اعلان دونوں کا ذکر ہے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لفظ "خبر" اصطلاحاً بولا جاتا ہے اور مقصود اعلان ہے اور کسی اعلان کے معتبر ہونے کے لئے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے کہ جس کا مذکورہ عبارت میں ذکر ہے ورنہ ہر کس کہ باشد کا اعلان قابل اعتماد قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے مولانا مدظلہ نے دفعہ ۲ میں اعلان کے لئے جو شرائط ذکر کی ہے وہ غالباً زائد ہیں، اس لئے کہ اس جگہ اعلان کرنے والا مقصود نہیں بلکہ اعلان کرنے والے مقصود ہیں ہاں فتوے کے اندر یہ الفاظ "خبر دینے والا بھی متعین ہو کہ کوئی مسلم معتمد خبر دیتا ہو" یا تو احتیاطاً ہیں کہ عبادات اور دیانات اسی طرح حلت اور حرمت میں احتیاط ہی عمل کرنا اولی اور بہتر ہے یا یہ کہا جائے شائد ان حضرات کے سامنے ریڈیو اسٹیشن کے قوانین موجود نہ ہوں گے۔

علاوہ ازیں آخر میں مشورہ دیا گیا ہے کہ تمام شہروں اور قصبوں میں متعین ذمہ دار

Marfat.com

جماعات اس کے موافق حکم کریں" ان الفاظ سے یہی ظاہر ہے کہ اس خبر کو اعلان کا درجہ دیا گیا ہے ورنہ خبر محض پر یہ مشورہ ہرگز نہیں دیا جاسکتا اور نہ دینا چاہئے اور اگر کوئی دے تو اس پر عمل صحیح نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ریڈیو کی خبر (زیر بحث مسئلہ میں) اعلان کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ خبر محض کا اور نہ خبر مستفیض کا بشرطیکہ یہ خبر یا بالفاظ دیگر اعلان، مندرجہ بالا صفات کا حامل ہو۔

اس جگہ یہ عرض کر دینا بھی مناسب ہے کہ یہ سب چیزیں اس وقت ہیں جب کہ رویت شرعاً ثابت ہو چکی ہو اور کسی ذمہ دار کمیٹی نے تحقیق کے بعد اعلان کرایا ہو، رہا ذمہ دار افراد کا معاملہ کہ ان کو کس وقت یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ریڈیو اسٹیشن سے رویت کا اعلان کرائیں یہ بحث حسب مسئلہ ہے ہو سکتا ہے کہ اس مضمون کے آخر میں کچھ اس پر بھی روشنی پڑ جائے۔ اس جگہ نتیجہ کے اعتبار سے یہ ظاہر ہے۔

۱- ریڈیو کی خبر اعلان ہے۔ خبر مستفیض یا خبر محض نہیں ہے۔

۲- اس اعلان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کا انتساب کسی ذمہ دار کمیٹی کی طرف ہو۔

۳- احتیاط یہ ہے کہ خبر نشر کرنے والا مسلم ہو۔

۴- اس اعلان کو سن کر دوسرے شہروں میں بھی اس پر عمل کرنا جائز ہے لیکن اس اعلان پر عمل کرانے کیلئے انتظام جگہ کے ذمہ دار حضرات اعلان علی الاعلان کرائیں۔

فقرے کے آخر میں ہندوستان اور پاکستان کے لئے جو یہ حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار ہے (اگرچہ مولانا نے اس سے بحث نہیں کی ہے) اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم میں عمومیت ہوتی، بہر حال ان کے نزدیک یہ حکم اس لئے ہے کہ ہندوستان کا ایک شہر کلکتہ ہے اور پاکستان کا ایک شہر پشاور ہے ان دونوں کی رویت ۲۹ تاریخ کا چاند ہونے میں متحد نہیں ہو سکتی اس لئے اگر ۲۹ تاریخ کو

Marfat.com

ظاہر ہونے چاند کو اپنی آخری منزل میں غروب میں رہنے کا بہت تھوڑا وقت ملتا ہے، اس لئے وہ اہل مغرب پر گھنٹہ دو گھنٹہ کے فصل سے ظاہر ہوسکتا ہے اتنے وقفہ کے لئے اہل مشرق کی رؤیت کے لئے ایک دن درکار ہوگا۔

اس بارے میں اہل فقہ نے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے:

''وقدر البعد الذی تختلف فیه المطالع مسیرة شهر''

وہ دوری جس میں اختلاف مطالع ہوتا ہے اس کی مقدار ایک مہینہ کی مسافت ہے فقہاء نے اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ پر قیاس کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''اعتبارا بقصة سليمان عليه السلام فإنه قد انتقل كل غدو ورواح من إقليم إلى إقليم و بينهما شهر'' (ردالمختار ۲/ ۱۰۵)۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ پر قیاس کرتے ہوئے، کیونکہ وہ ہر صبح وشام ایک اقلیم سے دوسری اقلیم کی طرف منتقل ہوتے رہتے تھے اور ان کے درمیان ایک مہینہ کا مسافت ہوتی تھی۔

عام حالت میں ایک دن کی مسافت ۱۶ میل اور تین دن کی مسافت ۴۸ میل اور ایک مہینہ کی ۴۸۰ میل یا ۵۰۰ میل قرار دی گئی ہے، یعنی ۵۰۰ میل کی دوری پر اختلاف مطالع ہوسکتا ہے خصوصا جب کہ ۲۹/ تاریخ کا چاند ہو، اس بارے میں علم ہیئت کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے، میرا انتشار اس قدر ہے کہ اگر کوئٹہ بلوچستان میں ۲۹/ تاریخ کو رؤیت ہوجائے۔ اور وہاں کمیٹی پاکستان کے ریڈیو اسٹیشن سے اعلان کرادے تو کلکتہ کے مسلمانوں کے لئے یہ رؤیت متحقق نہ ہوگی اور اگر تسلیم نہ ہو تو پھر اختلاف مطالع کی بحث نکالنا بےکار ہے، پھر تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ تمام عالم میں کسی بھی جگہ رؤیت متحقق ہوجائے عید منائی جائے گی اور یہ حدیث ابن عباسؓ کے سراسر خلاف ہے، ونیز اس کے تسلیم کر لینے میں وحدت عید کا نظریہ بھی سامنے آجاتا

Marfat.com

ہے اور اس کو تسلیم کر لینے کے بعد اور دوسرے مسائل پر بھی اثر پڑتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے:

۱- اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، لیکن اس کے لئے حدود متعین کرنے ہوں گے اس کیلئے ضرورت ہے کہ علم ہیئت کی مدد سے اس فرق کو واضح کیا جائے کہ کتنے فرق سے مطلع بدل سکتا ہے۔

۲- یہ حدود متعین ہونے کے بعد ملحقین میں حکم نافذ کیا جا سکے گا۔

اس بحث کے خاتمہ پر یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقامی رؤیت کمیٹیوں کے لئے کوئی خبر استفاضہ کی تعریف میں کب آسکتی ہے، مثلاً:

۱- بعض جگہ سے ٹیلیفون آ گیا۔

۲- بعض جگہ سے ٹیلی گرام آ گیا۔

۳- بعض جگہ سے ریڈیو کی خبر آ گئی اور اتفاق سے کسی اسلامی تقویم سے بھی اس کی تائید ہو گئی۔ تو یہ سب چیزیں منفرداً اگر چہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ تاہم خبر استفاضہ کی کسی حد تک نیابت کر سکتی ہیں جس سے ہلال کمیٹیوں کو فیصلہ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

Marfat.com

مسائل رؤیت ہلال

مولانا انیس الرحمن قاسمی ٭٭

۱: الف - اختلاف مطالع

۱- مشرق ومغرب میں واقع دور دراز شہروں میں چاند کے مطلع کا مختلف ہونا ایک امر واقع ومشاہد ہے۔ چاند کا مطلع بھی اسی طرح مختلف ہوتا ہے جیسے سورج کا مطلع مختلف ہوتا ہے۔ لیکن اس اختلاف کا اعتبار مہینوں کی تعیین بالخصوص اور رمضان کے روزے اور عیدین وحج کی تعیین میں ہے یا نہیں؟ اگر ''اختلاف مطالع'' کو شرعاً ان عبادتوں کے لئے کالعدم تسلیم کیا جائے تو ساری دنیا میں جہاں مسلمان آباد ہیں، ان کا روزہ بھی ایک ہی دن شروع ہوگا اور ایک ہی دن ختم ہوگا اسی طرح ان کی عیدین بھی ایک ہی دن ہوا کریں گی اور اس سے اتحاد امت کا اظہار بھی ہوگا یہ تصور ونظریہ ایک خوش کن نظریہ ہے اور اگر فقہاء احناف کے قول ظاہر اور مالکیہ وحنابلہ کے قول عام کو اختیار کیا جائے تو یہی نظریہ درست ہوگا۔

فقہاء احناف کے ''قول ظاہر'' کو تمام اصحاب متون وشروح نے ذکر کیا ہے (دیکھئے: رد المحتار ۲/ ۳۹۳)۔

مالکیہ وحنابلہ کے اقوال ان کی کتابوں میں بھی ہیں جیسے امام قرافی کی ''الفروق''، صحیح، خطاب کی ''مواہب الجلیل'' اور ابن قدامہ کی ''المغنی'' ہیں (الفروق ۲/ ۲۰۳، مواہب

٭٭ ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قالوا: لا، هكذا أمرنا رسول الله

[illegible]

ب۔ اختلاف مطالع [illegible]

[illegible]

Marfat.com

"إذا كان البلدة الاخرى، فأما إذا كان تفاوت يختلف المطالع لم يلزم حكم إحدى البلدتين البلدة الأخرى" (فتاویٰ تاتارخانیہ ۲/۳۵۵)۔

اور اس تفاوت کے مقدار کی تعیین" علامہ شبیر احمد عثمانی کے اس تحریر سے ثابت ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں:

"ينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد، لأن النصوص مصرحة يكون الشهر تسعة و عشرين أو ثلثين، فلا تقبل الشهادة ولا يعمل بها فيما دون أقل العدد ولا في أزيد من أكثره" (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ۲/۱۱۳)۔

حاصل یہ ہے کہ ایک شہر کی رؤیت کو تسلیم کر لینے کے نتیجہ میں دوسرے شہر میں عادتاً مہینہ ۲۹ دن سے کم یا ۳۰ دن سے زائد ہو جائے تو ایسے دو شہروں کا مطلع مختلف ہوگا اور ایسے دو شہروں میں سے ایک میں رؤیت کا ثبوت دوسرے شہر میں واجب التسلیم نہیں ہوگا، مثلاً ہندوستان میں شعبان کا مہینہ ۲۹ رجب کی مقامی رؤیت کے باضابطہ ثبوت کے بعد شروع ہوا اور جس دن یہاں ۲۸ دن شعبان ہوا اس دن سعودی عرب میں ۲۹ تاریخ ہو اور وہاں چاند نظر آجائے تو ہندوستان میں شعبان کا مہینہ ۲۸ دن کا ہو جائے گا اگر وہاں کی رؤیت تسلیم کر لی جائے، اس لئے ایسے ممالک میں ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے واجب التسلیم والتعمیل نہ ہوگی اور دونوں کا مطلع متحد ہوگا۔

غیر منقسم ہندوستان کا مطلع

ج- غیر منقسم ہندوستان یعنی پاکستان و بنگلہ دیش اسی طرح نیپال کا مطلع ایک ہے، اس لئے کہ ان ممالک کی رؤیت میں عموماً ایک دن کا فرق نہیں ہوتی ہے، اس لئے ان ممالک کے

علاقوں کی بلندی و پستی کی رؤیت کی تسلیم میں مانع نہ ہوگی۔

قضاء قاضی محدود ہے

جب ملک کے کسی خطہ میں چاند دیکھا گیا اور وہاں شہادت پیش ہو کر فیصلہ دیا گیا تو اس کا نفاذ اسی خطہ و علاقہ تک محدود ہوگا جس میں شہادت پیش ہوئی ہے۔

"لان اجتهاد القاضي لا يثبت في ولاية غيره" (تبیین [illegible])

"قضاء القاضي محدود في ولايته" ([illegible])

"قال ابن الماجشون لا يلزمهم بالشهادة الا لأهل البلد الذي تثبت فيه الشهادة. الا ان يثبت عند الإمام الأعظم فيلزم الناس كلهم. لأن البلاد في حقه كالبلد الواحد اذ حكمه نافذ في الجميع" ([illegible])

لہٰذا ہندوستان جہاں پورے ملک کے کوئی قاضی القضاۃ یا امام المسلمین یا کوئی مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی نہیں ہے۔ اس لئے کسی حصہ میں اگر چاند دیکھا گیا اور اس خطہ میں شہادت گزرنے کے بعد تسلیم کر کے "رؤیت" کا اعلان کر دیا گیا تو وہ اعلان اس خطہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا، دوسرے خطے کے مسلمانوں کے لئے نہیں جب تک اس دوسرے خطے کے قاضی یا عالم (جہاں کوئی قاضی نہیں ہے) اس کو تسلیم کر کے اعلان نہ کر دیں یعنی کسی خطہ کی رؤیت کا اعلان کسی دوسرے خطے کے مسلمانوں کے لئے اس وقت تک حجت نہیں جب تک مقامی قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی یا علماء اس کو تسلیم کر کے اعلان نہ کر دیں۔

فیصلہ رؤیت کی توسیع

جب کسی خطہ میں رؤیت ہو جائے اور چاند دیکھنے والوں نے مقامی قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کے سامنے شہادت دی اور اس شہادت کو قبول کر کے "رؤیت ہلال" کے ثبوت کا فیصلہ

سکتے ہیں تو اس فیصلہ کی اطلاع محتاط طریقہ پر بذریعہ فون یا فیکس دوسرے مقام کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کو دی جا سکتی ہے اور وہ قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اس فون یا فیکس کی اطلاع پر اطمینان کرنے کے بعد اس کو قبول کر کے اعلان کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے اس بارے میں پاکستان کے لئے جو دستور العمل رؤیت ہلال سے متعلق شائع کیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:

''حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے اور ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسے مستند علماء وضع کر دیئے جائے جو شرعی شہادت کا تجربہ رکھتے ہیں اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے، یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو چکا، اب صرف اعلان کا کام باقی ہے۔ اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار آدمی مرکزی کمیٹی کو ٹیلی فون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے، ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دیدے''

(جواہر الفقہ ۲/۲۰۲-۲۰۳)۔

یہ مسئلہ اصلاً کتاب القاضی الی القاضی کا ہے، مگر رؤیت ہلال کے باب میں اعلان میں فقہاء کے اقوال سے توسع ملتا ہے قاضی کے اور فیصلہ کی اطلاع ڈھول بجا کر، یا کسی خاص مقام پر روشنی جلا کر دی جا سکتی ہے ان مذکورہ چاروں اکابر علماء کی تحریر ہمارے ملک کے لئے بھی موجودہ حالات میں معتبر ہے اور اسی صورت پر عمل ہونا چاہئے۔

رؤیت ہلال کی شہادت اور فیصلہ کی اطلاع میں یہ چیز مدنظر رکھنی چاہئے کہ رؤیت ہلال کی اطلاع کی دو جہتیں ہیں، ایک شہادت کی اور دوسری روایت واخبار کی (الفروق ۱/۱۰) اس لئے اگر اس کے فیصلہ کی اطلاع معتبر ذریعہ، جیسے فون یا فیکس سے فیصلہ کر الفاظ کی رعایت واحتیاط کے

Marfat.com

[illegible] قبول کیا جا سکتا ہے اور اس کی بنیاد پر [illegible]
[illegible] کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا ہے۔

رؤیت ہلال کے لئے حساب پر اعتماد

الف: [illegible]

رؤیت ہلال، اعلان اور آداب

مفتی داؤد احمد، مانگرولی ☆

الف—ظاہر الروایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے، "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

"ولا عبرة لاختلاف المطالع في ظاهر الرواية، كذا في فتاوى قاضي خان، وعليه الفتوى، الفقيه أبي الليث، وبه كان يفتي شمس الأئمة الحلواني قال: لو رأى أهل المغرب هلال رمضان يجب الصوم على أهل مشرق، كذا في الخلاصة" (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۱۹۸، ۱۹۹، مکتبہ رشیدیہ پاکستان)۔

ب—مگر بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا گیا ہے اور بلاد بعیدہ سے مراد دو شہر کے درمیان ایک دن یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو، اس لئے کہ نصوص مصرح ہے کہ مہینہ ۲۹ دن کا ہو گا یا تیس دن کا، اس لئے ۲۹ دن سے کم کی صورت میں ۲۸ دن کا مہینہ، یا ۳۰ سے زیادہ کی صورت میں ۳۱ دن کا مہینہ لازم آتا ہو تو نہ شہادت قبول کی جائے گی اور نہ اس پر عمل ہوگا۔ "نعم فينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزم منه التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد، لأن النصوص مصرحة بكون الشهر تسعة وعشرين أو ثلاثين فلا تقبل الشهادة ولا يعمل بها في مادون أقل العدد ولا أزيد من أكثره" (فتح الملہم شرح مسلم بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ ۔ ۳۱۸)۔

☆ دار العلوم حسینیہ، مانگرول، ضلع جوناگڈھ۔

Marfat.com

ج- ہندوپاک کا مطلع متحد ہے، ہندوستان اور پاکستان سے متصل ممالک اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے (دیکھئے ص ۱۱۵)۔

د- جب مطلع ایک ہو اور کسی علاقہ میں ۲۹ تاریخ کو رؤیت ہلال کا اعلان کر دیا جائے تو دوسرے خطے کے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مقامی قاضی یا کسی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کا انتظار کریں، دوسرے خطے کے قاضی پر رؤیت ہلال کمیٹی کا جب تک شرعی طور پر ثبوت حاصل نہ ہو جائے تب تک کسی دوسرے خطے کی پابندی ضروری نہیں ہے (اتفاق رائے سے)۔

ھ- ایک خطہ میں اگر رؤیت ہو جائے تو دوسرے خطے تک اس کی خبر بذریعہ ریڈیو یا ٹی وی پیغام ہے اور جہاں متعلق قاضی رؤیت کے اعلان سے اتفاق نہ کرے تو ... تین پیمانوں میں تحقیق کی صورت میں ... کا اعلان شہادت شرعی سے ... ثابت ہو جائے تو ... شہادت ... ہو سکتی ہے، البتہ اگر رؤیت ہلال کمیٹی یا قاضی شرعی باقاعدہ شہادت شرعیہ حاصل کرے ... اعلان کرے ... شرعی شہادت کے پائے ثبوت کو پہنچ جائے ... اعلان ... آئی قابل قبول رؤیت ہوگی ... (اتفاق رائے سے)۔

۲- الف رؤیت کے سلسلہ میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ: "لا اعتماد علی ما یقوله علماء النجوم والحساب فی اثبات الشهر لعدم اعتباره فی الشرع لتعلق وجوب الصوم او الفطر علی الرؤیة لا علی القواعد الفلکیة" ...

(دیکھئے ص ۲۲۵)۔

ب- ... فیصلہ کن بات ہے کہ ... ۲۹ تاریخ ... اور ... اس سے ... ہلال کی رؤیت ... شرعی ثبوت ... ہے کہ ... شہادت قابل قبول ...

ج- ایک شخص کی شہادت پر آغاز رمضان کا اعلان کردیا اور ۳۰ رمضان کی شام عید کا چاند دیکھنے کے باوجود صاف نہ ہو سکے تو اگلے دن عید الفطر کا دن قرار دے کر عید نہیں منائی جائے گی اور یوں سمجھا جائے گا کہ اس فرد واحد سے مغالطہ ہو گیا ہے:

"وقد صح أن النبی ﷺ قبل شهادة الواحد فی رؤية هلال رمضان ثم إذا قبل الإمام شهادة الواحد وصاموا ثلاثين يوما لا يفطرون، يعني إذا لم يروا الهلال" (ہندیہ ۱/۱۹۸)۔

۳- الف: مطلع صاف ہو تو جم غفیر کی شہادت کی ضرورت رہے گی، تعداد کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے:

"فإن كانت مصحية فشهدوا على رؤية الهلال فی المصر لا يقبل إلا شهادة من يقع العلم بشهادتهم. واختلفوا فی تقدير ذلك عن أبي يوسف أنه قدره بخمسين كما فی القسامة. وعن محمد حتى يتواتر الخبر من كل جانب. وهكذا روى عن أبی يوسف وروى أنه يقبل شهادة أهل محله وإن جاء الواحد من خارج المصر وشهد برؤية الهلال ثمه أنه تقبل شهادة" (عالمگیری ۱/۱۹۸)۔

موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں ذی وقار ہو، اور ظن غالب یہ ہو کہ عادی ہو صوم وصلوۃ کا پابند ہو (بحوالہ فتاوی عبدالحی / ۲۳۵)۔

ظاہر الروایہ کے پیش نظر مستور الحال کی گواہی معتبر ہوگی۔ "وقبل بلا دعوى ولفظ اشهد للصوم مع علته كغيم وغبار وخبر عدل أو مستور على ما صححه البزازی على خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا" (درمختار ۲/۹۰)۔

ب- چاند دیکھنے والے پر نظام قضا یا مقامی علماء یا ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کو جاکر شہادت دینا لازم ہے۔ "إذا رأى الواحد العدل هلال رمضان يلزمه أن يشهد بها

ليلته حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى حتى الجارية المخدرة تخرج وتشهد بغير اذن مولاها (الفتاوى الهندية [illegible])

[illegible] قبل بلا دعوى وبلا لفظ اشهد وبلا حكم وبلا مجلس قضاء لانه خبر لا شهادة ([illegible])

[illegible]

وإذا شهد الشهود على هلال رمضان في اليوم التاسع والعشرين انهم رأوا الهلال قبل صومكم بيوم ان كانوا في هذا المصر ينبغي ان لا تقبل شهادتهم لانهم تركوا الحسبة وان جاءوا من مكان بعيد جازت شهادتهم لانتفاء التهمة كذا في الخلاصة (الهندية [illegible])

[illegible]

واذا ثبت الصوم او الفطر عند حاكم تحت [illegible] العلماء او عند واحد او جماعة من العلماء الثقات ولاهم رئيس المسلمين [illegible] رؤية الهلال وحكموا بالصوم او الفطر [illegible] حكمهم هذا في [illegible]

Marfat.com

من سمعها من المسلمین العمل فی حدود ولایتهم" (جدید فقہی مباحث ۴، ص ۲۰۲)۔

ب- قاضی کی طرف سے متعین الفاظ میں ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ جو اعلان ہوتا ہے تو یہ اعلان اعلان سلطان کے حکم میں ہے۔

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر باقاعدہ شرعی شہادت ذمہ دار حضرات حاصل فرمالیں مثلاً قاضی شرعی، مسلمان وزیر، رؤیت ہلال کمیٹی، جمعیۃ العلماء، امارت شرعیہ جب کہ ان کے افراد باعلم اور متبع سنت ہوں، اور پھر ان کی طرف سے ریڈیو پر اس طرح اعلان کیا جائے کہ ہمارے پاس چاند دیکھنے والے ثقہ گواہوں نے شہادت دی ہے اور ان کی شہادت سے رؤیت ہلال تسلیم کر لی گئی ہے، لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں روز عید ہے، تو یہ اعلان یوم الشک سے متعلق مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں معتبر ہوگا، خواہ ہندوستان کا اعلان ہو یا کسی اور جگہ کا، جس مقام پر اعلان کے تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸ دن کا رہ جائے یا ۳۱ دن کا ہو جائے وہاں یہ اعلان تسلیم نہ ہوگا تاوقتیکہ خبر مستفیض کے درجہ تک نہ پہنچ جائے" (فتاوی محمودیہ ۱۱/ ۱۸۱)۔

د- معلن کا مقبول الشہادۃ ہونا ضروری نہیں بلکہ ذمہ دار مقبول الشہادۃ حضرات کی طرف سے اگر غیر مقبول الشہادۃ شخص اعلان کردے تو وہ بھی کافی ہے، جیسا کہ منادی کا حال ہوتا ہے (جدید فقہی مباحث ص ۲۰۲)۔

الف- جہاں ہمیشہ آسمان ابر آلود رہتا ہو وہاں مہینوں کا تعین جنتری اور قریبی مقامات کی تحقیق سے ہو سکتا ہے جہاں چاند نظر آتا ہے (فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۱۳۰)۔

ب- اگر ہر مہینہ تیس دن کا شمار کیا جائے اور چار پانچ سال میں ایک مہینہ کا فرق پڑ جاتا ہو تو ایسی جگہوں میں چاند کی رؤیت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، بلکہ دیگر ممالک میں شرعی قواعد کے تحت شہادت موجب طریقہ سے ہو تو رؤیت ہلال کے اعلان پر عمل کیا جائے گا۔

Marfat.com

جواب متعلقہ سوال رؤیت ہلال

مولانا محفوظ الرحمن صاحب

۱-(الف): اختلاف مطالع کا اعتبار ان دور کے شہروں میں جہاں کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے [illegible] مفتی کفایت اللہ صاحب (کفایت المفتی ج [illegible] ص [illegible]) میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک تحقیق اور مفتی بہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں [illegible] فتاوی دارالعلوم میں بھی ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں یعنی اختلاف مطالع تو درحقیقت واقع ہے لیکن شرعاً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے (فتاوی [illegible] [illegible])

ب- اختلاف مطالع میں حد [illegible] تعیین مقرر نہیں کی گئی ہے اس لئے اس کی تحدید نہیں کی جا سکتی۔

ج- ہندوستان میں [illegible] جو [illegible] مسافت سے [illegible] سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں۔

د- جہاں تک ایک [illegible] کی رویت کا ثبوت [illegible] سے [illegible] سے [illegible] جب تک [illegible] کا [illegible] رویت ہلال [illegible] ہے [illegible] ہے۔

[illegible]

البتہ رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے یا کوئی معتمد شخص یہ اعلان کرے اور اسے پہچانا بھی جاسکے تو خبر معتبر ہوگی۔

۲-الف- رؤیت ہلال کیلئے فلکیاتی حساب سے مدد نہیں لی جائیگی۔

ب- فلکیاتی حساب سے انتیس کی رؤیت کا امکان نہ ہونے کے باوجود انتیس کی شرعی شہادت مل جائے تو قابل قبول ہوگی۔

ج- محکمہ موسمیات سے مدد لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

د- عید نہیں منائی جائے گی شہادت دینے والے کو مغالطہ ہو گیا تھا، روزہ رکھا جائیگا۔

۳-الف- رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے جبکہ مطلع صاف ہو تو اتنے آدمی کی شہادت ضروری ہے کہ جس پر یقین ہو جائے، اور تعداد کی تحدید قاضی یا کمیٹی کی رائے پر مفوض ہے، اور عدل کا معیار اب بھی وہی ہوگا جو فقہاء نے لکھا ہے، اختلاف عصر سے عدل کی تعریف میں کوئی فرق نہیں ہوگا، مستور الحال کی شہادت رمضان کے ثبوت میں معتبر ہوگی، لیکن عیدین میں معتبر نہ ہوگی۔

ب- چاند دیکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی رؤیت کی شہادت دیں، اور ان کا بیان شہادت ہوگا، اس کے لئے شہادت اور مجلس قضا یا ایسا معتمد عالم جس کی باتوں کا عوام یقین کرتی ہو، اور شہادت کی دوسری شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

ج- رمضان اور عید الفطر کی شہادت فوری طور پر دینا ضروری ہے۔

۴-الف- ہندوستان میں محکمہ قضا شرعاً قائم نہیں ہوسکتا، ہاں محکمہ شرعیہ قائم کرنا ضروری ہے، اس لئے نظام قضا کے ذریعہ کیا ہوا اعلان دوسرے لوگوں پر لاگو نہیں ہوتا۔

ب- قاضی کی طرف سے اعلان ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعے اعلان سلطان کے حکم میں نہیں ہوگا۔

Marfat.com

ج- معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

د- الف- جن علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود ہو کہ انتیس کی رویت بہت مشکل ہوتی ہے وہاں بھی رمضان اور عیدین کے لئے رویت لازمی ہے۔

ب- البتہ ان ممالک میں کہ جہاں زیادہ تر رویت تیس کی ہوتی ہے اگر اس سے قریب کے علاقے میں رویت کا شرعی ثبوت ہو جائے اور بذریعہ اعلان تیقنی ان کو معلومات حاصل ہو جائے تو عمل کر لینا درست ہے۔

ج- ایک جگہ کی رویت کا شرعی ثبوت ہو جانے کے بعد اس پر اعتماد کر کے اور ذریعہ اطلاع شرعی ہو تو دوسرے علاقے کے لوگ اپنے علاقوں میں اعلان کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

رؤیت ہلال کے اعلان کا شرعی ضابطہ

مولانا عبدالوہاب ویلوری

"اختلاف المطالع غیرمعتبر علی ظاهر المذهب فیلزم أهل المشرق برؤیة أهل الغرب وقدرالبعد الذي تختلف فیه المطالع مسیرة شهر رد المحتار مع الدر المختار بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة أو یشهد علی حکم القاضي أو یستفیض الخبر"۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہلال کے مدنظر ایک ماہ انتیس کا ہوتا ہے ایک ماہ تیس کا (بخاری ومسلم) شعبان کے آخر روز میں چاند روبرو دیکھ کر رمضان کے تیس روزے رکھے، تیس روز ہلال دیکھ کر عید الفطر منانے دونوں ماہ روبرو طلوع ہوا، تمام ہندوستان والوں کو نظر آیا تو تمام کے لئے اتفاق ہوگیا فلاں بعض ماہ بالکل شمالی طرف طلوع ہوتا ہے تو جنوب والوں کو نظر نہیں آتا، بعض ماہ جنوب طرف طلوع ہوتا ہے تو شمال والوں کو نظر نہیں آتا، جیسا کہ ۱۹۹۱ء کے عید الاضحی کا ہلال شمال طرف طلوع ہونے پر جنوب والوں کو نظر نہیں آیا، لہذا جنوب والے ایک روز پیچھے منانے بالکل درست ہے۔

ٹیلیفون سے خبر پر عمل کرنے کیلئے خبر واحد غریب، دو شخص کا دینا جس کو عزیز کہتے ہیں، تین افراد کو خبر دینا جن کو مشہور کہتے ہیں، چار شخص کا کہنا جس کو متواتر کہتے ہیں جن میں سے ایک دو

Marfat.com

کو پہنچے ہوں متواتر عدد یقینیات پر دلالت کرتا ہے: "التجربات من الیقینیات" تجربہ یقین پر دلالت کرتا ہے۔ فون کی خبر سے چار عدد یقین پر دلالت کرتا ہے۔

روزہ رکھنے کے لئے اور روزہ چھوڑنے کے لئے بھی متواتر مناسب ہے۔

قانونی حد کے اندر ریڈیو سے ایک شخص اطلاع دیں عمل کر سکتے ہیں جب کہ ہلال میں تیس سے اس کا ثبوت ہو جائے اُنتیس کے طرف سے شخص کا اعلان کافی ہے۔

چونکہ یہاں تیس ضروری ہے، ہلال تیس سے ثابت ہونے کے بعد اطلاع کر سکتے ہیں۔ کسی بستی میں مطلع صاف ہے تو دو آدمی کی خبر سے عید منا نہیں سکتے بلکہ جماعت عظیم عدد ضروری ہے۔

یوں ہی تیس فورادیہ سے جبکہ وہ نیک ہوں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوں تو مان سکتے ہیں، کسی صوبہ کا قاضی اعلان کرتا ہے تو مدعی شرعی کا قائل بتاتے تا کہ موافق ہو، رؤیت ہلال میں دیانت کے مد نظر مسلمان کی گواہی معتبر غیر مسلم کا معتبر نہیں، ہاں معاملات میں اعتبار کر سکتے ہیں۔

"یقبل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرة وقوعها وشرط العدالة فی الدیانات" (درمختار ج ۵ ص ۲۲۰)۔

رؤیت ہلال کے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا محمد نعیم الدین ☆

۱۔الف - رؤیت ہلال کے سلسلے میں مطلع کے بارے میں مذاہب اربعہ کے مشائخ کے درمیان اختلاف ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں ہے حتی کہ اہل مغرب کی رؤیت کی خبر شرعی طریقہ سے اہل مشرق کو پہنچے تو مشرق والوں پر روزہ واجب ہے اور یہی حنیفہ کی ظاہر الروایۃ ہے کما فی رسائل ابن عابدین، ''فتح القدیر، در المختار بدائع الصنائع'' وغیرہا۔

دوسری جماعت کی رائے: ہے کہ مطلقاً اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا جس طرح کہ غروب وطلوع شمس اور اوقات صلوۃ وافطار میں مختلف اماکن میں اختلاف ہوتا ہے۔

تیسری جماعت کی رائے: یہ ہے کہ بلاد قریبہ میں اعتبار نہیں کیا جائیگا اور بلاد بعیدہ میں اعتبار کیا جائے گا فقہاء احناف میں سے صاحب کنز علامہ زیلعیؒ صاحب ''بدائع'' علامہ کاسانی صاحب تجرید نے اس آخری قول کو اختیار فرمایا ہے (کمافی فتح القدیر ۲/ ۵۳)۔

ب- شاہ انور کشمیریؒ اور حضرت شبیر احمد عثمانی نے بھی العرف الشذی شرح ترمذی و فتح الملہم شرح مسلم میں اس آخری قول کو ترجیح دی ہے، ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو بعضوں کے حق میں مہینہ ستائیس یا اٹھائیس دن کا اور بعضوں کے لئے

☆

انتیس یا تیس دنوں کا ہو جائے گا حالانکہ نصوص سے ثابت ہے کہ کوئی مہینہ انتیس سے کم اور تیس سے زائد کا نہیں ہوگا۔

بعض حضرات نے بلاد متباعدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے انہوں نے قریب و بعید کی حد فاصل ایک مہینہ کی مسافت مقرر کیا ہے، بعض حضرات علماء نے بلاد کے دور یا قریب ہونے کا معیار یہ قرار دیا ہے کہ اس مسافت میں ایک تاریخ کی تبدیلی ہو [illegible] اعتبار [illegible] سے مہینہ میں ایک یوم کی کمی زیادتی ہو جاتی ہو اور حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ قریب و بعید کا اعتبار مفوض الی رای المبتلی بہ ہے۔

اکثر نے ایک تیسری جماعت کا قول نقل کیا اور [illegible] ہے، یعنی اگر ایسے [illegible] میں مغرب کی رویت کی شہادت مشرق میں اور مشرق کی مغرب میں پہنچ جائے [illegible] طرف ایک شخص کی شہادت کا اعتبار ہوتا [illegible] ہے، بہر حال اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے [illegible] صورت میں ہوں گی کہ ایک ملک میں مغرب کی طرف مشرق میں پہنچتی ہے [illegible] پڑے گا اور مہینہ میں کمی زیادتی ہو سکتی ہے۔

[illegible] ان علاقوں میں [illegible] اختلاف [illegible] میں کمی زیادتی کا سوال نہیں آتا ہے [illegible] قرار دیا ہے۔

[illegible] ۲۹ تاریخ کو رویت ہلال کی شہادت [illegible] سے مطابق [illegible] رویت ہلال [illegible]

اعلان کا انتظار کریں، اور دوسرے حصے کے قضاۃ اور ہلال کمیٹیاں اس اعلان کی پابند بھی نہیں ہیں، البتہ اعلان اگر خبر مستفیض کے درجہ میں پہنچ جائے اور مقامی قاضی یا ہلال کمیٹی اس خبر مستفیض پر اعتماد کرے یا شرعی طریقہ سے رؤیت مذکورہ کا ثبوت ان کے پاس ہو جائے تو اعلان کر سکتے ہیں، ہاں اگر پہلے اعلان کرنے والا کوئی مرکزی قاضی یا ہلال کمیٹی ہو تو ماتحت سب قاضی اور ہلال کمیٹیاں اس اعلان کی پابند ہیں۔

ایک حصہ کی رؤیت اور اعلان کے مطابق دوسرے حصوں کے مسلمانوں پر عمل کرنا اگرچہ لازم نہیں ہے، لیکن اس حصہ کے مسلمان اپنے مقامی قاضی کے فیصلہ کے مطابق روزہ رکھ کر تیس روزے پورا کریں اور دوسرے حصوں کے مسلمانوں نے انتیس روزہ رکھ کر عید کیا تو ان کو ایک روزہ کا قضاء کرنا واجب ہے۔

ھ- ہلال رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کے لئے ثبوت رؤیت کے واسطے باقاعدہ شہادت یا خبر مستفیض کی شرط ہے اور ہلال رمضان کے لئے شہادت یا خبر مستفیض کی نہیں ہے۔

لہذا ہلال رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کی رؤیت مطلقاً فون، فیکس، ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ ثابت نہیں ہوگی، بلکہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ان ذرائع سے خبر کی نشر کی جائے تو اس خبر کا اعتبار ہوگا ورنہ نہیں۔

۱- جس علاقہ میں رؤیت ہوئی اس علاقہ کے قاضی یا ہلال کمیٹی چاند دیکھنے والوں کی شہادت پر مطمئن ہو کر ثبوت رؤیت کا فیصلہ دیں۔

۲- قاضی یا ہلال کمیٹی نے جن الفاظ سے اعلان کیا ہے، ریڈیو یا ٹیلی ویژن میں بعینہ وہ الفاظ نشر کئے جائیں۔

۳- ریڈیو یا ٹیلی ویژن میں فیصلہ دینے والا قاضی یا ہلال کمیٹی کا تعارف ہو۔

۴- ریڈیو یا ٹیلی ویژن اسٹیشن کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ قاضی یا ہلال کمیٹی کے

Marfat.com

فیصلہ کے علاوہ دوسرے کسی کی خبر یا اعلان کا نشر نہ کرے۔

اسی طرح خبر مستفیض کا آلات مذکورہ کے ذریعہ شائع ہونے اور اس کے اعتبار کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ مختلف علاقوں کے ریڈیو اسٹیشنوں سے شائع ہو اور چاند دیکھنے والے یا قاضی کے فیصلہ سننے والے جو خبر شائع کرتے ہیں مختلف ہوں، اگر ایک ہی دیکھنے والے یا سننے والے سے مختلف اسٹیشنوں سے شائع ہو تو خبر مستفیض نہیں، اس کا اعتبار نہیں ہوگا، نیز چاند دیکھنے والوں یا قاضی کا فیصلہ سننے والوں کا نام مع پتہ اور فیصلہ دینے والے قاضی کا نام مع پتہ خبر میں بتایا جائے۔

خلاصہ یہ کہ خبر دینے والے کی شناخت پوری طرح ہو جائے اور بیان کریں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے یا ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی یا ہلال کمیٹی کے سامنے شہادت پیش کی گئی اور انہوں نے شہادت کا اعتبار کر کے ثبوت رویت کا فیصلہ دیا ہے۔ [illegible]

اور فون کے ذریعہ پہنچنے میں شرط یہ ہے کہ آواز پہچانی جائے اور خبر مستفیض میں یہ ہو کہ کئی طرح مختلف اشخاص سے فون ہو اور فون کرنے والے کی شناخت حاصل ہو۔

ٹیلی گرام کی خبر معتبر نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں ٹیلی گرام کرنے والے کا نہ خط ہوتا ہے اور نہ آواز ہوتی ہے، لہذا خبر یا اعلان کی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

۲-الف- رویت کے لئے فلکیاتی حساب کے معتبر ہونے میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن محقق بات یہ ہے کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے۔

"وانه لا يعتمد على ما يخبر به اهل الميقات والحساب والتنجيم لمخالفته شريعة نبينا عليه افضل الصلوة والتسليم" [illegible]

البتہ تائید کے لئے مدد لی جا سکتی ہے لیکن اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، چاند کی تلاش کرنا ضروری ہے۔

ب- فلکیاتی حساب کے خلاف اگر کسی خطہ میں مہینہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رویت ہو جائے اور شرعاً مقبول شہادت مل جائے تو رویت ثابت ہو جائے گی اور فلکیاتی حساب کو غلط قرار دیا جائے گا۔

"کما فی الظہیرۃ عن ابن عباس انہ کان یعتبر فی حق کل بلدۃ رؤیتہ اھلھا. وفی الھدایۃ لقولہ ﷺ صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ. فان غم الخ. وفی فتح القدیر ۲/۲۴۳ فی الصحیحین عنہ علیہ الصلوۃ والسلام صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان الخ"۔

ج- علم ہیئت سے رویت ہلال کے لئے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس پر بھروسہ کرکے چاند کی تلاش سے باز رہنا درست نہیں ہوگا بلکہ باقاعدہ چاند کا تلاش کرنا واجب ہے مع الدلائل المذکورۃ۔

۲- اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت پر قاضی نے ابتدائے رمضان کا فیصلہ کرکے اعلان کردیا اور اس کے بعد ۳۰ رمضان کی شام کو مطلع بالکل صاف ہونے کے باوجود چاند دیکھنے کی بہت کوشش کرکے چاند نہیں دیکھا گیا تو اگلے دن کا روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ اس چاند دیکھنے والے شاہد کو مغالطہ ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

"(ثم اعلم) انہ اذا تم عدد رمضان ثلاثین بشھادۃ فرد و لم یر ھلال الفطر والسماء مصحیۃ لا یحل الفطر اتفاقا لظھور غلط الشاھد" (رسائل ابن عابدین ۱/۲۴۲)۔

۳- الف- جبکہ مطلع صاف ہو تو رمضان وعیدین کے چاند دیکھنے کی شہادت کے لئے جم غفیر کی شرط ہے، جم غفیر کے لئے کوئی عدد معین نہیں، بلکہ امام قاضی کو جتنی عدد سے غلبہ ظن حاصل ہو جائے اتنی عدد کافی ہے (الفتاویٰ الہندیہ ۱/۱۰۱)۔

Marfat.com

[illegible]

والعدل هو الذی غلبت حسناته سیئاته [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

۴- ہندوستان کے جن صوبوں میں نظام قضا موجود ہے، مثلاً بہار، اڑیسہ، آسام، کرناٹک وغیرہ، اگر وہاں کے قاضی چاند ہونے کا ثبوت کے بعد اعلان کریں تو اس حلقۂ قضاء کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

ب- قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلیفون کے ذریعہ متعینہ الفاظ نمبر اول کے شق (د) میں مذکورہ شرائط کے ساتھ اگر اعلان ہوئے تو وہ اعلان قاضی کے متعینہ حدود میں اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا، کیونکہ متعینہ حدود کے اندر سکونت کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے وہ اس قسم کے حکم دینے کے لئے مجاز ہے۔

ج- ایک صوبہ کے قاضی یا ہلال کمیٹی شرعی اصولوں کی بناء پر رؤیت ہلال ثابت ہونے کے بعد اعلان کریں تو وہ صرف اسی صوبہ کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے لئے وہ خبر کے درجہ میں ہوگا، کیونکہ قاضی کو جس متعین حد کے لئے منتخب کیا گیا وہ اس متعین حد کے اندر حکم دینے کے لئے مجاز ہے۔

۵- بندہ کے خیال میں ریڈیو سے ہلال کے اعلان کا معتبر ہونے کے لئے معلن کا مسلمان ہونا ضروری نہ ہونا چاہئے، بلکہ تجربہ سے اگر ظن غالب ہو جائے کہ معلن قاضی یا ہلال کمیٹی کی طرف کی صحیح نسبت کرتا ہے تو اس پر اعتماد کرنا چاہئے، کیونکہ غلبۂ ظن حجت موجبہ للعمل ہے۔

كما صرح به في رد المختار ۲/۱۲۸، قلت والظاهر أنه يلزم أهل القرى الصوم بسماع والمدافع أو رؤية القناديل من مصر: لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به الخ۔

الف- جن علاقوں میں مطلع عموماً ابر آلود رہتا ہے اور عموماً چاند کی رؤیت ۲۹ ویں تاریخ کو ممکن نہیں ہوتی ہے ایسے علاقوں میں ہمیشہ رمضان وعیدین کے فیصلہ کے لئے ۳۰/دن کا مہینہ

Marfat.com

شمار کرنا چاہئے۔

ب- اگر ہر مہینہ ۳۰ دن کا شمار کیا جائے تو تقریباً ۳۲ سال میں ایک سال کا فرق ہو جائے گا اس لئے ایسی جگہوں میں دوسرے بااختیار جگہ سے اعلان پر اکتفاء کرنا چاہئے۔

ج- ملک کے چند شہروں یا صوبوں سے قاضی یا ہلال کمیٹی کی طرف سے رؤیت ہلال کے ثبوت کا فیصلہ ہونے پر ان جگہوں کے ریڈیو اسٹیشنوں کی طرف سے رؤیت ہلال کا اعلان کیا جائے تو یہ اعلان اگر خبر مستفیض کے درجہ میں پہنچ جائے تو دوسری جگہوں سے متعلق ذمہ داران اس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے علاقہ میں اعلان کر سکتے ہیں۔

البتہ اس خبر مستفیض کو اعتبار کرنے کے سوال نمبر اول سے شق (د) میں ذکر کردہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا۔

رمضان کب شروع ہو، امکانی یا یقینی رویت پر

جناب عمر افضل

گذشتہ دو دہائیوں سے جب سے چاند دکھائی دینے کی پیشگوئی کے بارے میں اس فنی (ٹیکنالوجیکل) تیز رفتار ترقی کے ساتھ ہی پہلے سے ترتیب کردہ اسلامی قمری کلینڈر کا مطالبہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اکثر وہ لوگ جو امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے حساب لگاتے ہوئے اسلامی کیلنڈر کی حمایت کرتے رہتے ہیں، انہوں نے ان مسائل پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا جو ایک عالمی اسلامی کیلنڈر مرتب کرنے میں درپیش ہوں گے۔ کئی سالوں سے ایک ساحرانہ تکرار سنائی دے رہی ہے کہ "امکان اس کا حل ہے"۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم ایک اسلامی مہینہ کے آغاز کے لئے امکانی رویت کو ایک جائز شرعی دلیل تسلیم کر سکتے ہیں؟

مندرجہ ذیل امور کی بنیاد پر "امکان" کے خلاف ایک مضبوط دلیل قائم کی جا سکتی ہے:

- یہ واقعی (حقیقی) رویت نہیں ہے۔
- قرآن و سنت کے تحت ہلال کی واقعی رویت مطلوب ہے، محض اس کے واقع یا وجود کا تعین کافی نہیں ہے، نیز یہ شہادت (گواہی) کے مسلمہ اصول کے بھی خلاف ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے ۲۹ تاریخ کی شام کو رویت کے امکان کی طرف اشارہ فرمایا [illegible] ہوتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ محض امکان

پوری ہو جائیں، بلکہ چاند دیکھ کر ہی اختتام کریں [illegible] آپ ﷺ چاند کی تحقیق ہو جانے پر ہی روزے رکھنے کا آغاز فرماتے تھے، چاند کی رؤیت نہ ہونے کی صورت میں آپ ﷺ نے قمری مہینے کے ۳۰ دن پورے کرنے کی ہدایت فرمائی، یعنی ۳۰ تاریخ کی شام کو چاند ہمیشہ دکھائی دیتا ہے۔

ب۔ مسلم فقہ (فقہ حنفی) رمضان کے آغاز اور اختتام کے لئے اصول اور معیار وضع کرنے کی غرض سے [illegible] اور [illegible] اصطلاحات استعمال کرتے تھے۔

رؤیت ہلال کے بارے میں کسی مسلمان کی گواہی تسلیم کرنے کی بابت [illegible] حدیث (جو آگے بیان کی جاتی ہے) کے برخلاف [illegible] حدیث [illegible] دو شاہدوں کی گواہی ضروری قرار دیتے ہیں [illegible] امام مالک، امام ابو حنیفہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک مطلع صاف ہونے کی صورت میں جم غفیر ([illegible]) رؤیت کی شرط عائد ہوتی ہے [illegible] ۵۰ آدمیوں کی گواہی ضروری ہے جب مطلع ابر آلود ہو [illegible] امام ابو یوسف نے [illegible] کثرت سے [illegible] ۵۰ آدمیوں کی گواہی ضروری ہونی چاہئے۔ جبکہ انہوں نے اس میں اضافہ کیا [illegible] مسجد سے ایک بڑی جماعت رؤیت کی شہادت دے [illegible] امام [illegible] ۵۰۰ آدمیوں کی گواہی کافی ہے۔

ان فقہاء اور [illegible] جمع [illegible] شرط [illegible] ایک [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] مطلع صاف [illegible]

[illegible]

شہادت کو مسترد کر دیا، کیونکہ دیگر قرائن ان کی شہادت کے خلاف تھے۔

ج– "امکان" ہمیشہ ایک غیر یقینی صورت حال ہے جو اسے ایک درست معیار بنانے یا قرار دینے سے مانع ہے۔

امکان میں کسی فردی ترجیح کے مطابق وسعت ہو سکتی ہے، یعنی امکان بعید یا محض امکان یا "تقریباً یقین کی صورت"۔ عملی طور پر حالیہ برسوں میں مسلمانوں نے دینی شعائر کی ادائیگی کی غرض سے ناقابل قبول تاریخوں کا جواز پیش کرنے کے لئے برابر "امکان" کا سہارا لیا ہے۔ متعدد مسلم ممالک میں سرکاری طور پر "امکان" کی بنیاد پر اسلامی تاریخوں کا اعلان کیا جانے لگا ہے۔

مثال کے طور پر سعودی عرب کے تازہ ترین کیلنڈر کی ترتیب کے مطابق جب سورج کے بعد چاند غائب ہوتا ہے تو اسلامی مہینہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سے قبل امکان سے متعلق ان کی تعبیر و تعریف کے سبب سعودی تاریخیں چاند کی واقعی رؤیت سے ایک یا دو دن پہلے شروع ہو جاتی ہیں۔

۱– مصر میں ۱۹۶۷ء سے غروب آفتاب کے امکان کے بعد ۵ رمنٹ کا وقفہ رائج تھا۔ ۱۹۸۸ء سے اب اسے غروب آفتاب کے بعد ایک منٹ کر دیا گیا ہے۔

۲– انڈونیشیا، ملیشیا، برونئی وغیرہ اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کا تعین کرنے کے لئے ان کا اپنا "امکان" کا دریچہ ہے۔

۳– ترکی کا ۸ ڈگری زاویہ ر ۵ ڈگری ارتفاع کا اصول و معیار بھی امکان کی بنیاد پر ہی قائم ہے۔

شمالی امریکہ میں متعدد جماعتیں (گروپ) سورج کے ساتھ غروب قمر یا سیکنڈوں کا وقفہ رمضان اور عیدین کی تعین اور اعلان کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں واقعی رؤیت کے فضول دعوی کو تسلیم کرنے کے لئے امکان کافی ہے۔

عالمی رؤیت کے بارے میں فقہی پوزیشن

سنت اور فقہ کے مطابق صرف مقامی رؤیت ہی معتبر ہے، امام مسلم، امام ترمذی اور بہت سے دیگر محدثین نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہر شہر کی اپنی رؤیت ہے۔ ان کا قول ہے کہ اس مسئلہ پر اہل علم کا اتفاق ہے: "لكل بلدة رؤية وعليه إجماع أهل العلم"۔

شروع میں مسلمانوں کو کوئی مسئلہ درپیش نہیں تھا، کیونکہ اس وقت ۱۵-۲۰ میل سے فاصلے پر بھی رؤیت کی فوری اطلاع پہنچنے کے وسائل موجود نہیں تھے (۱۶ ابی داؤد حدیث سے دیکھئے: سنن الترمذی کتاب الصوم ۳، ۲۷ حدیث نمبر ۶۹۱)۔ بعد کو جب فقہاء نے "[illegible] (والی حدیث) کو تمام مسلمانوں کے لئے عمومی حکم ہونے کی تعبیر پیش کی تب یہ سوال پیدا ہوا کہ دو شہروں کے درمیان رؤیت کو درست ماننے کے لئے کتنا فاصلہ شمار کیا جائے گا۔ علماء اس [illegible] بحث و استدلال میں مشغول تھے کہ آیا پوری دنیا ایک مطلع ہے یا رؤیت صرف اس علاقے تک محدود ہے جہاں چاند دیکھا گیا۔ تب تک ۱۹۵۰ میں خبر رسانی کے ذرائع میں انقلاب آگیا، [illegible] رؤیت ہلال کی خبر ہزاروں میل دور ان مقامات پر پہنچ سکتی ہے جہاں چاند نہیں دیکھا گیا۔ [illegible] اب ٹیلیفون اور ٹیلیویژن نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں [illegible] صورت حال [illegible] آج رؤیت ہلال کی خبر چند منٹوں میں [illegible] میں پہنچ جاتی ہے لیکن پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمان اس میں [illegible] مسلم ممالک کوئی ایسا معیار قائم کرنے پر متفق نہیں ہو پاتے ہیں جس سے [illegible] پہلی تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے۔

حساب کا اعتبار

اسلامی تاریخوں کا تعین کرنے کے لئے [illegible] حساب کو معتبر [illegible]

اس سے خلاف استدلال کرتے ہیں لیکن ان کی دلیل کا مغالطہ بالکل واضح ہے۔

۱- قرآن مجید اس کی تصدیق کرتا ہے کہ چاند کی گردش حساب کے مطابق ہوتی ہے (۲:۹۵، ۵:۵۵ وغیرہ)۔ نئے چاند کا حساب لگانے کا طریقہ ۳۰۰۰ سال سے بھی زیادہ سے رائج تھا لیکن ہلال قمر کے لئے حساب لگانے کی بات پوری نہ ہوسکی لیکن ۱۹۸۰ء میں کمپیوٹر کے ذریعہ چاند کی رؤیت کے افق (مطلع) کی حدود کا گراف تیار کرلیا گیا، ۱۹۸۱ء کے بعد کی مشاہدہ نے ماہ بماہ اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی ہے۔

۲- رسول اللہ ﷺ اس بات کو ہرگز ممنوع قرار نہیں دے سکتے تھے جس کی قرآن مجید نے تصدیق کی ہے (۵:۵۵، ۹۶:۶ وغیرہ)۔

۳- حساب کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کسی خاص سیکنڈ میں چاند کس منزل میں ہے۔

۴- یہ سنت کی اس ہدایت کے مطابق ہے کہ ''أحصوا هلال شعبان لرمضان''۔

۵- حضور اکرم ﷺ کے فرمان: ''فاقدروا له'' سے جو مراد ہے، یہ اسی کی پیروی ہے۔

- اس سے غلطی کے امکانات ختم ہوجاتے ہیں اور صوم وافطار کا بالکل صحیح تعین ہوتا ہے۔

۶- امیہ کی حدیث اس وقت کی پوزیشن کو واضح کرتی ہے اور اسے لکھنے اور حساب لگانے کے خلاف ایک عمومی حکم قرار نہیں دیا جاسکتا ہے (بعض لوگ اسے ایک مستقل حکم قرار دیتے ہیں لیکن اسے صرف چاند کا حساب لگانے تک محدود کردیتے ہیں، جبکہ اس اختصاص کے لئے ان کے پاس کوئی معقول وجہ نہیں ہے)۔

۷- تابعین، محدثین اور فقہاء، مثلاً امام ابوحنیفہ اور شافعی اس دور میں حساب لگانے کی اجازت دی، جبکہ وہ شمار صحیح نہیں ہوتا تھا، سبکی سے لے کر قرضاوی تک متعدد علماء شہادتوں کی

Marfat.com

پیدا ہونے والے خلل اور الجھنوں سے بچنے کے لئے "حساب" پر اعتماد کرتے ہیں۔ حساب
[illegible] سے ایک خاص حد تک صحیح ہوتا ہے۔

اسلامی مہینے اور اسلامی ایام یا تاریخ

منازل قمر کا حساب بالکل درست ہے، لیکن اس بارے میں متعدد مسائل تشنہ طلب ہیں۔ اسلامی مہینہ غروب شمس کے بعد رؤیت ہلال کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ ایک اسلامی تاریخ غروب شمس کے بعد سے شروع ہوتی ہے، کیلنڈر مرتب کرنے والے کے لئے یہ دو اہم مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مشکل مسائل کو حل کئے بغیر امت مسلمہ کے لئے "مرتب شدہ کیلنڈر" پر متفق ہونا تقریباً محال ہے۔

۱۔ رؤیت ہلال ہر ماہ ایک مختلف مقام سے شروع ہوتی ہے۔

۲۔ افق پر سب سے پہلی رؤیت مغرب کی سمت جھکاؤ کے ساتھ ہوتی ہے، یہاں تک کہ تین [illegible] ایام میں پورے آفاق پر پھیل جاتی ہے۔

۳۔ زمین ایک گیند کی مانند ہے، یہ چپٹے میدان کی طرح نہیں ہے۔ ایک شہر میں چاند دکھائی دیتا ہے لیکن دوسرا شہر جو چند میل پر مشرق یا شمال جنوب کی سمت واقع ہے، دوسری جگہ سے چاند نظر نہیں آتا۔

رؤیت کے بارے میں چار اہم تاریخی مسائل و مشکلات یہاں [illegible] [illegible] کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمان چاہتے ہیں [illegible] [illegible] متحد ہوں، وہ ایک "رؤیت" چاہتے ہیں، وہ قرآن و سنت کی [illegible] [illegible] اور [illegible] میں وہ اپنے وطن کے حساب سے [illegible] چاہتے ہیں اور [illegible] ایک عمل اور آسان حل ہے جو رؤیت کے بارے میں [illegible] [illegible] ہیں۔

Marfat.com

جغرافیائی قطعیت پر مبنی ''امکان''

ایک پہلے سے مرتب اسلامی قمری کلینڈر کے لئے ہمیں بعض دشوار انتخاب (Choice) کرنے ہوں گے اور کچھ سادہ لوحی کے حل پر انحصار کرنا ہوگا، جیسے ''امکان'' کو قبول کرنا جس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

کئی سالوں سے بعض مسلم دانشور اس بات کی وکالت کر رہے ہیں کہ اسلامی قمری مہینے کے آغاز کے لئے نئے چاند (ہلال) کے اجتماع (Conjunction) (قران) کو اختیار کر لیا جائے، لیکن وہ اس بات کا ادراک نہیں کرتے کہ قران کو قبول کر لینے سے طلوع ہوئے چاند سے متعلق کیا دشواریاں پیش آئیں گی، قران (Conjunction) دن یا رات میں کسی وقت بھی واقع ہوسکتا ہے، تو ہم پہلی تاریخ کا تعین کیسے کریں گے اور کرہ (Globe) کے کس نقطہ سے کریں گے، اسلامی دن (یوم) کی تعیین کیسے کی جائے گی، اس وقت اسلامی دن/تاریخ کا آغاز غروب آفتاب کے بعد جب کہ ہلال پہلی بار دیکھا جاتا ہے، سے ہوتا ہے، اگر ہم اجتماع یا قران کو اختیار کر لیں تو مثال کے طور پر کہیں دوپہر سے اس کا آغاز ہوگا، دوسرے مقامات پر اوقات کے اعتبار سے یہ نصف صبح سے نصف شب تک سے شروع ہوسکتا ہے، مثال کے طور پر اگر قران ساڑھے بارہ بجے دوپہر کو واقع ہوتا ہے تو کیا ہم دوپہر ساڑھے بارہ بجے سے روزہ شروع کریں گے یا افطار کریں گے؟ کیا دوپہر کو عید منائیں گے اور اگر یہ قران (اجرام فلکی) سورج غروب ہونے سے ۱۰ منٹ قبل یا بعد کو واقع ہو تو پھر کیا ہوگا؟ دن اور تاریخ کا حساب کیسے کیا جائے گا، اگر ہم ''امکان'' کی راہ اختیار کریں تو امکان الرؤیہ کی تعیین کیسے کی جائے گی؟ اس کا انحصار سب سے پہلی نوشتہ رؤیت پر ہوگا یا چند نوشتہ رؤیت ہلال کا وسیلہ ہوگا، سال بہ سال ہمیں لوگوں کی طرف سے واقعی رؤیت کے دعوے موصول ہوتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں، جن کی زیادہ دلچسپی اس میں ہوتی ہے کہ ریکارڈ کی کتابوں میں ان کا نام درج ہو جائے، جیسا کہ ایران سے موصولہ یہ دعویٰ

Marfat.com

...... ۷ جنوری ۲۰۰۰ء جمعہ کے دن غبار آلود مطلع میں چاند دیکھنے میں کامیاب ہوئے۔ اگر ۸.۰۲۵ ڈگری کا بعد درست ہے تو ہم ساری دنیا میں پہلے مقام پر ہیں۔ اس وقت ہلال (نیا چاند) کا سب سے کم زاویائی بعد ۸.۵۳ ڈگری ہے۔ یہ امریکہ کے مسٹر جیمس کا قول ہے (یہ ہلال ۷ جنوری جمعہ کے دن شام کو ۸:۱۰ بجے تک نیویارک سے سنت موئی ایم او) تک نہیں دیکھا گیا (جو کہ مشرقی اور وسطی ریاستیں ہیں) جبکہ مطلع صاف تھا اور معتبر مشاہدات دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

امکان کا بطور دلیل شرعی جواز ثابت کرنے کے لئے اجماع مطلوب ہوگا۔ امت اسے صرف اسی صورت میں قبول کرے گی جب یہ رؤیت کے مسلمہ اصول ومعیار پر اور تقریباً قطعی جغرافیائی اصطلاح پر پورا اترے۔

یک طرفہ نکات پیش کرنے کے بجائے ہم اس کی تعریف مندرجہ ذیل انداز سے کر سکتے ہیں:

۱- ایک مقررہ نقطہ وقت

۲- ایک مقررہ قمری نصف النہار

قران وقت میں ایک مقررہ نقطہ ہے جس کا پوری صحت کے ساتھ حساب لگایا جا سکتا ہے اور اسی طرح بین الاقوامی نصف النہار خلا میں مقرر کی جاتی ہے۔ ایک مقررہ اختیاری یا ہو سکتا ہے گا۔

- اگر قران (اجتماع فلکی) (Conjunction) آئی ڈی ایل (۱۲۰ ڈبلیو – ۱۱۰۰ ای) کے آس پاس واقع ہوتا ہے تو ایک اسلامی مہینے کی تاریخ دوسری قمری تاریخ (۱۸۰ ای بین الاقوامی نصف النہار) پر غروب آفتاب سے شمار کی جائے گی۔

- اور اگر قران (۱۱۰۰ ای – ۱۲۰ ڈبلیو) کے درمیان واقع ہوتا ہے تو اسلامی مہینہ کی

پہلی تاریخ دوسری قمری تاریخ (۱۱۸۰ ای) پر غروب آفتاب تک مؤخر کر دی جائے گی۔

یہ وضع تشکیل سے قیاس ہوتا ہے۔ (۱) قران، آئی ڈی ایل (دونوں مقررہ) کے آس پاس، (۲) ۱۸۰ ڈبلیو سے قبل قیاسی رؤیت، دونوں صورتوں میں نئے چاند (ہلال) کی حقیقی رؤیت یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے، پہلی صورت میں اسلامی مہینہ کی پہلی تاریخ آئی ڈی ایل سے شروع ہوگی، جبکہ چاند کی عمر تقریبا ۱۸ سے ۲۸ گھنٹہ تک ہو چکی ہوگی، دوسری صورت حال میں چاند ۳۶ گھنٹے پرانا ہو چکا ہوگا۔

بلاشبہ دنیا کے کونے کونے میں آباد تمام مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں چاند اچھی طرح نہیں دیکھ سکیں گے، تاہم دنیا کے بڑے حصے کے لئے اس سے قرآنی شرط پوری ہو جائے گی، اگر ہمیں ۱۱۸۰ ای کی ہی تاریخ تک گھٹا دیں تو ہم ''رؤیت کو بالکل نظر انداز کر دیں گے، اس صورت میں دنیا میں کہیں بھی رؤیت ہلال نہیں ہو سکے گی (ماسوائے امریکہ کے انتہائی مغرب یا ہوائی (Hawaii) میں کبھی کبھار ہی)۔

رؤیت ہلال کا مسئلہ

[illegible]

جواب (۱)

[illegible]

[illegible] ارشاد باری تعالیٰ ہے: هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا
وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ما خلق الله ذلک الا بالحق
یفصل الآیات لقوم یعلمون [illegible]

([illegible])

[illegible] آیت کی روشنی میں [illegible]
معقول بات ہے۔

[illegible]

ب- اگر مطالع کے اختلاف کے اعتبار پر اصرار ہو تو ان دو ملکوں کا الگ الگ مطلع ہو جائے جن کے درمیان ایک دن کا فرق ہے، اور علم فلکیات کی روشنی میں فضائی مسافت پیش نظر رہے۔

ج- ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے، خواہ ممالک کے وقوع میں بلندی و پستی کا کافی تفاوت ہو، اس دور میں یہ چاروں الگ الگ ممالک تصور کئے جاتے ہیں مگر عہد قدیم میں ان چاروں ممالک کا شمار ایک ہی ملک میں ہوتا تھا اور ان کا مطلع بھی ایک تھا، اب حکومت کے بدلنے سے مطالع کا اختلاف قبول کرنا غیر معتبر ہے۔

د- جب مطلع ایک ہو گیا ہے تو کسی بھی حصہ میں ہلال کی رؤیت کے ثبوت کا شرعی طور پر اعلان ہو تو دوسرے علاقوں کے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس اعلان پر عمل پیرا ہوں، "جب ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو تمام شہروں کے لئے حکم لازم آتا ہے" (فتح الباری ۴/۹۸)۔

ہ- اگر کسی خطہ میں رؤیت ہو جائے اور دوسرے خطہ تک بذریعہ فیکس، ریڈیو اور ٹی وی نشر ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے بشرطیکہ معلن مجہول و مستور الحال نہ ہو۔

جواب (۲)

الف- ہندوستان کے مختلف علاقوں کے موسم و فضا میں یکسانیت نہیں رہتی، لہذا فلکیاتی حساب سے مدد لی جا سکتی ہے: "لتعلموا عدد السنین والحساب" اس پر دال ہے، کیونکہ قمر کے سلسلہ میں طے ہے: "قدرناہ منازل"، یہ حکم الہی ہے۔

ب- اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ر تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود اس خطہ سے رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملتی ہے تو اس شرعی شہادت کو مغالطہ شمار کیا جائے اور شہادت رد کر دی جائے، کیونکہ ماہرین فلکیات نے "کل

Marfat.com

یجری لاجل مسمی کے مطابق نظام شمسی کے کل کائنات کے پیچ انتقال وحرکت ومقید ومحفوظ کر دیا ہے۔ چاند، سورج اور سیاروں کے طلوع وغروب کے اوقات فلکیاتی حساب کی بنیاد پر صحیح اور سچے ثابت ہوتے ہیں، اس میں شک کی گنجائش نہیں دکھائی دیتی۔

ج- چاند کی رؤیت کے لئے محکمہ موسمیات سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

د- اگر ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور ایک شخص کی شہادت کی بنا پر قاضی نے آغاز رمضان کا اعلان کر دیا ہو، اس کے بعد رمضان کی تیس تاریخ مکمل ہو چکی ہو، ۳۰ تاریخ کی شام موسم بالکل صاف ہو اور عید کا چاند دیکھنے کی بہت کوشش کے باوجود کسی کو بھی عید کا چاند دکھائی نہ پڑا ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ جس فرد واحد نے رمضان کے چاند کی گواہی دی تھی اسے مغالطہ ہوا، لہذا اگلے دن کو رمضان کی ۳۰ تاریخ قرار دے کر روزہ رکھنے کا فیصلہ کیا جائے۔

جواب (۳)

الف- رمضان وعیدین کے ثبوت کے لئے موجودہ دور میں اتنا کافی ہے کہ چاند دیکھنے والا معاشرہ میں جھوٹا نہیں سمجھا جاتا ہو، فلکیاتی حساب وآلات رصدیہ کی موجودگی میں چاند دیکھنے والے افراد کے سلسلہ میں جو حدیث میں آیا ہے اسی پر عمل کیا جائے۔

ب- چاند دیکھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ قاضی یا متعلقہ ذمہ دار عہدیدار رؤیت ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کو اطلاع دیں، چاند دیکھنے والوں کا بیان شہادت ہے، لہذا اس میں شہادت کی دیگر شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں، "فمن شهد منكم الشهر فليصمه"۔

ج- چاند دیکھنے والے فوری طور پر شہادت دیں، اگر کافی تاخیر ہو جائے تو شہادت پر شک وشبہات کی گنجائش نکل آتی ہے اور انتشار واختلافات کا امکان ہے، لہذا تاخیر سے آنے والی شہادت رد کی جا سکتی ہے۔

جواب (۴)

الف- ملک میں کسی بھی جگہ صحیح نظام قضا موجود ہے، اگر وہاں کا قاضی چاند ہونے کا ثبوت ہونے کے بعد اعلان کرتا ہے تو اس حلقۂ قضا کے تمام مسلمانوں پر اس اعلان کے مطابق عمل ضرور ہوگا۔

ب- قاضی کی طرف سے اگر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے ذریعہ متعینہ الفاظ میں اعلان ہو تو اس کا اعلان سلطان کے حکم میں ہوگا۔

ج- ہندوستان اور اس جیسے ملکوں میں اگر ایک صوبہ کا قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی شرعی اصولوں کی روشنی میں رؤیت ہلال کا اعلان کرے تو اس صوبے کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہوگا مگر دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کے لئے محض ایک خبر ہوگی، اور اس علاقہ کے ذمہ داروں کا اعلان اس حلقہ کے مسلمانوں کے لئے اعلان سلطان کا حکم رکھتا ہے۔

د- ریڈیو سے رؤیت ہلال کا اعلان اگر کسی قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی کی جانب منسوب ہو تو قابل اعتماد ہے۔

جواب (۵)

الف، ب- جن علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے، وہاں ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کیا جائے گا۔

ج- کسی ملک کے چند شہروں یا صوبوں کی ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کی طرف سے رؤیت کا ثبوت ہو جائے اور ریڈیو اسٹیشن سے اس کا اعلان ہو تو دوسرے علاقوں کے لئے بھی قابل عمل ہوگا۔

Marfat.com

مناقشہ

رؤیت ہلال

قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب صدر! حضرات شرکاء سمینار!

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اس وقت کا جو اجلاس ہے وہ مسئلہ رؤیت ہلال پر غور کرنے کے لئے منعقد ہو رہا ہے، رؤیت ہلال کا مسئلہ ہمارے لئے اس لئے غیر معمولی طور پر اہمیت کا حامل ہے کہ روزہ جیسی عبادت اور عید الاضحی اور حج اور عید الفطر ان سب کے احکام جو شرعی احکام ہیں ان عبادات کے، وہ رؤیت ہلال پر ان کی بنیاد ہے، پتہ نہیں مجھے یہ بات کہنی چاہئے یا نہیں کہ شریعت نے جب یہ بات کہی کہ ہم سب کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی، ان پر ہمارے ماں باپ قربان جب یہاں پر اس کائنات میں مبعوث فرمایا تو کہا گیا کہ "بعثت بالحنفیۃ السمحۃ" میں ایک ایسا دین لے کر آیا ہوں جو دین حنفی ہے اور جس میں سماحت ہے جس میں سہولت ہے اور ایک بڑا سے بڑا عالم ایک بڑا سے بڑا فلسفی ایک بڑا سے بڑا سائنسداں اور ایک عامی سے عامی انسان بھی اس دین کے مخاطب ہیں اور اگر آپ پورے نظام شریعت پر نظر ڈالیں تو یہ بات آپ کو صاف محسوس ہوگی کہ ہر ایک کے لئے اس دین کا نظام اور اس پر عمل کرنا آسان ہے ہر ایک کے لئے اس دین پر چلنا آسان کر دیا گیا ہے بلکہ آنحضور ﷺ نے جو زندگی گزاری آپ کی تمام ہی زندگی کے حصوں میں وہ معاشرتی حصہ ہو، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی معاملات ہوں حضور کا اسلوب ایسا ہے کہ ان کی اتباع ہر شخص کے لئے آسان ہے اور ایمان کی بات تو آپ نے

Marfat.com

حضرت نجم الدین کبری اور خود امام غزالی اور امام رازی کے ہاں پڑھی ہوگی، اور ہمارے بزرگوں نے آخر میں یہی کہا کہ ہم دیہات کی اس معصوم اور علم وفلسفہ سے بہت دور اس بھولی بھالی بوڑھی عورت کے ایمان پر ہم مر رہے ہیں جو انتہائی درجہ کامل یقین کا ہوتا ہے میں اس مناظرہ کو جو ان بزرگوں کے ساتھ شیطان کا بوقت موت ہوا ہے اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا آپ سب اس سے خوب واقف ہوں گے تو دین کی یہ سماحت، دین کا یہ یسر اور دین کی یہ سہولت، اس معنی میں غیر معمولی اہم ہے کہ ہر کس وناکس کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔

جیسا کہ مولانا نے یہ کہا ابھی قرآن کی آیت پڑھی ''الشمس والقمر بحسبان''، واقعی یہ ایک طبیعاتی حقیقت ہے، کہ نظام قدرت جس طرح مرتب فرمایا گیا ہے اس میں ایک بال کے برابر بھی کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن جو اصل قرآن کی تعبیر کی خوبی ہے کہ عالم تکوین کا یہ بیلنس اور عالم تکوین کا یہ توازن اور عالم تکوین کا یہ بالکل نپا تلا حساب کے ساتھ جو پورا سسٹم خالق نے قائم کیا ہے وہ اس کو استدلال کے طور پر پیش کرتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں بھی اسی بیلنس اور اسی توازن کو برتو جو کائنات کے خالق نے کائنات کے نظام میں رکھا ہے، اور ہر فساد کی جڑ اسی توازن کا فقدان ہے، وضع المیزان، اگر یہ کائنات کے خالق نے ہر جگہ ایک توازن اور بیلنس قائم رکھا ہے تو آپ سے بھی یہی کہا گیا کہ آپ توازن اور اعتدال میں کوئی بے اعتدالی ہرگز پیدا مت ہونے دیجئے اور ہمیں بطور علم ایک عام انسان کو یہ بتادیا گیا، ''یسئلونک عن الأهلة قل هي مواقيت للناس''، اس طرح اس چاند کا گھٹنا بڑھنا ہمارے لئے وقت اور تاریخوں کی شناخت کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کو ہر وناکس آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا ہے جو آج پرابلم مسلمانوں میں پیدا ہورہا ہے عید کے معاملہ میں، رمضان کے معاملہ میں اس کے پیچھے میں پورے اطمینان سے کہتا ہوں کہ نہ شریعت کا نقص ہے نہ حاملین شریعت کا نقص ہے بلکہ سموتات کا فقدان ہے اور شارع علیہ السلام کے حکیمانہ ارشاد پر قربان جایئے کہ انہوں نے ہر بات کو کس طرح دور فرمایا کہ صاحب

Marfat.com

شب قدر گذر گئی مولویوں نے ہماری شب قدر خراب کر دی، جب لوگوں نے یہ کہا تو اس وقت شارع حکیم کا وہ خطاب سامنے آیا "الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والأضحی یوم تضحون" ممکن ہے کہ واقعہ کے اعتبار سے چاند مطلع پر آ گیا ہو لیکن ثبوت رؤیت کے لئے جو معیار شریعت ہے وہ پورا نہیں ہونے کی وجہ سے علماء نے اس کا ثبوت تسلیم نہیں کیا ہو یا ممکن ہے کہ جن شہادات پر اعتماد انہوں نے کیا ہے جو معیار شریعت پر اتری تھیں ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ غلطی بھی ہوئی ہو لیکن اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری ان جھگڑوں میں تم مت پڑو، جس دن تم نے افطار کیا وہی دن یوم افطار ہے تمہارے اجتماعی فیصلوں سے جس دن روزہ کو قرار دیا وہی دن روزہ کا آغاز ہے اور جس دن قربانی اور جس دن حج کے لئے وہی دن یوم حج ہے اور وہی دن یوم اضحی ہے اس طرح اللہ کی وسیع رحمت کو تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر وہ پچھلی رات گزر گئی تو اب کبھی شب قدر آنے کا سوال ہی نہیں ہے، شب قدر سے جو فضائل ہیں یا اس سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ تم پریشانی میں مت پڑو، جس دن طے ہو جائے کہ اس دن شب قدر ہے اسی دن تم وہ شب قدر سے تم فضائل سے استفادہ ہو گا انشاء اللہ اور اسی دن فطر اور اسی دن صوم اور اسی دن اضحی اور اسی دن حج، ان سارے جھگڑوں کی جڑ کاٹ دی شارع حکیم نے، الحمد للہ پانچ رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے دین پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، صلی اللہ علی سیدنا محمد۔

تو اس لئے میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جو جھگڑے ہمارے یہاں ہوتے رہتے ہیں وہ بات نہیں ماننے کا نتیجہ ہیں شریعت کا کوئی قصور نہیں ہے اور میں صادق صاحب کی ایک بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فقہاء نے ایک عجیب صراحت کی ہے کہ اگر ماہرین فلکیات یہ کہتے ہیں کہ آج روزہ کا دن نہیں ہے یا ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ آج روزہ کا دن ہے لیکن اس قاضی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ آج روزہ کا دن ہے تو آپ کو روزہ رکھنا پڑے گا اس ماہر فلکیات کو بھی، اور اگر عدم صوم

Marfat.com

ہے کہ آج روزہ کا دن نہیں ہے تو اس ماہر فلکیات کو بھی نہیں رکھنا پڑے گا جو جانتا ہے کہ آج روزہ کا دن ہے، یہاں تک کہ اگر شخص نے اپنی کھلی آنکھوں سے چاند دیکھا لیکن کسی وجہ سے قاضی نے اس کی شہادت کو معتبر نہیں مانا تو ایک عجیب حکم دیا ہے شریعت نے کہ اگر اس نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا اور قاضی کا فیصلہ ہے کہ آج رویت نہیں ہوئی تو یہاں پر اس کو روزہ رکھنا پڑے گا اور عید کے دن اس کی شہادت نہیں بھی مانی تو اس کو افطار کرنے پڑے گا یعنی رویت بصری کے مقابلہ میں بھی جو فیصلہ قضاء ہے وہ نافذ ہے یہ ساری چیزیں ایسی فقہاء نے لکھ دی ہیں کہ مسئلہ کی نوعیت میں کہیں پر کوئی الجھن اور ابہام مجھے نہیں محسوس ہوتا ہے پچھلے تقریباً ۶۲ ء سے میں سمجھتا ہوں کہ ۳۲ سے ۳۳ برس ہو گئے ہوں گے، ۳۲، ۳۳ برس کے طویل عرصے میں رمضان اور عید کے فیصلے میں کرتا رہتا ہوں لیکن مجھے کبھی الجھن اس میں الحمد للہ نہیں ہوئی، مسئلہ جو کچھ آتا ہے نہ ماننے کا آتا ہے، جب نہ ماننے کا مزاج جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے یا منمانی کرنے کا رجحان جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے وہیں وہیں پر مشکلات پیدا ہوتی جاتی ہیں، بہر حال میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ کچھ موٹے موٹے اصول ہمیں مرتب کر کے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کر دینی چاہئے اس سلسلہ میں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان اجتماعات کا ذکر کروں جو اس موضوع پر مختلف مواقع پر ہو چکے ہیں، جیسے جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس مرادآباد، سب سے پہلی چیز جو ہمارے علم میں ہے وہ ہے اس میں مطلع کے بارے میں ایک بڑا اہم فیصلہ ہمارے اس زمانے کے بزرگ علماء نے لیا تھا جو اصحاب تحقیق اور اصحاب علم تھے۔ جس میں غیر منقسم ہندوستان کے مطلع کو ایک تسلیم کیا گیا تھا، تجربات سے کچھ دشواریاں ہو سکتی ہیں، اور جس سے مجھے واسطہ پڑا ہے اس لئے کیرالہ کے فیصلہ کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ عام طور پر کیرالا کا جو فیصلہ ہوا کرتا ہے اور وہ بھی کیرالا میں ایک طبقہ کا ان کا اپنا فیصلہ صحیح ہوگا لیکن اگر کیرالا کی حد تک شہادت ہوتی ہے تو وہ پورے ملک سے میل نہیں کھا پاتی، اکثر ان کی جو قریبی دوسرے ممالک ہیں ان سے ان کی رویت جڑ جاتی ہے مگر ملک کا جو عام حصہ

Marfat.com

ہے ہندوستان کا اس سے اس کی شہادت نہیں جڑ پاتی۔

ابھی ہمارے کیرالا کے دوست نے جو تحریر بھیجی ہے اس میں مجھے یہ علم میں نہیں تھا انہوں نے کہا کہ صاحب دس بیس میل اندر سمندر میں کشتیوں پر بیٹھ کر لوگ چلے جاتے ہیں اور سمندر میں چاند دیکھ کر آتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں پانی کا بڑا اثر ہے چاند کے دیکھنے میں اور آئینہ کا، یہ ہمارے طارق صاحب اس کو ہم لوگوں کو سمجھائیں گے کہ اس کی کیا تاثیر ہوا کرتی ہے یہ چونکہ فلکیات کے ماہر ہیں اس لئے اسے بتائیں گے لیکن یہ فرق پڑتا ہے کبھی ہم نے محسوس کیا کہ کشمیر کے کسی آخری علاقے میں رویت ہوتی ہے لیکن وہ رویت یہاں وہاں سے لے کر پورے ملک میں نہیں ہو پاتی ہے وہاں ہمیں دشواری ضرور ہوتی ہے لیکن وہ رویت یہاں وہاں سے لے کر پورے ملک میں نہیں ہو پاتی ہے وہاں ہمیں دشواری ضرور ہوتی ہے یہ پاکستان کا مطلع جس کو ہمارے بزرگوں نے ہندوستان کے مطلع کے مساوی مانا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس تفصیل سے آپ سنیں گے پاکستان سے اعلان کو جب سے خاص طور سے ٹی وی کا ضابطہ اہتمام کے ساتھ اعلان ہوتا ہے تو اگر وہ کوئٹہ یا زیارہ یا افغانستان یا ایران کے بارڈر پر جو حصہ پاکستان کا ہے وہاں اگر کسی گاؤں میں دیکھ لیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ انتظامی وحدت کی بنیاد پر وہ پورے ملک پاکستان کے لئے اس کو تسلیم کر کے رویت کا اعلان کر دیں گے جیسے اگر بھروچ میں دیکھ لیا جائے اور مجھے بذریعہ اگر اس کا علم یقینی حاصل ہو جائے تو میں بہار میں اس کا اعلان کرواں گا میں اس کو ٹھیک سمجھتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ صاحب جو ایران سے بارڈر سے ملا ہوا گاؤں ہے یا افغانستان سے ملا ہوا گاؤں ہے اس گاؤں کی رویت کو اساس بنا کر ہم اعلان کر سکتے ہیں یا نہیں یہ مسئلہ اور نیپال میں اور یہاں اور وہاں اس میں تھوڑی دشواریاں ہوتی ہیں۔ میرا اختلاف نہیں بلکہ میں عرض یہ کر رہا ہوں حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب کی تحریک پر حضرت حکیم الامت حضرت مولانا قاری طیب صاحب، حضرت شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین صاحب علیہ الرحمہ، حضرت مولانا سید

میاں صاحب حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب دس بزرگوں کی طرف سے جن میں جہاں تک میری یادداشت ہے کہ ابھی دو صاحبان یعنی حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم یہ دو بزرگ ابھی موجود بھی ہیں اور ان آٹھ میں کئی کے بارے میں بتایا کہ وہ گذر چکے ہیں ان حضرات کی طرف سے ایک اجتماع منعقد ہوا تھا ان کی دعوت پر اور وہ مسجد عبد النبی میں ہوا اس میں ایک بڑی مضبوط تحریر مرتب کی گئی تھی سبھی شرکاء علماء کے اتفاق رائے سے جس میں پورے ہندوستان کے مطلع کو ایک تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ ایک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی ایسی تشکیل پانی چاہئے جس کی برانچیز ان تمام صوبائی جماعتوں یا ذمہ داروں کو تسلیم کرنا چاہئے جو اپنی اپنی جگہ پر رؤیت ہلال کا اعلان کرتے آرہے ہیں، اگر ممبئی میں امام جامع مسجد اعلان کرتے ہیں دہلی میں اگر امام جامع مسجد اعلان کرتے ہیں پٹنہ میں امارت شرعیہ اعلان کرتی ہے کلکتہ میں اگر زکریا مسجد کے امام اعلان کرتے ہیں تو ان سب کو ایک حصہ مانا جائے اس مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا اور ان میں سے اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ فیصلہ پوری آل انڈیا مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا فیصلہ تسلیم کیا جائے، یہ راستہ اختلاف کو دور کرنے کے لئے نکالا گیا تھا، بہت مفصل وہ تحریر ہے دلائل کے ساتھ ہے، بہر حال بدقسمتی ہماری یہ رہی کہ صاحب جامع مسجد میں مار پیٹ ہوگئی کہ میرا نام ریڈیو پر آئے کہ میرا نام ریڈیو پر آئے اس کی تفصیل میں میں کہاں جاؤں بہت افسوس ہوتا ہے لیکن ایک بہترین نظام جو طے کیا گیا تھا اور مولانا قاضی سجاد حسین صاحب کو اس کا کنوینر بنایا گیا تھا وہ ایک بہترین صورت تھی امت کو متحد رکھ کر کے چلنے کی لیکن وہ ہمارے بزرگوں کی بڑی قیمتی کوشش اس طرح ضائع ہوگئی تو ہماری بدقسمتیوں کے جو بہت سے سلسلے ہیں ان میں سے ایک سلسلہ یہ بھی ہوا، لیکن اب پھر وہ انتشار روز بروز چونکہ عام رجحان منمانی ہونے لگا ہے اور ہوائے نفس کی اتباع جو ہونے لگا ہے تو پھر وہ جھگڑا کھڑا ہوتا ہے۔

Marfat.com

بہر حال میں کہتا ہوں کہ یہ معیار اپنی رہنمائی دے سکتا ہے [illegible] میں [illegible]
[illegible] بہت محنت [illegible] میں پیچھے نہیں ہٹتا کہ یہاں سے [illegible]
[illegible] ایک رہنما اصول آپ [illegible] سکتے ہیں [illegible] میں [illegible]
[illegible] تمام مسلمانوں [illegible] درخواست کریں گے کہ آپ ان [illegible]
[illegible] ان میں جو [illegible] حذف و اضافہ [illegible]
[illegible] لکھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس وقت ایک [illegible]
[illegible] ایک بات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ جانتے ہیں [illegible] الموتی [illegible]
کفر میں کہتا ہوں [illegible]
[illegible]
[illegible] چاہئے [illegible]

وانتشار سے بچانے کے لئے اقدام کریں چاہے اس کے لئے ہم کو کتنا ہی جھکنا کیوں نہ پڑے کہ "من تواضع للہ رفعه الله ان شاء الله"۔

مولانا یعقوب اسماعیل منشی صاحب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى ،صدر محترم! رفقاء کرام علماء عظام!

چاند کے بارے میں ہمارے مولانا حبیب صاحب اور حکیم صاحب کے مقالات ماشاء اللہ مکمل مدلل تھے اب کوئی ایسی بات رہتی نہیں ہے جس کو کہا جائے چاند کا مسئلہ آپ جس ملک میں ہیں اس میں اتنا پیچیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان ممالک میں ہے کہ جن ممالک میں ہمیشہ افق غبار آلود رہتا ہے، یوروپ کے وہ ممالک کہ جس میں ہمیشہ افق دھندلا رہتا ہے اور وہاں پر چاند کی رؤیت شاذ ونادر ہوتی ہے پچیس سال کے تجربوں میں بہت ہی کم مہینوں میں سال کے وہاں چاند دکھائی دیتا ہے سورج کا بھی مسئلہ ہے چاند کا کہاں تو ان ملکوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے یہ ان ملکوں میں چونکہ وہاں مقامی رؤیت کا مسئلہ نہیں ہوتا اس لئے باہر کی خبروں کے اوپر انحصار ہوتا ہے، اگر باہر کے خبروں پر انحصار نہ کریں اور تیس دن تو تیس دن کس سے گنیں، کونسی تاریخ سے تیس دن گنیں یہ ایک مسئلہ ہوتا ہے بہر حال یہ ہمارے یہاں کے ایسے پیچیدہ مسائل ہیں، اقتدار مسلموں کا نہیں ہے اس لئے وہاں جتنے اختلافات ہیں آپ کے یہاں اس کا عشرہ عشیر بھی نہیں، جہاں پر الحمد للہ فضا افق صاف ہوتا ہے وہاں کے جو کلینڈر بنتے ہیں اس کلینڈر میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی وہ تقریبا امکانی رؤیت پر بنتے ہیں اور اس سے آگے پیچھے چاند کی رؤیت کا مسئلہ کوئی زیادہ مشکل ہوتا نہیں، اب جن ممالک میں یہ مسائل ہیں وہاں پر چونکہ اقتدار مسلمانوں کا ہے نہیں اس لئے یہ مسئلہ اور پیچیدہ ہوجاتا ہے اور جیسے ہمارے ایک فاضل نے بتایا کہ وہاں دو دو تین تین چار چار دن رمضان شروع کرتے رہتے ہیں عید ہوتی رہتی ہے ۱۹۹۲ء میں یہ شکل صورت ہوئی

Marfat.com

پورے کرۂ ارض پر کہ چار دن تک رمضان شروع ہوا، ۱۹۹۲ء کی چار مارچ سے لے کر سات مارچ مسلسل چلتا رہا، کہیں ایک جگہ تین کی رؤیت کے بعد چار کا اعلان ہوا دوسری جگہ چار کی رؤیت کے بعد پانچ کا ہوا تیسری جگہ پانچ کی رؤیت کے بعد چھ کا ہوا اور آپ کے ہندوستان میں اور دوسری جگہوں میں اس کے بعد سات کا اعلان ہوا، چار دن تک، اب یہ غیر فطری فرق ہے یہ مشکل سے برسوں میں جا کر کے دو دن کا فاصلہ ورنہ ایک دن کا فرق ہوتا ہے، یہ غیر فطری فرق اس وجہ سے ہوا کہ متحقق رؤیت نہیں ہوئی یا محقق رؤیت کے اوپر فیصلہ نہیں ہوا اگر متحقق رؤیت سے اوپر فیصلہ ہو جاتا تو بہت بڑے کرۂ ارض کے اوپر زمین کے بہت بڑے حصے کے اوپر ایک دن یکسانیت کے ساتھ رمضان وعید شروع ہو سکتے ہیں اور رمضان وعید منائی جا سکتے ہیں لیکن مسئلہ یہ پیدا ہے کہ اب اس کو نہ کہتے بنے نہ سہتے بنے جو جہاں ہیں وہ وہاں ٹکتے اس لئے ہم کہتے ہیں ہوئی کہ یہ یہاں آپ کے یہاں اتنا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے اور جن کے لئے پیچیدہ مسئلہ ان کے حل کے لئے ان کے پاس کوئی قوت و اختیار نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جو ہے مسلمانوں کو توفیق نصیب فرمائے، آخر میں ایک بات ضرور میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا جو عام طور پر ہمیں علم ہیئت کے سلسلہ میں تھوڑی بہت شد بد تک بہت ضروری ہے آج کا ہمارا اب ہمارے علماء رؤیت کے مسائل یا چاند کے مسائل میں زیادہ تر مباحث اختلاف مطالع پر ہوا کرتی ہوتی ہیں کہ معتبر ہے کہ غیر معتبر ہے لیکن ارض البلد کے اختلاف سے اس پر کتنا فرق پڑتا ہے یہ اس کا علم ہیئت کے ساتھ تعلق ہے اس سے ہم واقف نہیں ہوتے، حکیم صاحب نے ہمارے ....قمر اور اجتماع شمس و قمر بیان کیا میرے پاس مفتی حضرات کے خطوط ہیں جنہوں نے یہ جملہ لکھا ہے کہ اجتماع شمس و قمر ہو گیا ہے اب بتائیے کہ ایک مفتی اپنے منصب افتاء پر بیٹھ کے اس قسم کا جملہ اگر کوئی لکھے اور اگر کوئی ایسا آدمی پڑھے تو اس سے افتاء کا پایہ گرتا ہے تو اس لئے اس کا بہت بڑا ادارہ ہے جب ثبوت شہر میں اور اسلامی مہینے کے ثبوت میں رویت ہی کا اعتبار ہے علم

Marfat.com

حساب علم فلک یہ اس بات کو بتاتے ہیں کہ بھائی سورج سے چاند کی دوری یہ چاند کی رؤیت کا سبب ہے، مہینے کے ثبوت کا سبب نہیں ہے کہ بھائی یہ دوری ہوگی اگر چاند نظر آ گیا تو مہینہ ثابت ہو جائے گا نہیں نظر آئے تو تیس دن پورے کریں گے لیکن نفی کی صورت میں جب قطعی حساب یا ماہرین ہیئت قطعی طور پر یہ بتائے کہ بھائی اس وقت ہمیں ہندوستان کے افق پر چاند جو ہے نیچے چلا گیا ہے افق سے اور شہادتیں مل رہی ہیں اس کو ان شہادتوں کو مشکوک قرار دے کر کے اور اس کو قرار دے کر کے اس کو رد کر دیا جانا چاہئے، اس لئے کہ جو چیز ابھی شہود کے لئے وجود شرط ہے شہود کے لئے وجود شرط ہے وجود ہی نہیں ہے افق تک شہود کس بات کا تو یقیناً ...... کوئی شبہ ہوا ہے۔ میرا جہاں تک خیال ہے کہ آج تک جتنی مؤتمرات اور سمینار اس موضوع پر ہوئے ہم نے اپنے مقالے میں اس کی لسٹ دی ہے ان ساری مؤتمرات نے قدرے مشترک علماء اور اور علماء ہیئت اور فلک نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر علم ہیئت عدم امکان رؤیت کو بتائے یا قطعاً عدم رؤیت کو بتائے اور کوئی ایسی شہادت موصول ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے دیکھی، اس شہادت کو رد کر دیا جانا چاہئے، اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو پھر شہادت کے سلسلہ میں فیصلہ کرنے والا بصیرت پر نہیں ہوگا، اس کے فیصلہ میں غلطی ہوگی، اس لئے امام مالکؒ نے اور دوسرے نے اس بات کو لکھا ہے میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے حوالہ اس وقت ذہن میں نہیں ہے کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ قاضی اور فیصلے کرنے والے کو خود یا تو علم ہیئت کے علم جو بنیادی ہیں وہ ہونا چاہئے یا ایسے آدمی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے کہ جو اس علم کو رکھتا ہو تا کہ فیصلے میں غلطی نہ ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں یکسانیت اور وحدانیت کو پیدا کرنے کی، قاضی صاحب نے جیسا کہ شروع میں فرمایا کہ ماننے کا مسئلہ ہے ہموتات کا، ہموتات کا انسان کی طبیعت اتنی جلد باز ہے کہ مسلمان عید کے کرنے میں کہ بھائی کب کر لے عید، جلد باز ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح توفیق نصیب فرمائے، و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین۔

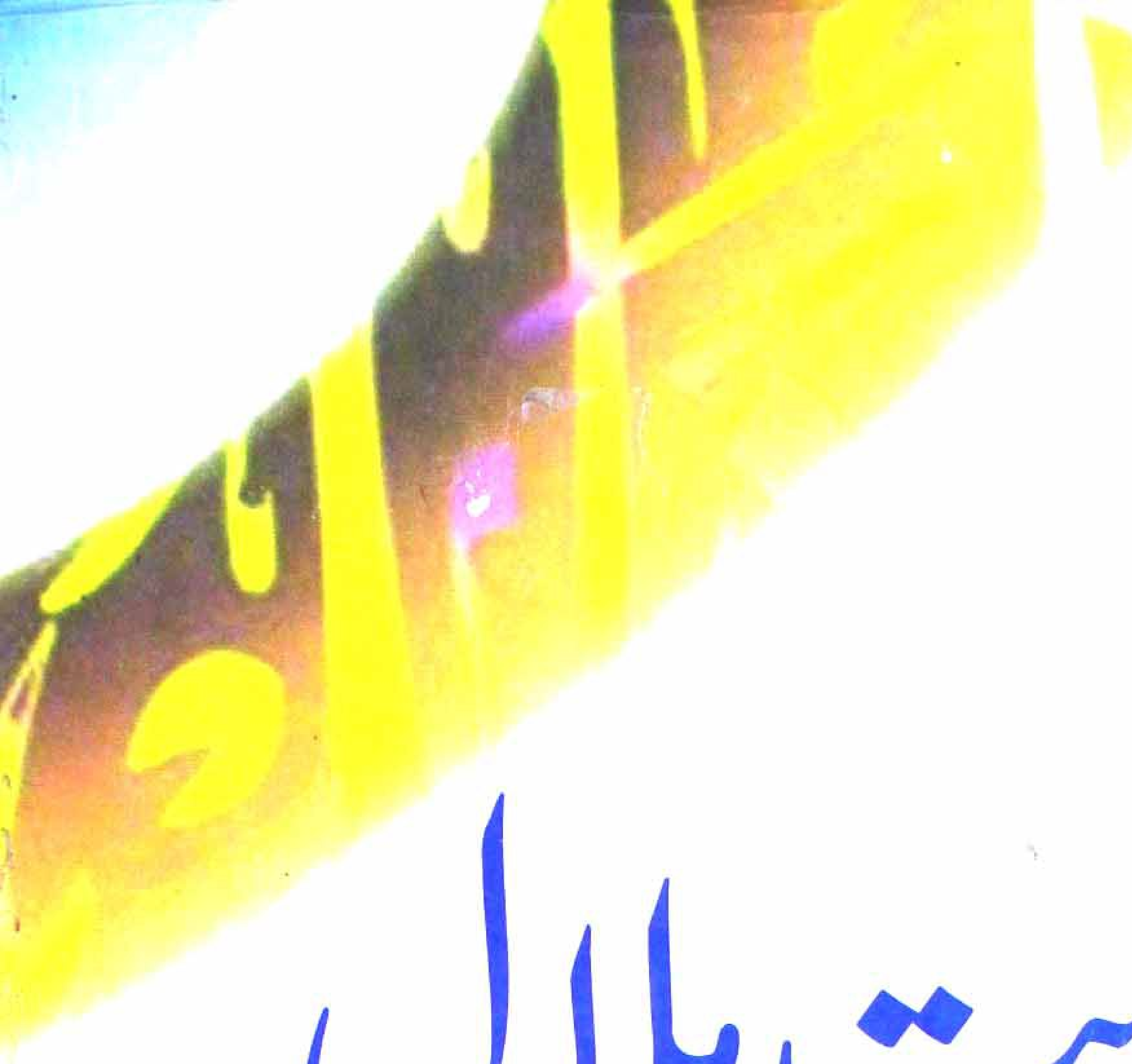

رویت ہلال

فقہ اسلامی کی روشنی میں

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز